

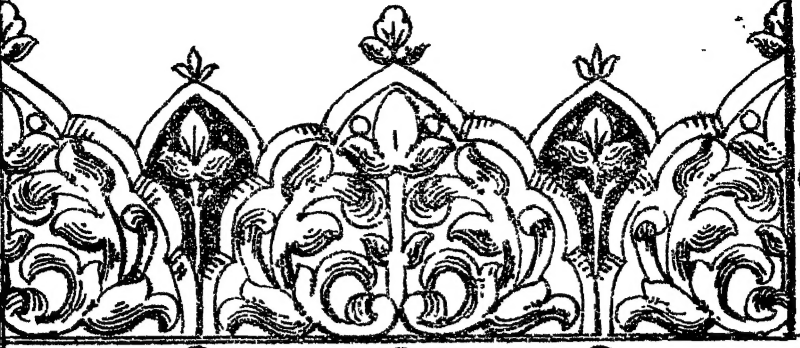
عصا مکه و مکرمه و فضیل و قلیل و زین و زین

وین و زین

مروف و زین

کلا و زین

مکرمه و مکرمه و فضیل و قلیل و زین و زین



بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب سے بڑگانہ ہو اور دست شناسا تیرا
 تو ہی کیسا کوئی ثانی نہیں حق تیرا
 حوصلہ بہت مرا مرتبہ اعلا تیرا
 سجدہ کہ جانے ملک نقش کف پا تیرا
 سر وہ کٹ جائے نہ جو زمین کہ سودا تیرا
 پرورش یافتہ ہوں دامن مہر تیرا
 تو ہی چاہیگا تو بگڑیگا یہ چہ تیرا
 میری آنکھوں سے کوئی دیکھے نہ تھا تیرا
 میں ہی کچھ ذکر نہیں کرتا ہوں نہ تھا تیرا
 میں بھی شائق ہوں صنم صورت موسا تیرا
 کس طرح دھیان ہوا و فرس نہ تھا تیرا
 تجکو ای سوج مبارک ہے وہا تیرا
 خود بخود بن گیا ہے ساختہ نقشا تیرا
 دامن یار خدا ڈھانک لے پر و تیرا
 عالم نور ہوا سے حور سراپا تیرا
 ہو چکا تھا رخ خورشید پہ دھوکا تیرا

حور پاک نہ ڈالے کبھی شب یہ تیرا
 شان ایفہ ہی نری مرتبہ اعلا تیرا
 عقل کیا دخل کرے کہ حقیقت ہی تیری
 راہ میں اسکی جونا بت قدمی ہو گئے
 جستجو میں ہونہ دوڑیں تری ٹوٹیں ہواؤں
 دوش دایہ کو میں جالوں نہ کنار مادر
 تو ہی نے اسکو بنا یا ہی مد قدرت سے
 دیدہ بلی کے لیے دیدہ مجنون ہو مرور
 ایک عالم کو ترے نام کا ہی وردا دوست
 میں بھی دیکھو لگا دکھا تجکو تجلایہ جمال
 کسکی آنکھوں سے ہو دعویٰ تجھے چشمی کا
 میں مسافر ہوں اتر جاؤ لگا پار اکدم بین
 قصہ کر کے نہیں چھینچا قلم قدرت نے
 تیری سوائی کے خون نہادار ہے ہی
 آنکھ لا سکتی نہیں تاب تجلایہ جمال
 چشم دابر و بھی اگر تیری سہی ہوتی اسکی

<p>بدلون خاتم سے سلیمان کے نہ چھلا پھرو ہم فقیروں نے لیا جب سے سہا لائیرا روں دیو کا نہ موتی مجھے دریا تیرا اپنے مشتاقوں سے ناحق ہی یہ پردا تیرا مخونہ دکھلائے خدا پھر مجھے دنیا تیرا کھنٹی گیا صانع ایجاد سے نقشا تیرا میرے یوسف نہ بنے گا یہاں سودا تیرا</p>	<p>شکِ بقیس بنایا ہے خدا نے جگو بیٹھے تکیہ بھی لگا کر نہ کبھی اُسدن سے پہنچ و تاب اس قدر موجِ عبث ہو جگو یا کردار مانی میں تیری نہیں پڑنے کا خلل تھکے سیرا رہوں جاتا ہوں جگو ملکِ ہوم اختیاری نہیں مہربا رہنے ایسی ہی شکل یہ بہا جنس ہے تو اہل جہان ہمہ قد و</p>
--	--

<p>Chac 108</p>	<p>عاشقِ روستے پری شیفۃ حور نہیں سن جانِ جانِ رند ہی دیوانہ و شیدا تیرا</p>
---------------------	---

<p>مثلِ جادہ راستے میں اپنا گھر ہو جائیگا دور سے سے یا رہن دوران سر ہو جائیگا کار گر یہ تیرے پیکانِ دیر ہو جائیگا گرمِ بقاری میں ہنسک شر ہو جائیگا گرہے انگشتِ لوشقِ القمر ہو جائیگا قطرہِ نسیان نہیں کچھ جو گھر ہو جائیگا کو بکویں ہوں تو تو بھی دیر ہو جائیگا چاند سا چہرہ ترا رشکِ قمر ہو جائیگا یہ ہنڈولا بھی کبھی زیرِ زبر ہو جائیگا تھم اک دن و درۃِ شمس و قمر ہو جائیگا خشک ہو نیکا نہیں تو تاکر ہو جائیگا شاخ سے جو برگ نیکے گا تیر ہو جائیگا دیدہ اہلِ نظر میں تیرا گھر ہو جائیگا کیا سمجھا تھا یہ زندانِ میرا گھر ہو جائیگا دم میں سنگِ روستے گلِ قلعہ دگر ہو جائیگا بحرِ طوفان ہو گا اک عالمِ ادھر ہو جائیگا</p>	<p>منزلِ مقصود کا سودا اگر ہو جائے گا باڈہ کلکوں میں افیون کا اثر ہو جائیگا میرے نالے کا ترے دل میں اثر ہو جائیگا جامے سے باہر جو شاق سفر ہو جائیگا تجھ میں بھی یوسف مرے ہر بجز ختمِ انبی اشکِ چشمِ سینہ ریشاں ہے یہ طوفانِ لائیکا لائیکی گردش میں تجکو بھی ہری آوارگی نور کا عالم بنا دیگا اسے حسن و شباب ایک عالمِ حرکت و بالائیک کے ہاتھ سے یوں نہیں رہنے کے گردش میں ہیشہ مہرہ مثلِ موسیٰ راہ مانگوں گا اگر دریا سے میں وہ شجر ہوں میرے قاطع ہوگی سر نہری مری خاکساری سر درساں شیوہ کر گیا تو اگر سیر کو آیا تھا ہستی میں ظلم سے میں غریب ہو عبث نازان تو حسن کم قبا پر غریب حسن کی دولت سے ہر تجھ میں کسٹم شانِ خدا</p>
---	--

<p>موت گمانی کرنی ہو دیگی دم نہ کر سخن یاوری طالع کرے تو کیسیا کیا مال ہو یا رخصت ہو دیگا اندھیر ہو دیگا جہان یا رہن گرا دل شے ہی شدت رہی گرہ ہی بہن فرقت جانا ناکی مہمان دربان غم نہ کھا تجھے سوار رزاق کو یہ فدا رفت بعد مردن خواب غفلت سے تو ہوگا ہوشیار جائے گا چوری کفن بھی بعد مردن گور سے</p>	<p>بال سے باریک مضمون کمر ہو جائیگا سنگر نہ ہاتھ میں لوگیا تو زہر ہو جائیگا ظلمت شب سے سید نور سحر ہو جائیگا کام میرا آخر اسے درد جگر ہو جائیگا نوش جان درد و غم و خون جگر ہو جائیگا لاکھ درد و ہونگے گریہ نایک ہو جائیگا تب خبر ہوگی تجھے جب بخیر ہو جائیگا بھٹہ رہزن مرا رخت سفر ہو جائیگا</p>
<p>وصل کی شب دیکے دم عریان کر گئے اسکو رند ایک دن واقعہ ناف دگر ہو جائے گا</p>	
<p>فصل گل میں کب اٹھا مجھے شمع سیاد کا نو گرفتاری میں چندے یا دلکش کی سہم خانہ باغ یار کی پائی بہار اسنے کہاں حالم اسباب کے اسباب کا خواہاں نہیں خاک کے پتلے کو حورین خلد میں کرتی ہیں یاد کھینچ کر ذوق اسیری دامن تک ایجا نمیک بیکسان عشق پر جو رستم اچھا نہیں فصل کرتے کرتے مرغان قفس تنگ آئے ہیں سبے بیگانہ ہو ایدل آشنائی اس سے کر کرے مڑے پر مڑے زمین بھی ظلم وجود ہو مقابل تیرے زمین تن سمجھتا آپ کو اس قدر بالا بلند دن سے ہر اب جگو گریز آشیان میرا جلا کر وہ بھی اندا پائے گا سکا کٹنا کیسا اک خط بھی نہ گردن پر پڑا مملکت میں جن کی ہر حکم قتل داد خواہ</p>	<p>توڑ ڈالو گنا اگر ہوگا قفس فولاد کا اب قفس سے چھٹے گھریا داینگا سیاد کا نام گرباغ ارم ہو گلشن شدا د کا آسمان لیلے کفن مجھ عود یاد ناز کا قاف میں کرتی ہیں پر بیان ذکر آدم ادا کا آب و دانہ جو قسمت میں مری سیاد کا میرٹریا دیگا او ظالم کسی ناشاد کا اب رہائی انکی ہو یا حکم ہو فریاد کا بھول جاسب کو ارادہ ہی جو اسکی یاد کا آسمان اسان نہ رہتا ہے مجھے بیدار کا منہ نہ چڑھتا گرنو تا آئینہ فولاد کا بچکے چلتا ہوں جان سایہ شب سے شاد کا پھونک دیگی آتش محل جھوٹا سیاد کا سمت جاتی سے مری جی تھک گیا سیاد کا جان پر کھیلون ارادہ تب کروں فدا کا</p>

<p>عید کا دن ہر گلے سے میس لگا تو بھی آج جوہر ن آئینہ رو یونہی کھلتے کس طرح</p>	<p>لتے ہیں ہمیں سب غل ہر مبارکباد کا گر سکندر سے نہ بیتا آئینہ نولاد کا</p>
<p>رند شکوہ کیجئے کس کا بقول استاد کے آب ودانہ نے دکھایا گھر مجھے میاں کا</p>	
<p>زبان غیر سے جب نام تیرا جان جان نکلا تباہی کو جن کی دیکھتا کیونکر ان آنکھوں سے زمین میں گر گیا تجلت سے تیرا سر دے قمری فلک کے ہاتھ سے جن سر زمین پر بھاگ کر پہونچا دل سوزان کو میرے ساتھ اگر گاڑا لحد میں بھی نہ دیکھی سر زمین ایسی نہو دے آسمان جس جا مین گدی کی طرف سے کھینچ کر تجکو نکالوں گا نہ دکھایا کس دن بوند بھر پانی پیسنے نے ولا کس دشت پر آفت میں تنہا پہلا مجھ کو موا تھا عشق کا کل میں پس از مردن لحد سے بھی بڑا تیر بیان کرتے تھے حاجی سنگ اسود کا ترے عشاق کو پروانہ کیسی قہر یوان کی جہان تک ہو سکے تجھے ستم کر آسمان مجھ پر خوش طالع تیرے اس پر کنعان واہری قسمت تن خالی میں دیکھا روح کو تو اک مسافر ہے</p>	<p>لی اک آگ تلود لسنے کہ بس سر سے دھوان نکلا ترے ہاتھوں سے گلچن چھوڑ کر مین آشیان نکلا خرامان باغ میں جہدم مرا سرور دان نکلا یہی دان بھی زمین پائی یہی دان آسمان نکلا تو یارو دیکھ لینا قبر سے میری دھوان نکلا مگر طبقہ زمین شعر کا بے آسمان نکلا کبھی تجھے جو راز عشق باہر اے زبان نکلا ترا چاہ ذوق ایجان جان اندھا کنواں نکلا کبھی اس ماہ سے ہو کر سلامت کا روان نکلا مثال عشق پیچ پیچ در پیچ استخوان نکلا کیا تحقیق تو اس بت کا سنگ آستان نکلا مقام بیدار عیان محبت لامکان نکلا زبان گو کاٹ ڈالوں گا جو حوت الامان نکلا کہ تیرے ملب کی دولت سے یوسف سلجوان نکلا گمان صاحب خانہ تھا جس پر مہمان نکلا</p>
<p>خلش موجود ہے سینے میں اسکے تیر مرگان کی جو گھر سے رند کے میسے لفسر کا ٹا کھان نکلا</p>	
<p>کیا ہے درد جدائی نے نیجان کب کا کیے جو نالے تو نکلا بخار سینے کا اگر ستون نہ ہوتا ہماری آہوں کا یہ سیم صبح جن تک مجھے تو ہی پہونچا</p>	<p>جواب دے جلی ہو جان نالوں کب کا بھرا ہوا تھا مرے دل میں یہ دھوان کب کا زمین پہ گر چکا ہوتا یہ آسمان کب کا بھٹک رہا ہوں میں گم کردہ آشیان کب کا</p>

<p>گوشہ چھبتون کا ذکر جب سنا تو کہا اکسی دیکھیے واما ندگی کہاں پہونچائے غرض نہ دیر سے مقصد نہ کیجے سے ایدرست جنون اب اور تیا کوئی قفل بیکاری جودل کا حال ہر فر بیان کرتی ہے</p>	<p>کہاں کا تذکرہ کرتے ہو وہاں کہا روانہ ہو گیا منزل سے کاروان کہا تجھی کو ڈھونڈیہ ماہون کہاں کہاں کہا اوپر اچکا ہون گریبان کی دھجیاں کہا یہ پیر لہتی ہے مجھے مری زبان کسب کا</p>
<p>زمین میں گاڑ چکا جب تو چین آیا رند ہماری جان کا دشمن تھا آسمان کب کا</p>	
<p>جو جسکے حق میں سمجھا وہ بہتر بنا دیا خالق نے ایک ایک سے بہتر کیا ہر خلق غافل مقام رشک نہیں جائے شکر ہے صاحب کمال رکھتے ہیں اکیر کا خواص آجرت پستخوان کی گیا لینے خط شوق ساری رگین ہوئی ہیں تن زار یہ خود</p>	<p>مجھ کو فقیر تجھ کو تو نگہ بستہ دیا دارا کوئی کسی کو سکندر بنا دیا سنا سے برا تو ایک سے بہتر بنا دیا چٹکی اٹھائی خاک کی اور زربنا دیا مجھ زار نے ہما کو کبوتر بنا دیا ناطقتی نے جسم کو مہر بنا دیا</p>
<p>گردن میں طوق پاؤں میں زنجیر ڈالی رند سودا بیوں کو اپنے یہ زیور بنا دیا</p>	
<p>خلف وعدہ سے ترے شوہر جینا ہو گیا خوار کرتا ہی جو ان مردوں کو سفینہ کو غرینہ وقت فکر شعرا آیا بناوٹ کا خیال کب محیط غم میں ڈوبا جسکا تو حامی ہوا اس مہینے میں بھی مہر سے رہا پہلو تھی گھر ہوا ہے عشق کا آغوش منہ کیے دل دوسرا مجھ سا نہوگا کوئی برگشتہ نصیب اب کہاں وہ ایڈر نامست و کا وہ ہوئی کہاں</p>	<p>ایک دن کو کہہ گیا تھا ایک مہینا ہو گیا سُن تو چہر خیر کیا تو بھی کہینا ہو گیا گل بُرخ رنگین ہوا شبنم پسینا ہو گیا ہر حباب اسکے لئے گویا سفینا ہو گیا عید کا بھی چاند خالی کا مہینا ہو گیا آسمان کو ٹپکے کا جسکے ایک زینا ہو گیا کی محبت میں نے جس سے اسکو کہینا ہو گیا ساقیا موت جسے کا پسینا ہو گا</p>
<p>اب نہیں دل میں گدورت رند حاصل ہو گیا جیسے اشراقی کا سینہ میرا سینا ہو گیا</p>	

<p>ہو مصر میں شہرہ تری شیریں دہنی کا تو قصہ کرے گانہ سری دل شکنی کا ہوں دولت و جنت کے غنی روزِ نازل سے تا نراج کیا کشورِ دل ترک نگہ نے دارا سکی سر وہی کے کر کے چہر پہ مدد شکر جو پاس ہو دے ڈالیو تو راہ خدا میں پھر دیکھیں گے ہم کون ہفت کرتا ہر پینہ منصف ہوا اگر دیدہ انصاف سے دیکھے تیار نہیں ساعد باز و ترے قاتل اللہ کو کہ یاد نہ کر شکوہ گردون یاد آئے جو جھکوت پہ ہجران کے حوالے قارون کے خزانے کا طلب گار نہیں ہیں سمجھا ہوں جو بس منزل ہستی کو سرا میں یو مشک کی آئی ہر کھلے ہیں ترے جہاں کھلجا دیگا زبا دہ بندہ دل کا تقدس سر پہوڑ نا تھا تیشہ ہے شیریں ہی کہ گے مرگان تری پھر کرے لگین خون دلوں کا</p>	<p>دم بندہ یوں ہے ہی عقیق بینی کا ہے پاس برابر مجھے محتاج و غنی کا محتاج نہ سکتا روزِ تولد کفنی کا لیکا نہ سپاہی کو پڑے راہ زنی کا پایا نہ رقیبوں نے محلِ طعنہ زنی کا محتاج بھی ہو جائے تو دل رکھو غنی کا ہو شوق تو اس ترک کو ناک کفنی کا گل نام نہ لے آگے ترے گلبدنی کا بیڑا نہ اٹھا تو ابھی شمشیر زنی کا ہر وقت سحر نام نہ لے ایسے دلی کا مدد نہ ہوا نزع کی اعضا شکنی کا ہو گانہ سزاوار مجھے مال دنی کا دھوکا ہو وطن میں بھی غریب الوطنی کا جوڑا نہیں نافہ ہر عنزال تفتی کا موسم تو قریب آئے دو دو بہ شکنی کا فرما دے کیوں قصہ کیا کوہ کنی کا ان ترکوں کو پھر شوق ہوا راہ زنی کا</p>
<p>یاد درد ندان میں گئی جان مری رند تقدیر نے کشتہ کیا ہیرے کی کنی کا</p>	
<p>مارا ہوا ہوں اک بے مٹی خصال کا خط بکھلے پر مصافحہ بد توڑ کی کمان کس کس پریری کی شکل مرے لپہ نقش ہو دل میں جبار میکے چلا ہوں جہاں سے قالین کی احتیاج نہیں کچھ فقیر کو گلشن میں یاد آئی جو چشم سیاہ یاہ</p>	<p>ترت پہ ہو حیرا غ تو چشم غزال کا شہرہ ہو عارضی ترے حسن و جمال کا رکھتا ہوں میں بقل میں سر قضا کا تودہ گئے گا گور پہ گرد و ملاں کا بہتر نہ کہے فریش سے بہتر ہو کھال کا سوسن کا پھول بن گیا دیدہ غزال کا</p>

<p>عالم ہوا اسکے جالی کے کرتے پہ جال کا ہوشا میا نہ گور پہ آہو کی نکھال کا انسان کو خیال رہے گریہ مال کا تور شیدہ ہر فلک پہ جو کاسہ سوال کا</p>	<p>وانہ ہوا اُس پری کے شکم پر جو خال ہے کشتہ کیا ہر اک بت جشی مزلج نے آغاز سے ہر امر کا انجام خوب ہو کس مہر و ش کی در کی گداہنگی ہر ہوس</p>	
<p>چشمک زنی کرین نہ مین رند سب جوان پیری میں عشق خوب ہنیں خرد سال کا</p>		
<p>شرکین چشم کو مین نہ کس شہلا سجھا گردش ہفت فلک کو مین ہنڈولا سجھا چور مھندی کا مین اسکے ید بیضا سجھا سر و گلشن کو قد یار کا سایہ سجھا لرخ تور شیدہ پہ مین عقد شرابا سجھا تجھ بن اسے شوخ مین گلزار کو مھر سجھا مین خمر دار خدائے سگ دنیا سجھا اس کی جاہرے ویرانے کو عنقا سجھا جاوہ راہ کو تیرے مین مصلحا سجھا سنبل باغ کو مین زلف چلیبا سجھا باش کے پتلے کو مین خاک کا پتلا سجھا خاتم دست سلیمان تیرا چھلا سجھا ہوا تصور کو مین نرٹ کا تاشا سجھا پہلے آغاز کا انجام نہ موسے سجھا قطرہ آب ملا تو اُسے دریا سجھا خال زہار کو مین خنجر مارا سجھا قیس آہوے حرم کو سنگ سیلا سجھا خاک اکیر کا مین ایک ہی رتبہ سجھا</p>	<p>مارغل اس رشک چین کا گل رعنا سجھا کثرت خلق کو اس دہرے میلا سجھا لکنت اس طفل کی مین گنت موسیٰ سجھا سب درختوں سے چین کے جوہ و فزون سجھا مہر و ش یار نے افشان جو چنی ہاتھ پر گل سوسن پہ ہوا دیدہ آہو کا گمان چشم خواہش سے نہ دیکھا کبھی دلت کی طر بھاگ کر مردم دنیا سے چھپا یاں اگر کبڑے رو کو ترے سجدہ کیا ہر ہر کام لالہ دگل پہ گمان اس رخ رنگین کا ہوا اس سجا پہ صدق جو کیا پڑ گئی جان شیفتہ جب ترا پیوں کو بھی دیکھا مین ننگی ڈھول کی آواز نا الحق کی صدا تاب جلوہ کی نہ تھی گرتو کہا کیوں ادا گلشن دہر مین شبنم کی طرح قانع ہوں روئے گلے موعین مین تن برترائے قلم حسن خانہ دوست سمجھ کر گئے کعبے کے طوان وہ غنی ہوں کہ زردنگ کہ ابر مین مجھے</p>	
<p>زارغ بھی آیا نظر تو اُسے عنقا سجھا</p>	<p>چشم وحدت سے جو کی سیر جان کی اسے نند</p>	

حقیقت میں اُسے منظور خاطر یان نہ آنا تھا
شبِ فرقت میں یہ حالت رہی بیتابی دے
ندی آراش کیسو نے فرصت بات کرنے کی
جو مر جاؤں تو لوحِ قبر پر میری یہ کھدوانا
ہیشہ سے ہد ہون ناوک شرکانِ خج بانکا
یہ حسن و عشق سے منظور تھا صنایعِ عالم کو
مسافر تھے عدم کی سیر کرنے یان بھی آئے کھے
بھری رہتی تھیں ہمیں صوفیوں آئینہ ردیوں کی
کسی دلکو محبت سے ترمی خالی نہیں پایا
بڑھایا کیوں مرض اپنا کیا تو نے اور نہ گس
ازل سے الفت دے حسینان اب گل میں ہو

فقط حیلہ تھا دردِ سر کا مندر کا بہا نا تھا
سرانہ یا بُنتی تھی پائنتی میرا سر ہا نا تھا
مقابل آئینہ تھا ہاتھ میں کا فر کے نشا نا تھا
مواہِ دردِ فرقت سے تھا کا اک بہا نا تھا
ہوا تیرا فگنی کا شوق جس کو میں نشا نا تھا
مجھے دیوانہ کرنا تھا پر سی تجھ کو بنانا تھا
رہے یان جب تلک قسمت میں یان کا آب و نا تھا
یہ اپنا خانہ دل بھی کبھی آئینہ نہ خاننا تھا
ترا جیرہ چاہتا ہوں بھل میں تیرا ہی نشا نا تھا
اُن آنکھوں سے مجھے پیارا آنکھیں کیا لڑا نا تھا
مرزا ج اپنا لڑکپن میں بھی ادب عاشقانا تھا

پھر یا لہندہ ہم سے آسمان نے اسکا درد نہ
یہی سر تھا چارا اور اُس کا آستانا تھا

ہوشیار سی نے سترگر تری بیہوش کیا
سر شوریدہ کیا تن سے جدا قاتل نے
بعدِ مردن پھرے گی روح بھی دیوانی سی
آہ کے ساتھ فنا ہو گیا میں سوختہ جان
شر دے قیس کہ لیلیٰ رہی اب محسوس میں
نہ غرض دین سے نہ دُنیا سے سرور کا رہے
میں وہ دیوانہ تھا جس کے لئے پر یان روئیں
گود کی مردہ پسندی ہوئی ظاہر مجھ کو
جام کو منہ سے لگانے کی نہ نوبت پہونچی
واہ رہے عشق رہی تیری شش مجنون کو
میں وہ محروم محبت ہوں لڑکپن میں بھی
دیکھنے کو ترے اور سننے کو تیری گفتار

تیری گفتار نے ظالم مجھے خاموش کیا
بار احسان سے مرے سر کو سکد و ش کیا
تیرے سوداے محبت نے اگر جو ش کیا
شع سان باد کے ال جھو کے نے خاموش کیا
شہر کی راہ کو ناتے نے فراموش کیا
یاد میں تیری دو عالم کو فراموش کیا
میرے ماتم نے حینون کو یہ پوش کیا
مردے کی طرح نہ زندہ نہ کو ہم غوش کیا
چشمِ مخمور نے ساتی کے یہ بد ہوش کیا
شاہِ مدحی سے تہ خاک ہم آغوش کیا
واکسی نے نہ مرے واسطے آغوش کیا
چشمِ نرگس کو کیا گل کو منم گوش کیا

	پوچھتے رند سے کیا ہو سبب مدہوشی چشمِ مخمور نے اک مست کی بیہوش کیا	
سیرِ غربت میں جوں ہم نے وطن یاد کیا پہنی پوشاکِ مکلف تو کفن یاد آیا ہوں میں غربت زدہ مجھ کو بھی وطن یاد کیا غنجِ گرباغ میں دیکھا تو دہن یاد آیا شبِ ہجران کا اگر سچ و محن یاد کیا اپنے یوسف کا مجھے خالِ ذقن یاد آیا قید میں بلبشید کو چمن یاد آیا سونگہ کر زلف کی بوشکِ ختن یاد آیا زرد گل دیکھ کے وہ سیم بدن یاد آیا		دیکھ کر دامنِ نحر کو چمن یاد آیا ہم نے شادی میں بھی ماتم نہ فراموش کیا جانیوالوں پہ عدم کے نہیں رد وں کیونکر گل کو دیکھا تو بندِ عارضِ سنگین کا خیال لحدِ تیرہ کی ایندا مجھے راحت ہو گی یوسف و چاہ کا احوال جو ذقن میں پڑھا تیرے کو پچے کا تصور مجھے فرقت میں پڑھا خالِ عارضِ پیر گمانِ غنبر شہب کا ہوا باغ میں بھی نہیں اس رشکِ چمن کو بھولا
	پوستے پوستے کیوں ہو گئے خاموش لے رند کس پیری کا تمہیں اندازِ سخن یاد آیا	
مکھو کہیں کھانا ہی ان سقہ فیہ مغفور کا رنگِ اڑجائیگا چہرے سے شہدِ یحور کا اسے اجلِ مشتاق ہوں تب سے کنارِ گور کا اگ لگ اٹھے اگر بچا یا دھردل کا فور کا بر تو اتھا حسن کا جس کے تجلے طور کا واہ انسان کو دیا خالی نہ چہرہ حور کا اسے اجل تو ہی ملا اگر اب اس بچہ کا چاہ تھا وہ جو خندان اب ہو رزنِ حور کا نیش گر جانا ہی سرمایہ ہر اک زہر کا بخند مر جان میں دنتہ جھڑ دیا بلور کا		غزہ مٹ جاتا ہی راہِ عشق میں مغور کا گرمے بختِ سیم کا سنا ہوا چائے نگا جیسے وہ آرام جانِ آغوشِ خالی کر گیا جانبِ خونِ خمِ جگر سے شیلے اٹھتے ہیں بدم دیکھنے والا ہوں اس رشکِ پریا کے ظہیم دیکھ کر صورتِ تری پر بیان کہیں پڑھ کر درو دے چکا مجھ زار کو وہ عیسے درانِ جواب آد خط سے دگر گون رنگِ روئے یار کا سر دھری سے جہان کی چلنے نہ نوی بھی کی سارے یونینِ زیتب اس سرتِ سنگین کی ہونے
	خاک کر ڈالا جلا کر شمعِ روستے زرد کو بعدِ مردن خاک سے اٹھیکنگا بکا نور کا	

سادہ روایک بت غنچہ دہن مجکو دیا
کی پس از مرگ فلک نے مری مٹی بھی خراب
بوسہ خال پری لو نگاہی ہے بغیر
مالک سلطنت و ملک کیا اور دن کو
شکر کس منہ سے ادا ہو ترا سے رب کریم
اور اللہ سے کیا دولت دنیا مانگوں
گو رہے بیٹھ نہیں لگنے کی سبک دین
سر پہ رکھا اسے مین پھول سے بہتر سجھا
نورمان حسن جسے سب کہتے

میرے اللہ نے بنجا رہیں مجکو دیا
گو رہی دی مجھے اس نے کفن مجکو دیا
خواب میں جو رہے ہو مشک ختن مجکو دیا
بے خلعت کے فلک نے کفن مجکو دیا
لاکھ احسان کیے جو عضو بدن مجکو دیا
یہ عطا کم ہو بت سیم بدن مجکو دیا
بعد مردن جو عزیز دن نے کفن مجکو دیا
گر کسی دوست نے اک خار طن مجکو دیا
ایسا اک یار نہ ہے چرخ کس مجکو دیا

زندگی یہی ہوتا کہ اثر بھی دے تو
رہتا تو نے اگر ذوق سخن مجکو دیا

مقابل آرسی میں جس کا نمایاں تھا
صبا کی طرح ذریعہ بین جہاں بیان تھا
جنون پر دست لگڑی کا نقطہ یار کا بہتان تھا
نہ احسان کفن دن کا کسی کا مر گئے پر بھی
تعلق جیسے دامن کا تھا منظور چھوڑا نا
ہنوز اگر نہ تھا تو رسم نادک انگنی سے بھی
بنایا صبح ہوتے راکھ کا ڈھیر آہ سوزان نے
اڑا یاد بھیاں کر کے لگا جو ہاتھ وحشت میں
نہ لوٹوں کس طرح کا ٹونپہ دوری میں گلستان کی
مرے باعث سے ہو عالم میں شہر تیری صورت کا
دبتان محبت میں مری تحلیس انزلوں پر
ترا دیوانہ جس دادی میں تھا اے غیرت لیلی
جلایا تھا مجھے کس ہروش کے سوز فقرت نے
نہ چھٹکارا ہوا صحران میں بھی ایندہ ہندو نے

مثال امینہ وہ اپنے رخسود بھی حیران تھا
برنگ گونے گل دیکھا تو مجھ میں ہی پہان تھا
مثال صبح چاک اپنا ازل ہی سے گریبان تھا
برہمنہ جاؤں گا دنیا سے بن آیا بھی عریان تھا
نقطہ واسطے مجھے جنون دست گریبان تھا
کمان ابرو یہ مرغ دل جہی سے تجھ پہ قربان تھا
مثال شمع شب کی شب میں اس محفل میں مہمان تھا
کبھی پرزے تھے دامن کے کبھی ٹکڑے گریبان تھا
وہ بلبل ہوں کہ فرخ خواب جہاں گل کا دامن تھا
دگر نہ مصحف رو تیرا کس کا فکر کا ایمان تھا
اگر مجنون تھا ابجد خوان تو مجھ کو حفظ قرآن تھا
پرے مجنون کے خنجر سے بھی وہ کو سون بلیان تھا
ہر اک ذرہ جو میری خاک کا خوشید تابان تھا
لو کا میرے پیاسا یان بھی ہر خار سیاہان تھا

<p>یہ مزدبندگی ہے گر دیا جنت مجھے یارب ہو خود مبتذل دشمن نہ کیا ذلت مجھے دیتا نشان تک بھی نہ رکھا میرا ہو کر صبح پری نے</p>	<p>سوا اسکے اگر کچھ اور دیتا تو تو احسان تھا خلا اس بندہ عامی کی عزت کا نگہبان تھا مثال شبنم اس گلشن میں شب کی شب کا مہمان تھا</p>
<p>نہ چھوٹا فقر میں بھی پیشہ مردانگی لے کر قدر اینستان بوریاتھا میرا این شیریںستان تھا</p>	<p>کوہ فریاد سے مجھوں سے بیابان جیتا دو گھڑی کے لئے آتا اگر اے شکسج رو بہ رستہ بھی اب کھل نہیں سکتی ہم سے گرد و کلفت یں دبا جاتا ہر میرا تن زار بندگی کرتا غلاموں کی طرح سے تیری جسکی دعوت کی زمانے نے اسے نہ ہر دیا پس ڈالے گی یہ ایک ایک کو جلی کی طرح مرگ خواہاں ہر مری نے جلی کی زنجیر تیرا آپ دانستہ کوئی کھوتا ہر نعمت اپنی سخت جان تھا جو رہا اندھین سے چھٹکر</p>
<p>دشت دل ترے قبائل سے میدان جیتا چل دوں اور ترے اکشتہ ہجران جیتا باندھ لاتے تھے کبھی شیریںستان جیتا گاڑ دیگی مجھے کیا گردش دوران جیتا آج کے دن نہ ہوا بسف کنعان جیتا اُسکے گھر سے نہ بھرا ایک بھی مہمان جیتا کوئی رکھنے کی نہیں گردش دوران جیتا تیری امید یہ ہوں عیسیٰ دوران جیتا بھینک دیتا ہی کوئی توڑ کے دندان جیتا میں تو دم بھر بھی نہ اسے مرغِ گلستا جیتا</p>	<p>چل کے اب عرض کر و حضرت آتش سے لند معرکہ آپ کا یہ طفل دبستان جیتا</p>
<p>آنکھوں کو انتظار رہا اس غبار کا بارا ہوا ہوں گردش لیل و نہار کا چنے کو اُسکے سامنے رقبہ ہر خار کا سو توں کی موت چوکنٹا ہی بار بار کا اندیشہ دل میں کیا گردن بوز شہار کا کیفی کو جیسے ہوتا ہی صدر ہر خار کا باعث ہی میرا عشق ترے اشتہار کا آنکھوں نے میری رنگ نہ دیکھا خاک کا</p>	<p>پیدا ہو جس سے رخش کسی شہسوار کا دکھلایا چشم یار نے روزِ سیر مجھے کیونکر دہان یار سے تشبیہ دون اسے اٹھنا پڑ گیا سنتے ہیں پھر بعد خواب گ یہ جانتا ہوں میرے گنہ ہمیشہ رہیں بعد وصال ہجر میں یوں مبتلا ہوا خند سے مری فریفتہ عالم ہوا ترا بدست میکدے سے جہان کے میں اٹھ گیا</p>

<p>یوسف بساے پہرین اپنا یقین ہے دیوانے جائیں دشت کو نہ بخیر توڑ کر الندری مفاخر رخ رنگین یار کی</p>	<p>او گل کھنچے جو عطر ترے باسی ہار کا تلوؤں میں یاد آئے گھٹکتا جو خار کا گل کو بھی اس مقام پہ رہتیر جو خار کا</p>
<p>اب اسے آستان سے چھڑاتے ہیں مجھ کو یار اے رند جب محل نہ رہا اختیار کا</p>	
<p>قتل پر میرے جو قاتل تیغ اٹھا کر رہ گیا اے مہاجادے تو کیو میرے سرو ناز سے بے تکلف اپنی صورت اس نے دکھائی مجھے گر نہیں کچھ عشق کامل نے اثر اس کو کیا حق میں کافر کے نہ نکلی میرے منہ سے بد دعا منزل ہستی کو حق آباد رکھے حشر تک پہونچے منزل پر سب باری سے ہمار ہی مرے ہوش گردون کے اڑاتی ہے ہری سرکشگی دل کا دل ہی میں رہا شوق شہادت و الفیہ سخت جاتی نے ہری خنجر کو عاری کر دیا قصد تھا مہر کو جادوں جوش دشت میں مگر</p>	<p>شاہ رنگ کے پاس دم قالب سے آ کر رہ گیا لگ گیا یہ دل تر اکشن میں جا کر رہ گیا تھا جو موسیٰ کو فقط جلوہ دکھا کر رہ گیا کیون زبان پر شب کو میرا نام لیکر رہ گیا قبلہ رو خاموش ہاتھوں کو اٹھا کر رہ گیا چار دن آرام سے میں یاں بھی آ کر رہ گیا اپنی گردن پر میں ناحق بوجھ اٹھا کر رہ گیا دیکھ کر محو فلک چکر میں آ کر رہ گیا قتل کرنے کو وہ قاتل ہاتھ اٹھا کر رہ گیا ہونٹھ قاتل اپنے دانتوں سے چبا کر رہ گیا تھا مسلسل ہاتھ پاؤں کو ہلا کر رہ گیا</p>
<p>گر یونہی چن دے رہا سوداے خط نہ زند دیکھ لینا ایک دن میں نہ ہر کھا کر رہ گیا</p>	
<p>ہر اک زبان پہ تو حاصل کلام آیا ہمکے خلق سے طرح ہر ذکر غیر بدلت گلی میں اسکی ہوا بہشت جلتی ہے کبھی سنا نہ ہوا سچ دیکھنا کیسا خم و سوہنے مہر فیض ساتی سے جیانہ خانہ میا دین کوئی بلبس تری ہی ذات کریم و رحیم ہر اسے دوست</p>	<p>وہ رستا ہو جسے جی طرح تیرا نام آیا شمار میں نہیں سچ کا امام آیا وہ زندہ ہو گیا مردہ جو زیر بام آیا دکھاؤں گا میں اگر وہ مہ تمام آیا شرابین پیچھے اب دور دور جام آیا پھر ٹک پھر ٹک کے مواجاں سیرام آیا سوداے کوئی مشکل میں کس کے کام آیا</p>

<p>دکھلایا آنکھوں سے گردن نے رو سے صبح امید چلون بچا کے مزا شہید الفت کو قصور کیا ترا ساقی فلک نہ دیکھ سکا کوہ ہمسفر دل سے نہ لیوین راہ میں دم یہی ہر قول مرے غیرت زلیخا کا نہیں ہر ابلق لیل و نہاں قلوب میں</p>	<p>شبوں کا جاگنا آخر ہمارے کام آیا خیال اتنا نہ تم کو دم حرام آیا گرا یا ہاتھ سے لب جو میب جام آیا کہ دور جانا ہی اور دن قریب کام آیا خریدو گا کوئی پورے سا جو غلام آیا ہماری ران تلے اس پہ لگا کر کام آیا</p>
<p>محتسب دل کو نہ زندوں کے بہتے دیکھا حق بجانب ہی جو غش آگیا قاتل کو مرے ہو گئی پیش منہ قفل دہن خاموشی ٹھوکر بن کھانے لگے بھول گئے اپنی چال کشت آنچ کو نہ سر سبز کرے ابو بہار آسمان کو نکسین منظور ہر مردوں کا فرغ وھیان آگیا نہ کبھی یار کا آرایہ شس یہ</p>	<p>دور سارخو نہ ترک دور میں چلتے دیکھا دم کسی کا بھی کا ہے کو نہکتے دیکھا حرف مطلب نہ کبھی منہ سے نہکتے دیکھا لبک طائوس نے شاید تھیں چلتے دیکھا کام اسفل سے نہ علی کا نہکتے دیکھا شمع کو شید کی چربی سے نہ ڈھلتے دیکھا منہدی اکدن اسے ہاتھوں میں نہ ملتے دیکھا</p>
<p>قد سے اس ضو خ کے کیا دیتے ہیں شبیلے نور دو قدم سرور کو اک روز نہ چلتے دیکھا</p>	<p>وقت ہوئی معنی میں تو کیا لطف بیان کا نقشہ کسی استاد نے کھینچا ہر جہان کا ہو جائے ترا نام سخن تمکین زبان کا اللہ دکھائے مجھے عالم نہ خزان کا آنکلا کہ صر کو میں ارادہ تھا کہان کا تو نے نہ کبھی روزن دیوار سے جھانکا مرہم ہی لگایا نہ کبھی زخم کو ٹانگہ کا پہلے وہ علاج آپ نوکر لیں خالق کا</p>
<p>مطلب میں مفاہوتہ تکلف ہر زبان کا دکھپ مرتع ہر اک نقش جویان کا والہ نہ ترے ذکر سے ہر لطف بیان کا پھولا ہی پھولا چھوڑ کے اٹھ جاؤں جن کو تھا قصہ حرم الفت بت دیرین لائی مر مر گئے عاشق ترے ہلکے کے سر دہن کو گھائل ہوئے جب تری تلوار کے اکر ترک کیا کر سیکھنے اپنے مریضوں کا مداوا</p>	<p>وقت ہوئی معنی میں تو کیا لطف بیان کا نقشہ کسی استاد نے کھینچا ہر جہان کا ہو جائے ترا نام سخن تمکین زبان کا اللہ دکھائے مجھے عالم نہ خزان کا آنکلا کہ صر کو میں ارادہ تھا کہان کا تو نے نہ کبھی روزن دیوار سے جھانکا مرہم ہی لگایا نہ کبھی زخم کو ٹانگہ کا پہلے وہ علاج آپ نوکر لیں خالق کا</p>

ثابت نہیں ہوتا چلی جاتی ہے کہ صحر کو
 دلخواہ جنون ٹھیک نہیں ہوتا گریبان
 ہے پیکہ جوان دیتے ہیں ساتی کو مائیں
 ہستی نے بھلایا ہے مجھے گور کا رستہ
 چہرے سے عیان ہوتا ہے جو حال ہو دکا
 ہر ایک شہر تیر ہی پر ہے پر و سیکان
 شہر ہے بڑا آپ کی شیریں دہنی کا
 صحرا سے گلستان کی طرف لائی ہے وحشت
 قاصر ہو جان مگر کہ عقل خستین
 یارب کبھی نکلا نہ بھی یا صنم اس سے
 کیا کیا نہ جوان سیدھے کئے پیر فلک نے
 تربت پہ پس از مرگ ہو ہزار زمین ہے
 ہو جائے ابھی کافر دین دار کی اک راہ
 ہو دیگا وہی جو کہ ہر وقت سیر آبی
 اڑھوائی پس از مرگ مجھے اشک کی چادر
 میخواری کی تکلیف دے روز و رات ساتی
 ایسا ملاقات تھی خاموشی ہمارے
 جب آئے تھے ہستی میں تو تھی یاد عدم کی
 تشکین نہ ہوئی سبقتی سے بھی شربل
 بے یار مجھے باغ پہ محراب کا گمان ہے
 بوسہ لب شیریں کا لیا دل کی شب میں
 کیا جانے کیا بات بکھلائے دہن سے
 دیکھا نہ پر رکھتے ہو یاں کھوٹے کھوٹے
 ممنون کیا میت کو مری ریگ دان نے
 دن غیر کے لٹر بلائے کئی ساغر

عالم ہر مری روح میں بھی ریگ دان کا
 سو بار اوصیڑا اُسے سو مرتبہ ٹانگا
 تا دور فلک دور رہے پیر مغان کا
 اسے مرگ بتا دے تو پتہ میرے مکان کا
 خاموشی عاشق میں بھی عالم ہر بیان کا
 ابرو پہ گمان ہے مجھے بے چلہ گمان کا
 درمخ میں دراز لٹھے چکھوں میں نہا کھا
 دل بیان سے بھی گھبرایا ہر مہمحققان کا
 کیا ذہن رسائی کرے اس پچیدان کا
 کچھ مجھ پہ نتیجہ نہ کھلا میری زبان کا
 طیر حمانہ ہوا اس سے کس دن کوئی بانگا
 تانا نام بھی باقی نہ رہے میرے نشان کا
 کھل جائے اگر بھید ترے راز نہان کا
 قائل نہ شگون کا ہوں نہ میں قائل زبان کا
 چشموں نے کفن بکھو دیا آب روان کا
 سوال میں ہو جائیگا بدلا رمضان کا
 گونکے نے اشک سے لیا کام زبان کا
 دان جائینگے تو دھیان رہیگا ہیں بانگا
 اب مرگ مراد ہی ہمارے خفقان کا
 شک غچہ سوس پہ ہے ہو کی زبان کا
 افطار کیا غرمے سے روزہ رمضان کا
 اب گنگہ ہی ہونا ہے بھلا میری زبان کا
 نکل سال سے باہر ہے چلن ابنِ جان کا
 بے گور و کفن تھا میں مری لاش کو ڈھانکا
 ساتی نے دیا فطرہ یہ ماہ رمضان کا

<p>بیکار ہو بے روح کے یہ پیکر خاکی اک عمر سے ہو زندگی اور دھنیں جھگڑا</p>	<p>عز و شرف و تہہ یکین تک ہو مکان کا قصہ نہیں بچتا یہ بکھیرا ہے کہاں کا</p>
<p>پیری میں ہوئے زندگیت مائل طفلان کیوں آپ کو مٹعون کیا ہر پیر دھوان کا</p>	
<p>اسے پری یاد ہو وہ ناز سے آنا تیرا آنکھیں نیچی کیے شرمائے ہوئے منہ پھیرے نقش ہے دل پہ مرے آج تک اسے ظالم ساہسپا لوثنا ہی چھپاتی ہے جب آنا ہی یاد جان جان یاد ہو سے کیلئے دل کی ایک اک چیز کو میں یاد کیا کرتا ہوں منتیں مانیان درگا ہو میں چلے باندھے کیوں اسے باد صبا مرنے ہی عاشق تیرا کتنا سمجھایا سمجھتا نہیں تو اظالم ڈالتا ہوں کسی جلاوٹ کے پالے تجکو دیکھ کر کوچے میں اپنے مجھے بولادہ شوخ جب میں روتا ہوں تو ہنس کر مجھے فراتے ہیں دل بیتاب گھڑی بھر تو مجھے سونے دے آج مر جانے پہ راضی ہو ترے سر کی قسم</p>	<p>منہ کو شرمائے دو شالے میں چھپا نا تیرا مُسکرا کر وہ گلوری کا چبنا تیرا سب کی نظر دن بین بچا آنکھ لڑا نا تیرا بگڑی زلفوں کا وہ ہر بار بنا نا تیرا منتیں کرتا مرا منہ کا چھپا نا تیرا کبھی چوٹی کبھی گردن کبھی شام نا تیرا برسر نہ ہوا سا بھتہ سٹلا نا تیرا کوچہ یار میں گر ہو کبھی جانا تیرا دل بیتاب ہی ہو جو ستا نا تیرا آج ہی کل میں لگاتا ہوں ٹھکانا تیرا نہیں بخت کہیں اور ٹھکانا تیرا آنکھیں پھوڑیگا عبث اشک بہا نا تیرا تھرہ روز کارا تو دن کا جگنا تیرا ہو یقین مجکو اگر گور یہ آنا تیرا</p>
<p>دم میں دم باقی ہی جیتا اٹھا یار سے ہاتھ زندگیتن ہو تو ہو سارا زمانہ تیرا</p>	
<p>ہنگامہ گرم آہ شرب بار نے کیا سوداگران، ہجوم خردیدار نے کیا آغاز سبزہ خط رخسار نے کیا ستھراؤ تیغ ابو خمدار نے کیا وہاں دہر میں تھا متاع گدہاں بہا</p>	<p>رسوائے خام و عام دل زار نے کیا دل سر دمیرا گرمی بازار نے کیا بے نور آئینہ ترا زنگار نے کیا میدان صاف یار کی تلوار نے کیا ارزان مجھے کساوی بازار نے کیا</p>

جن بنکے پٹا سر سے نہ اتر کیس طرح
وہ جنس ناقبول ہوں بانہ در ہر تین
عفو قصور ہو مرا گو آپ حور ہا میں
مطلب تھا بندگی تری یادیر یا حرم
پھانسی نگلے میں رات کو دی یاد زلفین
دیکر متاع عقل لیا ہو جنون عشق
بدنام اُسکو کرتا میں رسوا نہ آپ کو
نصویر کی طرح حرکت لب کو بھی نہیں
مانند خضر چشمہ حیدان پہ پایا وحشل
سیدھا کروں گا گیسو خمدار کی قسم
اے بادشاہ جن ہوا تجھ پہ وہ فقیر
دودن میں شعل اور سے کچھ اور ہو گئی
ثابت ہوا جو عشق بتان کا گناہ گار
در گران بہا ہر وہ تو جس کے واسطے
جھگڑا کیے مجھے نہ جلایا کیا نہ دفن
شب زندہ دار اہل جہان میں لقب ہوا
گلہائے زخم تازہ سرا پا شگفتہ ہیں
جاتی تھی سوئے جرج ہوائی کی طرح سے
آہو ہنسی میں آنکھ سے اُسکے نہیں گریں
غافل بقدر حوصلہ تکلیف دے مجھے
نصویر اُمسکی سینے سے کرتا نہیں جدا
رونداقتیل حرم محبت کی لاش کو
قاصر تھی رعب جس سے ہر مرتبہ زبان
جان لب پہ آنکھ پھر گئی پردہ نہ آجھرا
قتل اسلئے کیا تھا اگر تا نمود ہو

دیوانہ تیرے سایہ دیوار سے کیا
برخ اسطرح کبھی نہ خریدار سے کیا
براب تو ترک عشق گنہگار سے کیا
سجدہ تجھی کو کافر و دیندار سے کیا
دیوانے سے نہو دس جو ہر یار سے کیا
کیسا معاوضہ یہ دل زار سے کیا
سارا خدا و پار کی تحسار سے کیا
خاموش کس کی حسرت گفتار سے کیا
اعجاز سبز لب دلدار سے کیا
جس روز مجھ سے مل کبھی اغیار سے کیا
ترک لباس تیرے طلب گار سے کیا
کیا جلد منتحل غم دلدار سے کیا
ملزم تجھی کو کافر و دیندار سے کیا
بیعتا نقد جان کو خریدار سے کیا
مردہ خراب کافر و دیندار سے کیا
رتبہ یہ اپنا دیدہ بیدار سے کیا
باغ و بہار یار کی تلواریں سے کیا
شب کو تماشا آہ نہ رہا رہا سے کیا
محنت کا غسل مرد مہیار سے کیا
جبر اختیار کب ترے مختار سے کیا
نقوینہ نقش یار دل زار سے کیا
انصاف ترک شوخ کے رہوار سے کیا
کچھ عرض حال جب لب اظہار سے کیا
ایقانہ وعدہ خوب مرے بار سے کیا
تشریر کیوں نہ لاش کو جو کھار سے کیا

<p>دیکھا دیا جمال تصور نے یار کا یاں ہونٹھ نیلے کر دیے دانتوں سے کاٹ کر</p>	<p>جب اضطراب طالب دیدار نے کیا دان زیر لب سسی کو اگر یار نے کیا</p>
<p>دل داغ داغ لالہ گلزار نے کیا</p>	<p>بے یار سیر باغ غلی میں نے جا کے رند</p>
<p>مشغلہ تھا یہ شب ہجر میں مہر واپنا پھینک دین گاہ میں اسے چیر کے پہلو اپنا ہو چکے حشر کہیں قصہ ہو یکسو اپنا نہیں معلوم کچھ کس سے خصوصیت ہی آئینہ دیکھنے سکتا سا ہوا ہی اس کو بوسے گل سے مجھے دھوکا نہ دے کی بکا دعویٰ حق کیا کرتا ہو اس سے شاید رام کس طرح کر گیا کوئی صیاد اسے کیا ہوا اسے بت کا فردہ تری چشم کا بحر جانجان جب سے ہی مجھ سے خالی غوش وہ قسمت کیا حضرت آئینہ نے روٹھکار قصہ نچر تو کر تیغ تو تو کھینچ اے ترک یاد کر کے لب یا خور وہ کی تیری مرغی کس کو ہم پہ گئے حق میں وہ طفل شریر ہاتھ سے اپنے ابھی آپ ہی کوچے کا لیں مشتک شمسے ہوا خون جگر شکون بین اک نظر آئینہ گر آنکھ سے میری دیکھے کدو ساقی کہ حاضر ہو لیے کشتی سے پاکہ اما نی کا وعدہ نہ کرے اس سے لوتا کرتا ہوں شب ہجر میں انکار و پیر تاجر ہجر کی شب درد کیا کرتا ہے</p>	<p>سینہ دوسر کبھی بیٹھا کبھی زانو اپنا تختہ پہ قابو نہیں دلبر تو ہی قابو اپنا پھیرے خورشید جہان تابا دھرو اپنا اہل ایمان مجھے اپنا کہیں ہندو اپنا محو آئینہ سرخ آپ ہی مہر واپنا چو چلا رہے وہ بادِ سحر تو اپنا دیکھا یوسف نے نہیں آئینہ میں بدو اپنا اپنے سایے سے بھی ریم کرتا ہو اپنا کیا نشون بھول گئی نرگس جادو اپنا گو بھی مجھ سے تھی کرتی ہی پہلو اپنا شانے نے کر لیا اس زلف پہ قابو اپنا آپ کاٹے کا گلا آن کے آہو اپنا خون دل آج بیا ہی کٹی چلو اپنا مجھے یوسف کو جو با سنگ ترازو اپنا پاؤں میدان سے سر کے جو سر ہو اپنا رات سے رنگ بدلنے لگے آسوا اپنا ابھی اے بت کلمہ پڑھنے لگے تو اپنا بادہ خواہی کا ارادہ ہو لب جو اپنا منہ گریبان میں اگر ڈالے کبھی تو اپنا جلنے لگتا ہی جدھر رکھتا ہوں پہلو اپنا دل کبھی سینہ کبھی اور کبھی پہلو اپنا</p>

<p>داغ کھا کھا کے مرے عشق میں گلوں کو دیکھ دیکھ تو کتنے گلے کتنے ہیں تلواروں سے بیچ و خم دیکھ کے دم بند ہوا سنبھل کا یا دیا آتا سر رکھ کے جو سونا شب بھر خوشی بیکاروں سے ہم جنکے لیے خیر ہو زلف عارض پہ نہ چھوڑیں نہ کرین اندھیر دار تلوار کے چہرہ پہ لیے مثل سپر</p>	<p>حشر کے روز کفن ہو دیکھا خوشبو اپنا تو ہلا بیٹھ کسی روز تو اب رو اپنا باغ میں اُس نے جو کھولا کبھی گیسواپنا پیٹتے پیٹتے نیلا کیا زانو اپنا نہ ہوا پر نہ ہوا حیف وہ بد خو اپنا شاہ پر شوق سے نکالیں وہ گیسواپنا نہ ملک چھلکی نہ ٹیڑھا ہوا برو اپنا</p>
<p>پشت پامارین نہ کیوں ہمت گرد و پر تندر شل مہین فضل خدا سے ابھی بازو اپنا</p>	
<p>موت آنی راستے میں اُسے یا بھٹک گیا دل ایک سا غمے آفت سے بھٹک گیا اے زند شوق جامہ درمی بھر چک گیا پھر دل میں گھر گیا ہو کسی رشک آہ نے پھول لایہ آمد آمد گلوں سے باغ میں اس گل کی شاخ گل سے بھنی زک کٹائی ہو ستھرائی دی نسیم نے میرے مزار پر گلشن میں آگے آگ لگا دی بہار نے کین عاشقوں سے اپنے ترش دیا نلب سونا یازمین کو جگو میرے پردہ پوش نے یار بہار گلشن ہستی سدا رہے جس جسطح سے چاہا مرا امتحان کیا پہلو میں اب نہیں ہو وہ پھوٹے کی ہی تپک اے حور آدمی ہوں دون لیک جواب سیا دتیرے دام سے آسان تھا چھوڑنا بیخود تھا ساقیا مجھے نشہ زیادہ تھا</p>	<p>قاصد مرانہ ایک بھی دلداری تک گیا یک طرف شل جام لبالب چھلک گیا پھر ہاتھ رفتہ رفتہ گریبان تلک گیا دو چار دن سے داغ جگر بھر چک گیا مارے خوشی کے پیر ہن گل مسک گیا گجرا جو لپٹا پھولوں کا پھونچا لچک گیا باران رحمت آنکے پانی چھلک گیا انکارے کی طرح سے ہر اک گل کک گیا شیریں لبوں کے چہرے آخریک گیا پیوند خاک ہو گیا میں عیب ڈھک گیا بلبل ہزار رنگ کا اگر چہ چپک گیا اتو یقین ہوا تھے کیوں اسے خنک گیا خون ہو کے دل بھی خشک کئے خال کک گیا چپ رہتے رہتے میرا کلیجہ تو یک گیا مشغل یہ ہو کر تجھ سے مراد لک گیا تقصیر ہو موت اگر میں بہک گیا</p>

<p>بر باد کر کے خاک میں مجکو ملا چکا لہ زریہ اضطراب سے میرے مرامزار بیمار دونوں اک مرض عشق کے ہوئے سر کا ڈوٹہ شب کو جو گردن کے پاس سے غالب ہی جنس دل کو کیا اس نے ناپسند انگڑائیاں جو لیں مرے اس تنگبوش نے</p>	<p>ابو غبار دل سے تیرے اسے نلک گیا جو سنگ لوح اپنی جگہ سے مرک گیا دان مغل ہی یاد اوص میں جھٹک گیا جگنو کی طرح یاد کا جگنو چاک گیا لا کر جو شتری مرے سر سے ٹپک گیا چوٹی نعل نعل گئی شانہ مسک گیا</p>
<p>سوچا جو رند دل میں مال شگفتگی رو یا میں غنچہ باغ میں جسد چٹک گیا</p>	
<p>گر می سے اسکے رخ کے یہ گلشن دہک گیا کا کل میں تیری مرغ دل اب ہو چکا اسیر ثابت کی سستی کمر یار ناف نے دل چاہتا ہی آپ گلزار گردن باڑھ سے آباد رکھے حق ترا میخانہ ساقیا اندر ری وشتین مرے آہو خصال کی ہو گا فروغ ازہ رخسار شاعری وحشت میں جس طرف کی مجھے لہر آگئی تم جانتا ہوئی حرکت قطب کو بھی آج مطبوع طبع یاد نہو گی شبیہ بھی بستر پہ تیرا پھول بچھا نا جو آیا باد دی جان اس نے آتش گل سے کباب ہو نکلا وہ سیر کو جو بھی مل کے عطر گل کہ گلچین نے کوئی گل جو بھی توڑا باغ میں پانی نہ تیرے دادی اُلفت کی اتھا</p>	<p>گل پر پڑا جو دانہ شب بن چٹک گیا پھنستا نہیں جو دام سے طائر چٹک گیا آیا یقین مہم کامرے دل سے شک گیا قاتل کو دیکھ تیغ بکف دم چٹک گیا ہشیار کون کو لٹا آ کر بہتک گیا کوسوں ہی رم کیا ہو جوتا کھڑک گیا رنگین جو مجھ سے ایک بھی مضمون نہ گیا سر کاڑے مثل سیل اُدھر بید چٹک گیا میدان سے جو پاؤں ہمارا سرک گیا رنگ قبول چہرے سے میرے ٹپک گیا پہلوے دلمین غار سے گل کھٹک گیا شاید کہ آشیانہ بلبل بھڑک گیا ہر گویہ مثل صحن گلستان مہک گیا چاک تھس سے دیکھنے بلبل چٹک گیا ہائے کبیت فکر یک درد میں تھک گیا</p>
<p>شاعر نہیں ہوں رند میں مجنون عشق ہوں جو منہ میں آیا عالم وحشت میں بک گیا</p>	

دیوانہ عشق زلف گر گیر سے ہوا
 پھر راتین کاٹنے لگے آخر شماری میں
 دو لون کو ایک جھٹکے میں توڑ دیا
 باعث ہوئے گناہ ترے عفو کے کہیم
 دل درجہ ہیں ایرود شر کا جسے چور چور
 کھینچا ہی اسکو حلیہ دل نے مری طوف
 اس ترک شہسوار کو ہر جیسے ذوق صید
 لکھ دیا وصل ہجر کی جاس فرشتہ میں
 قابو ہوانہ ایک پر زیادہ پر بھی
 سرنامی کی طرح سے کیا پرہیز قبا
 بے واسطہ جدا کیا سرتن سے شمع کا
 چلا تری کمان کا گھنچا کس سے ایوان
 تو ہی دکھائے نالہ کرم اپنا کچھ اثر
 پابند ہوں کسی کا مجھے کب دماغ تھا
 رکھتے ہی اسکے جان مرتع میں بڑی
 سر پر جو بار عشق حسین جو ان لیا
 جو ہر وہ خاکساری نے پیدا کیا مری
 بزم سخنوران میں نہ پاتا بھی فروغ
 بریاد ہو کے خاک میں جب تک ملانہ میں
 جانے دیانہ دشت کو الجھا رکھا مجھے
 کافر ہوں میں جو اپنے نوشہ کو بد کون
 جلد آتی وہ تو کیوں میں گلا اپنا کاٹتا
 پہونچا میو سلام اسیر دن کو لے صبا
 زنداق نے کیا مجھے پیدا جہان میں بعد
 دشنام تھا جواب غرض ہر سوال کا

دلہنگی کا سلسلہ نہ خیر سے ہوا
 پھر عشق ایک چاند سی تصویر سے ہوا
 جس روز تنگ میں غل وز خیر سے ہوا
 مستوجب نجات میں تقصیر سے ہوا
 زخمی یہ تیر سے تودہ شمشیر سے ہوا
 اتنا اثر تو عشق کی تاثیر سے ہوا
 خالی شکار بندہ نہ پختیر سے ہوا
 اتنا نہ سو کا تب نقدیر سے ہوا
 بے اعتقاد دل مرا شیر سے ہوا
 دیوانہ اس پیری کی میں تحریر سے ہوا
 جلاد کا ہر کام جو گل گیر سے ہوا
 ہم پر کس کس تیر تیر سے ہوا
 دل سرد آہ سرد کی تاثیر سے ہوا
 سودا زلف شامت تقدیر سے ہوا
 اعجاز عیسوی تیری تصویر سے ہوا
 ثامت خمیدہ تو فلک پیر سے ہوا
 حاصل مہوسوں کو جو اکسیر سے ہوا
 روشن بیان جہان میں تقریر سے ہوا
 غافل نہ آسمان مری تدبیر سے ہوا
 تنگ جنون میں پاؤنگی نہ خیر سے ہوا
 تحریر ہر کہ خامہ نقدیر سے ہوا
 خون مجھ پر امیر گ کی تاثیر سے ہوا
 گل تنگ اگر گذر کسی تدبیر سے ہوا
 موجود پہلے ذوق ترا شیر سے ہوا
 جب لا جواب وہ مری تقریر سے ہوا

<p>یوسف بھی میرا نادر زندان تھا ساتھ ساتھ ترغیب لاکھ طور سے دی پردے چھوڑ کر آئینہ وار پشت بدیوار ہی رہا دل مدعی کا سیف زبان سے ہوا دو نیم</p>	<p>قیدے جنوں میں عزت و توقیر سے ہوا عریان نہ یا رہا کسی تدبیر سے ہوا جو صورت آشنا تری لقویر سے ہوا اعجاز و الفقار اسی شمشیر سے ہوا</p>
<p>پھر دنگورا بطہ ہوا اک طفل شوخ سے بار دگر میں رہتا جوان پیر سے ہوا</p>	
<p>فلک کا جور و ستم اب سہا نہیں جاتا شب فراق کا صدمہ نہیں سہا جاتا و کھاؤں میں کسے تقدیر کا کھاجا کر اٹھائیں لطف لغت سے اپنے سرگردان یہ آج صاحبِ طلب و علم ہر کل وہ ہی نہیں لکھی جو سعادت مرے مقدسین ترے مقام کا دیدوست گزشتان پاتا وہ کروٹوں کا بدلنا تھا تاب طاقت تک محیط دہر میں استادہ صورت کشتی کوئی یہ بڑھکے مرے ساتھ والوں سے کہے خبر نہیں ہو کہ مر جاؤنگا چلا ہوں کہاں نہ کہنی موت اگر ہجر میں سیجائی اذیت بیش دل سے چھوٹا کوئی دم جو ترک عشق نہ کرتا بھلا تو کیسا کرتا جنوں وسیع نہ ہوتا جو دامنِ محسرا نہ سنتا کوئی کبھی نارسائیوں کا گلہ گھسیٹتا ہو کر یہاں جنوں صحر کو سہیں ہو کوئی پس از مرگ کا نیا والا قریب آگئے کیا اے جنوں بہار کے دن</p>	<p>زمین کا ش بھی ہوتی میں سما جاتا حرام موت نہ ہوتی تو زہر کھا جاتا مرالوشہ کسی سے نہیں پڑھا جاتا وہاں غیر میں ہر زرق آمسیا جاتا ہو اپنے نام کی نوبت ہر اک بجا جاتا بچا کے سائے کو سر پر سے ہی ہما جاتا ہو اسے آگے رہ شوق میں اڑا جاتا ترے مریض سے اب تو نہیں ہلا جاتا دکھائے دیتا ہوں سب کو یہ ہوں چلا جاتا یہ ناتوان ہی پس قافلہ رہا جاتا مثال رنگ پریدہ ہوں پر اڑا جاتا میں کسے پاس لیے درد لا دو جاتا اس خطرے کے بدلے تو غش ہی آجاتا میں اپنی جان سے جاتا تھا لایا جاتا نکالنے میں کہہ دے لکا حوصلہ جاتا جو لیکے یا رنگ طالع رسا جاتا کبھی کبھی ہوں اگر آپ میں بھی آجاتا میں زندہ خاکِ ندست میں ہوں گڑا جاتا جو خود بخود ہی گریبان مرا پھٹا جاتا</p>

<p>نہ کرو گریبان اس برق مثل نخل چنار ہمارے کھانے سے کین مری سعادت تھی اگر نہ کرتی وہ زلف دراز کو تا ہی زبان دگوش ہوئے لنگ دکر جب اسے تم نہیں ہر طاقت انہما قصہ جانکاہ جو گاہ گاہ بھی ہوتا وصال یا ضعیب ہنسی ہر کھیل ہر دانست میں تری تہ نہیں ہیں دست و کم اختیار میں قاصد ہمارے آپ کے بس آج سے ہنسی موقوف رہا تھا آکے یہاں اٹھ جان سے صحر کو پھر ادب خنجر خونخوار کو پھر اسے قاتل</p>	<p>میں اپنی آگ میں ہوں آپ ہی چلا جاتا رنگ عجیب اگر ہڈیاں چبا جاتا جنوں عشق کا کامیکو سلسلہ جاتا جو پہلے آتے تو کچھ کچھ کما سنا جاتا بیان نہ کرتا اگر حال دل کہا جاتا غم فراق کلیجہ مرا نہ کھا جاتا ہر اپنی جان سے اک بندہ ضایع جاتا زبانی کیوں تو خط تو نہیں لکھا جاتا ذرا سی بات میں غصہ ہر شکو آجاتا تری گلی سے کہاں ٹیکستہ پا جاتا گئے ہیں ہر مہرے تسمہ نگار پا جاتا</p>
<p>ایکے مثل مستی میں کیا کر دے زند جلو عدم کو ہر یاروں کا قافلہ جاتا</p>	
<p>عشق میں حال جہان نوع دگر ہونے لگا حسن سے آگاہ اب وہ بیخبر ہونے لگا رونق افزا بام پر وہ بیشتر ہونے لگا گوش زد جسکے ہوا سر گشتگی کامیری حال اک نہ اک انداز ہی ہر دم بدلتی عشق کے وصل کی شب ہو چکی پیدا ہوئے آثار صبح جس نے مونی گوش میں دیکھا ترے کہنے لگا عکسی موقوف جام و خنجر رکھ بالا طاق روئے الزہر ہو آواز خطر و سیاہ آہ عاشق کاں میں اُسکے نہیں کرتی اثر دل سے گزری انتہا سے کاوش ہر کان بار میرے مریخی جودی اس حور کو جا کر خیر</p>	<p>اس پری دیوانہ تجھ پر ہر شیر ہونے لگا آئینہ جو اسکو منظور نظر ہونے لگا بندہ اسے بھیڑ کے اب رہنم ہونے لگا انگلیاں کا لون میں دین دولت سر ہونے لگا درد دل اچھا ہوا درد جگر ہونے لگا پار دل کے نالہ مرغ سحر ہونے لگا نئی تاشا کمان سے پیدا گھر ہونے لگا رنگ محفل ساقیا نوع دگر ہونے لگا یہ بڑا اندھیرا رشک تھر ہونے لگا گوش گل فریاد سے میل کے کر ہونے لگا اب رنگ جان میں فروغ بیشتر ہونے لگا سنتے ہی ارشاد فی المنا و سحر ہونے لگا</p>

<p>میں یہ سمجھا آسمان زیرِ وزیر ہوئے لگا اب سخن میں میرے سیفی کا اثر ہوئے لگا بے مروت اب تو جانوں کا ضرر ہوئے لگا</p>	<p>جھوٹے کو جب ہنر و لہر چڑھا دے شکم شعرِ شکرِ مدعی مرنے لگے کٹنے لگے ایکے دلِ مروت چھپانے سے بھلا کیا فائدہ</p>	
<p>عشِ تنکِ جسدِ لکھی آہِ رسا سن لچو نہ مند عالمِ بالا میں شورِ الحذر ہوئے لگا</p>		
<p>نظر میں ہر گلِ تر خشک کا نئے کی طرح کھٹکا کوئی گریاتِ سیدھی بھی کے اُلٹا اُسے لٹکا اثر کرتا نہیں ہرگز کوئی جساد کوئی لٹکا اٹھالیا اور بے پروا پھولوں کے چھپے کھٹکا بنا کر موئے کا کل شوق سے شالون یہ تو لٹکا نسی دن ایک کاٹا بھی نہ تلوئے میں کھٹکا ڈراتا ہی بلا بنکر تجھے مردہ بھی مر گھٹکا خبر تحقیق ہی بے شبہ ہے اس راہ میں کھٹکا جدا ہو جائیگی اک اک کڑی جب پاؤں کو کھٹکا مثال شانہ عقدہ کھول دو لگا تیری لٹ کا کہاں جانا تھا مجھ کو کس طرف آیا بہت کھٹکا کبھی اسپند کا دانہ نہ مچر میں یہ سان چٹکا نہ کھا یا دس قدم کا پھیر ہی نہ راہ میں کھٹکا ملا آرام فرشِ خاک پر ہم کو چھپے کھٹکا اگر چہ ابلق ایام کیا کیا باگ پر جھٹکا لگی بندوٹی کوئی کوئی غنچہ اگر چٹکا پڑی پھانسی ہمارے دم گلے میں آن کر کھٹکا ہماری جہہ سائی سے گھسانگ اُسکی چوٹ کا یہ ہی تکرار کا ہنگام یا موقع ہی جھٹکا بہت جھگڑا بہت بلکرا بہت جھٹکا بہت پٹکا</p>	<p>پھر امین ہر روش پر بے ترے گلزار میں بھٹکا اشارہ ہی یہی پیہم اتنی کاکل کی ہر لٹ کا وہ روئے سادہ اُسکا نقشِ ردِ سحر ہے شاید امارت کا مریاں فقر کی دولت سے حاصل ہو بلا سے پتری سودائی ہو کوئی یا پریشان ہو ہوا پر مثلِ برگ گل پھرا صحرائین میں وحشی لب دریا اگر سودین اُس کا کل کے جانا ہو سمجھ کر پاؤں رکھنا خضر صحرائے محبت میں جنون نہ بچر کے روئے نہیں رکنے کا میں وحشی کبھی میرا بھی اسے گیسوے پیاں ترس ہو گا چلا تھادیر کو کعبے میں آنکلا میں وحشت میں مقام ضبطِ دغا موٹی ہی محفلِ راز دارِ دن کی مثال تیر سیدھا منزلِ مقصود کو پہونچا پس از مردنِ لحد میں جا کے سوئے پاؤں بھیلا کر لگایا راہِ ہمہ طرح اُس کو شہسوارِ دن نے چمن بے یار کے آنکھوں میں شائقِ کئی مقتل تھا خیال گیسوے پر پیچ و خم جب آگیا دل میں خبر تک بھی نہیں اپنی جبین کو واہری غفلت ابھی آجائے گا غماز کوئی جسدِ بوسہ دو زبردستی لیا بوسہ خواہش کا وصل کی شب میں</p>	

<p>سحر تک جگر کی شب سینہ دسر پیٹے گزری بتان سناک دل سے بے سبب کیوں لگا بیٹھے چڑھا گردا پر منصور تو اس کا عجب کیا ہے ترت پنا مرغ بسمل کی طرح تھا تاب طاقت تک سحر تک جگر کی شب در کو کھولا لاکھ بار اٹھ کر سراسر دہرین عمر روانگی طرح سے ٹھہرے</p>	<p>اٹھایا ہاتھ اگر سر سے تو پھر چھاتی پہ دے ٹپکا یہ شیشہ دیدہ و دانستہ کیوں پھر دے ٹپکا گلی میں اسکی یہ بھی اک طرح کا سوانح تھا ہوا جو ضعف سے مشکل بدلنا اب تو کروٹ کا گداں ہر مرتبہ گزرا ترے پاؤں کی آہٹ کا مسا فر دم نہیں لیتا ہر جس منزل میں ہو کھٹکا</p>
<p>بتاؤ رند ہم کو دل پہ کیا صدمہ گزرتا ہے کئی دن سے ہوئے اتر اتر اتر اور بدل چکا</p>	
<p>سدرہ موسم گل میں جو نہ زندان ہوتا خوب تھا وصف رخ و کیسو جاناں ہوتا نسبت اس زلف سے ملتی جو پریشیاں ہوتا چھینتے موسم گل میں جو نہ پوشاک مری بان سے ہوتی نہ زیادہ جو عدم میں راحت قد کشی کرتا نہ اس غیرت شمشاد سے یون گر تری نہ زلف پریشان کا نہ ہوا سدا مثل خورشید سراپا ہے ترا عالم نور قد موزون جو ترا یاد چین میں آتا ہاتھ دھوتا وہ حنا ملے تو دریا میں حباب عقل لے کر دیا پابند تعلق ورنہ ہوں وہ بیکس جو تجھے قتل وہ قاتل کرتا محبت اہل صفا سے ہو تنفس بد کو عکس اگر چہرہ پر نور کا تیرے پڑتا اے بتو دل کا دکھانا جو نہ آتا تم کو وہ پری کیا شنوا ہو مرے حال دکھا اے جنوں یہ بھی مری طرح سے عریان تن ہو</p>	<p>پھر تو میں اور کتنی دست بیا بان ہوتا ذکر جمع وطن دشام غریبان ہوتا رتبہ آئینہ کا پاتا جو میں حیران ہوتا چتھٹھ ہوتے نہ دامن نہ گریبان ہوتا آکے ہستی میں کوئی طفل نہ گریبان ہوتا آومی تو اگر اس سر و گلستان ہوتا اپنا مجھ کو خاطر نہ پریشان ہوتا دھوپ شب کو نکل آتی جو تو عریان ہوتا نخل ماتم تجھے ہر سر و گلستان ہوتا سرخ مانند کف پہنچے مرجان ہوتا جیب کی فکر نہ اندیشہ دامن ہوتا دیدہ جو ہر شمشیر بھی گریبان ہوتا آئینہ دیکھ کے نہ لگی ہے پریشان ہوتا جام مے مطلع خورشید درخشاں ہوتا بخدا دیر میں نا تو سس نہ نالان ہوتا بات انسان کی سننا اگر انسان ہوتا ڈھانکتا مجھ کو جو دامن بیا بان ہوتا</p>

<p>گل نظر آتا ہر لبیل مجھے عریان ہوتا دل میں رہ رہ کے ہوں دانستہ بخیان ہوتا کام میرا ہی تمام اسے شب ہجران ہوتا اب ہے کیوں مجھ سے جنوں بخت و گریبان ہوتا میں بھی پھیلا تا ترے آگے جو دامن ہوتا</p>	<p>گر یہی باد بہاری کا ہے عالم چند ہے جان دینی تھی مگر جانے نہ دینا تھا اُسے تجک جو جانا ہے تو جا چاک تو سویرے ورنہ پتھلے ہی سال کیے نذر ترے دامنِ حجب تو نے عریان ہی رکھا تجکو فلکِ حجب کیا</p>
---	--

آپ اگر اپنا گلا کاٹ کے مر جائے نہ تہ
سر پہ کیوں نخچر بملاد کا احسان ہوتا

عشق نے پھر مفسدہ برپا کیا
وعدہٴ امر و نہر بھی فرما کیا
کیا غضبِ ادشوخ بے پروا کیا
دینِ زردشتی کو پھر احیا کیا
کیا نتیجہ دیدہٴ تر کا کس
اس قدر آنے میں کیوں عرصہ کیا
برق کے مانند میں تڑپا کیا
ہجر کی شبِ ایڑیاں رگڑا کیا
دیر تک حیرت سے منہ دیکھا کیا
آپ نے جو کچھ کیا اچھا کیا
کیا کہوں اس عشق میں کیا کیا کیا
آج آنے میں اگر حیل لایا کیا
پیٹ کر منہ پہننے یا نینلا کیا
جب کیلجا اپنا ہتھ کر کا کیا
فکر نے اپنے یہ عقدہ دایا کیا
جان کھوئی ہائے دل نے کیا کیا
جرمِ جانِ قاتلِ تبرا اچھلا کیا
سحر کچھ اور غیرت لیسلا کیا

اک بری کا پھر مجھے شیدا کیا
آج پھر اُس شوخ نے فقر کیا
غولِ ناحق اک مسلمان کا کیا
دل کو مائل شعلہٴ رویوں کا کیا
ابرا کثر اس برس برس کیا
کیوں اجل کیا تجکو بھی موت لگی
کان کی بجلی جو یاد آئی تری
وہ کھٹ پائے خانی کر کے یاد
اُسکو بھی سکتہ ہوا دیکھ آئینہ
میں بھلا کیوں نہ کہوں تم کو بُرا
خاک چھائی مد توں تھکے چنے
کل نہ پاؤ گے بہین کیوں سہیر
وان ہوئے مستی سے لبِ لکھنود
تب اٹھے بہن ان توں کے ہنسے ناز
جو گروہ موے کمر کی ناف یار
لاک پیدا کر کے اب جلا دے
ڈنڈ پر پائندہ ہم نے جوشِ کطرح
تجکو بھون کر دیا مانتہ قس

<p>آبرو کو جان کو مدت کیا ہنرم تر کی طرح سلگا کیا مین نے تیرا منہ مہین کا لایا دل سے اپنے عمر بھرا لہجھا کیا پاؤں پیٹے آہ کی نالا کیا خاک پھلتی کی طرح چھانا کیا</p>	<p>معرکہ میں عشق کے سرکانہ پاؤں سوزِ فرقت نے شرارت مجھے کی اس شب فرقت نہ کر مجھے غدا پ زلزلہ جاناں میں نے دیکھی ایک بار اس مصیبت سے شب فرقت کئی عشق افشان جبین پار میں</p>
<p>تھا مناسب ترک عشق پار زند آپ نے انسب کیا اولاً کیا</p>	
<p>کچھ درد دل جو تم کو مٹا یا تو کیا ہوا تم نے نظر سے ہم کو گرا یا تو کیا ہوا مین نے یہ حال اپنا بنایا تو کیا ہوا منت کا طوق اُس نے بڑھایا تو کیا ہوا تو نے چراغ کو بجھایا تو کیا ہوا آیا تو کیا ہوا جو نہ آیا تو کیا ہوا</p>	<p>آزردہ کیوں ہوئے جو میں آیا تو کیا ہوا چھوڑینگے ہم نہ دامنِ دولت کو مٹل تنگ احوال پر سی آن کے کس روز تم نے کی ہم کو انجی جنون سے جو تھا سلسلہ سو ہے اللہ دل کے داغ کو روشن رکھے صدا یکساں ہر دم کی آمد و شد ہر پار میں</p>
<p>اے زندہ سنگدل ہے نہیں رحم یار کو لو آج تم نے زہر بھی کھایا تو کیا ہوا</p>	
<p>ابتدا ہی میں یہ سودا انتہا کا ہو گیا راہ جس پر منکشف فقر و فنا کا ہو گیا سکھایا عالم اس حبِ شفا کا ہو گیا عرص کر لینے جو موقع التجا کا ہو گیا دور پردہ جس گھڑی شرم و حیا کا ہو گیا بند و روازہ مگر دارِ اشفا کا ہو گیا مین نے جانا سامنا تیر قضا کا ہو گیا اسے پری روکشہ جو تیری ادا کا ہو گیا ماہ قدر بالا الفت آخر ندا کا ہو گیا</p>	<p>اک جہاں دلوانہ اُس زلف دقا کا ہو گیا آپ کو کھویا مگر جو یا خدا کا ہو گیا خالِ رخ کے عشق میں مرتے ہیں عاشق سیکڑوں ہم کو بھی آخر حضورِ قلب ہو چکا کبھی حائلِ نظارہ دیدار کیا ہو گی نقاب مرتے ہیں بیمارِ الفت متصل ابائے مسیح اُس نگاہ تیر سے دل ہو گیا جسم و دوچار حور کے غمزے اُسے جنت میں خوش آتے ہیں یاد میں اُس لاسست قامت کے جو کی فرماؤں</p>

<p>خانہ بلبل شیدا نہیں تنہا پھونکا کبھی گلزار جلایا کبھی صحرا پھونکا جلے جسٹا یونے گھر آگ لگی چار طرقت عشق جن بنے جو اپٹا تو نہ چھوٹا بچھے ہر جن مہرے دھوان اٹھتا ہے شاید تو نے نہ می حسن نے بے پردہ کیا عارض کو تا فلک آہ شرر بار جو فرقت میں گئی گر میان یکم لین اے آہ شرر بار تری خشک، ہنیرم کی طرح طریان کیونکر نہ جلیں تندرستی ہوئی اس کو جو ترے آتے ہی بعد مردن بھی جلانے سے نہ باز آئے</p>	<p>تو نے اے آتش گل باغ ہی سا لپھونکا کیا کمون آہ شرر بار نے کیا کیا پھونکا آخر اے آہ شرر بار محلا پھونکا کس پر نچوان نے نہیں آنکے جھڑا پھونکا دل جگر دونوں کو اے آتش سودا پھونکا شعلہ رخ نے نقاب رخ زریا پھونکا غل پڑا عالم بالا میں کہ پھونکا پھونکا ایک دن یار کے کمرے کا نہ بردا پھونکا مردوں آتش فرقت نے کلیجا پھونکا اپنے بیار پہ کیا پڑھکے میسا پھونکا صورت تیت ہند و مراد پھونکا</p>
---	---

بیشتر در بین جا جا کے اذان می آئے تندر
بار با کبے میں ناقوس کلیسا پھونکا

<p>ساتون فلک کیسے تہ و بالا نکل گیا وحشت بھیر مہمستی کیا جو تنگ سر دیسے یاد کیسے جو جانان کی پہاڑین یعقوب وار و زانین اس کے بچے ہجرتین فرقت میں اسکی شدت گریہ کہاں تک روکا کیسے ملائکہ ہفت آسمان کے سوئے نہ ساکنان محلہ سحر تک کیونکر نہ روئے دل گم گشتہ کے لئے پیر مغان فقیر کو مجھے شراب خواہ جاتا نہ گھر سے آپسے خد سے قریب کی جھکا جو بھی زلف کو جھکا کے بار نے کس شک جس کی دیکھی قبا اس نے نہایت</p>	<p>آخر شب فرق میں نالا نکل گیا گھر کے سوئے عالم بالا نکل گیا پٹیا گرد لکیر کو کالا نکل گیا یوسف مرا عدا بیتعائے نکل گیا برسا برس کے ابر کا جھالا نکل گیا ساتون فلک کو توڑ کے نالا نکل گیا میاختہ جو رات کو نالا نکل گیا نازد و فہم سے تھا جسے پالا نکل گیا جس میکہ میں لے کے پالا نکل گیا لیکن پیاس خاطر و لا نکل گیا بالے سے پھلی کان سے بالا نکل گیا باہر جو اپنے جامے سے لا نکل گیا</p>
--	---

<p>دانہ تھا کیا حرام کا رزق حلال میں بوٹا کہونہ قامت دلبر کو شاعر روند کیا میں خار بیابان کو اینچون کمل میں اپنے گرم رہا میں فقیر مست پھر چل دلا نہ کوچہ گیسو کا قصد کر اگتا گیا بہ تنگ ہوا کیا کرے غریب</p>	<p>منہ سے جوائے کریم نوا لا نکل گیا اب سر سے بھی وہ قد بالا نکل گیا ہر اک بچا کے پاؤں کا چھالا نکل گیا کیا گیا نہ دور دار دو شا لا نکل گیا ہر آج راہ کاٹ کے کالا نکل گیا آخر تمہارا چاہنے والا نکل گیا</p>
<p>مہمان ہر فقیر ہے سنی لیتے آپ زمر مرشد کا اپنے گم کے پیالا نکل گیا</p>	
<p>لالہ روپون سے کب فراغ رہا ناز بیجا اٹھائیے کس کے کب مٹا عشق کا نشان دل سے اک نظر جس نے تج کو دیکھ لیا یار میں کس کی زمر سے بلیں کبھی نظر ارہ جمن نہ کیا</p>	<p>اک نہ اک گل کا دل پہ داغ رہا اب نہ وہ دل نہ وہ دماغ رہا زخم اچھا ہوا تو داغ رہا عمر بھر درپے سراغ رہا مدتوں ہمنوائے زاغ رہا اپنے داعون سے باغ باغ رہا</p>
<p>دل کو افسردگی سی ہوا ہے زمر سیر گل کا کسے دماغ رہا</p>	
<p>زلفت اس حور کی دکھا لایا رنگ خون اشک بار بار لایا نہ ملا جب کہ نامہ بر کو جواب اے منم جگہ یا سہلی تھی کب کیا امین نے بندگی بن قصور خاک چھنوائی اُس کے کوچے میں روکھی پھینکی لگا سنا نے اب ناتوانی تو دے چکی تھی جواب کبک رکھتا زمین زمین پہ قدم</p>	<p>دل مری جان پر بلا لایا آج لخت جگر بہا لایا پیر زے خط کے مرے اٹھا لایا بارے یاں تک سمجھے خدا لایا حکم جو کچھ ہوا جب لایا بیٹھے بٹھلائے دل اٹھا لایا رنگ آخر وہ بے دف لایا تم تلک دل کا حوصلا لایا اُس کی رفتار کیا اڑا لایا</p>

<p>اے پری صدمہ جدائی کی بھرا لفت سے کشتی سائل تک شوق کچھ قفس میں بلبل باغ دیکے دم آج باتوں باتوں میں کب ملے آپ مجھ سے بن جوڑ کا شکل بت پھر ہی تھی آنکھوں میں</p>	<p>تاب کب تیرا مبتلا لایا نا خدا لایا یا خدا لایا گھر سے میاد کو ملا لایا اپنے گھر تک اُسے لگ لایا تم جو روٹھے تو میں منا لایا بتکدے میں مجھے خدا لایا</p>
<p>حیف بازارِ دہر میں اے لعل کیا میں لینے گیا تھا گیا لایا</p>	
<p>خجر قاتل پہ رکھ دوں گلا گلا ایک دوساغر کریں گے نشہ کیا خیر مقدم حضرت عشق آئیے المدد اے رہبرِ داماں دگان کشتگان عشق سب گڑوا دیئے آن پہونچا وعدہ دیدار یا رہ کشتہ فرقت کا کیا تقدیر نے صورت آباد جہان کی دید کو بارا لفت بھی اٹھا کر دیکھ لوں عشق بازی میں کیا نقصان دل مار ڈالابے ثباتی نے تری چشم بد و راج دیکھا اکھ سے شوق کا کل پھر ہوا اس ترک کو کھول دی نہ خیر مجھ دیوانے کی میچ پیری کا ہو فانی وقت تنگ شمع سان بزم جہان میں جل بجھے نام کیا کیا اپنے رکھوا گئے ہیں</p>	<p>جی چلا بیٹھوں گا ہوں میں منچلا خم کے خم پیتا رہا ہوں سا قیا پیشوا بادلی بہارے مقتدا متر لون آگے کیا ہے قافلا اے جزاک اللہ قاتل مرحبا مژدہ باوای عاشقان با وفا یون قضا آنی رہینا بالقضا آن نکلے شوق تھا دیدار کا رہ نہ جاوے دل میں دل کا وصل مفت کھو بیٹھے یہ نعل بے بہا ہستی فانی بڑا دھوکا دیا شہرہ سنتے تھے جمال یار کا ملک دل پر پھر ہوئی نازل بلا اے پری تجھ پر بھی شاید جن چڑھا اٹھ نماز فرض ہوتی ہے قضا کسکا روئے پر ہمارے دل جلا بے مروت خود غرض نا آشنا</p>

سنتے ہیں ہوتی ہیں روز آرائشیں روٹھ کر اکثر ملے ہیں یا رسے یا دل بے اسکی رلوا یا جو خون سینہ سوزان کی میرے کو خبر سو نگھر کا کل جو رہتا ہوں کبھی	چل دلا دیکھیں تکلف یا رسکا ہو چکے ہیں ایسے جھگڑے بار بار بن گیا ہر اشک لعل بے بہا بوئے داغ آتی ہے شاید دل جلا ہنسکے کہتے ہیں مجھے سودا ہوا
---	--

پچلو تم ہر کس ونا کس سے تہہ
یہ مجھے جو وقت کا ہو مقتضا

نہ پھرا بہر خدا بہر پیہر نہ پھرا گھر سے باہر گیا باہر سے کبھی گھر آیا بام دلیبر کی ہوا میں وہ گیسٹھا اڑ کر چین بہا بر و نہو بو سے کے طلب کرنے پر لشدا الحمد پھرے آپ ہی وعدہ کر کے یہی سیرت ہے جنوں دوش ہوا پر اڑتا نونا لان چین سے ہے مجھے ربط قدیم عید قربان ہی کے رکھتا ہوں تجھے قائل کو رہو جاؤں گا دیکھا ہو نگاہ بد سے مرغ دل طمع چشم سمیہ یا رہوا ہوں وہ محروم محبت کہ طفولیت میں حیف مدحیف اچھے حسرت پیغام لیے جذب الفت اسے گھر تک بھی نہ لیجا دینکا چاہا نرا دلفاک نے تو بہت سالیکن بیشتر آمد و رفت اس کی رہا کرتی تھی ایک نے منھ نہ لگایا مجھے پیشے کی طرح کب نہ منظور ہوئی بار کو پامالی گل ظلم و جور و ستم یا روغا پیشہ سے	در بدر خاک بسر عشق ستگر نہ پھرا کوئی رات ترے ہجر میں مفطر نہ پھرا دن گیا رات ہوئی میرا کیو تر نہ پھرا آنکھیں طوطے کی طرح مجھے ستگر نہ پھرا شکر مد شکرین اقرار سے دلبر نہ پھرا صورت تخت سلیمان مرا بستر نہ پھرا سایہ سان کب میں پس سر و منور نہ پھرا پچانسی دو نگا جو گلے پر مرے خنجر نہ پھرا میل آنکھوں میں مری ترک ستگر نہ پھرا بچکے شاہین سے آخر یہ کبوتر نہ پھرا دست شفقت بھی پاد رکا مرے سر نہ پھرا پتلیاں پھر گئیں پر قاصر رہبر نہ پھرا راہ سے پار پھر گیا جو سمندر نہ پھرا مددت مہرہ شطرنج میں گھر گھر نہ پھرا ابکی ایسا گیا پھر آن کے دلبر نہ پھرا کوئی نرم مین میں صورت مانور نہ پھرا کوئی دن روشن باغ یہ جا کر نہ پھرا میں نے جانا تھا کہ پھر جاؤنگا دل نہ پھرا
---	---

مثل سودا زوگان ز لطف مغیر نہ پھرا
دم نکل جائیگا گھبرا کے جو دلبر نہ پھرا
مثل سیارہ تو اے گردشس اختر نہ پھرا
مچکو عریان میان صف محشر نہ پھرا
چاک کی طرح سے کس تو مرا سر نہ پھرا
اڑ گئے ہوش مرے جب کہ گبو تر نہ پھرا
مثل دیروزہ گران مچکو تو درد نہ پھرا
آرزوہ کنی حلقوم پہ خنجر نہ پھرا
نامہ برسب کے پھرے قاصد دلبر نہ پھرا

رکھ نہ منظور نظر میری پریشان حالی
ایمیان رگڑ نیگے ہم جان پہ بخا دیگی
صورت قطب عطا کر مجھے ثابت قدمی
سامنے جنت و دوزخ ہیں کہیں بچ ہی چک
یاؤں کے ہاتھ سے گردش ہی ہی مجھ کو دام
منظر کب سے بین بیٹھا تھا جواب خط کا
اے فلک نعمت دنیا مجھے درکار نہیں
ایڑیاں شوق شہادت میں مینوں گریں
خط گرا یا مرا یا راہ احوھر کی بھولا

رند ہوتا ہی تصدق تو لے بھٹالے پال
گردہ مر دمسلمان کو کا فر نہ پھرا

دیکھیے کس کس کو دستا ہے یہ جوڑا سانپ کا
یاسین زار صاحت میں ہی جوڑا سانپ کا
ہم مرا سزا دے نامح یہ جوڑا سانپ کا
وجد کرتا ہی مدائے نے یہ جوڑا سانپ کا
ہو گیا تشبیہ کی خاطر بھی توڑا سانپ کا
دھیان اس نادان نے ہرگز نہ چھوڑا سانپ کا
کیملی نے عمر بھر بیچا نہ چھوڑا سانپ کا
کاٹتا ہواڑ کے عاشق کو یہ جوڑا سانپ کا
پالتا ہوں اپنے کٹوانیکو جوڑا سانپ کا
خواب میں دیکھا کیا نامح جوڑا سانپ کا
نیش عرق کھا کے بی لے نہ چھوڑا سانپ کا
سر کی حالت میں بے کچلے نہ چھوڑا سانپ کا
دہر سارا حلق میں میں نے نہ چھوڑا سانپ کا
سبزہ نوخیز بر غش ہے یہ جوڑا سانپ کا

زلفین چھوڑیں ہیں کہ جوڑا اسے چھوڑا کتب کا
گورے گالوں پر ترے زلفین یہ لہرائی نہیں
عشق ان زلفوں کا مجھ سے ترک ہونیکا نہیں
دونوں زلفین یار کی الٹی ہیں بالو میرے
منہ گین زلفین میں شاعر کسے اب دیکھئے مثال
عمر بھر دلو خیاں گیسوئے پیچان رہا
نقری مویات چوٹی میں رہا ان کی سدا
پر گئی ایذا دہندی کی تری زلفوں کو خو
نچھ بھکا کر رہا ہوں یار کی زلفوں کی دشت
شام سے ان گیسوؤں کی یاد میں جو سو رہا
عشق میں گیسو وایرو کے اگر دنی ہی جان
واسطے مودی کے آخر میں بھی مودی بن گیا
عشق گیسو میں نہ قطرہ بھی تلفت ہونے دیا
نظاہر آتے ہیں بہت لہر کے گیسو یار کے

<p>حلقہ گیسوئے شب کو ذرہ افشان چنی ہر قدم پر مار کر سر کر رہا ہر ناگ بیج رابطہ انجمنِ موزی سے عمدہ سواری میں کھیلتا تھا</p>	<p>رات کو جن چٹکے اک اک دانت توڑا سانپ کا اب چلن نیکیا اس موزی نے تھوڑا سانپ کا نازیانے نے عوض رکھتے تھے توڑا سانپ کا</p>	
<p>دشمن جانی کو اپنے دی نہ ایذا نہ کدے لئے دانت ہی توڑا نہ چھالا اس نے پھوڑا سانپ کا</p>		
<p>مشہور رند خاص سے تا عام ہو چکا توبہ کا پاس نہ تھے می آشام ہو چکا شمع حرم تھا گاہ گے دیر کا چراغ جو دم ہی مفتہم ہی مرا اعتبار کیا سیاد کو نے لی نہ خبر اپنے صید کی اب عشق عاشقی کا زمانہ نہیں رہا قاصد کو آہ باندھے کمر دن گذر گیا کوٹھے پہ چلیے لطف شب باہر کیئے اب پھر ہی اس کیسے یہ آسیاے حرج آیا نہ تو تو وعدے پر اور تظار میں دیندار برہمن کے کافر بتائے شیخ کیا رہ گیا ہی اہل بصیرت کو نہ مان دل کچھ گیا ہمارا شروع کباب میں رکھ دے اٹھا کے ساغ و مینا کو طاق پہ اکثر مشاعرہ پہ ہوا بزمِ غم کا شک قرآن اٹھاتے ہیں طبع زرد کیواسطے بیخیز ہی جو کرتا ہی پھر اس سے چشم جار اس سن میں شوخیال نہیں رہا غبار کی چھوٹے مٹوا غصے سے نعت کے شکر ہی تقویٰ و زہد سے نہ کیگا کوئی فقیر</p>	<p>تقدیر میں جو لکھا تھا وہ نام ہو چکا بس ہو چکا تقدس و اسلام ہو چکا میں زبیب کفر و فتن اسلام ہو چکا میں صبح ہو چکا کہ سر شام ہو چکا آخر پھر کچھ کچھ کے نہ دام ہو چکا جاتا رہا وہ وقت وہ ہنگام ہو چکا نامہ ہوا تمام نہ پیچ نام ہو چکا سب چاندنی کا فرش لب لبام ہو چکا میں سرمہ سا تو گردش ایام ہو چکا دن آج کا بھی عہد شکن شام ہو چکا دونوں طرف سے موردِ انعام ہو چکا پر وہ اٹھا دے حسن تمام ہو چکا یانِ روغن چراغ سر شام ہو چکا دورہ تمام ساقی گلقام ہو چکا کیا کیا مرے کلام پہ کلام ہو چکا دیندار اگر بھی ہیں تو اسلام ہو چکا شمر زندہ لاکھ مرتبہ یا دام ہو چکا اب گر میان نہ تیجے وہ ہنگام ہو چکا اس کا عوض بھی گردش ایام ہو چکا مست شرابِ خوار مرا نام ہو چکا</p>	

ہم کو مرض می ہی ہو تو آرا سے بیچکا میں چاشت خوار دروختہ ہمارے ہو چکا	جان پر ہوانہ جس کو نگار و نگ عشق کا ہون کا سہ لیس سیکرہ ساقی نہ جاؤنگا
نکبے کو جاتے جاتے پھرے سوے دیر کند نوح کر آئے آپ اور احرام ہو چکا	
<p>منعت مانع قدرت کا تماشا دیکھا چشم حق میں سے جواں بت کا سراپا دیکھا سیکڑوں مر گئے بر باد ہر اک خلق خدا ہون وہ تفتیدہ جگر خاک اڑادی میں نے داغ کر میرے تن زار کو سر سے پاتاں یہ بھی ہشیار کو دیوانہ بنا دیتی ہے نظر بد سے کسی گل کو نکا کب میں نے اپنے خوش چشم کی وحشت مجھے یاد آتی ہے اسکی ہچشم نہیں میں نہ کہا کرتا تھا چشم بد دور ترقی ہی یہ ہے روز بروز بہرہ و نعمت دانی سے ہون اہل کرم کیا بجز رنج و غم ہجر ترے ہاتھ آیا طور پروادی امین میں جو دیکھا تو نے ہو گیا ابرسیہ میں مجھے بجلی کا یقین قصہ آدم ابلیس جو قرآن میں پڑھا پھر گیا سارا جان جیسے تو آزرہ ہوا ہو سیہ خانہ مرا فیض قدم سے روشن آگئی یاد ترے پھول سے رخسار وں کی داغ اُلفت سے رہا سینہ ہمیشہ حسالی ایک ہی حال رہا تا نفس باز پسین خط بھی لکھتے بت سفاک کو جی ٹھٹھا ہر آگین یاد نزل خوانیاں اپنی اے زند</p>	<p>منعت مانع قدرت کا تماشا دیکھا چشم حق میں سے جواں بت کا سراپا دیکھا سیکڑوں مر گئے بر باد ہر اک خلق خدا ہون وہ تفتیدہ جگر خاک اڑادی میں نے داغ کر میرے تن زار کو سر سے پاتاں یہ بھی ہشیار کو دیوانہ بنا دیتی ہے نظر بد سے کسی گل کو نکا کب میں نے اپنے خوش چشم کی وحشت مجھے یاد آتی ہے اسکی ہچشم نہیں میں نہ کہا کرتا تھا چشم بد دور ترقی ہی یہ ہے روز بروز بہرہ و نعمت دانی سے ہون اہل کرم کیا بجز رنج و غم ہجر ترے ہاتھ آیا طور پروادی امین میں جو دیکھا تو نے ہو گیا ابرسیہ میں مجھے بجلی کا یقین قصہ آدم ابلیس جو قرآن میں پڑھا پھر گیا سارا جان جیسے تو آزرہ ہوا ہو سیہ خانہ مرا فیض قدم سے روشن آگئی یاد ترے پھول سے رخسار وں کی داغ اُلفت سے رہا سینہ ہمیشہ حسالی ایک ہی حال رہا تا نفس باز پسین خط بھی لکھتے بت سفاک کو جی ٹھٹھا ہر آگین یاد نزل خوانیاں اپنی اے زند</p>

طور اغراض کا انداز ادا کا دیکھا
یوں تو جایا کیے ہر سال مہینوں لیکن
عمر بھر کی جو تنہائی سودہ بر آئی
کبھی بالوں کو سنواریا کبھی ماتھا پونچھا
ہوں وہ کافر کہ مسلمانوں نے اکثر محکو
جان بلب ہو گیا دو روز کی غفلت میں تری
کل تو سب کر چکے تھے گوردفن کی تدبیر
اب تو ہر اک سے تجھے پوچھتے ہو تم نے کہیں
بدگمانی سے خفا ہوتے ہو مجھے ہر بار
آپکے گھر کے سوا یہ تو بتا دو مشفق
انفرا مجھے کیا ہو یہ دراندازوں نے
اور جو باور نہیں تم کو تو چلو خوب کیا
آپ کیوں کرتے ہیں ہر روز نظارہ بازی

کیا کون تم سے کہ آن آگھو کس کیا کیا دیکھا
ابکی تو چندنی مین اک چاند سا کھڑا دیکھا
مرتے دم شکر ہو دیدار تہا سا دیکھا
آئینہ لیک سحر اس نے جو ہر ادا دیکھا
پھوکتے کبے مین ناقوس کلیسا دیکھا
اپنے بیمار کا احوال سچا دیکھا
جان جان آج تو تو نے اُسے اچھا دیکھا
میرا عاشق مرا مفتون مرا شیدا دیکھا
کچھ عجیب طرح کا انداز تہا سا دیکھا
کوٹنے کو چے مین کس نے تجھے کجا دیکھا
بخدا مین نے کسی کو نہیں اصل دیکھا
اب نہ کہیگا کہ کیوں اور نے جھانکا دیکھا
مین نے بھی گر کسی محبوب کو دیکھا دیکھا

اٹھ گیا اس کا ڈر پٹہ جو ہوا سے اے زند
ماں آئینے سے وہ پیٹ مصفا دیکھا

متاع و مال کی لذت اٹھائے گا پھر کیا
شب فراق منم سر پہ لائے گا پھر کیا
جوز ہر سحر کی تلخی سے تو نہیں آگاہ
مری طرنت سے کوئی مانع ازل سے کہے
ہزار بار کیا میرا امتحان اُس نے
جناؤ جو نہ کہ اُس کے بندوں پر اوبت
وہ گھورتے ہیں بری آنکھ سے پھر ہر بار
ہزار بار جو تقریر مین ہوا ہو بند
ملاں غیر سے ملنے کا جائے گا کیونکر
رہے جو پیش نظر ہر گھڑی تصور یار

گدا کو دیگانہ منعم تو پائے گا پھر کیا
یہ روز بد مجھے گردون دکھائے گا پھر کیا
تو قند و میل کی لذت اٹھائے گا پھر کیا
بگاڑتا ہے جو محکو بنائے گا پھر کیا
بس آزم چکا اب آزمائے گا پھر کیا
خدا کو حشر کے دن منہ دکھائے گا پھر کیا
مین دیکھتا ہوں مقدر دکھائے گا پھر کیا
وہ میرے سامنے باتیں بنائے گا پھر کیا
یہ مین نے مانا وہ قسین بھی کھا لگا پھر کیا
یہ آنکھیں کور ہوں ان مین سائے گا پھر کیا

مثال طور ہی سینہ میں دل بھی خاک سیاہ
 کرے نہ دیر کو سمار جو کہ بت کے لئے
 رہے نہ آپ میں ساتی جو ایک ساغر میں
 غم درحشر کے دن غاصیوں کی ہوگی تلاش
 خیال زاد سفر رکھ عدم کو جانا ہے
 عبت ہے دام لیے فکر کہیں مری صیاد
 یہ دل لگی نہیں اچھی جلی گئی پہ نہ آ
 مرے نصیب میں رونا ہی صورت شبنم
 خیال بوسہ لب پھر ہوا ہے اور سنو
 نظر پڑے تپش دل کے آج طور برے
 دہر سی بات میں روئے یہ حال ہو جس کا

جلے ہوئے کو وہ شعلہ جلائے گا پھر کیا
 وہ اینٹ کے لئے مسجد کو ڈھائے گا پھر کیا
 جلا وہ میری طرح خم چڑھائے گا پھر کیا
 نہ ہوں گے ہم تو جہنم جلائے گا پھر کیا
 جو لے نہ جائے گا یاں سے تو بائیکا پھر کیا
 یہ مشیت پر کے سوا ہاتھ آئے گا پھر کیا
 ہنسی ہنسی میں تو جھک دو لائے گا پھر کیا
 برنگ گل جو فلک تو ہنسائے گا پھر کیا
 میں دیکھتا ہوں یہ دل منہ کی کھائے گا پھر کیا
 اکی خیر جگر منہ کو آئے گا پھر کیا
 وہ چٹکیوں میں کسی کو اڑے گا پھر کیا

وہ بیوفا ہونے چھوڑے گا غیر کا ملنا
 جو رند کو گفت میں وہ مر بھی جائیگا پھر کیا

راتوں کو بھی وہ آ کے کئی بار رہ گیا
 تو شب کو آتے آتے جو اے یار رہ گیا
 چندے یوں جو بھر کا آزار رہ گیا
 یوسف رہا نہ کوئی حسد یار رہ گیا
 کرتا ہوں اس طرح سے بسر کوئے یارین
 جاگے نہ ایک رات بھی ہمراہ یار کے
 جلتے جو دیکھا چاہنے والوں کو دھوپ میں
 تاب سزائے زلف محبت نہ لاسکے
 کوتاہیان تو اس لب جان بخش نے نہ کین
 کافر کی قبر میں بھی نہ ہوگی یہ تیرگی
 پائی نجر جو آمد فصل ہمار کی
 زندان عشق چھٹ گئے مذہب کی تیرے

ایمان اب بھی کوئی دل زار رہ گیا
 کیا کیا تڑپ تڑپ کے دل زار رہ گیا
 سن لینگے آپ مر گئے یہ بیزار رہ گیا
 انسانہ بہر گرمی باز رہ گیا
 در سے اٹھا دیا پس دیوار رہ گیا
 خوابیدہ بخت دیدہ بیدار رہ گیا
 دیوار پردہ سایہ دیوار رہ گیا
 سب چل دیے مگر یہ گتہ گار رہ گیا
 صحبت نہ تھی نصیب میں بیمار رہ گیا
 دم گھٹتے گھٹتے میرا شب تار رہ گیا
 کیا پھر پھر اے مرغ گزشتہ رہ گیا
 گھنٹار ہاگلے میں نہ زنا رہ گیا

شاعر ہزار طرح تجھے باندھنے لگے
جانا ہوانہ وادی وحشت میں ابکی سال
تم جاتے جاتے کس لیے پھر آئے خبر ہو
سُن لینکے سب وہ غیرت یوسف اگر گیا
اُمڈا پھر آج عاشق گریبان کے سامنے
میں بک چکا تھا شومی طالع کو کیا کروں
جوش جنون ہی جامہ درمی میں کمی نہ ہو
ساتی ہے مے ہے آمد فصل بہار ہے
ہر ترک عشق پر بھی وہی کاوش مرثہ
زخموں میں اپنے خون کے تھالے بھرے
خوف خدا تھا ورنہ زمانہ کو پھونکتا
تیری گلی بہشت ہو طوبی ہر اک رخت
کیا آمد خزان ہو صبا کیا ہو اچلی
چمکا جو اُس کا صاعقہ حسن بام پر
یشے کی شکل توڑینگے توبہ شراب خوار

اب کیا ثبوت میں کمر بار رہ گیا
پیا سا لہو کا میرے ہر اک خار رہ گیا
چنیا کلی کا موتیوں کا بار رہ گیا
تو تختہ مصر کا سر بار رہ گیا
کس دن میں تجھے ابر گمر بار رہ گیا
بیعانہ دیتے دیتے خسریا رہ گیا
پھر بڑ گیا جو بچکے کوئی تار رہ گیا
بیہوش ہو وہ آج جو ہشیار رہ گیا
دل میں کھٹک رہا ہے کوئی خار رہ گیا
کاٹی کی طرح مرہم زنگار رہ گیا
میں کرتے کرتے آہ شر بار رہ گیا
کیا فرق تجھے میں حور میں اے یار رہ گیا
کیون زمر مومن سے بلبل گلزار رہ گیا
ہو کر بھوک میں پشت بدیوار رہ گیا
چندے جو ابر اور گمر بار رہ گیا

کہتے ہیں جان زند نے دی کوئے یازین

دارالشفائین مرگے یہ بیمار رہ گیا

ہر دم کا خیال رخ زیبائیں جاتا
افسوس ہی تو رشک مسحا نہیں جاتا
باقی ہو پس از مرگ بھی عشق خط دیکسو
اللہ رے غلو کفر میں مجھ زند کا اے شیخ
و پران ہے بیا بان جنون جسے گیا قیس
عشق کرتے ہو چمکانے پہ جو بن کے مرجان
اُس زلف کی تسخیر میں عاجز ہیں پیرے
جس بات کی چاہو قسم اک مرتبہ لے لو

کیون زند تیرے سر سے یہ سودا نہیں جاتا
حال اب ترے بیمار کا دیکھا نہیں جاتا
سر کٹ گیا پر سر سے یہ سودا نہیں جاتا
کبے کی طرف ہو کے کلیسا نہیں جاتا
عجنوں کوئی اب جانب صحرائیں نہیں جاتا
شوق آپ سے موبان زری کا نہیں جاتا
کا لاکسی منتر سے یہ کیسا نہیں جاتا
ہر بار تو قرآن اُٹھا یا نہیں جاتا

<p>صحت ہوئی اُن کو جو اُترتے نہیں مدتے کیا پوچھے خبر حال پریشان کی ہاں ہو تکرہ اب تک مری شوریدہ سری کا ہر رنگ نہ وہ روپ مگر باقی ہے غماض ہر گام پہ ڈگتا ہے قدم راہ و فانی کا نشانہ دل جب سے پسند آیا کسی کا چل پھر کی جو طاقت تھی ہی تانہ تو انک</p>	<p>چورا ہے پر اب اش کا پتلا نہیں جاتا اُس تک کوئی اخبار کا پرچہ نہیں جاتا یہ ذکر یہ مذکور یہ چہ چہ نہیں جاتا سب اڑ گیا پر غم غمہ بچہ نہیں جاتا کھائی ہی چھٹ ایسی کہ سنبھلا نہیں جاتا غم سلمہ اللہ تھا لے نہیں جاتا اب تھاکے جہاں بیٹھے تو اٹھانہیں جاتا</p>
<p>احباب کو کیا کام یہ کیوں پوچھتے ہیں جانا ہوں میں اس کو چے میں اب یا نہیں جاتا</p>	
<p>عدد غیر نے مجھ کو دلبر بنایا کوئی سرو رکھنا تھا راست یہ ہے کیا میں نے جلا داسے اپنے حق میں نہ گنتا تھا کوئی حسینو بن اوبت شکر لب کہا میں نے کوفہ ہوئے قمر عنا مر سے خالق نے خلقت بنائی ترا عاشق زار روزا نزل سے بھلا کیا جواب اسکا دیگا تو قاتل مری عقل حیران ہی بار آسا پڑی جان اڑنے لگا میرے ہسے ہمہ وقت ممکن نہیں وصل و لبر وہ ہوں صاحب ظرف ہرگز نہ چھلکا خیال دہن نے کیا تنگ مجھ کو</p>	<p>کوئی جو مجھ پر مقرر بنایا ترے قد کو میں نے صنوبر بنایا ستم ستم سے ستم ستگر بنایا تجھے دیکھے دل میں نے دلبر بنایا عیش عشق کو مجھ سے ستگر بنایا تجھے دلبر سے حور بیس کر بنایا بنایا مجھے اد ستگر بنایا اگر غول کا میں نے محقر بنایا طلسمات دنیا کو کیونکر بنایا روشنی کا جو تو نے کبوتر بنایا ہنسی کھیل کیا جان مضطر بنایا اگر خاک کا میری ساغر بنایا کمر کے لہو نے لاغر بنایا</p>
<p>گلے سوزِ فرقت میں اس شمع رو کے یہ حال اپنا کیوں رتھہ جل کر بنایا</p>	
<p>ساقیا پلو اتنگ ظفون کو چلو بھر شراب</p>	<p>میں ہوں دریا نوش کیا دیتا ہوں کساغر شراب</p>

فصل گل ہر کھنچ رہی ہو آجکل گھر گھر شراب
 ہو دعا ستون کی باریب مثل ماہ و آفتاب
 بزمِ مین وہ ترک آیا میکشی کو سا قیسا
 ہوں وہ میکش محنت ہو مین تو پہلے حکمِ دون
 پھر بہار آئے اسی پھر شگفتہ ہو دین گل
 گر مفاے قلب چاہے میکشی کو اختیار
 اُلفت چشمان میگوں بیخودی کیونکہ لائے
 شوق سے دامادی پیرِ مغان کرتے قبول
 پورے لہماے میگوں ہوا گر مجھ کو نصیب
 گر نہ نہیں چند رہی افراطِ مے کی سا قیسا
 میکشی سے گر چہ زاہد کو ابھی انکار ہے
 غم غلط ہوتا ہو غمین کا سرور بادہ سے
 دور دورِ جامِ مینا دور گر دون تک ہے
 کھل ہی جاتی ہو بناوٹ آدمی کی نشین
 دیکھتا کیفیتِ ردے زمین آئینے مین
 بیچتا ہو تو لکیرِ مغان سوئے کی تول
 ہر عنایتِ فرصت بخت ایک دورہ اور ہو

بادہ کش بدستیان کرتے مین بی پیکر شراب
 جامِ گردشِ مین ہو کھایا کرے چکر شراب
 خوب تر سے خوب تر بہتر سے ہو بہتر شراب
 دودھ کے بدلے پلا دے طفل کو مادر شراب
 تاک کے سایے مین اینڈین مست پھر پیکر شراب
 واسطے آئینہ دل کے ہو ردشنگر شراب
 آدمی کو آپ سے کر دیتی ہو باہر شراب
 خوبصورت سی اگر ہوتی کوئی دختر شراب
 گور پر ساقی کے بھجوا دوں گھٹے پھر شراب
 چاہئے بہتی پھرے میخانے کے باہر شراب
 دیکھتا ہو سیر پر غمِ دون کو پلو کر شراب
 خونِ دل مینا پڑے مجھ کو نہ ہوئے کر شراب
 بادہ کش دیون دعا ساقی کو بی پیکر شراب
 صاف دکھلا دیتی ہو انسان کا جوہر شراب
 جامِ مین جمشید کے پیتا جو اسکندر شراب
 ہو گئی ہو دور مین اپنے تو آب زر شراب
 ہو ابھی عیشے مین اساقی کئی ساغر شراب

خشر کے دن دیکھنا بدستیان مجھ زندگی
 گور سے کتنا اٹھے یا ساقی کو شر شراب

ہو کئی سو بان جانِ مجھ صداے عندلیب
 چند برگ گل مین اے گلچین بہائے عندلیب
 گل سے کچھ مطلب نہ رکھیں آفتابِ عندلیب
 چاہئے آغوشِ غنچے کا ہو جائے عندلیب
 تیرے لگتے مین دل پر نالہ ہائے عندلیب
 چند برگ گل اٹا ایجا براے عندلیب

ٹکڑے ہوتا ہو جگر سکرے تو اے عندلیب
 مول لیکر چھوڑ دے صیاد سے ہو گا ثواب
 دوستوں کی دلبروں سے دوستی منع ہے
 آگئی انصاف پر گر بارغِ ہستی کی ہوا
 گل مین مثلِ خارا نکھوں مین مری ہو گلبدن
 حق صحبتِ تجھ پہ واجب ہو نفس تک اے صبا

<p>چند برگ گل بن گلچین خونہائے عندلیب آفت گل ہو گئی زنجیر پائے عندلیب ابو گلشن بن بندھی باکے ہوائے عندلیب</p>	<p>مظلمہ خون کا عیث لکھتا ہوا اپنے ذمہ تو جائے کیونکر یا رخ سے وہ قیدی زندان عشق وانہین کرتی ہر بے اذن اسکے غنچہ کو نسیم</p>
<p>باغین اسے زخم جا کرین بھی گویا کی طرح خندہ ہائے گل سنون یا نالہائے عندلیب</p>	
<p>چکرین میری طرح جو رہتا ہے آفتاب تھر تھر جو کانپتا ہو لہر زتا ہے آفتاب دیکھوں گدھر سے آج بھلتا ہے آفتاب چنبر کی طرح رنگ بدلتا ہے آفتاب گرد و پتہ جائے مکمل آیا ہے آفتاب ابر سیہ کو چیر کے نکلا ہے آفتاب دریائے حسن یا رکھ چشما ہے آفتاب تو آج چال کوئی چلتا ہے آفتاب آنکھیں نہیں ہیں چہرے پہ اندھا ہے آفتاب مانا یہ میں نے نور کا پتلا ہے آفتاب پیش ضیائے حسن تو میلا ہے آفتاب جلتا ہو میری طرح بھلتا ہے آفتاب دیکھا ہو تو نے شب کو بھلتا ہے آفتاب زہرہ جبین پر مرے مرتا ہے آفتاب غمزہ یہ کس حسین سے سیکھا ہے آفتاب رو مال رکھ کے ابر کا روتا ہے آفتاب شیشے میں جن کی طرح اقرار ہے آفتاب سورج بھی کا پھول کون یا ہے آفتاب</p>	<p>کس رشک ماہتاب کا جویا ہو آفتاب گرمی سے کس کے حسن کی دہلا ہو آفتاب اسکے خرام ناز نے برپا کیا ہے حشر دیکھا ہے جب سے غیرت خورشید کو مرے شام شب وصال کے ہوتے ہی صبح تھی زلفوں سے اسکا روئے منور عیان نہیں خورشید درے کا بھی تفاوت صبر ہے روز و فراق آٹھ پہرے بھی بڑھ گیا مقدور ہے کرے اگر اس سے مقابلہ اسکی سی شوخیان کمان وہ گرمیان کمان نیکلے چمکائے لاکھ وہاں غیرت مسیح اُسکے بھی دل میں بھڑکی ہو کیا آتش فراق میں نے کہا کہ رات کو آؤ تو یوں کہا لٹکا جا جا یگا جہ بابل میں ایک دن حاضر اگر ہو دن کو تو غائب ہو رات کو بارش نہیں ہو غم میں کسی رشک ماہ کے پیر سخاں بھی مال کامل سے کم نہیں پھرتا ہے یہ بھی یا رکھ جھڑپ کو ہو</p>
<p>داغ سفید چرخ ہو میری نظر میں زند غبنم کی گو نگاہ میں رعنا ہے آفتاب</p>	

<p>شب کی شب گھر مے رہ جائیے آپ ہم نہ مرجائیں گے بس جائیے آپ لیٹ کر ساتھ نہ شرمائیے آپ مین بھی آنے کا نہیں جائیے آپ مجھ سا عاشق جو کہیں پائیے آپ آئیے اب تو نہ ترسائیے آپ کچھ وصیت ہو دین جائیے آپ آپ سے سمجھ تو سمجھائیے آپ ساتھ رہتا ہوں جدھر جائیے آپ شان پر جمی کی دکھلائیے آپ پر زے پر زے مرے آؤ لائیے آپ شمع و گل گور پڑھوائیے آپ کاٹ دوں سر کو جو فرمائیے آپ پہلے مجھ اپنا تو بنوائیے آپ مجھ سے نکل اگر اودا سئیے آپ اب اگر حور بھی بن جائیے آپ</p>	<p>آج انکار نہ فرمائیے آپ جائیے گھر کو نہ گھبرا سئیے آپ کھول دو شوق سے بند انگلیاں گے آتے ہی کہتے ہو مین جاؤں گا ڈھنڈھتے پھر بیٹے اگر لیکے چرخ عمر بھر تو نہ قدم رنجس کیا جان شوق لبوں پر آئی دل سمجھتا نہیں مجھ سے نا ص سایہ ساں شوق مین افتان خیزان مین دکھاؤں ججنوں کی بے مفت ٹکڑے ٹکڑے مین گریبان کے کزن شاد ہو روح اگر بعد فنا جان صدمے کروں کیا مالہ جان منہ پہ منہ رکھا تو بولے کیا خوب غیر گئے لگین بندھ جائے ہوا نام تک لون نہ کبھی ہوں وہ بشر</p>
<p>ساتھ سے رتہ کو کھوٹے ہو عبث کہیں ایسا نہ ہو پچھتائیے آپ</p>	
<p>اس حور سے خفا ہوئے کیوں بے تصور آپ دیوانہ بری ہیں کہ شیدا کے حور آپ کیا پھر جلا یا چاہتے ہیں کہ وہ طور آپ باعث ہوئے غات کے میرے تصور آپ ہیں اپنے اپنے حال میں اہل تصور آپ چھٹکتا ہواں پہونچے سر پر غور آپ پہان لے گا عالم مافی الصدور آپ</p>	<p>عاشق کہا کہ زندہ نہ تیجے غور آپ فرما مین بند عشق مین کس کے حور آپ جلوہ چمک چمک کے جو دکھلا سہیں یوں نوبت نہ معذرت کی ہوئی اس کریم سے کیا مجھ گناہ گار کی ایذا بٹائیے گے مسجود خاص و عام ہو دہلیز یار کی محارج عرض خالی نہیں یاری جناب</p>

اگر دار ہے ہن شیخ و برہن کو سبجت
آتش نشان ہر برق بجلی قدیم سے
تکلیف اب نہ کیجیے گا مسریان من
کھینچے گا شوق کو چہ دلدار کی طرف
گلشنِ مین گل سے کہہ ہی ہو شمعِ چغیان
گذرا کرم سے موردِ بیداد ہی سہی
انسانِ خوبہ دین یہ ثابت ہوا ہمیں
مشتوق کی کمی نہیں عاشقِ مزاج کو
رخشان نہیں ہر دوسے موردِ ہر مثل ماہ
واقف نہیں غمش سے بجز رنجِ ہجر میں
عاشق ہوں میں تو جذبہ دل پہنچ لائے گا

دور پر رہ کر رہے ہیں یہ سائےِ نازِ آپ
معلوم ہو چلا چکے ہیں کوہِ طورِ آپ
تھم جائیگا تڑپ کے دلِ نامبورِ آپ
یجا لیکھا ہشتینِ سودا حورِ آپ
نرگس کو چلے آنکھ دکھائیں حضورِ آپ
ثابت کر فکا یار یہ اپنا قصورِ آپ
رہتے نہ کیوں ہشتین ہوتے جو حورِ آپ
بس بس زیادتی نہ کریں اب حضورِ آپ
الفات تو یہ ہو کہ سراپا ہن نورِ آپ
ساتھ اپنے لے گئے مرے دکھائیں آپ
دیکھوں تو کب تلک پھر نیگے دورِ دورِ آپ

ناز ان ہوں رند اسکی گرمی کی شان پر
ہوتے ہیں شوقِ عفو میں مجھے قصورِ آپ

نہ رہا جیسا تھا آگے گلِ رخسارِ کارِ روپ
کون کتا ہو کہ بگڑا مرے دلدارِ کارِ روپ
ہوں گے حیرانِ مفادِ بیکھے ہم زانو کی
عالمِ جنبشِ ابرو بھی دکھا دے اک دن
چاندنی رات میں وہ رشکِ قمر آیا ہے
چاندنی رات سے بہتر ہو سیاہی اسکی
آخر کار میجانے دیاماف جواب
گل میں پڑمردہ تو ہر غمِ گرفتہ دل ہے
اس طرح روتے ہیں ج طرح سے کسے مینان
دن کو پوشاک ہو رنگینِ نوشب کو ہے سفید
کوئی خوبی ہو جو حسن میں کافر کے نہیں
اے پری حسن ترا رونقِ ہندوستان ہے

چل دلا دیکھیں کسی اور طرح دارِ کارِ روپ
اب تلک تو دہی جون ہو دہی یارِ کارِ روپ
دیکھنے دیکھنے نہ کوئی کمر یارِ کارِ روپ
دیکھ لیں چلتے بھی قاتل تری تلوارِ کارِ روپ
آج کچھ اور ہر بامِ درد و دیوارِ کارِ روپ
کسی گیسو سے مشابہ ہو شبِ تارِ کارِ روپ
ابتدا ہی سے بڑا تھا ترے بیمارِ کارِ روپ
آج بگڑا نظر آیا مجھے گلزارِ کارِ روپ
آنکھیں دکھلا رہی ہیں ابرو گہراہِ کارِ روپ
صبح کچھ شام ہو کچھ اس بت عیارِ کارِ روپ
چشمِ بدو و زورِ یاد دیکھو مرے یارِ کارِ روپ
حسنِ یوسف ہو فقط مصر کے بادارِ کارِ روپ

گھر میں بیٹھا ہوں مگر پیش نظر ہو ہر وقت
یادوایام جو زندون میں گئے جاتے تھے
ہر گل تر نظر آنے لگے محبوب حسین
نکہ چشم منور سے بھی میلا ہو جائے
سرخ پوشاک پہنکر وہ نکلتا ہے مدام
عالم زلف لسا ہو جو ترے شانے پر
یاد گیسو میں یہ رہتا ہو ہمارا عالم
بھر نظر اور کو دیکھا ہو تو اندھا ہو جاؤں
اک نظر دیکھ لیا جس نے وہ شقاق ہوا
صبح مر جائیگا تا شام اگر زندہ رہا
دل کا سینہ میں وہی حال ہو اسے فرقت یاد

کبھی اس بام کا عالم کبھی دیوار کا روپ
اب تو مردے سے مشابہ ہو تن زار کا روپ
چشم بلب سے اگر دیکھئے گلزار کا روپ
کیا بیان کیجے صفاے گل رخسار کا روپ
ایک ہی ترک فلک و مرے غوغا کا روپ
دوش کافر یہ یہ ہوتا نہیں زنا کا روپ
وقت پھانسی کے جو ہوتا ہو گنگا کا روپ
جیسے آنکھوں میں سمایا ہو مرے یار کا روپ
قدرت حق کا تماشا ہو مرے یار کا روپ
آج اچھا نہیں سیلی ترے بیمار کا روپ
جو قفس میں ہو کسی مرغ گرفتار کا روپ

شوق دیدار میں ہو ایک بیٹھا ہے زندہ
چشم تصویر کا اور دیدہ بیدار کا روپ

کہتے ہیں جس کو عرش برین ہو وہ باغم دست
کھٹے ہیں سیکڑوں کے کھٹے کام کام پر
جاتا ہو جیسے خون شہیدان عشق کو
صحت میں جبکہ شک ہو وہ ہیں خود غلط ہونور
ان روزوں بانگین ہو نہ یادہ مزاج میں
ہو جی میں کوہ طور پہ اک روز جانیے
سکہ بٹھایا ابھی محبت کا یار نے
عاشق جلو میں دوڑتے ہی دوڑتے مرے
وہ بے نشان ہو یہی اس کا نشان ہے
پیغامبر کو دخل نہیں اس مقام میں
آتا ہو بار فاختہ پڑھنے کو ہمیشہ تر
ماتے خوشی کے منہ سے نکلتی ہیں ہر بات

اعلیٰ ترین مرتبہ دیکھا مقام دوست
چلنے سے تیغ کے نہیں کچھ کم خرام دوست
کاٹھی سے نکلی پڑتی ہو باہر خرام دوست
ہم وحی جاتے ہیں سر اس کلام دوست
عرش برین میں جھولتی ہے اجسام دوست
مثل کلیم ہو جیسے دان ہم کلام دوست
کنہہ ہو مثل نقش نگین دلہ نام دوست
ہر گز قدم لگانہ کہیں نہ خرام دوست
کہتے ہیں اکھ پاک جسے ہو وہ نام دوست
بیواسطہ ہو بچتا ہو جگو پیام دوست
لوح لحد ہو تختہ عشق خرام دوست
شاید زبانی لایا ہو قاصد پیام دوست

<p>دان تک گذار ہر کس خاکس مال ہی رہتا ہی وہ خزانے میں بہانِ شال گنج بیٹھا کرے وہ شوخ جو کوٹھے پر آن کر</p>	<p>پر جلتے ہیں ملک کے جہان ہی تھا دوست جو دل شکست ہی وہی دل ہی تھا دوست میلہ سار روز رہنے کے زیرِ بامِ دولت</p>
<p>اسے رشتہ شکستِ عود کی کیا افس کو احتیاج رکھتی ہی بوسے زلفِ مطرِ شامِ دوست</p>	
<p>گھر مرے آئیگا وہ لالہ عذارِ آجکی رات پھر نہ رہا جو دے دلا کوئی منتِ باقی باندھتے ہیں دل بیتاب کے مضمونِ سبھی اپنے گھر آئے کونا راض کوئی کرتا ہے صاف ہو جائیے دلین نہ کدورت رکھئے مہربانی ہی مرے حالِ پیمان سے سوا منفصل ماہ کو اسے مہر لقا کر تا ہے کل تک تو یہ چمک حسن کی اسے ماہ نہ تھی حورِ دُش ماہ نے فرمایا نزولِ اجلال دیکھنے لطفِ شبِ ماہ وہ گل آیا ہے جی کی جی ہی میں رہی دل میں بھی حشرِ دل چنگا تیرے تصورِ تین مرے رشتہ کی مسیح خوشِ برقِ نظر آئیگا گلِ خاکِ ستر تبِ فرقت کے حرارِ دن سے نہ ہونگے ظاہر نہیں پہلو تین جو وہ غیرت گلِ رشتہ کی جن نہ رہا حیلہ کلاشتِ جن کر کے گیا</p>	<p>چمنِ حسن کی لونوں کا بہارِ آجکی رات صبح تک یار سے ہو بون کنا رِ آجکی رات کھیلنا ہی تجھے مچھلی کا شکارِ آجکی رات خاطرِ بین کرتے ہیں افسِ گل کی لڑ آجکی رات بھاڑیے دامنِ خاطر سے غبارِ آجکی رات کچھ بہت پاتا ہوں میں شفقتِ یارِ آجکی رات روئے روشن سے ترے کر کے دیا آجکی رات نور دیتے ہیں ترے دلوں عذارِ آجکی رات لیلۃِ القدر سمجھ عاشقِ زارِ آجکی رات چاندنی باغ کی دیتی ہی بہارِ آجکی رات سورہا آ کے سرِ شام سے یارِ آجکی رات مر گیا ہوتا تیرا عاشقِ زارِ آجکی رات ہو گئی آہ اگر صاعقہ بارِ آجکی رات جان لیو گیا بہاوی یہ بخارِ آجکی رات ہر سر ہو بدن پر مرے غارِ آجکی رات دے گیا داغ تجھے لالہ عذارِ آجکی رات</p>
<p>دل تو آگے ہی کیا پیشکش یار اسے تمہد جان کر اس کے قدم پر تیرا رِ آجکی رات</p>	
<p>نالہ ہونے لگا افلاک کے بارِ آجکی رات شبِ فرقت کی مصیبت کو گوارا کر لے</p>	<p>قبطہ . مجھ سے نہ ہوا آخر کارِ آجکی رات کارٹ دے نلے ہی کر کے دلِ آجکی رات</p>

ہوش آتا ہر سیاہی سے شبِ فرقت کی
تادم صبح تری یاد میں اسے رشکِ صبح
کل جگا لیجو شب وصل میں انہ کے ساتھ
شبِ آئندہ پہ موقوف ہا وعدہ وصل
ہمگیا دل تو اہو ہو کے شبِ بھر میں کل
شبِ تاریک جدائی ہر فقط اور ہم بین
خوابِ غفلت میں کھلی یادِ ربا تیرا خیال
منقہم جان اگر خیر سے گزرتے شبِ بھر
یار دامن کو چھڑا ہاتھ سے گھر آئیے گا
ردِ دمِ ناکین کرتی ہر بلائے شبِ بھر
اے جوں مشغلہ عالم تنہائی سے
جو یہی تار ہر رو نیکا تو اے چشمِ سنا

گورتا ایک سے ہر تیرہ و تار آجکی رات
مٹل بیارہ گرا با دل زار آجکی رات
سوئے دے او دل بے صبر قرار آجکی رات
دیکھیے کٹتی ہر کیونکر دل زار آجکی رات
تو بھی جا چکے ہیں جہانِ زندہ آجکی رات
کوئی مونس نہ غمخوار نہ یار آجکی رات
نہینہ میں تجھ کو بچار کئی بار آجکی رات
تجھ پہ بھاری ہر بہت سے دل آجکی رات
میں بھی رکھوں گا گریبان میں تار آجکی رات
کھینچتا ہوں تجھے گرد اپنے حصار آجکی رات
گن جہاں سے تو گریبان سے تار آجکی رات
ہستو سے جہاں سے سرِ شمشیر کا آجکی رات

دل جگر آگنِ فرقت نے جلائے لبِ مدغم
شام سے شام کے اڑتے ہیں شہرِ آجکی رات

کیا کیسے کاٹی ہر مین کیونکر تمام رات
نہینہ آئی تم بغیر نہ دم بھر تمام رات
اندھیر تھا نظریں جہانِ تاریک تھا
دیکھا فلک پہ عقدِ غم یا جو شام کو
شب کاٹتے ہیں ہم قفلِ مضطر اب میں
لیٹا ہوں تجھ بغیر جو بھولوں کی سیج پر
سو یا جو یاد قدیم تہا سے تو خواہ میں
لے لے کے کر دین بھی مری جان صبح کی
رہتی ہی جان بقیہ میں مری جان صبح تک
تا صبح مجھ کو روز جگاتا ہے شام سے
اے جان یاد ابر و خمدار میں تری

گزرتی جو کچھ گزرتی تجھ پر تمام رات
تار بے گنا کیا ہوں میں دلبر تمام رات
کس جاہِ با تو ماہ منور تمام رات
بھولانہ تیرے کان کا گوہر تمام رات
سوئے ہیں آپ چین سے کیونکر تمام رات
لوٹا کیا ہوں کانٹوں کے اور تمام رات
دیکھا کیا میں سرِ غمخوار تمام رات
ڈھونڈھا کیا تھیں دلِ مضطر تمام رات
مر مر کے کاٹا ہوں میں دلبر تمام رات
سو نہ تار بڑی رو لپٹ کر تمام رات
رنگ بڑا کیا ہے پہنیں ہر شام تمام رات

مژگان ہنہاری شام سے جو یاد آگئیں
سونا کمان کا تیرے تصور میں لے پری
مشتاق کل بھی وصل سے محروم رہ گیا
شب باش آج تو مرے گھر ہو کر مگر
ہو جاؤ آکے سینہ بہ سینہ کہاں تک
دل ڈھونڈتا ہو تو کومری غم بگڑ گئی

دل میں چھپائے مرے نشتر تمام رات
آتش کا شعر پڑھتا ہوں اکثر تمام رات
غائب رہا کہاں تو دستگیر تمام رات
رہا نہیں ہوں کل سے میں دن بھر تمام رات
پھر کا کرے مراد دل مضطر تمام رات
دو چار بار سوئے جو آکر تمام رات

ناکویہ عرض زندہ کی ہوا کے پاس
بہر خیا و بہر چہرے تمام رات

سجے مژوکہ میں لہجہ ہوئے زنا بہت
کشتی سیکڑوں زندان کے نواہر بہت
دیکھ کر تابش خورشید قیامت اے ماہ
کر دیا اپنے تن زار کو موسے باریک
آج بیکا نہ ہو آنا ترا اے غلامِ نیل
نہ لگی صبح تک اسکی زبان تالو سے
نہیں تواسخ رنگین کا نظارہ نہ سہی
جھانکنا کیا کسی عاشق کا ہوا مد نظر
نظر آئے مریض عشق کے آثار برے
کتنی تونہ پہنوائے کہیں شکر فی
نا توانی نے بنایا ہونہیں اور خیف
مژدہ وصل کسی روز نہ تو کھلا بھیجو
محفل غیر ہو پہلو سے سرک کہ بیٹھو
پرورش مد نظر اس کے سہت کس کس کی
ہوں میں بازار جہان میں وہ متاع کا سر
مختصر یہ ہو لا در گذر اب جانے دے
سر باز کوئی آنے تو دیو سے دش

ایک بت کے لئے کافر ہوئے دیندار بہت
عشق بازی جو خطا ہو تو گنہگار بہت
یادے گا ترا سایہ دیوار بہت
نکر دکتے تھے فکر کمر یا رہت بہت
جان لینے کو ہر فرقت کی شب تار بہت
کل سے بھی آج کراہا دل بیار بہت
دل لگی کے لئے گل سیکڑوں گلزار بہت
تا کہتے پھرتے ہو کچھ روزن دیوار بہت
طول کھینچے گا مسیحا مرا آزار بہت
خوش تو آئی تری رنگینی گفتار بہت
میرے دب جانے کو ہی سایہ دیوار بہت
پیچا خون جگر ہجر میں اے یار بہت
قلبہ شوق کا ہوتا ہے مجھے یار بہت
ہم سے پھرتے ہیں مصیبت کے گرفتار بہت
مسترد کر گئے لے لے کے خریدار بہت
طول ہو جائیگا کیوں کرتا ہر تکرار بہت
باز رہے پھرتے ہیں ذر نقد خریدار بہت

سکڑون یار ملین گے جو وفادار بن ہم عشق کچھ آپ پہ موقوف نہیں خوش سہجے طرف غیر سے پھیر دینا برد کو ادھر خوب سا دیکھ لے جی بھر کے چمن کو بلبل دروائے عشق چڑھائی ہی جفا کاروں کی چشم خواہش سے نہ لیا کی طرف جب دیکھا	مال ہی اچھا ہمارا تو خیر پدار بہت ایک سے ایک زمانے میں طر حار بہت ایک جانب کو کساتے نہیں تلوار بہت یاد آئیگا نفس میں تجھے گلزار بہت تن تنہا ہی دل نہ اسے سمجھا بہت نظر آنے لگے یوسف سر بازار بہت
--	---

نہ کیا فائدہ پر میر و دوانے اسے نہ
تم تو آگے سے بھی کچھ ہو گئے بیمار بہت

کرنا نہ یار حور شامل سے دل چاٹ ہو دیکھا غم غلط ترا موج و حباب سے آزاد ہو کے لطف اسیری کر لیا یاد چلتا نہیں وہ حلق پہ کرتا نہیں یہ ذریع اے آسمان کیامری مٹی یہیں کی ہے مشفق یہ بی سبب نہیں بے اعتنائیاں ہو جائے اتفاق اگر حسن و عشق میں دشت کشان کشان مجھے لائی تھی باغ میں یاد آ رہا ہی چاند سا مکھڑا کسی کا ہائے نا حیران عشق سے کیونکر کون یہ حال برگشتہ وہ مژدہ دل مجروح سے ہوئی فانوس سے نہ نفع کو باہر نکالے	دقت پڑ گی ہو دیکھا مشکل سے دل چاٹ دریا میں کو دیو جو ہو ساحل محل چاٹ دیوانے کرنے طوق و سلاسل بکول چاٹ خجر سے دل دواں ہو قاتل سے دل چاٹ ہوتا نہیں جو کو جہ قاتل سے دل چاٹ شاید ہوا ہی عاشق بیدل سے دل چاٹ ہوئے تنگ شمع کا محفل سے دل چاٹ یاں بھی ہوا اتفاق عنادل سے دل چاٹ ہوتا ہی صورت مہ کا مل سے دل چاٹ جب آگیا تو ہوتا ہی مشکل سے دل چاٹ ہی سوزن سیح کا گھائل سے دل چاٹ خلوت نشین کا ہو دیکھا محفل سے دل چاٹ
--	--

موقع یہی ہو نہ کہ ہر کیف کیجیے
عشق بتان حور شامل سے دل چاٹ

جاتا ہی ہر قدم دم قیس حنین الٹ یون یک بیک نقاب کو رخ سے نہیں الٹ دور پر سے آ کے میر مسیحا جو پھر گیا	بمردہ شباب یلی محل نشین الٹ وہشت یہ ہونہ جائے مراد م کین الٹ آنکھیں گئیں دم نفس و نابلسین الٹ
--	---

<p>ماہ چہار وہ شب پلدا میں ہو عیان اترار وصل کر کے اب انکار ہی عبث ماریاہ زلف سے اسے دل پناہ انگ مانند لالہ داغ نہ لگجائے اسے نسیم تیغ نگاہ ناز جو اسے عاشق چسلی بدستبوں سے رات کو اس بادہ نوش کی ہو کر دو چارہ چشم منون ساز سے مری مٹکی جو جانِ حسرت دیدار یا میں برگشتہ یار ہو گیا مجھ راست باز سے بسل تڑپ کے خون کے چھپے اور اچکے وہ خواب ناز میں ہو چل اہستہ اسے نسیم</p>	<p>بالون کو اپنے چہرے سے اسے حسین اُلٹ منکر نہ ہوز بان نہ اسے ناز میں اُلٹ یہ سانپ جھکو دس کے نہ جائے کہیں اُلٹ پانوں کی طرح برگ گل یا میں اُلٹ تم دیکھنا صفین کی صفیں اس نے دین اُلٹ شیشے کہیں نہ ڈھکے ساغر کہیں اُلٹ گرے سر سامری ہو تو جائے وہیں اُلٹ آنکھوں کی تیلیاں دم آخر گئیں اُلٹ قسمت کسی کی جائے نہ یوں ہفتین اُلٹ دامن سمیٹ اپنا کہ اب آستین اُلٹ آجکل نہ دے دے یار سے جائے کہیں اُلٹ</p>
---	---

میں دم ہو دے نام و نشان شاعری کا رند
 طبقہ زمین شعر کا جاوے کہیں اُلٹ

<p>چشم بے شاد نہ قصود ہو اسے دل عبث تیغ ابرو کے اشارے میں ہو کام اپنا تمام دسترس جب اس قاتل تلک ممکن نہیں ایسے چینی سے تو میرا ڈوسیا نہ خوب تھا اس کے کشتوں میں نہیں گرتا مجھے کوئی شمار حسن دور زہ پہ ناحق ہی یہ منہ کو غور منتخب کردہ نہیں ہی حسن کی دیوانگی مرتبہ ایک جان و قالب ہی دادر سے مجھے آسان پامالے دل سے مرے کیا آیا ہاتھ ہاتھ دھوے جان سے بیٹھے ہیں کہیں نہ</p>	<p>توڑ کر جان کو نہ کر تو سعی لا حاصل عبث تیز کرتا ہر چھری میرے لئے قاتل عبث ہاتھ پاؤں اتارتا ہی خون میں بسل عبث دے رہی ہی جھکو غوطہ حسرت ساحل عبث خون لگا کہیں شہید وں میں ہو اشل عبث اس قدر ہی نشہ منجون آب و گل عبث کیون بنا یا بیت ابرو کے برابر تل عبث میرے اسے پیچ میں رہا اب دوئی قاتل عبث اس دہ ویران پہ پہونچی دور سے ہل عبث آستینوں کو چڑھا کر بھرتا ہی قاتل عبث</p>
--	---

نہر ہی کھانا پیرا آخر فراق یا میں
 سبزہ رنگین پہ ہوئے اسے رند تم اُلٹ

دردن سے منہ بنائے ہو غنچہ دہن عبث
 حکلیف باغ دیتی ہے بے گلبدن عبث
 بیکار رکھ زبان نہ وصف جال سے
 مہمان چند روز ہوں پاد رکاب ہوں
 رکھ دین لحد میں لاش ترو دفعول ہے
 رکھ دنگا اے تنہا میں ابھی چہر چاڑ کے
 عریان رہوں گا لینے فرشتے قبر کا
 رنگ سفید کو ہونی دل سے صفا کہاں
 اک دن نفاق ہو گیا باہم یقین ہے
 تشبیہ اُس کے قد سے نہ دیتی سخی شاعر
 دعویٰ ہو جس کو آپ سے بل اُس سے کیجیے
 ہوں بد نصیب مگر بھی مٹی تہ پاؤں گا
 شیریں کے دل پہ نقش محبت نہ ہو سکا
 تاثیر دار ایک سے نالہ سنا نہیں
 طیر صحرایہ راست باز دن سے ناحق تری مرہ
 پائین مقام دوست جو باہر ہوں آپ سے
 دیوانہ یہ بھی کیا کسی غنچہ دہن کا ہے
 خود کھا کر گلا ہمیں مرناتھا اے اجل

پھولا ہوا ہے مجھ سے وہ رشک چمن عبث
 لہرا رہی ہے مجھ کو ہوائے چمن عبث
 پیدا کیے نہیں لب کام و دہن عبث
 کرتے ہیں مجھ سے کاشیں پاؤں عبث
 دیتے ہیں مجھ شہید کو غسل و کفن عبث
 کرتا ہے مجھ تنگ مرا پیر ہن عبث
 لکھتے ہیں خاک پاک سے میرا کفن عبث
 دعویٰ ہے روئے یار سے اے یاسن عبث
 ہے اس قدر موافقت روح و تن عبث
 پھینکے گئے اکھاڑ کے سر و چین عبث
 ہے مجھ بھیت و ڈار سے یہ بانگین عبث
 میرا امیدوار ہے تو گو رہ کن عبث
 ساری مشقتیں تجھیں تری کو کہن عبث
 کرتے ہیں یادہ گویاں مرغ چمن عبث
 بل کر رہی ہے زلفت شکن در شکن عبث
 کہتے ہیں شیخ دیرین ہیں بزمین عبث
 گس چاک چاک کرتا نہیں پیر ہن عبث
 میلا کیا دھڑے دھڑے اپنا تھن عبث

نقصان جان جو نہ خود و غم ہم ہوسے
 کرتے ہو ریخ ہجرین فکر سخن عبث

ماہر و دلیر ہوا ہے آن کر بھانہ آج
 ہو منور شمع روئے یاد سے کاشانہ آج
 سب سے پہلے دوڑ کر میں نے گلا گٹوا دیا
 نریخ بڑھ جائے کہ گھٹ جائے مجھے مطلبین
 تیرے دیوانوں کے دم کی ہر یہ رونق اے پری

غیرت برج فخر میرا بنا کاشانہ آج
 بر جلین آئے اگر اس بزم میں پروانہ آج
 کام آئی آخر ابھی ہمت مر دانہ آج
 میں دیے رکھتا ہوں جس جس کا بیعانہ آج
 شہر سے آباد آتا ہے نظر دیرانہ آج

پاس قاتل تا کجا اسے کشتہ تیغ ادا
اب نہیں روکے سے نہ کتا وہ کسی اپنے پر
ہاتھ آئے مال و زر سے یا کچھ بوسہ نہیں
آہ ہی ہو نقل مینا سے حق حق کی صدا
یا رگم آیا ہو دخل غیر ہونا ہے محال
پاس تھا جب تک وہ رہا شک تھا ہفت
شرہ بادا ہمسفیران چمن آئی ہمار
دادی امین کا جلوہ دیکھتا دل نہ ہرین
بعد مدت سیر کو آئے تھے زندان کی طرف
شعر و دلدار سے کہنا ہی مجھ کو سوز دل
کس کا یہ رتبہ ہے اسے ساقی نہ ہے تیرا فیض
وہ صمغ آیا مہے گھر بے بڑا ہے آپ سے
اے پری کٹا دین شاید تو نے اکی بڑیاں

ڈال دے اسکی کمرین ہاتھ میا کا نہ آج
طوق زنجیر توڑا تا ہی ترا دیوانہ آج
قیمت کو نہیں ہے اس شوخ کا بیجانہ آج
وہ بُت کا فر ہوا ہے ساقی میخانہ آج
شمع تک آئے نہیں پانی کمان پر وانیہ آج
قید خانہ ہو گیا اس بن مرا کاشا نہ آج
لیچا سوئے نفس ہو گیا تو آب و دانہ آج
کیا وہ بُت آیا ہی یان اے سب بتخانہ آج
بٹکے جن لپٹا پر نیرادون کوین دیوانہ آج
تحمیہ ہے کہہ دو باہر ہی رہے پر وانیہ آج
آپ بھر کر یاد نے مجھ کو دیا پس نہ آج
رکعتیں دو پڑھکے کیجے سجدہ شکرانہ آج
غل نہیں کرتا ہی زندان میں ترا دیوانہ آج

رشتک آیا عند لیان چمن کو مجھ پہ زند
باغ میں لپٹا جو میں اس گل سے گستاخانہ آج

یاد اس نہ رفت کی جی کے لیے بختال ہو آج
حسن کا عشق کے بازو میں بھی کال ہو آج
حسرت بوسہ میں عشاق ہو رہے ہیں نہ کیوں
صاف منقاد وں سے کرتے ہیں گرفتار نس
دولت انکسے ہیں جیب میں دریا موجود
شرہ تیز تر ہے دل میں مرے چھتے ہیں
کس کو معلوم ہے احوال کہ کل کیا ہو گا
وہوم ہے چار طرف یار کی آرائش کی
ہجر و دلدار میں بھی وصل کا حال ہے طفت
بچوں سے ہونٹوں میں لہر لہیا ہے حقہ

کیا بیان کیجے احوال بڑا حال ہے آج
بند و دکانین میں معشوقوں کی ہر حال آج
ملکے چہرے پہ گلال آئے ہیں مغل لال ہو آج
قید سے چھوٹے ہیں فکر پر و بال ہو آج
دامن ابر بہاری مرا رد مال ہے آج
جسم پر نشتر فساد ہے اک بال ہے آج
مجھ کو نادان غبت فکر مہ وصال ہو آج
شور بازیب ہو آوازہ خلخال ہو آج
ہر گھڑی پیش نظر یار کی مثال ہو آج
غنجہ کل سے سطر تری مضاں ہو آج

گنج بخشی ترے عاشق کو ہوئی ہر منظور
 رمضان ہو چکا ایام نقد س گزرے
 خود بخود دل مرا افسردہ ہوا جاتا ہے
 رنگِ زرد اور لبِ خشک جو دیکھے میرے
 پھر وہی دل کا قلع ہو وہی بیتابی ہے
 رشک جیسے مرا بوجھے تو یہ کتنا قاصد
 واہ ری طالع برگشتہ زہے خوبی بخت
 وقت فرمت کو نہ افسوس عنینت جانا
 وجد صوفی کو رہا یاد نہ قوال کو قول
 مشک و عنبر کی دھن سے مرے بواہی گل
 آج تو میں بھی مشرف ہوں ہم آغوشی سے
 گورتا ریک، ہر اور عالم تنہائی ہے
 آمد آمد ہر نیکرین کی ہوتا ہے عذاب
 مین تڑپتا ہوں لرزتی ہی زمین کتنی ہر خلق

سلطنت پاس ہو قارون کی تو کیا مال ہر گز
 شردہ اے بادہ کشان غرہ شوال ہر گز
 کچھ سمجھ میں نہیں آتا مرا کیا حال ہر گز
 خود بھی فراتے ہیں ہنس کر ترا کیا حال ہر گز
 رات کو حال جو گذرا تھا وہی حال ہر گز
 آپکی جان سے دور اس کا بڑا حال ہر گز
 قرعہ نیک بھی میرے لئے بد فال ہر گز
 سہل جسے سہل سمجھتے تھے وہ نکال ہر گز
 حال باقی، ہر کسی بزمِ من ناقال ہر گز
 شام سے دردِ زبان ذکرِ خط و خال ہر گز
 روز نوروز ہر اے ماہِ نیا سال ہر گز
 دست دیا کا بننے ہیں پریش مال ہر گز
 روح تھرتی ہی دہشت سے عجیب حال ہر گز
 زلزلہ آیا زمین بستی ہو صوبہ خیال ہر گز

نقد کھلتا ہے بیان کھوٹے کھر کچا پردہ
 لکھنؤ اہل نہر کے لیے ٹکسال ہر گز

مثال مار کھاتا ہے سدا بیچ
 مین کتا ہوں دل نادان نہ کھانچ
 خم گیسو کا اب تو بڑ گیا پس بیچ
 کھلا جاتا ہے جو عبات کا بیچ
 عیان ہو دردِ دل ہر آہ کے ساتھ
 مری جان دیکے بل لہن عیان نہین
 گبولے کی طرح سے دے کے چکر
 کند عشق مین گھبرانہ اے دل
 مین دیوانہ ہوا ہوں جیسے دیکھا

کسی کا کس کا سبیل پر پڑا بیچ
 کمر کی اک نہ اک زلف دو تا بیچ
 دل بیتاب کھا کر گر بڑا بیچ
 تری چوٹی کا کتا ڈھیلان بیچ
 کوئی پوچھے کہ قلیان پر کیا بیچ
 سبب گیا جو کچھ مجھ پر کھلا بیچ
 سر گلی خاک سے بادِ نسب بیچ
 بڑا ہی اس طرح کا بارہا بیچ
 پر نیا دین کے سر کا دسر بیچ

<p>مل آنی بری ساقی نے جدم نہ تھیں دست دیا کیون ناگ کی طرح وہ پھر پہلوان خم جس نے مارا لیٹے گا کسے باندھے گا کس کو سکھا دیگی جو کولون تک گئی ہے بہت سی فکر کی آنکھوں کو کمر بند کھلی رہتی تھیں کیون زلف کو لپیٹھا نقش کا کہن میں ماجرا کیا نہیں چھٹتا کبھی الفت کا مارا ہوا بیفائدہ نقصان جان کا تجھے دم دیکے ٹالا کر کے اقرار بڑی پھر عشق کی بھانسی تھکے بن</p>	<p>نکالا کاگ شیشے کا لگا بیچ خمار مے کا ساقی ہی بڑا بیچ ہوا چت عشق کا جس پر بندھا بیچ تری دستار کا یہ لپیٹا بیچ کمر کو پار کی زلف ر سا بیچ نہ کچھ دلہن کی کا پر کھلا پیچ سبب کیا ہی نہ کچھ بچھڑ کھلا بیچ ہوا جو کچھ ہوا اب تو پڑا بیچ محبت کا بھی ہوتا ہی بڑا بیچ دل نادان دیا تو نے بڑا بیچ نہ آیا پر نہ آیا کر گیا بیچ بیچ تھے کس مصیبت اٹھا بیچ</p>
<p>چھری کی طرح سے رکتے نہیں رند نگہ نے اُسکی سیکھا بانک کا پیس</p>	
<p>ناز کا فرہ اٹھا منت حیدر نہ کھینچ سبزہ خطین دکھا کر گل رخسار نہ کھینچ چین یہ ابرو وں ہر بات میں تیوی نہ چڑھا دم نکلائے گا چھاتی تری پھٹ جا دیگی شب گئی آئے نسیم سحری کے جھونکے مرض الموت محبت ہو نہ ہون گا جان پر روزِ محشر کی طوالت کو نہ کر شر مند خون ہو جاتے ہیں عشاق کے دل پتے ہیں عشق تر کان میں ہوا تو اگر دشت نور عشق ابروے بنان کا نہ ارادہ کرنا زندگی تلخ نہ کر اپنے پرستار دن کی</p>	<p>صدیہ کشمکش سبجہ و زنا نہ کھینچ پھول کیواسطے کانٹوں میں مجھے یا نہ کھینچ راست یازی سے کچی چھوڑے تلوار نہ کھینچ نالے دل توڑ کے یون مرغ گرفتار نہ کھینچ منت خواب اب اسے دیدہ بیدار نہ کھینچ رنج بیہودہ عمت اس مے غمخوار نہ کھینچ اس قدر طول تو فرقت کی شب تار نہ کھینچ ناز سہ پائے خانی دم رنستار نہ کھینچ پاؤں کی دلیں چھبے خار تو زہنا نہ کھینچ نہ کھینچے گی یہ کمان جیسے دل ارادہ کھینچ دن بہت زلیست کے ادھر کے بیمار نہ کھینچ</p>

<p>ہونے تو وہم و گمان شعرا سے غائب کلمہ حق ہوا اگر قد کو ترے سرو کہا سرنہ سر کا تو جو دم بھرتا ہی جان باز یکا لا لہ رو تجھ کو کہا نشہ بین تقصیر ہوئی خط کل آئے تو رکھنا رخ گلگون پہ نقاب کر کے گانہ کسی طرح سے تو ہم پیشی ریشک آتا ہو نہ ہو خاک کسی عاشق کی باعث گرمی بازار ہین کر پاس ان کا تپ فرقت کی حرارت یہ نہیں کم ہوگی</p>	<p>مجھ کو تو سوئے عدم او کم یا ر نہ کھینچ راست گو ہوں مجھے سولی پہ جھاکا نہ کھینچ سانس بھی بلکہ نہ خنجر خو خنوار نہ کھینچ داعدے میری زبان پوست جھاکا نہ کھینچ چندر روزا فطاس باغ کی دیوار نہ کھینچ خجالت ان آنکھوں سے لے ابر کمر بار نہ کھینچ عطر مٹی کا مرے سامنے دلدار نہ کھینچ چاہئے دالون سے در آ پکڑاے یا نہ کھینچ سرد آہن متواتر دل بیسار نہ کھینچ</p>
---	--

ہونہ ہر مرتبہ دلبر سے کشیدہ اسے نہ
رشتہ خام محبت ہی یہ ہر باب نہ کھینچ

<p>نام آخر ترے بیمار کا ہی تادم صبح عالم نور کے نظارہ کی حسرت ہی رہی قبلہ رو ہاتھ اٹھا مانگے تھے شب وصل رات بھر کلبہ احزانین جو رو یا شب ہجر منتظر آئینکا تھا تیرے جواسے وعدہ خلاف بوسہ کے دینے پہ تکرار رہی ساری رات سور یا نشہ کے عالم میں جو شب کو مرے ساتھ نالہ شبنے کیا سارا جہان زید و زہر اسے نسیم سحری خواب سے بیدار نہ کر معتنم جان شب وصل شراہین پی لے</p>	<p>اول شام کھلایا کادم یا دم صبح طالع خستہ نے اکدن نہ جگایا دم صبح کرتے تھیں بابا جابت کو ملک ادم صبح موج زن صحن میں تھا اشک کا دریا دم صبح ٹٹنگی در کی طرف شام سے تھی تادم صبح ہو گیا بالے مرے یار کے پر جھاد صبح بد گمان میری طرف سے ہوا کیا کیا دم صبح ایک عالم نظر آیات و بالا دم صبح بد مزاجی کا نہ ہو اس کو بہانہ دم صبح پھر نہ سباتی ہی نہ ساغر ہی نہ مینا دم صبح</p>
--	--

یار کے کان کا یاد آیا جو چمکا مجھے نہ
چرخ پر دیکھا اگر عقدہ نہ یا دم صبح

<p>زندگی کر دیگا ہجران سے دل کا تلخ بیٹھی آنکھوں سے نہ دیکھا ایک دن دلدار نے</p>	<p>عشق کا آغاز شیریں ہی مگر اچھا تلخ کر دیے شوریدہ بجتی نے مرے با دم تلخ</p>
--	--

وصل میں جو سے جو تھے بہاے شیریں یار کے
ہوش میں کس کو سمجھا ہی تو یان شربت کا گھونٹ
خار خار میکشی نے کر رکھا ہے بیقرار
ذائقہ تبدیل ہو نعمت کا وہ بد بخت ہوں
کھائے سب شوق سے دے گا یان ہو کر ترش
منہ بنائے نامہ بر آیا ہی یار ب خیر ہو
نیت صحت سے پیوے کر مر فیض چشم یار
شب کو سو دین دیکھو کھا دین کچھ جو ہو دکھوار
طاق پر رکھ دے شیشہ اور لا ساقی شراب
پھیر دے سب پر چھڑی کھدو کوئی صیاد سے
مار ڈالا تو نے شیریں بے گنہ فرہاد کو

کر دیے صفراے فرقت نے وہاں کام تلخ
کیا سمجھ کر گھڑی ہوتا ہی او خود کام تلخ
خواب و خود ہی کچھ بغیر اسے ساقی کلام تلخ
شہد ہو تو کر دے منہ میں شامت یا م تلخ
رشتک شیریں کو نسی ہو گی تری دشنام تلخ
کچھ نہ کچھ بھیجا زبانی یار نے پیغام تلخ
ہو دے افیون سے زیادہ شیرہ با دام تلخ
ہو گئے ہیں ہجر میں خواب و خور و کام تلخ
ایک تو شیریں پلا بھی پیچکا ہوں جام تلخ
زیست ہی ہم تو گرفتار دن کو زبرد ام تلخ
بھیجا کیوں اس عاشق جاننا ز کو پیغام تلخ

دور ہو وہ شکریں لب کس طرح گزریں نہ رند
ماہ تلخ و سال تلخ و صبح تلخ و شام تلخ

ساقی نہیں شیشے میں مے ہو شراب بند
کرتے نہیں دست کرم ار باب سخا بند
ناخواندہ خط شوق کیا مسترد اس نے
نکلتے نہ بھی درد جگر بے مدد آہ
غل کرتے ہیں زندانیں یہ جب ہو سچا ہن باہم
بیہوشی مے میں بھی نہ مطلب ہوا حاصل
تنہائی کی شب میں یہ رہا مشغلہ تا صبح
دل چاہے اگر وصل کسی اور کا اس بن
مطلق نہیں تخفیف جنون بلکہ فزودن ہی
آنکھوں کے لڑانے کی نکالو کوئی راہ اور
یعنی ہی خبر اسکی تو لے رشتک مسیحا
آپہو بچی خزان مصل کل آخر ہوئی تو بھی

مینا میں کیا خضر نے یہ آب بقا بند
کیوں رکھیں در فیض کو مردان خدا بند
نامے ہی میں مطلب ہرے نلے کارا بند
بھرتا ہی دھوان گھر میں جو ہوتی ہی ہوا بند
ہی حکم کہ دیوانے ہوں ایک ایک جدا بند
نشہ میں بھی شلوار کا اس کے نہ کھلا بند
کھولا بھی در کو کبھی پھر اٹھ کے کیا بند
ہو جائے اکی مر ایک ایک جدا بند
آگے سے بھی دیوار نے یہ ہی تیرے سوا بند
رودن ہوئے دیوار کے اس حور بقا بند
بیمار یہ ہی تیرے غذا بند و وابستہ
منقار کر اسے لمیل بے برگ و نوا بند

<p>آزاد ہوئے سلسلہ زلف کے پابند لمفوف ہو حال شب فرقت کا جب پابند پچانسی سی پڑی حلق میں دم ہونے لگا پابند رہتے نہیں ہم ایک طرف دار کے پابند مشاطہ نے کیا کھینچ کے باندھے تھے خابند ہوتے ہیں نقاب سرخ و لہار کے دابند ہو جائیں اکہی میرے گوش شہنا پابند اک عمر سے ہی غنچہ دل باد صبا پابند مٹھی کو سدا رکھتے ہیں تیرے فقر پابند مطلب مرا کب تک رہے اے عقدہ کشا پابند ہی تو سن فکر اپنا کئی سال سے جا پابند طوطی کا مرے ناطق سے نطق ہو پابند</p>	<p>عارض پہ نایاں ہوا خط منڈ گئے گیسو پڑھنا اُسے بھی نامہ شوقیہ کو پڑھ کر یاد آئے شب ہجر جو وہ گیسوئے پردہ پہنچ بین جس کے عاشق کوئی مجبوب حسین ہو مندی نہ کھلی جیب تلک آئی نہ اُسے نیند یوسف کے نہ کٹ جائیں کہیں ہاتھ چھری سے باتیں سُنی جاتی نہیں ہر ناکس و کس کی کر خاطر مخزون کو تہا دی بھی شگفتہ پھیلاتے نہیں دست سوال آگے کسی کے خواہاں ہی یہ عاجز تری ہمت کا در و گار وقت طلبی کرنے لگا ہر دم جو لان بلبل ہوا خاوش مرے زمرے سنکر</p>
--	--

موقوف ہوئے نالہ دل گورین لے زلف
 منزل پہ پہونچ کر ہوئی آواز دہرا پابند

<p>مین باجرائے چین کیا کروں بیان صیاد پھر تک پھر تک کے قفس ہی میں ڈنگا جان صیاد پھر تلاش میں میری کہاں کہاں صیاد و گرنہ دام کہاں میں کہاں کہاں صیاد اتنی ٹوٹ پڑے تجھ پہ آسمان صیاد ہم یہ مشورہ کرتے ہیں باغبان صیاد سناؤں گا گل و بلبل کی داستان صیاد بہار باغ کو ہونے تو دے خزان صیاد بجائے دانہ بچھاتا ہو استخوان صیاد قفس کو جانتے ہیں ہم تو آشیان صیاد کئی برس میں ہواست مزاج دان صیاد</p>	<p>کھلی ہر کنج قفس میں مری زبان صیاد دکھا بیگانہ اگر سیر بوستان صیاد جہاں گیا میں گیا لیکے دام و ان صیاد دکھا یا کنج قفس مجھ کو آب و دانہ نے اُجڑا موسم گل ہی میں آشیان میرا میں کھینچوں دام میں بلبل تو آشیانہ جلا عجیب قصہ ہو دلچسپ اک حکایت ہو نہ گل کھیلنے نہ چکارے گا کوئی بلبل ہمارے زندہ گھٹیٹکا دام میں شاید خبر نہیں کہ کتے ہیں گل چین کیسا اداس دیکھے مجھ کو چین دکھاتا ہے</p>
--	--

رہے نہ قابلِ پروازِ بالِ دہرِ میرے
 قفس کو شام سے لٹکا کے فرشِ خواب کے پاس
 کر گیا یادِ مرے نغمہ زبون کو بعدِ مرے
 سناؤن واقعہ اپنا تجھے تمام و کمال
 ستم زیادہ نہ کر حکم دے رہائی کا
 چمن میں رکھنا نہ بلبل کا نام تک باقی
 ہزارِ مرغِ خوش الحان چمکتے ہیں ہر سو
 میں جھانکتا نہیں چاکِ قفس سے بھی گل کو
 اسیرِ کنجِ قفس کر بشوقِ دام میں کھینچ
 پردوں کو کھول دے ظالم جو بند کرتا ہے
 نہ ہنگامِ بندِ قفس میں بھی میں وہ بلبل ہوں
 در قفس بھی کھلیگا تو اب نہ جاؤں گا
 رہا بھی ہو کہ نہ بھولوں گا حقِ خدمت کو
 چمن میں بلبلِ دقمری کا پر نہ چھوڑے گا
 قفس پہ رکھنے لگا اب تو بارِ پھولوں کے
 غریزہ رکھتا ہے کہ تا ہے خاطر میں میری
 مکاریوں نہ قدمِ آشیان سے او بلبل
 وہ عندلیب ہوں جھلک کر دن جو ناکِ گرم
 مرے بیان کو سنُ سنکے کانپ کانپ اٹھتا
 اگنی دیکھیے کیونکہ بہا ہوتا ہے
 سوائے شکرِ شکایت اگر کبھی کی ہو

قفس سے اڑ کے میں اب جاؤنگا کہاں صیاد
 سنا کیا مری تا صبح داستانِ صیاد
 ہوں چند روز تیرے گھر میں مہمانِ صیاد
 جو گوشِ دل سے سنے میری داستانِ صیاد
 پکارتے ہیں گرفتارِ الا مانِ صیاد
 خدا کرے یوں ہو جائے بے نشانِ صیاد
 بہ از چمن ہوا اب تو ترا مکانِ صیاد
 نہوئے تا مری جانب سے بدگمانِ صیاد
 قضا لے آئی ہے جگو کشانِ کشانِ صیاد
 قفس کو لے کے میں اڑ جاؤنگا کہاں صیاد
 ہزارِ تجگو سناؤں گا داستانِ صیاد
 یقین نہ ہوئے تو کر میرا امتحانِ صیاد
 ادائے شکر کر دوں گا میں ہر زبانِ صیاد
 رہا جب آٹھ ہر گھات میں نہانِ صیاد
 ہزارِ شکر ہوا مجھ پہ مہربانِ صیاد
 ملا ہر خوبیِ نعمت سے قدر دانِ صیاد
 لگائے بیٹھے ہیں پھندے جہانِ تانِ صیاد
 قفس کے چاکوں سے اٹھنے لگے دھوانِ صیاد
 غضب یہ ہے کہ سمجھتا نہیں زبانِ صیاد
 زبان دراز ہوں میں اور بد زبانِ صیاد
 اتنی قطع ہو منقار سے زبانِ صیاد

فریبِ دانہ نہ کھاتا میں نہ نہاراے رند
 نہ کر تا دام اگر خاک میں نہانِ صیاد

اسے تو آہ کا یا را نہیں کسانِ فریاد
 مگر کیسے بھی ہر امتحانِ فریاد

سکت کہاں جو کہ سے تیرا نا تو انِ فریاد
 یہ ہی یقین کہ جائیگی رایگانِ فریاد

<p>کر نیکی حشر کو آنکھوں کی پتلیاں فریاد نہ آہ و نالہ گروں میں نہ آبِ فغان فریاد ستم زد و نیکی سے خاک آسمان فریاد کبھی اسنو گے جو عاشق کی میرِ بجان فریاد کر نیکی شکل مزا میرا ستخوان فریاد جو پیر کرتے ہیں آہن تو لو جو ان فریاد قسم خدا کی جو آئی ہو تا زبان فریاد سُنے گا نالوں کو گلچیں نہ باغبان فریاد وہ گل کرے لب نازک سے غنچہ سمان فریاد کر نیکی صورت ناقوس جھلیاں فریاد ابھی تو تم نہ کرو گے کمان کمان فریاد کرو گے پھر در دولت پہ مہربان فریاد</p>	<p>گئیں جو حسرت دیدار لے کے دنیا سے فراق یار میں جو ہو سکا وہ کر دیکھا دیے ہیں پنبہ خورشید ماہ کا لون میں ہلیگا سینے میں دل آہیگا جگر منہ کو چھٹے گا بعد فنا بھی نہ شغل نالہ کبھی تمارے واسطے نالان ہیں ساگرِ خرد و بزرگ ترے فراق میں اُدبت گراہنے کے سوا حصول کچھ نہیں بلبلِ دوبائی دینے سے اثر ہو باد بہاری کا آدم میں میری گیا نہ لانے جو دریا پہ وہ بہت ترسا لگائی عرضی عدالت میں مجھ پہ خوب کیا بجو ترے میں مرے ناشرین غضب ہوں گی</p>
--	--

گئیں وہ عشق کے ہمراہ نہ تیرے تیرے
سُنے گا کون اثر بار اب کمان فریاد

<p>بندھے ہیں پنج میں خوشن ادھر ادھر تعویذ نظر گذر کے لیے رکھے ڈنڈ پیر تعویذ تمام گنڈے ہیں بیکار بے اثر تعویذ کھینچنے کھینچنے ترے بازو کے دیکھ کر تعویذ جلالے شام سے لکھ لکھ کے تاسخ تعویذ گلے میں لیسے پنتے ہیں بیشتر تعویذ طلائی ہوئیں جو بازو کے سیمبر تعویذ پلاؤ پانی میں دو چار گھول کر تعویذ</p>	<p>کھلے ہیں کیا ترے بازو پہ سیمبر تعویذ خدا بچائے تہمین چشم بد کے صدمے سے نہیں ہوا ایک میں تاثیر دیکھا لکھ پڑھ کر نہ بوجھ حال مرا بند بند ڈھیلا ہے شب فراق میں تا صبح نقش جب کے بھرے لڑکپنے سے وہ کم باندھتے ہیں بازو پہ فروغ حسن و چندان ہوزیب دین چھو گلوریاں تو بہت سی کھلائیں پڑھ پڑھ کر</p>
---	--

جگر یہ نقشِ آدمی صحت یہ معنی کا نہ تیرے
نکلتے ہیں ترے ہیکل کے تاکر تعویذ

شب ہوئی ڈالو نقاب اپنے رخِ اوز پر
چشم بد میں کمان ہو مجھے ہر اختر پر

شبیۃ ہن مہ و غور شید رخ الزہر پر
 آنکھ پر اپنی نہ ڈال آنکھ تو آئینے میں
 شبِ فرقت میں تصور میں کسی ابرو کے
 اس شہِ حسنِ کرم کیجیے جب جی چاہے
 لطف فرمایا قدم کر بجیے کیا شاد کیا
 قتل کا حکم ملے دیکھیے کس کس کو آج
 سادگی مجھ کو حسینوں کی پسندیدہ ہے
 اسکا مارا ہوا پانی بھی نہ مانگے قاتل
 تیرہ بجتی سے نہ دیکھا کبھی روزِ روشن
 مٹ گیا ہوگا یقین ہی خطِ پیشانی بھی
 مجھ کو یوسف بھی جو دیکھے تو کرب لے مہ چہر
 پھیرے لیکے میں وہ تیغ ہوں زنگ آلودہ
 لب دریا ہو شبِ ماہ ہو تو ساقی ہو
 ایک دن قات کو وحشت میں کھلجاؤں گا
 جامہ زیبی کا صنم قطع ہی جامہ تجھ پر
 بار کی زلف پہ سودا ہی ہوئیں ہن پر بیان
 سرگردوں نے دکھائے ہن تاشے کیا گیا
 قسمت ہر سے وہ پیدا کرے خاصیت چند

آنکھ پڑتی ہی ستاروں کی مرے دل پر
 یہ وہ جادو ہی کہ چل جاتا ہی جادو گر پر
 رات بھر میں نے کلا کر ادم خنجر پر
 بیٹھا رہتا ہی فقیر آٹھ پہر بستر پر
 مہربان آپکا احسان ہمارے سر پر
 حکم ہی آئیں گنگارہ محبت و ر پر
 طالبِ حسن ہوں عاشق ہوں نہیں زیور پر
 ختم خونہ یزی کا جو ہر ہی ترے خنجر پر
 زلفِ شگون کا پڑا سایہ مرے اختر پر
 اس قدر کی ہی جبین سائی تون کے ر پر
 سورہ زور کو دم پڑھ کے رخ الزہر پر
 نہ پڑے آنکھ بے مقرر کی مرے جو ہر پر
 ہاتھ گردن میں ترمی لب ہوں لبِ غر پر
 دم نکلتا ہی کسی شوخ پری پیکر پر
 زیب پوشاک کی ہوتی ہی ترے پیکر پر
 حور کی رال میکتی ہی مرے دل پر
 ختم ہی شعبہ بازی اسی بازی گر پر
 گر ہما سایہ فگن ہو کبھی میرے سر پر

عشق میں لالہ غداروں کے یکل کھائے زہر
 داغ ہی داغ ہیں طاؤس صفت پیکر پر

صدر قے ہیست خاطر ہو پریشانی پر
 لوگ ساحل کے ہنسین کشتی طوفانی پر
 جو ہر تیغ عیان ہوتا ہے عریانی پر
 جو لکھا کاتب تقدیر نے پیشانی پر
 دھیان کرنا نہ مری بے سرد سامانی پر

رشک آئینے کو آئے مری حیرانی پر
 ہم تو گردابِ حوادث میں ہیں کیا دم مارین
 حال کھلتا ہی بد و نیک کا وقت بد میں
 نہ مٹے گا وہ سمجھ لے اسے ہنجر کی لکیر
 سارے سامان ہوتا ہوں جو چاہے اللہ

ز میت کا خوف نہیں جیسے یہ معلوم ہوا ایک عالم ہی گرفتار تری کا کل پر حسن کے دن ترے جاتے رہے راتیں آئیں خوان نعمت پہ فلک کے نہ ہوتا مغرور قد کشی کر کے صنم تجھے ہوا ہی یہ ذلیل سر نوشت ایسی لکھی کاتب تقدیر نے یوں	موت مامور ہوئی میری نگہبانی پر کیا ہی جمعیت احباب پریشانی پر چھا گئی ظلمت خط چہرہ لورانی پر تکلیف کرتا ہی عیش سفلے کی مہمانی پر اوس سیڑ گئی ہی سرد گلستا نی پر کھینچتا تھا خط باطل مری پیشانی پر
---	---

ورطہ غم سے خدا ہی نے نکالا اے زند
ناخدائی کی مری کشتی طوفانی پر

شعلہ زحسا رہ دیر کو دکھایا رات بھر زلف شبگون کے تصور نے جگایا رات بھر ماہ رو دیر سے شب کو بام بر صحبت ہوئی لب لب سینہ بسینہ صبح تک تھے یار سے تا سحر آیہ میرے پاس وہ وعدہ خلاف وصل کی شب شوخیاں شونخیاں کین یاد نے ساتھ اپنے لیے سویا گلبدن محبوب کو شام سے تا صبح وصف عارض گلگون کیا ہجر کی شب یار بن مجھ کو ملائے آئی تھی تو جوان دیر سے باتوں ہی میں جاتی تھی ہجر کی شب وہ مسحا جو نہ تھا آغوش میں	خون رو لایا جمع کو میں نے جلایا رات بھر یاد نے چاہ زخمان کی رو لایا رات بھر چاند کو انگاروں پر میں نے لٹایا رات بھر س کی شب ہم نے کیا کیا لطف ٹھایا رات بھر پاؤں پیغامی کے توڑے دے رکھا رات بھر آپ بھی جاگا وہ مجھ کو بھی جگایا رات بھر جسم کے جامے کو پھولوں میں بسایا رات بھر باغ میں بلبل کو کاٹوں پر ٹھایا رات بھر چٹکیوں میں ننید کو میں نے اڑایا رات بھر بخت خفتہ نے نہ کیوں اکل جگایا رات بھر کیا کمون جو درد پہلو نے ستایا رات بھر
---	--

شام سے اس کے تصور روے لورانی کا تھا
گیسو دکھارتے مضمون بنایا رات بھر

ہونے دے شاد منکر وں کو از دام پر بڑتی ہی آنکھ جب مری میناؤ جام پر سنتا ہوں دیکھا حکم وہ کل قتل عام پر اک جام بھر کے ہم کو بھی دے ڈال خیر غم	موقوف ہے جہاد طور ام پر سو سو درد و طرہتا ہوں ساتی کے نام پر کیا گزے دیکھیں خضر علیہ السلام پر ساتی و گرنہ دور سے یہ آفتا م پر
--	---

شہرہ سنا ہی تیرا پہ صحبت نہیں ہوئی
عاشق ہوئی ہیں چہرہ کلگون کی بلبلیں
مرنے پہ بھی یقین ہو رہیں داغ دل پہ
رہتا ہو خوفِ نشہ میں بھی دورِ چرخ کا
وہ مست ناز کر مجھے جھوٹی شراب سے
پہونچا میں بے مجاز حقیقت کی گتہ کو
 وعدہ کیا ہی شکل دکھانے کا حشر کو
دوڑیں جلو میں طالبِ دیدار تا کجا
یہ زلفِ درخ و کھانیکہ وعدہ کجا حال ہی
بے شبہ وہ سمجھتے ہیں مردار کو حلال
مہسوں سے شکستِ فلک سے یہ تا ابد
جاتا ہی اک جہان سے تو آتا ہے دوسرا
بھندوں کو توڑ توڑ کے طائر بھل گیا

دیکھا نہیں ہی تجکو میں عاشق ہوں نام پر
طاؤس و جد کرتے ہیں تیرے خرام پر
گل کھانے مر گیا ہوں میں اک سبز فام پر
سو سودا عائن بڑھتا ہوں ایک ایک جام پر
میخانے کوٹاؤں میں ساقی کے نام پر
بے ندریان گزار ہوا میرا یا م پر
قائم رہے خدا کرے روزِ قیام پر
اوشہ سوار ہاتھ رکھ اب تو لگام پر
ہر شام کو تو صبح پہ اور صبح شام پر
جو لوگ جان دیتے ہیں مالِ حرام پر
کھدواؤں گا دماغ قبح اپنے جام پر
حیران ہوں اہل دہر کے کوچ اور مقام پر
سیا دہا تھ مل رہا ہی اپنے دام پر

اسے زخمِ داغِ تازہ دیا مجھ کو یار نے
زخمِ کسں جب آنے لگا اَلتِیام پر

دل میرا شیشہ نہ تھا دیتا صدا جو ٹوٹ کر
زلیست کی گر ہو تمنا تجھ پر اے برقِ ش
کیا ملا دل کی بیانی کا کرتا ہجر میں
آب و تاب چشمِ جانان دیکھ کر ثابت ہوا
خاک اڑتی ہی چین میں ابلیس لطف بہار
فصد لیتے ہیں مری سے رخِ جنون کی واسطے
پار ہوئی ہی جگر کے آج فریادِ حرس
دل نے اے جراحِ پیدائی ہی چھوڑ لی تیک
لے خیر اپنے مریقِ عشق کی جیسے نفس
ہو کر شبِ اضطرابِ دل سے ہوتا ہی یقین

بگیا ہمراہ اشک اک آبلہ پھوٹ کر
گر ٹپے تیرے برابر مجھ نے بجلی ٹوٹ کر
چیر کر پہلو اگر مرچیں نہ بھرتا کوٹ کر
بھرتے ہیں صانعِ قدرت نے موتی کو ٹکر
کر دیا تالرج گلشن کو خزان نے ٹوٹ کر
لطف ہو سنا نہیں ہی بجائے جو نشتر ٹوٹ کر
کوئی نیچھے رکھ گیا ہی قافلے سے چھوٹ کر
چھوٹے نشتر سے گر بہتا نہیں ہی پھوٹ کر
مردنی سہی چھل گئی ہی بھینسین چھوٹ کر
اب دم اکھڑا اب کلیجہ منہ کو آیا ٹوٹ کر

دل جو بھرا یا تھی جام و مہرا جی دیکھ کر
ہچکیاں لے لے کے میکش خوب روڑ پھوٹ کر

ماشوق صادق ہی تیرا نہ دل اسکا نہ توڑ
شیشہ بن سکتا ہی دل بننا نہیں پھر ٹوٹ کر

رات گزری مجھے پھرتے ہوئے اندر باہر
یادیں روئے کتابی کے ہوا ہوں تشریح
پڑ گیا خون شہیدان محبت کا مزرہ
مہر کہ مہر شب ہجرین پہلو کو نہ توڑ
طرز پوشاک جدی سے نما لا انداز
سیر صحرا کو کبھی آن نکل اے شہ حسن
قتل ہو کر بھی رہا خانہ زنجیر سے انس
دور گردون رہے جیل و زنجیر اسانی
شب فرقت میں ہی آتا ہی جی میں ہر بار
گذری میں گذر اس طفل حسین کا ہو گا
وہ یہ قدر غن ہی خبر کس سے منگا کون اسکی
ریشک شمشاد نے جلو ادا کٹوا کے اُسے
دل سوزان کی حرارت سے جلا جاتا ہوں
سریہ عشاق کے کیا وہ زسیہ لاؤ گے
ڈال دو زخ میں سمجھ بھیجے یا جنت میں
میرے پہلو میں تو شوخی نے ٹھہرنے نہ دیا
ڈال دو نگاہ میں مین و ڈر کے ہاتھ
خوش قدی کا کیا کس سرو کے قدرے عوی
مہربان آپ کرم کیجیے تو کمر کے خبر
اس قدر زار ہو نہیں باد کے ہر جھونکے میں
کیا وطن میں تھا جو میرے لیے غریب میں
اے پری دیکھ لے عیاں چو سراپا تج کو

کبھی دالان میں بچھا یا کبھی بستر باہر
ہیں لگے ہیں جسم کی مثل خط مسطر باہر
نکا ایڑے تا آج اب اس ترک کا خنجر باہر
کیا نکل جائیگا تو او دل مضطر باہر
ساتھ کنون سے ہوا اس شوخ کے یو باہر
شہر سے ہی تیرے درویش کا بستر باہر
دھڑک رہا ہے گریہ گریہ زندان میں رہا سر باہر
حلقہ بادہ نشان سے نہ ہو ساغر باہر
پھینک دوں حیر کے سینہ دل مضطر باہر
لے ہی نکلے گا افسے شوق کبوتر باہر
آنے جانے نہیں پاتا کوئی اندر باہر
ہو گیا حداد سے جو صنوبر باہر
گلشن سینہ سے پھیکون گایہ اٹکر باہر
بال کھولے جو چلے آتے ہو اکثر باہر
تیری مرضی سے نہیں داؤد محشر باہر
ہوں گے آغوش نقور سے وہ کیونکر باہر
کبھی نکلے گا نہیں گھر سے ستھر باہر
باغبان باغ سے کرے تو صنوبر باہر
گھر میں کم ہوتا ہوں کہتا ہوں عین اکثر باہر
اڑ کے پڑتا ہوں گھر سے مع بستر باہر
مرد درویش ہوں یکسان ہی مجھے گھر باہر
بیرا دیوانہ نہو جائے سے کیونکر باہر

شاعری میں نہیں ہٹنے کا قدم اپنا لے کر
معرکے سے کہیں ہوتے ہیں دلا دریا ہر

باغ سے گولسا نکلا ہے گل تر باہر
رات کو گھر سے وہ کس طرح برآمد ہوتے
راہِ اُلفت میں سے ظلم نہ کیا کیا میں نے
جیسے خورشید لقا میں لے کر کہا ہواں کو
شہر میں جی نہیں لگتا کسی صورت میرا
اپنے کوچے سے نکلو اے مجھے کیون نہ وہ وعدہ
پہننے زنا رہوئے کتنے مسلمان ہندو
تو بھی مدہوش ہو کیا میری طرح آساقی
رات کی طرح سے ہو درجہ دانی تاریک
سبزہ خطا میں چہرے پہ ہوا اسکے نمود
گھر میں جانے نہیں پاتے ہیں جو عاشق اسکے
تیغِ ابرو کے اشک پہ گلے کاٹتے ہیں
یار بن جانب میخانہ جو میں جا نکلا
پڑ گئے آنکھوں پہ پردے نہ رہی تاب گاہ
آئینہ رو وہ میجا ہو جو ٹھکرائے اگر
دیکھنے والا نکاد وازے پہ ہتا ہو جو م
آبرو گر کچھ منظور ہو کر ترک وطن
نہیں کیسویں رخِ زیبا پہ ترے رشک پری
بغل گور میں تنہا وہ پڑے سوتے ہیں
رک سودا میں مرے ہوا اثر مقنا طیس
دل لیا جان بھی حاضر ہو منظور نظر
ہوں وہ شتاق شہادت کہ مرادم پھر کا
میں وہ مجرم ہوں جہنم میں اگر جاؤں گا

آپ سے ہو گئے ہیں سرود و صنوبر باہر
شب کو نکلا ہو کہیں مہر صنوبر باہر
جادو مہر سے نہ کھانا قدم پر باہر
صبح کو بیٹھتے ہیں گھر سے نکل کر باہر
مرد سودا ہی ہوں پھرتا ہوں میں باہر باہر
ابن آدم ہوں نہ ہوں غلہ سے کیونکر باہر
گھر سے نکلا تھا کہیں وہ بُت کافر باہر
میکدے میں جو مراچی ہو تو ساغر باہر
کیا عجب دن کو نکل آئیں جو اختر باہر
کعبے سے نکلا ہو کفار کا لشکر باہر
شکلِ تصویر کھڑے رہتے ہیں شمشیر باہر
مرضی یار سے عشاق ہوں کیونکر باہر
طیش سے پھیکدیے شیشہ و ساغر باہر
اُس نے غم سے نکالا جو کبھی سربا ہر
قبر سے اپنی نکلیاے سکندر باہر
وہ صفحہ گھر سے نکلتا نہیں دم بھر باہر
قد رہو تو ہی صدف سے جو ہو گوہر باہر
طاہر حسن کے نکلے ہیں یہ شہر باہر
جن کو آغوش سے کرتی تھی نہ مادر باہر
نکلیا کا لوٹ کے فساد کا نشتر باہر
نہیں تجھ سے میں کسی حال میں دلبر باہر
میان سے جب ہوا اُس ترک کا شجر باہر
اہلِ دوزخ بھی کہیں گے مجھے باہر باہر

	<p>گیا دنیا سے تنیدست یہ سب دیکھیں زند رکھتے تابوت سے تھے دست سکندر باہر</p>	
<p>فتنہ دوران نے باندھی ہو کر پیدا پر کوہ غم ٹوٹا ہوا ہو خاطر ناشاد پر ناگوارا اگر نہ گزے خاطر صیا د پر گوش گل بہتہ بن جسے وامری فریاد پر پر سے قمری کے چلے آ رہ شمشاد پر کام اپنا کر چکا تیشہ سرفریاد پر کیا سبکدوشی ہاری بار ہے جلا د پر قابل پرواز اب اپنے نہیں صیا د پر کھل ہی جاوینگے مرے عیب ہنر صیا د پر اسقدر ہی تجکو استحکام کس بنیا د پر تہمت خلعت کی مجھ عبور مادر زاد پر یان زبان کے کاٹنے کا حکم ہو فریاد پر کون کر سکتا ہو آوازے تری آواز پر کلک قدرت کا گمان ہو خامہ ہزار پر رونیوالا کون ہو مجھ خانمان بر باد پر</p>		<p>بارہ رکھواتا ہی قاتل خنجر فولاد پر نالے پہ نالہ ہی اور فریاد ہی فریاد پر نو گرفتار نفس آمادہ ہیں فریاد پر شاق ہوں گلشن میں طبع بلبل ناشاد پر دیکھ کر قامت کشیدہ میرے سوز و ناز کو عیش میں مشغول ہے شیریں تو کیا خسر کیا بوجھ ہی گردن پر سر کا قتل کیوں کرتا نہیں مر کے چھوٹے نفس سے اڑ کے جائینگے کمان دام میں لا کر پھنسا یا اب تو آب روانہ ہے بحر ہستی میں حباب آسا ہی تیری بہت و لود آسمان ناحق کفن تو نے دیا میرے نیک بعد کوئی الفت میں نہ کرتا واد خواہی کا خیال گیسوؤں کے سلسلے کا جو ہو وہ پابند ہو مویو گریہ کھینچ دے مجکو شبیہ اس حور کی مرگ غربت مجکو بہتر ہو وطن کی موت سے</p>
	<p>خود فراموشی کے عالم میں وہ از خود رفت ہو الغرض بھولا ہوا ہو رہے تیری یاد پر</p>	
<p>آئینہ کرودنگ رہ جاتا ہے حیران دیکھ کر پھول ہو برگ خزان سے روختن دیکھ کر آج میں نکلا تھا گھر سے فال قرآن دیکھ کر یاد آئی وہ کلائی شاخ مرجان دیکھ کر دل میں آتا ہی سی چاہ زرخیزان دیکھ کر باعبان نے رو دیا خالی گلستان دیکھ کر</p>		<p>خود بھی رو دیتا ہی اکثر مجکو گریان دیکھ کر گھانٹا تھا نظر و نہیں سنبھل لفت بچان دیکھ کر ہو گئی باری زیارت مصحف رخ کی نصیب پنجہ مرجان سے آیا دست رنگین کا خیال دوب مرے چل کنوین میں زندگی بیکار بلبل و گل جو صیا د خزان سے چلے دیے</p>

آپ ہوتا ہی تمیز نیک اور بد کا نہیں
ہو گیا گلزار ہجر یا رین ماتم سرا
پھر گیا آنکھوں تلے میا ختمہ انجا مکار
کیون فلک اب وہ کرین فیروزے رو بہ بازیاں
زور ق گردن بے اسطرح کج چشم تر
پھوٹ بہنا سکے اے اسطرح اچھا نہیں
پا بہ نہ لائی وحشت کل جو صحرایطرف
ہی زبس حسن بلخ یار کا دل کو قرار
قصہ گل سیر کے قابو نہیں ادغی لیب
آسمان اس بیکیسی کر تجھے پیوند خاک
کوئی رکھ سکتا نہیں دوندے دادی میں قدم
ہی یہ قدر و منزلت دیوانگی تیرے پری
عشق میں آئینہ دیونے ہی ہوتا ہی حال
چاک ہیں سینوں میں دل عشاق کے مثل تان
قتل ہے میرے جو قاتل کو نہ امت ہی ہوئی
میکشوں سے ترک مے ملن نہیں برہنہ
جامہ زیبی نے پہنوائی قبائے تنگ و پست

آدمی بنجاتا ہی انسان انسان دیکھ کر
میں بھی چلائے لگا بلبل کو نالان دیکھ کر
خوب رو دیا آج میں گور غریبان دیکھ کر
تپ چڑھ آئی تھی جنھیں شکل مشتاق دیکھ کر
نوح چکر اے تڑلا شکو نکا طوفان دیکھ کر
اپنا بیگانہ ذرا اے چشم گریبان دیکھ کر
اٹھ کھٹکیا کیا آبے خار مغیلاں دیکھ کر
چاٹنے لگتا ہوں ہونٹھ اپنے نمکدان دیکھ کر
کیا کر دن کا چند اوراق پریشان دیکھ کر
روئیں میرے حال کو گبر و مسلمان دیکھ کر
ہول سے مر جائے خضر اپنا بیابان دیکھ کر
سرد قد تعظیم کرتا ہی سلیمان دیکھ کر
آپ کیوں حیران ہوئے ہیں مجھ کو حیران دیکھ کر
جاندر سا کھڑا ترا اے ماہ تابان دیکھ کر
روح کو صدمہ ہوا اسکو پشیمان دیکھ کر
بائی بھر آتا ہی منھ میں ابرہ باران دیکھ کر
اب تو پچھتے ہیں گریبان اسکا دمان دیکھ کر

تاب لظاہرہ نہ تھی اک نور کا عالم تھا شد
بند آنکھیں ہو گئیں اس مہ کو عیان دیکھ کر

رہا اکی برس بھی مجھے سودا ہو کر
پھر وہی قطرے کا قطرہ رہا دریا ہو کر
رہ گیا عالم بالائے وبال ہو کر
بیٹھ رہا بہنہ دین صورت مینا ہو کر
سر کر و معرۂ عشق کو تنہا ہو کر
شبنم باغ کا قطرہ ہے دریا ہو کر

پھر لہو سرخ ہوا جسم میں کالا ہو کر
مرتبہ لیت ہوا اشک کا اعلیٰ ہو کر
آہ نکلی جو سوئے عرش معلیٰ ہو کر
لب کو جنبش نہ ہو اس دورین شکل لب جام
مرویدان دفا ہو تو نچا ہوا ملا د
آبیاری جو کرے موجب اشک بلبل

خاکساری نے یہ ترکیب سجائی ہی مجھے
 کیا ہوا مشفق من معجزہ روحِ الہی
 سیرِ پستی و بلند ہی بھی گردنِ وحشت میں
 اگر کی کا ہو گمانِ شک ہو ملا گیری کا
 جلوہ فرما سرِ محفل ہو تکلف نہ کرو
 چشم بہنے لگے جب داغِ جگر بھر آیا
 منہ بنا لیتے ہو جب سنتے ہو ذکرِ عاشق
 نانِ معشوق کا عاشق کو دیا ہو دھوکا
 خاکساری مری رہبر ہوئی واما ندوکی
 شوقِ دیدارِ سجھاتا ہی ہیں مثلِ کلیم
 دیکھ لینا جورِ پاسوز دردن یوں چندے
 مر کے سودائے رُخِ دلالت نکلتا ہی حال
 پاسِ ناموسِ محبت کا رہے گا ملحوظ
 اپنے ہی ہاتھ سے سر کاٹو گنا اپنا اکدن
 سرِ گمین آنکھ کسی گل نے تو دکھلائی ہے
 منہ ہم چہ نہ ہونگے مجھے بجا ہی تلاش
 ملک الموت کو تکلیف نہیں دینے کا

چوم لے اسکے قدم نقش کف پا ہو کر
 طرح بیمار سے دیتے ہو مسیحا ہو کر
 قصدِ کسار کا ہی جانبِ صبرا ہو کر
 رنگ لایا ہی ڈو پٹہ ترا میسلا ہو کر
 منہ چھپاتے ہو عبثاً بجن آرا ہو کر
 چور پیدا کیا ناسور نے اچھا ہو کر
 نام بیمار سے چڑھتے ہو مسیحا ہو کر
 ہمارے کمر یار نے حلقا ہو کر
 رتبہِ خضر ملا جا وہ صحرا ہو کر
 چل نکل طور کو مشتاقِ تجلہ ہو کر
 نہ گئے راکھ کا ہم ڈھیر سرا پا ہو کر
 عشق لپٹا مجھے آسیبِ پری کا ہو کر
 اسکو بذامِ نہیں کرنے کا رسوا ہو کر
 کون بیٹھا رہے پابندِ قضا کا ہو کر
 رنگینی ہے جو بھیجکِ نرگس شہلا ہو کر
 فکرِ عقلی نہ کر آلودہِ دُنیا ہو کر
 پیشتر مرگ سے رہاؤ نگا مردِ اہو کر

ٹھوکرین کھاتے ہو کیون کہے میں جا جا کر نہ
 بیٹھ رہے کہیں رہبانِ کلیسا ہو کر

رکھتا ہی مہمان کو بہت میرا بن عزیز
 کہے سے بھی زیادہ ہی ہندوستانِ عزیز
 مٹی جہاڑی کہ بھی چکے آسمانِ عزیز
 جان کی طرح کرین تجھے اہل جہانِ عزیز
 دشنام ہم سے کرتا ہی وہ بد زبانِ عزیز
 گیسوئے یار سے بھی ہی مونسِ میانِ عزیز

کیونکہ ہونے خاک کے پتے کو جانِ عزیز
 اللہ کے بھی گھر سے ہی کوئے بتانِ عزیز
 یہ مشتِ خاک ہو کہیں مقبولِ بارگاہ
 پہونچے کیسے دلوں نہ تجھ سے اگر گزند
 رہتے ہیں ذکرِ خیر میں ہم جسکے روزِ شب
 بندھتے رہے کمر ہی کے مضمونِ بیشتر

<p>مجھے نہیں یہ مشقت پر اے باغبانِ عزیز یوسف کی طرح رکھتے ہیں پیرِ دیوانِ عزیز دو گز کفن تو مجھے نہ کر آسمانِ عزیز دشمن سے بھی زیادہ ہیں خوابانِ عزیز اُترا ہی اس مکان میں اک میہانِ عزیز مجھ کو سگے ہمارے دھین استخوانِ عزیز کوئی نہ آشنا ہے ہمارا اندیانِ عزیز</p>	<p>جی چاہے نہ چٹاں تو جی چاہے قطع کر عالم ہوا فریقہ اس طفلِ شوخ کا چٹی مری خراب نہ کر گاڑ چک کہین شکوے کی جائے غیر سے باقی نہیں ابھی باعث سے رنج کے یہ شرفِ فقر تن کو ہی کیونکر فراقِ یار سے دلو کو رون دروغ ہستی عدم سے لائی ہی کس ملکِ غیر میں</p>
--	--

اے زند اپنے عہد میں قدر سخن نہیں
سہرِ عصمتین و گرنہ کھے اہل زبانِ عزیز

<p>دل ہمارا ہی حسنین کی طرف متاثر ہنوز دور ہی شاید حدِ بخوانِ گور کی منزل ہنوز یاد کرتا ہی شہیدین کو مگر قاتل ہنوز آبِ باقی ہے جو خچر میں تو پھر سیراب کر بے طلب دیتا ہی تو اپنے گدا کو اے کریم جسکو دیکھا تیری دولت سے وہ لالہاں ہی اہل ایمان کی زمانے میں ابھی باقی ہو قدر کچا کچا مطرب اٹھایا سازِ بزمِ آخر ہوئی حشر کے دن ہاتھ ہی میرا اگر بیان ہی ترا المدوا ہی خضر راہِ یکسان ہی وقتِ غور</p>	<p>دولت دیدار کا طالب ہی یہ سائل ہنوز روح کے ناقہ پہ ہی جو جسم کا محل ہنوز توڑتے ہیں بچکیانِ بے لکے دم بسل ہنوز بچاٹتے ہیں ہونٹھ اے قاتل تیرے بسل ہنوز وان نہیں ہوتے ترے آگے لبِ سائل ہنوز پاتے ہیں مدد قے میں تیرے سیم و رمل ہنوز مردہ مومن نہیں ہوتا ہی گل در گل ہنوز حال کرتے ہیں مرے شعرونِ پیرِ اہل ہنوز میر کر باقی ہی میرے تیرے قاتل ہنوز تھک گیا ہوں میں سا فردِ دور ہی منزل ہنوز</p>
---	---

دور کہتا ہی کھینچے چمکے رکھنا خود کو زخمد
پر نہیں روئے منور سامہِ کامل ہنوز

<p>ہر نہ اس سبب اسیری سے رہائی کی ہوس باغبانِ کیسی بہار آئی چمن میں اس برس کس طرح ہوں ہم سے واما ندے شہرِ ناز کس پری کے کچھ بکھے بالِ یاد آئے کچھ</p>	<p>دل گرفتہ ہوں مجھے کیساں ہو گلزارِ وقف تا کہ برگِ خزان ہو تا بزا و خوارِ وقف ہو غبارِ کاروانِ پیمانہ فریادِ جسرس دم میں سو سو مریبہ اُبکھے مرے مارِ نفس</p>
---	---

میری خاموشی سے عزت آہ و نالہ کی یہی
خائے صیاد میں ہر حکم نالہ یا نہیں
نالے کرتا قافلے سے دس قدم آگے رہا
ڈھونڈے جس وادی میں حضرت تشنہ لب تھے
طول و عرض اتنا دے تو آشیان کو عذیب
دو کرے مجھ کشتنی کو گرتا اک راز میں
قلب جن کا نور عرفان سے منور ہو گیا
خشک روٹی کا فقیر دن کی مزہ جس کو پڑا
بے اثر ہوئے اگر نالے مرے تیری طرح
کیون نہ روئیں ڈھانک کر بخہ ہائے یخ حال
آپ اڑ کر آئے تھے دانت ہم تو دام میں
کیا تمنا تھی ہو کیا حیف ہر افسوس ہے
مطلب از اسیری محبت صیاد بود

کس سے میں فریاد کرتا کون بجز فریادیں
مچکو بھی بتلا دویا نکی رسم مرغان عش
کون کرتا کاروان بن بخت ہمارا جس
اس بیابان میں ہو دل کو آب حیوان کی ہوس
مشت پر کے واسطے کافی ہو مشت خار و خس
قبضہ مشکلا قاتل نہ ہو بے تجھ کو جس
چشم باطن سے برا بردھکتے ہیں پیش و پس
پھر نہ بیٹھی سفر شاہان پر جا کر وہ کس
پھانسی دیتا گھونٹا اپنے گلے کو اسے جس
پھنس گئے ظالم کے پھنکین میں جلیا ہوں
کھینچ کر لائی نہ تھی کچھ آب و دانہ کی ہوس
کون اب فریاد سنتا ہر بجز فریادیں
بجودت رفت و ماندیم تنہا در نفس

بے مشقت آستان یار کب ملتا ہر رند

یا پیر دی کر جو فان تک جاہتا ہر دسترس

آگیا پیغام دلبر عاشق مضطر کے پاس
رہتا ہو نچا کسی نے بھی نہ اُس دلبر کے پاس
عشق ابرو دین کیا میں نے کب میں نے حضور
منہ ملا کر منہ سے بھی محروم ہو سے رہے
حسن کے غالب غنی ہوں دولت دیدار سے
دل تو آگے دے چکا ہوں یہ بھی اک دن نذر ہے
لطف اٹھایا ہر جو عشق بت میں دلی چوٹ کا
کاروان درکاروان دیکھا متاع حسن کو
اے جنون تیرے ذریعہ سے رسائی ہو گئی
نور کا بھی ہو زلزلہ سید طالع ہوں میں

نکمت یوسف کنی یعقوب بیخبر کے پاس
لے گیا یا التجا میں بیشتر اکثر کے پاس
یار ہا قاتل کلا رکھ رکھ دیا خھر کے پاس
ہم پھرے تشنہ ہو چکر چشمہ کو شر کے پاس
سیم تن محبوب آدین عاشق بے زار کے پاس
کیا کر و نگار کہ کے جان تو ابے دلبر کے پاس
گرتے ہیں دانستہ ٹھوکر کھا کے ہم تھر کے پاس
جنس کفان پر نہ نکلی ایک سوداگر کے پاس
غیر ممکن تھا ہو نچا اُس پری پیکر کے پاس
ہو زحل گر آفتاب آوے مرے اختر کے پاس

<p>دیکھ بخت باز گردولنے نہ کھانا تو فریب ثالث بالخیر ہو عاشق و معشوق میں مثل یعقوب اپنے یوسف کو جو رویا جبرین انصال قلب ہو گوہر بظاہر فاصلہ جب تلک جیتا ہوں مثل سایہ تیرے ساتھ ہونا کیا زوال حسن نے عالم کیا کیوں مہربان وہ لگے اب دور کھینچنے کیا خدا کی شان ہو در دسرافت کا بعد از مرگ بھی ہو گا ضرور ہچکچان لے لیکے دو دن دم اکھر طباے مرا شومی طالع سے میرے خشک ہو جاتا ہے شیر</p>	<p>ہن ہزاروں شعبہ اس پر بازی کر کے پاس وحی بے جبریل کب آتی ہے پیغمبر کے پاس بڑے گئے رخسار پر ناسور چشم تر کے پاس دور دل سے تو نہیں وہ گھر نہیں کو گھر کے پاس صورت ہر اداسے قاتل ہے نگاہ کے پاس تم بلاتے ہو کوئی اثنا نہیں ہر دور کے پاس آنہ پاتے تھے جو آکے مین کر کے پاس گوشتین رکھتے تھو مند دل رگڑ کر کے پاس ساقیا دیکھو بن جو شیشہ یار بن ساغر کے پاس ممد طفلی میں اگر جاتا تھا میں ادر کے پاس</p>
<p>فصل گل ہو کہ بوجھار سے ہیں سے فروش کب تلک اٹکی بھائی ہو کر تک دیکھئے نام بلبل پر لپٹا تا ہی چن کو باغبان اک صراحی وار گردن کا تصور جو رہا روئے رنگین بھی بہا حسن سے گلزار ہو پھر گل و گلزار ہوں باز رہ بیٹھیں آن کر بس بہت رہا ہوئے اب خاک کا پیوند کر قاتل اب تاخیر کیا ہی حکم ہو جس لاد کا عیش کرو نو جو انور نہ جانا ہی شباب</p>	<p>بادہ رنگین بیاد ساتی کوثر خوش کاکل شکن تری آنے لگی تین تاروش جھولیاں بھر بھر کے لاسے بل سے گل فروش لب ہے اپنے سارنگ لب ساغ خوش چشم نرگس ہی دین غنچہ گل بن اسکے گوش نو کرے پھولونکے لیکر اپنے آگے گل فروش ہم گنگار و نکا پردہ رکھتے تو اے پردہ پوش کب سے میدان شہادتین کھڑے ہیں ہر فروش ادھر ہی دو چاروں مہمان فصل تائے فروش</p>
<p>حشر کو جا چمے جنت پلانا یا علیؑ ساقیے کوثر ہی تو اور میں یوں رہتا ہوں خوش</p>	<p>مسجد نہیں کرتے ہیں زاد بھی مسجد و شام نقش سیکھتا ہی اسلئے وہ سر و گل اندام نقش</p>
<p>میکردن میں کرتے ہیں گردن درج آسمان نقش کیجیے پامال تا اسودگان خاک کو</p>	<p></p>

مڑے جی اٹھتے ہیں نہ ہیں گلوں کو کاٹتے
صبح سے لے صبح تک رقصان رہا وہ بام پر
سیکڑوں بھاڑینگے کپڑے گرہی ہو رقصاں
نوگر قرار دینی اپنے سیراد صبا دیکھ
ہو مہیا ساز مہیش دروہ نہویا دشمن بخیر
رقص کے معنی لکھے اس بت کو رقصان دیکھ کر

کیف سے بین رہا مطلب ہوں اگرین رقص کا
ہاتھ میں ساتی کے ہنر کے اور دکھائے جام رقص

ستم سے یار کے مطلب کچھ جفا سے غرض
قسم خدا کی تو عشق پاک ہی تم سے
فقیر سے بھی کسی دن نہیں پڑے گا کام
کوئی کھانا ہو کوئی خوش اسے خیال نہیں
شریک نرم جہان ہیں مثال بیگانہ
پسے ہزاروں لہو تھوک کے مر لاکھوں
کرے گی آپ وہ آغا نہ کا بخیر انجھام
چھٹکے ولا تپ غم کے معا لے کر کے
اسید قطع ہوئی زندگی سے یاس ہوئی
وہ بوسہ دین کہ نہ دین آئیں یا نہ آئیں ہمیں
رہا دیر سے مطلب نہ باد شہ سے کام
فراق یا رہیں پڑھتا ہوں عاشقانہ غزل
کبھی کسی کا خدا یا نہ کیجو ممنون ہو

کسے خیال بریان سعد و حسن کا اے زند
نہ بوم سے ہے عداوت نہ کچھ ہمارے غرض

بے خط و زلف سبیل و ریحان سے کیا غرض
اسکی طرح سے اسکے بھی لے لیجے اب بھون
چل اوسیم جگمگستان سے کیا غرض
دامن اگر نہیں تو گرہ بیان سے کیا غرض

<p>نزدانی قفس کو گلستان سے کیا غرض ہندو بت پرست کو قرآن سے کیا غرض قاتل بتاؤ گنج شہیدان سے کیا غرض کشتی نوح ہوں مجھے طوفان سے کیا غرض دیوانہ بری ہوں سلیمان سے کیا غرض لیلیٰ اگر نہیں تو دبستان سے کیا غرض اے شمع بجو چشمہ حیدان سے کیا غرض اے خضر مجھ کو چشمہ حیوان سے کیا غرض اے خضر مجھ کو چشمہ حیوان سے کیا غرض نیکے گی میری سنبھل بیچان سے کیا غرض</p>	<p>مذکور کر نہ غنجہ و گل کا لٹا سے نسیم مطلب نہیں ہی خط سے میں شیدا کمال ہوں گر قصد فاتحہ کا نہیں ہی تو پھر مجھے ہنگامے لاکھ طرح کے بریا کرے فلک عاشق ہوں گل کاین مجھے گلچین سے کام کیا کتا تھا قیس و جد کے عالم میں بارہا کیون راہ پوچھتے ہو سیہ خانہ کی مرے آب و بان یار سے رکھتا ہوں واسطہ جویان دہان یار کا ظلمات خط میں ہوں سودائی ہوں جو سونگھوں اُسے بدلے رفت</p>
---	--

<p>کرتے ہو کیا مطالعہ دیوان رند کا مطلب نہیں ہی اس سے تو دیوان سے کیا غرض</p>	
<p>اب پسند آئے لگا اُس کو ہمارا اختلاط ہنستے ہنستے ہو گیا اے گل کردہ بد دماغ جل کے گھر پیغام تک بھیجا اُس دلدار نے ہجر میں منہ پھینا ہوں بائے جلتا ہے یاد آئے گا بعد میرے پاس پہلے مہربان باتیں کرتے ہو تو پردہ پہلے اٹھوا دیجیے دل لگی میں بھی وہ کڑوسے ہو تین ہر تیر ہر گھڑی ہر وقت ہر دم ہی تصور آپ کا رہو نہ زردہ اگر بوسہ یار خسار کا لگ نہ چلیے در نہ کھل جائیگی الفت مہربان</p>	<p>وصل کا دینے لگا کچھ کچھ سارا اختلاط ناک کے رستے نکلیا وینکا سارا اختلاط وہ بری رکھتی ہے منہ دیکھے کا سارا اختلاط بھولی بھولی باتیں اُدروہ پیار پیا لا اختلاط سوطر کا دل پہ کر لیجے گوارا اختلاط چڑھ ہے میری بندہ پرور بے نظارا اختلاط اب شکر رنجی کا کرتا ہے اشارا اختلاط بھولتا دل سے نہیں صاحب تمہارا اختلاط اختلاطوں میں ہی اک یہ بھی ہمارا اختلاط راز مخفی کو کر لیکھا آشکارا اختلاط</p>

<p>لاک دل نے کی ہی پیدا شکل سے اک بت کی رند شیشہ من می کند یا سنگ خار اختلاط</p>	
<p>چلا جہان سے ترا مبتلا خدا حافظ</p>	<p>ہوا اسے مرض لا و احسا حافظ</p>

ضرور پہونچو نگا خدمت میں پھر جو زندہ رہا
سفر کے وقت جو رخصت کیا واسطے میں گیا
کمال حسن پر تیرے کبھی نہ آئے زوال
ذرا سی بات میں کہتے ہو ترک ربط کیا
کے سے غیر کے ناحق خفا ہوا مجھ سے
ہوا اسیر پھر اک بت کے دام کاٹل میں
کیا اسیر نفس ہم کو آب و دانہ لئے
جو قصد یتیمی ہے کم تو کرو لہو میرا
رہینگے کا ہیکہ ثابت کو اڑ سینے کے
اٹھائی کاوش مثر گان سہی کشاکش لعل

میں اتہو جاتا ہوں اے دلربا خدا حافظ
کچھ اور بات نہ کی یہ کہا خدا حافظ
ترے جمال کا اے مہ لقا خدا حافظ
یہ زود رہی ہو تو بیوفا خدا حافظ
چلا میں ادب نہ آشنا خدا حافظ
بڑی بلا میں یہ دل پھر پھنسا خدا حافظ
تو جا چین کی طرف اے مباحدا حافظ
بہارا آئی جنوں پھر بڑھا خدا حافظ
جو اضطراب یہی ہو دلا خدا حافظ
ترے عتاب میں دل پڑ گیا خدا حافظ

کہا جو میں نے کہ جاتا ہوں اب نہ آؤنگا
تو ہنسکے کہنے لگا زندہ جا خدا حافظ

نرم میں روانہ کیونکر تیرے آگے آئے شمع
باتھ کا تیرے اگر چھٹا طلائی پائے شمع
آپکو سوار سا بنے میں اگر ڈھلے اے شمع
کاٹ دین بروائے آس شغل میں قمریات
تو اگر محفل میں آجائے تو سکتے ہو اُسے
اُن نہ کی اور نہ کوئی حل جگے گھل جگہ تمام
سب پہ روشن ہو مو اسی طرح کھا کر سیکڑوں
اک رخ روشن قصود میں ہی بان پیش نظر
پھونک کر منہ سے بجائے کر مرا غنچہ دہن
مثل شعلہ جگہ بھی دی ہو زبان اللہ نے
ادب میں راز و نیاز عشق سے واقف نہیں
کائناتی ہی تیری صورت سے اگر ہوا اختیار
تیرے آگے کر یک شب تاب کار تبہ نہیں

تو اگر دیکھنے نگاہ گرم سے جلیجائے شمع
اے پری درد ساق سپین پر ترے گلاب شمع
پر گدازی جسم کی تیری کہاں سے لائے شمع
ہائے دلہیں کہوں تا صبح ہو کہ وائے شمع
اے صتم صورت کو تیری دیکھتے بنجائے شمع
غور سے دیکھا کیا میں سر سے لے تا پائے شمع
گور پر سر و چراغان رکھو میز پر جانے شمع
ہم نہیں رکھتے شب تا یک میں پردے شمع
پردے پردوں کے طیل آئیں گل تنجائے شمع
اپنی یہ آتش زبانی اور کو دھلائے شمع
یہ تو دیکھا ہی سر روانہ تھا اور پائے شمع
انجن سے پر لگا کر شعلے کے اڑ جائے شمع
کچھ بھی غیرت ہو تو محفل میں نہ دھلائے شمع

<p>دیکھ لے کر شعلہ عارض کو ترے بے نقاب جہاں تہہ بین ہوئے روشن عاشق مردہ کا نام سانے آجائے بھولے سے جو وہ نور رشیدش دور استادہ ہی تجھے لنگ ہی مغد درہی رو برو ترے اگر گرمی کرے پروانہ سے مطلع ہووے اگر سو زول پروانہ سے</p>	<p>ریشک کی آتش بین گردش کئے بجائے شمع حکم ہی پروانے کی چربی کی ڈھلک کر آئے شمع پانی ہو کر بزم میں آگے ترے بجائے شمع گرد پھرتی مثل پروانہ جو ہوتے پاس شمع مٹھ بگڑ جائے ہوا کا وہ تھپیر اکھائے شمع صورت زندانیانِ فانیوں میں گہرائے شمع</p>
<p>رسمہ اکروہ روئے انور سے الٹا یوں نقاب سات پرو وین چھپا دے منہ کو یہ شراب شمع</p>	
<p>نہ کوئی شمع جلانے نہ کوئی لائے چراغ کھپائے ریشک سے یاب کو جلانے چراغ کہاں تلک طمن کوئی چھپائے چراغ سیاہ بخت بھی حاصل کرین سعادت کو حضور روئے منور نخل ہوا ایسا کو پس از فنا بھی بکلفت سے ہر مزاج بری عبث ہی بند و نصیحت بھی گویا طمن کو پرنگ شمع فروزان ہے رخ روشن رہا ہوں بزم جہاں میں مثال بیگانہ میں شمع تربت مجنون سمجھ کے رویا خوب ہمیشہ شمع و خون سے رہا مکان روشن میں تند خوئی تری یاد کر کے رویا خوب میں وہ شہید محبت ہوں جسکی تربت پر</p>	<p>جلے گا دارغ جگر گور پر بجائے چراغ ضیائے چہرہ انور کہاں سے لائے چراغ ہواے مرگ کہیں نیست کا بجائے چراغ کرم کرے مرے کاشانے میں ہے چراغ زمین پھٹے تو یقین ہی ابھی سمائے چراغ کبھی نہ شمع جلی گور پر سوائے چراغ مثل ہی یہ کوئی اندھے کو کیا دکھا چراغ سرتنگ میں جہنگ ہے ہوائے چراغ زمین تنگ سے واقف نہ آئناں ہے چراغ کبھی جو غول نے دیرانے میں جلا چراغ رہے ہیں نور کے بے سدا بجائے چراغ نسیم صبح ہے جب آنکھ بچھائے چراغ پیری جو پھول چڑھائے تو خور لا چراغ</p>
<p>یہ حال شمع ہی پیش ضیائے رخسارے لعل کہ جیسے رو بروئے مہر ہو ضیائے چراغ</p>	
<p>ہے سراپا اسکے تیرا صورت آئینہ صاف سطح نگار ہے وہ روئے لیکن بے خلات</p>	<p>عکس ہی چاہ ذوق کا جسکو تھلا ہن نات عشق بچان سو کا کل کل سحر فرات صاف</p>

<p>رونگئے تیرے شکم پر موج و بحر حسن ہے نام ہی خوش طامعی خوشنودی دل یار کا دھکے کتنا رتم کرتا ہوں جب قسط اس پر سرف شوق شہادتین ہوں کب انکار ہے راہ پر لائیک کیا مج کو یہ خود گمراہ ہے باندھتا ہوں جب میں مضمون صفائے رگزار گرم صحبت ہے ہیں اس آتشیں رخسار سے میں وہ دیوانہ ہوں فکر اُڈن جو سر کو پری یاد آیا مار گیسو دوز بائیں دیکھ کر اے شکر لب گری شیریں بانی ہو رتم تنگ ہوں لیچل چل یان سے عدم آباد کو لفظ مہم کہتے ہیں بہت بلفظ عدم اڑ کے جاسکتی ہی مجھ سے کس طرف کو وہ پری</p>	<p>جان جان گرداب یہ بحر جسکو بتلاتے ہیں بات وہ اگر برگشتہ ہی تقدیر یہ بھی ہے برخلاف ہاتھ میں چنگ اٹھا لیتا ہوں خامہ بے خلاف قتل کا بیڑا اٹھائے تو وہ تیغ خوش غلاف رہنے و دہل زمین گرد آسمان ہی برخلاف خود بخود ہوتے ہیں موزون لفظ معنی صاف منہ وصل کی شب اوڑھتا ہی کون سرابیں لیاں سنگ ریزے کر کے کرم میں اڑا دوں کوہ قات پیشتر کھولا اگر ناخن پہ خامے کاشکاف بن ہو جاکے دم تحریر خامے کاشکاف وضع دنیا نے زمانہ ہی طبیعت کے خلاف الغرض واقع دباں یار میں ہیں اختلاف چھان مار دیکھا میں وحشی قات سے لے تا بقات</p>
---	---

طبع اقدس پر ہی کیوں یا حضرت آتش ملال
شاعری کا رند نے کس دن کیا لاف نہ گراف

<p>نہ کس طرح سے کرین مالہ و فغان مشتاق یہاں بھی آئے اک رات کو کرم کیجے پنا لگا ترا تخلصے میں نہ کہے میں نقاب اٹھائیے ابو حجاب کیجے دور سنا ہی جب سے تری ذات ہی کرم و رحیم دکھا یا جلوہ بھی اپنا نہ تو نے بعد اعلیم فراق بار شکر لب نے زلیست کردی تلخ رسائی کعبہ مقصود تک اگر پائیں تمہارے طالب دیدار نہ ہر کھاتے ہیں قرار اسکو نہیں ایک دم کسی جا پر یہ</p>	<p>کمان تلک تری الفت کرین نہاں مشتاق تمہارے لطف کے ہم بھی ہیں مہربان مشتاق بھڑے تلاش میں تری کمان کمان مشتاق جمال پاک کی ہیں چشم مردمان مشتاق عطا و لطف کا رہتا ہوں سر زمان مشتاق تیرے گئے تری صورت کو جا بجا مشتاق ہوئی ہی چاشنی مرگ کی زبان مشتاق لگائیں آنکھوں سے وہ سنگستان مشتاق بتنگ آئے ہیں دیتے ہیں اپنی جان مشتاق کسی حبیب کا بھرتا ہی آستان مشتاق</p>
---	---

کمال حسن پہ تیرے کبھی نہ آئے زوال	رہے فریفتہ ہر پہر و ہر جوان مشتاق
عیاں نخی زندگی نظروں کی یاس تادم مرگ خدا اٹھائے جہان سے نہ اے بتان شقائق	
نالے شہر نشان رہے تاب تو ان تملک پرواز اپنی آگے تو تھی لامکان تملک قیمت گئی نہ لیکے کسی قدر وان تملک وہ سوختہ ہوں میں کہ نہ پاونیکے بعد مرگ اک رشک گل کی دوری میں ہم ہیں تیرے اس شعلہ رو بغیر جو پھینچی ہو آہ گر مر روشن چراغ داغ ہی ہیں سوز غم سے کیا اس خانہ ان خراب کا پایا نشان نہ کچھ ہو گا گمان فرشتوں کو تیر شہاب کا اعضا تمام اشک ہو چشمیوں سے بہ گئے گرمی سے کبھی زیادہ زمستان میں بن چلے دم جب تملک ہو دم میں سوز گاترے ستم اکدن پنائی اس میں ہوا کوئے یا ر کی قمری تری گلے میں پڑے طوق دو سرا ہمرا ہی اپنی تیز روی کہہ کے بڑھ گئے	اور اب تو آہ بھی نہیں آتی زبان تملک دشوار اڑ کے جانا ہی اب آشیان تملک وہ مدعا ہوں میں جو نہ ہو بچا بیان تملک سگھائے کوئے یا ر مرے استخوان تملک بلبل کی زندگی ہوئی کیونکر خزان تملک بڑے گئے ہیں آبلے دل سے زبان تملک جلتے ہیں مثل شمع مرے استخوان تملک سومرتیہ خیال کیا لامکان تملک نالہ مرا جو شب کو گیا آسمان تملک اس بحر حسن کے لئے رویا میں بیان تملک اک نالہ سوز دل سے جو آئے زبان تملک دیکھو تو ظلم و جور کر گیا کہاں تملک سو بار سیر کو گئے ہم بوستان تملک اڑ کر جو ہو پئے تو مرے سر دروان تملک ہم گرد سان پہونچ نہ سکے کاروان تملک
افسوس کہ نام سے وہ آشنا نہیں الفت میں جسکی مٹ گیا اپنا نشان تملک	
سر سبز ہن سرین گل دیا سمن ایتک رکھا ہی اتانت کی طرح جگمگز میں نے عیاں اُسے دیکھا کیا میں شام سے تاج کی خاک بھی برباد مری کوئے اضم سے شک دل سے نکلتا نہیں ہستی و عدم کا	محفوظ خزان سے ہی بہا رہیں ایتک میلان نہیں ہونے دیا تا کہ کفن ایتک دیکھا نہیں گردوں نے بھی چکا بدن ایتک ہی دل میں کدورت ترے پیچ کھن ایتک ثابت نہ کمر ہونہ تہا را دہن ایتک

ہم ڈھونڈتے ہی رہ گئے راہ وطن ایتک
کو تاہی بڑھنے نہیں پایا سخن ایتک
سمجھے نہیں دہ لوگ مذاق سخن ایتک
قد دیکھا تھا راسا نہ ایسا چلن ایتک
جلتا ہوتے غم سے ہمارا بدن ایتک
خون رونا ہی جسکے لئے لعل نہ کن ایتک

سو قافلے اس دشت میں آئے بھی گئے بھی
باندھنا نہیں مضمون ترے گیسوئے رسا کا
موزون نہیں کرتے ہیں جو مضمون دہن کو
شمشاد بھی دیکھے ہیں بہت کبک بھی دیکھے
مرنے پہ بھی الفت نہ گئی شعلہ بخون کی
بوسے میں لیا کرتا ہوں اس بکے شب روز

اے زند محبت ہی خط و خال تیراں سے
قبضے میں ہوا ہے میں خطا و ختن ایتک

راہ دیکھوں تری برق شررا فتن کتب
گلے کٹوایگا عشاق کا جو بن کتب
رخنہ بندی کریں یوار کے روزن کتب
راستہ رو کے گایہ افغی رہزن کتب
خاک ہو و گمانہ سنگ سرمہ فن کتب
چند روزہ ہی مری جان یہ جو بن کتب
عشق بازی میں یہ اندیشہ دشمن کتب
سبزہ آغاز ہوا فتن یہ لڑکپن کتب
خاک چھنوا یگا اد جان کے دشمن کتب
چاند سے چمکنے خسارہ دشمن کتب
پسلیاں تو لگیا اوجان کے دشمن کتب
سرخ پہونچے شہد کو نہ مدفن کتب
پوچھوں اک اک سے رہ وادی میں کتب
بھٹکنے دیلی نہ مرا سرگ گردن کتب
متفق ہوتے نہیں شیخ دیرہن کتب
ناشگفتہ رہے یہ غنچہ سوسن کتب
حسرت نہ مہر پیرانی گلشن کتب

جج کر کے لئے بیٹھا رہوں خرم کتب
بر چچیاں مار لی اس ترک کی چٹون کتب
حسن سے باز رکھیں دل کو یہ آنکھیں تاکے
زلف تا چند نظر رخ پہ نہ جانے دیگی
بے نشان نام بھی ہو جائے گا کدن اپنا
چار دن حسن کے عالم کو غنیمت جانو
سر بخت کو چہ دلدار میں اہل ڈر کیسا
قدر عشاق کرو مو و لعب ترک کرد
بس دلا ترک ہو خواہی نگہ رویاں کر
عارضی حسن کا ہوتا ہی دگر گون عالم
دل نہیں پہلو میں اب تو بغلی گھونسا ہے
فاتحہ کے تو لیے چلیے مزار دن پہ کبھی
رہبری کر مری اے برق تجلی تو ہی
سامنا بھر جلا دے آختر ہوگا
دیکھتے رہتا ہی تا چند نفاق با ہم
مسی آلودہ دہن کھوپے با تین کیجے
بال دپر توڑ کے مرغان قفس کے صیاد

<p>دیکھیے شغل ہے جامہ دری کا تا چند ایجنون جامہ دری سے تو بس اب ہاتھ اٹھا کیا رہیگی یوہین تصویر سے چہرے پہ چمک روح طے کر بھی چلے پست و بلند ہستی ظلم پر ظلم سہون مود و بیدار ہوں سچ بتا دیکھنے کو بھٹی تجھے گنگا کی قسم دامن دین سے ولا گرد صفت پٹا جا</p>	<p>رکھے عریان یہ جنوں صورت سوزن کبتک جیب میں یکجہ رفو بھاڑ کے دامن کبتک ہم بھی دیکھینے اڑیگا نہ یہ روغن کبتک ٹھوکرین کھائیکا یہ بھیڑ میں تو سن کبتک دوستی میں تری اے جان کو دشمن کبتک وصل اس برستے مرا ہوگا برہمن کبتک نہ لگے کا قدم اس ترک کا تو سن کبتک</p>
--	---

ترجمہ اب جلد کہیں ہمدی دین کا ہو مظلوم
ہم سینن نالہ ناقوس برہمن کبتک

<p>لگائی سوزِ محبت نے کیا بدن میں آگ عیان ہو ہر خم گیسو سے شعلہ رخسار وہ آیا شب کو جو سرمائیں میں بھی ٹھہرایا پس از فنا بھی ہوا فیثرت کی ایسی میں خانہ زاد نفس ہوں مری بلا سے نسیم گرا جو اُس میں ہوا خاک ڈوبنا کیسا برہمنہ رہنے دو کیڑے مجھے نہ ہنساؤ بہار آتے ہی ہم اُٹھیاں کور و بیٹھے وہ مجھ سے بزم میں ہنستا رہا قیام جلے بدن کو ڈھانگون تو سوزِ درون ابھی کھلائے عیان کسی پہ نہ کر جو ہر حرارت کو بنائی دھوپ میں میری لحد جلائے کو عقیق رشک کی آتش میں جلکے لاکھ ہوا میں گرم سیر ہوں غربت کی دشت میں شب و روز جو پھول توڑنے جاؤں کبھی میں سوختہ بخت مثال نخل سر طور ہے ہر ایک درخت</p>	<p>دن سے میرے نکلتی ہو سخن میں آگ بھری ہو سنبل تری شکن شکن میں آگ جلانی شمع تو جھرمین اور لگن میں آگ لگائی سردی کا فورے کفن میں آگ بدر و حشر جلدیں جگل لگے چمن میں آگ بھری ہو پانی کے بدلے چو فن میں آگ لگے گی جسم کی کھواب و گلبدرن میں آگ یہ بھڑکی آتش گل نک گئی چمن میں آگ لگائی گرمی صحبت نے انجن میں آگ فتیلہ سان لگے ہر تار پیرہن میں آگ بدرنگ رنگ چھپائے رکھ لپٹے تن میں آگ انہی ڈالیو تو قبر گور کن میں آگ لگائی محل لب یار نے یمن میں آگ لگاؤں آن کے کیا دوستو وطن میں آگ لگے چنار کے ماتہ نشترن میں آگ بجائے آب برستی ہو میرے تن میں آگ</p>
--	---

<p>اگلی بھول کھلے پائے چمن میں آگ بجائے نافہر اس دشت کے مہن میں آگ لگائی حیرت نے تقدیر کو مہن میں آگ</p>	<p>گرے ہن شاخون سے بلبل کباب ہو ہو کر ولایہ دادی تفسید گان الفت ہے مثار یاض نہ آئی وہاں ملک شیرین</p>
<p>کلام گرم مرسلین کے پار بولا کہ مثال اشعار زبان ہر تیرے دہن میں آگ</p>	
<p>یہ چراغ عقل ہوتا ہے میرا ہر بار گل کھائیں چھوٹے ترے لے آئین ہزار گل مثل یوسف باغ سے آدین سر بازار گل یار بن کھٹکینے آنکھوں میں برنگ خار گل خار کا دیتے ہن پہلو کو مرے آزار گل رد ہر دمیرے نہ کاٹو شیخ کا زہنار گل بال سبیل سر وند غنچہ دہن رخسار گل سو کھٹا جاتا ہی ہر دم صورت بیار گل کچھ کھلایا چاہتے ہن اردن دیوار گل شکل بلبل اب میری رکھتا اگر مقابل گل بٹنے ہن دشت دشت میں جتنے خار گل کیون نہ کھٹکین میری آنکھوں میں برنگ گل تار سبیل کا گلے میں ڈال لے زہنار گل ٹکڑے کرتا ہی گریبا نکا جواک اک تار گل دیکھ لینا منہ تو چڑھتا ہی ترے ہر بار گل جواڑ اوسے شمع کا بندوق سے ہر بار گل ہی بجائے سرو کہیے جگو خوش رفتار گل سچ تو یہ ہی کہتے ہن کیا طالع بیدار گل ہو گئے ہن اس کے دور حشر میں ہیکار گل یوں عدم سے جو چلے آئے ہن مار مار گل</p>	<p>مست ہو جاتا ہوں بلبل سان کھلے جب خار گل داغ ہن سب تیرے ہاتھوں کے لئے یار گل پھر ہر بار آئے کہیں دکھلا دین پھر دیدار گل رو برو میرے چنگیز دین نہ لاؤ ہار گل گز بچھاتا ہوں میں فرشتہ خواب بے یار گل رحم دل ہوں شہادت کھٹکینے آنکھوں میں بھی غور سے دیکھو سراپا ہی وہ اک باغ و بہار گل خار خار اس دے رنگین کلجو رہتا ہی اسے سنتے ہن آنکھیں لڑائیکا ہوا ہی اسکو ذوق تو وہ گل ہی نہ کر تا عشق میں تیرے ہزار گل باغ کی دکھلائی ہی خون ریف پائے ہمار گل ہونہ وہ غنچہ دہن ہمراہ جب گلگشت میں وہ بت رنگین ادا گلگشت کو آوے اگر یہ بھی دیوانہ کسی گل کا ہی کیا میری طرح ایک دن پھر مردہ ہو گا رنگ تو اڑ جائیگا گل نہ ہو کیونکہ چراغ زندگی اس ترکے سے جتنے گل ہن پاگل ہن چال تیری سی کن یار سوتا ہی بچھا کر انکو فرش خواب پر دیکھتے ہن باغ کے بد کے ہمارے یار گل باغ ہستی میں کسی گل کے ہن شاق جال</p>

<p>آمد آمد کا خزان کی ہو جو اندیشہ انھیں خاک میں لے لیتے ہیں اور پر خار کا انبار ہو عرش اعلیٰ پر گیا ہی گلفروشن کا دماغ</p>	<p>کان کھولے روز و شب گلشن میں ہیں رگل ناز کی سے ہاتھ پر ہوتا تھا جن کے باز گل جیسے وہ کرنے لگا ہر نہایت دستار گل</p>
<p>نہ ہمدردی سے گیا داغ غم فرقت لیے ایک دن چل کر چڑھا و قبر پر دو چار گل</p>	
<p>دید گل کے تجھے پڑ جائیگے لالے بلبل کان کھولے ہوئے گل گوش بر آواز پر کج پھر وہی کج نفس ہی وہی صیاد کا گھر پہلے گلشن کی ہوا دیکھ لے رہ کر خدیوے دست انداز نہ ہو گل پابھی اسے گلچین بے اجازت میں قدم باغ میں دم نہ کیا نہیں ہاتھ اوراق گل آوین نو بنا کر اجزا کوئی ارمان نہیں لیکے چلے باغ سے ہم نہ رہی بوئے وفا ایک بھی گل میں باقی رہی یہ ویلنی گلشن تو عجب کیا اس کا کس طرف جا بیگی برداشتہ خاطر ہو کر باغ نہک خانہ صیاد سے اڑ کر آئے عہد طفلی سے وہ گل بالکل عشاق رہا دعویٰ ملک تو اثبات کر کے گلچین پر دام میں پھنس کے نکلتا ترانا ممکن ہے درد آمیز پہونچتی نہیں کانوں میں صدا دم بدم سینہ سوزا ہے نہ کرنا لہر گہر ایک دو گل سے جو نشین نہ ہوئے تجھ کو جس شجر پر تراجی چاہے نشین کر لے مانگ خالق سے دعا بعد بقائے گل کی</p>	<p>پڑ گئی جب کسی صیاد کے پالے بلبل درد دل جو تجھے کتنا ہو سنا لے بلبل اور درد روز ہوا باغ کی کھالے بلبل آشیان کی تو بھی طرح نہ ڈالے بلبل صبر کر مبر ذرا باغ سے جا لے بلبل منتظر ہوں در گلزار یہ آ لے بلبل لکھوں رنگین مضامین کے سنا لے بلبل دل کے جو جو صلے تجھے خوب نکالے بلبل اب تو اس باغ سے اللہ اٹھائے بلبل بچے بوم جو بیٹھے سے نکالے بلبل باغ کیوں کرتی ہو گلچین کے حوالے بلبل بالے پھر تو نے پر و بال نکالے بلبل طائر ذکا جو ہوا شوق تو پا لے بلبل لا کے دکھلائے گلستان کے قبائے بلبل تا بمقدور پر و بال ہلا لے بلبل بے اثر ہو گئے کیسے ترے نالے بلبل پڑ نہ جائیں تری منقار میں چھالے بلبل باغ کا باغ ہی سر پر نہ اٹھائے بلبل بھٹ پڑ نیگے نہ ترے بوجھ سے ڈالے بلبل پہلے صیاد سے خیر اپنی منالے بلبل</p>

<p>نہ رہے گل ہی گلستان میں تھے رتبہ شناس کسی غنچہ کو چھو ادر نہ کوئی گل توڑا</p>	<p>اٹھ گئے سب ترے بھاننے والے بلبل گھورتی کیوں ہو مجھے آنکھیں نکالے بلبل</p>
<p>پچھے رہ نہ کر بکا تو یہ ہو جائے گی بند کمدے گلچین کہ زبان اپنی سنبھالے بلبل</p>	
<p>غیر ہی حسرت گلزار میں حال بلبل گوش دل سے شنوا ہوئے حال بلبل باغبان کون ہی بیجا ہے خیال بلبل موسم گل میں اکھڑے پر وبال بلبل بارغ نالایح ہوا لوٹ گئی بادخزان سرد دیکھا تو مجھے مہری کا رہا میں چلا جاؤں تو گل توڑیو تو لے گلچین کیجیے رنجہ قدم بارغ تملک تفریحاً شاخ گل ہاتھ لگے گی تو تراشوں کا قلم فضل گل آئی ہو کیا پھولی ہوئی بیٹھی ہے شاد وودن رہی وودن یہی غنچیں بلبل مرگئی زنت گلزار میں نالے کر کے داخل طبلق عشاق ہی چہرہ اُس کا گل میں معرفت عزا دار پونہیں پھول ہیں آج بعد مردن ہوئی دفون شجر گل کے تلے کچھ خبر ہی مجھے سیاد سنگر کہ سنیں ہو عیان حسرت پرواز پس از مردن بھی</p>	<p>دیکھوں کن آنکھوں سے سیاد ملال بلبل گل پہ ثابت ہوا اگر صدق مقال بلبل لائے صرفہ میں زر گل تو ہے مال بلبل جان سیاد یہ پڑ جائے وبال بلبل آگے آگے آیا م زوال بلبل گل کو دیکھا تو بندھا مجھ کو خیال بلبل مجھے دیکھا نہیں جائے گامال بلبل پوچھے گل سے ذرا وجہ ملال بلبل آج تمہنی ہو مجھے صورت حال بلبل دیکھنا دبیدہ جاہ و جلال بلبل کٹ گئے یوں شب روز و سال بلبل اب رہا حشر پہ موقوف وصال بلبل لکھے ہیں دفتر گل میں خط وصال بلبل ہو گیا سنتے ہیں گلشن میں وصال بلبل کس کو معلوم تھا یہ ہو گا مال بلبل چھڑ گئے کنج کفّس میں پرو بال بلبل اڑتے پھرتے ہیں چین میں پرو بال بلبل</p>
<p>عشق کیا چیز ہے معشوق کسے کہتے ہیں زند نہ تصور مجھے گل کا نہ خیال بلبل</p>	
<p>منظور جو لکھنا ہی مجھے خرچ زر گل مرقد ہی یہ کس بلبل بگیں کا چمن میں</p>	<p>ہو جائے قلم ہاتھ میں شاخ شجر گل جھک آئی ہو جو آپ سے شاخ شجر گل</p>

پھر کادیا میا د کو الفاضل نے میرے
 گس درد کا درمان ہوں الہی میں جن میں
 دی باد بہاری نے شکست آگے خزان کو
 اس درد سے نالے نہ کر او بلبل شیدا
 کیوں خار سمجھتے ہیں مجھے کیوں ہیں لٹکتے
 ہاتھ آئی ہی بیزحم کو کیا مفت کی دولت
 کرتا ہی زلیں حد سے سوا سمع خراشی
 احوال جن کچھ تو صبا مجھ سے بیان کر
 ایذا ہی مجھے راحت معشوق کی خاطر
 فریاد کرے بلبل ناشاد کہاں تک
 آنکھیں ہن بانند صبا سیر چمن کو
 جاسا تھا اسی کے جو مجھے جانا ہے بلبل
 رخسارہ رنگین کے تصور میں ہوا ہوں
 لے قیمت بلبل میں اگر دے کوئی میا د
 اڑتا تیرے رخسارہ رنگین کی ہوا میں
 بلبل کے قفس کے لئے لاؤنگا چمن سے
 افسوس ہی کیا خاک اڑائی ہی خزان نے
 گونا نام و نشان مٹ گیا پر یاد ہی مجھ کو
 ناواقف مطلق ہو نہیں احوال چمن سے
 پردہ مجھے رہتا نظر آتا نہیں اُسکا
 مایوسی بلبل سے یہ ثابت ہوا مجھ کو

بلبل جو یاسول دیا میں نے زر گل
 بلبل کا عزا دار نہ میں بوجہ گر گل
 گلشن میں کھلے رایت فتح و ظفر گل
 یہ جوائے کہیں ہو کے نہ پانی جگر گل
 غماز ہوں بلبل کا نہ میں پردہ در گل
 گلشن میں صبا روزنہ لٹاتی ہی زر گل
 ہی نالہ بلبل سبب درد سر گل
 سیدھی ہی کہ بلبل سے پھری ہی نظر گل
 مندل میں رہ گڑتا ہوں بے درد سر گل
 اے کاش کہیں ہو شنخا گوش کر گل
 لہنہاں ہی بلبل کا نہ ہم سے ضرر گل
 رہتی ہی صبا بو کی طرح ہمسفر گل
 ہونا میری تربت کے سر ہائے شجر گل
 بٹانہ لگا قلب نہ ٹھہرا تو زر گل
 بلبل کی طرح ہوئے اگر بال پر گل
 کاٹی کسی گلچین نے جو شاخ شجر گل
 یہ باغ وہ ہی جبین کھتا فرشتے زر گل
 یان سرو کے تھے پیر یہاں تھے شجر گل
 معلوم ہی کچھ عیب نہ مجھ کو ہنر گل
 ہی دست جنون میری طرح جامہ زر گل
 اس باغ میں امسال نہ ہو گا گذر گل

گلگشت چمن بکو مبارک ہے اے لعل

سودا گلستان بہ سر میں نہ سر گل

چھنس گئے کچھ قفس میں جو چھٹے دام سے ہم
 میج کر دیتے ہیں جب بیٹھ گئے شام سے ہم

جائیں راحت کو نہ آگاہ ہیں آرام سے ہم
 فکر مضمون مرغ و زلفت میں ہیں سرگردان

زند سرست بلا نوش بہن میخانے کے
وہ بھی واقف بہن جو آگاہ نہیں صورت سے
چہن سے واسن وایہن بھی سوئے نہ کبھی
زہر کھانا پڑیگا ہلکو جھبی سمجھے تھے
عمر بھر شوق ہم آغوشی بہن بیچہن رہے
بے قضا کے نہیں ہوتا کوئی پیوند زمین
خاندان مجنون سے رتبہ بہن ہمارا ہی بلند
زلف سے بچتے تو تھی گھات تین وجہ غم سیا
عاشقوں بہن ترے ہم بھی بہن ازل سے اور کس
یاں بھی قسمت نے لب خشک ہونے دیے تر
اس ہندو لے پہر اک جان دیے دیتا ہی

خم گرد و نکو سمجھتے بہن کم اک جام سے ہم
شل عنقا ہوئے مشہور فقط نام سے ہم
روز مولود سے واقف نہیں نام سے ہم
خطا کے آغاز بہن آگاہ تھے انجام سے ہم
پہلو سے گور بہن شاید رہیں آرام سے ہم
روکین ہاتھ بہن سے فرشتے جو گرین نام سے ہم
سلسلے رکھتے بہن کیسے دل آرام سے ہم
ہوتے شاہین کے شکاراڑتے اگر نام سے ہم
تجکو دیکھا نہیں آگاہ بہن پڑام سے ہم
آکے میخانہ بہن محروم چلے جام سے ہم
کیون نہ چکر بہن زمین گردش ایام سے ہم

ساغر بادہ الفت جو پلا یا تھا ہمیں
آج تک مست بہن اے زندہ کی جام سے ہم

نگاہ بہن ایسے چہن بہن گل و شمشاد سے ہم
کس طرح دلو گرین تخت نہ فواد سے ہم
لین گے جب تک نہ عوض ظلم کا میاد سے ہم
اُسکو آذر وہ کرین کسلے فریاد سے ہم
مر گئے پر بھی حسینوں کی وہی الفت ہے
ہی جو لیلیٰ پہ تھیں فوق تو مجنون پہ ہمیں
سرخ میں بھی ہو مزاد فق محبت ہے اگر
بڑیاں جلد بہن ہل بہار آپہو پختی
یاد آیا جو چہن میں متد بالا تیرا کو
یا دیام کہ اک سلسلہ زنجیر سے ہوتا
ہم تری یاد پہ پھولے ہوئے بہن یاد رہے
سخت جانی کا بل ہونہ گلا کٹنے دیا

اشیاں مانگتے بہن چنگل میاد سے ہم
واسطہ رکھتے بہن کیسے ستم ایاد سے ہم
باز آئینکے نہیں نالہ و فریاد سے ہم
ہم سے میاد رضا مند ہی میاد سے ہم
سایہ بہن بجے لپٹتے بہن پر نراد سے ہم
تم جو خیر بہن سے زیادہ ہو تو فراد سے ہم
مہر طرح شاد بہن اپنے دل ناخاد سے ہم
روز کہ آتے بہن جا جاسکے یہ حداد سے ہم
سرد سے دھڑکے لپٹے کبھی شاد سے ہم
ابودیت سے بڑے پھرتے بہن آزاد سے ہم
پھر کینکے نہیں گذرے جو تری یاد سے ہم
سخت شرمندہ ہوئے خیر جلا دے ہم

یتلیان ٹوٹن قفس کی جو ابھی مار پڑے
سب نے اگر گل مید بھرے دامن میں
ہیں وہ مظلوم بلب کر جو ابھی آہ کمر میں
خدمت گل میں صبا آگے مشرف ہوئے
رات دن لوستے ہیں ہجر کے انگاروں پر
ہر یقین جیب بھی نہ سوداے محبت کم ہو
یہ بھی ہیں پارہ دلہ ہیں اگر تخت جگر
آدمی ناد تو کیا چیز ہے اسے غیرت حور
شرودہ پہونچے تجھے ادھرت پر واز چین
خانہ ویرانی کا اپنے نہیں کھلتا باعث
اچھوٹے ہیں لیکن نہیں بھولے تجھ کو

رشتہ برپا ہیں فقط اُلفت سیاد سے ہم
اک تہدست پہ گئے گلشن ایجاد سے ہم
کھود کر پھینکے ہیں گردن تجھے بنیاد سے ہم
چھوٹے پائے اگر خانہ سیاد سے ہم
کس جلاپے میں پڑے عشق پر نیراد سے ہم
رگ جان چھیدیں اگر نشتر فساد سے ہم
کم سمجھتے نہیں شعرا اپنے بھی اولاد سے ہم
دل لگائیں ترے ہوتے نہ پر نیراد سے ہم
آج رخصت ہوئے سروا در گل نشنہاد سے ہم
پھرتے ہیں کسی ہوا خواہی میں بر باد سے ہم
یاد کر رہیں جو غافل ہوں تری یاد سے ہم

فرق ہو ذرہ و خورشید کا اسے رند صریح
شعر میں بڑھکے نہ چکے کبھی استاد سے ہم

شباب لکھنے ثنائے رخ نگار قلم
مزدور اتنا تکلف ہو مشق تو خط کو
کہاں تلک نہ لکھے حال شہسوار و نکا
نہ ختم ہو گا کسی طرح خط شوقیہ
سیاہ لکھتے دن و رات کیا شب و روز
جو میں نے چاہا وہ لکھا قصور اس کا کیا
جو یوں لکھتا معنائیں شوق کے گستاخ
نہ یادہ تر ہو فرغ از غم میں مردوں کی
لکھا کہ مرے دیوان گستاخین حاسد
دکھائے لکھے مضامین روئے رنگین کے
کیا جو چاہے رقم حال خاکساروں کا
مزا ملے نہ اگر اسکو از غم کھانے میں

دکھائے قطعہ گلزار کی بہار قلم
جو لوح نقری ہوئے تو زہ نگار قلم
ہوا کے گھوڑے پہ کتا ہے سوار قلم
جو لکھیں سیکڑوں منشی چلیں ہزار قلم
نہ ہو گا میرے برابر سیاہ کار قلم
گناہ گار ہوں میں یا گنہگار قلم
کہہ گا مجھ کو بھی آخر گناہگار قلم
مثال شمع جو سر ہو ہزار بار قلم
ہو اسلئے دوزبان مثل ذوالفقار قلم
بنائے صفحہ کاغذ کو لالہ زار قلم
تو پہلے لیوے صلاح خط اخبار قلم
تو سر خوشی سے نہ کٹوائے بار بار قلم

<p>رہے نہ صید مضامین کی فکر ہی میں خراب دلیل ہو یہ ہماری سیاہ کاری پر</p>	<p>کرے ہمارے معافی کو بھی شکر و تسلیم کرے جو لوح ہماری سرسبز ارض تسلیم</p>
<p>لکھی، جب سے صفت کسی تیغ کی لے لے زیادہ ہو گیا خنجر سے آبدار و تسلیم</p>	<p>لکھی، جب سے صفت کسی تیغ کی لے لے زیادہ ہو گیا خنجر سے آبدار و تسلیم</p>
<p>بتائے کس کو رہ بوس تان نہیں معلوم سنا ہی نام فقط پر نشان نہیں معلوم بتا کچھ اسکا کچھ اسکا نشان نہیں معلوم وہ زلفت رخ پہ ہو لیکن دہان نہیں معلوم مثال گرد پس قافلہ ہوں سرگردان ہمیشہ ایک سا عالم ہو باغ ہستی میں سنا ہی آتش گلے جلا دیا گلشن جلا جگر کہ بھنا دل ہی سوزِ فرقت سے نہ آیا وادی مجنون میں ناتسلیم سمجھے حق سگ یار اڑ گیا شاید ہر اک کا عیب دہنہ صاف منہ پہ لکھی ہے چمن کو چھوڑ کے بلبلی ستم سے کلچین کے یہ آتش ہے کہ اس زندگی سے دُوب مروں تری جناب سے اے دوست ہر جہاں آگاہ نظارے گلشن بہتی کے روز کرتا ہوں برنگِ مہمت گل ہم بین خانہ زرا دچمن کرم کرے کبھی اس شکتِ خار و خس پر بھی جہاں کی ہومری مٹی و بین مجھے پہونچا نہ شکوہ اس سے کبھی تا اداے شکر ہوا ہر ایک پاؤں سے استادہ سر دیکھا باعث نکرہ مت زندانِ خموش اسے واعظ</p>	<p>نہال کس کو کرے باغبان نہیں معلوم پتا میں کیا دون مجھے خود مکان نہیں معلوم دہن کہہ دھر ہی کمر ہی کہاں نہیں معلوم عیان ہو بار یہ گنج نہان نہیں معلوم گیا کہ دھر کو مرا کاروان نہیں معلوم کچھ اس چمن کی بہار و خزان نہیں معلوم بچا کہ خاک ہوا آشیان نہیں معلوم کہاں سے اٹھتا ہی ہر دم و صوان نہیں معلوم کہ دھر کو لیکے گیا ساربان نہیں معلوم ہمارے کھائے نہ کیوں نتوان نہیں معلوم کرے گی کیا مرے حق میں نہان نہیں معلوم کہ دھر کو لیکے گئی آشیان نہیں معلوم تھارے چاہِ ذوق کا نشان نہیں معلوم وہ کون ہو جسے یہ آستان نہیں معلوم پر اس چمن کا مجھے باغبان نہیں معلوم قدامت اپنی سجھے باغبان نہیں معلوم ہمارا برق کو کیا آشیان نہیں معلوم وہ سرزمین مجھے اے آسمان نہیں معلوم خدا نے دی ہی مجھے کیوں زبان نہیں معلوم روان ہی کس لئے آب روان نہیں معلوم وہ کس کے حال پہ ہر مہربان نہیں معلوم</p>

پھر اتر منہ ترے خنجر کا مجھے کیوں اے ترک
یہ ہڈیاں نہ پسین آسائے چرخ سے بھی
ہمیشہ رہتا ہی برگشتہ راست بازوں سے
سبک کیا مجھے اہل زمین کی نظروں میں
وہ یان کی رسم سے واقف ہی بچھ بلبل سے
غزو حرن سے گمراہ ہے ابھی رنجگو

ہوئی ہی کس لئے بے لُح کمان نہیں معلوم
بنے ہیں کس کے مرے آنکھوان نہیں معلوم
خلاف ان سے ہی کیوں آسمان نہیں معلوم
فلک بین کیوں ہوا تجھ پر گر ان نہیں معلوم
اگر تجھے روش گلستان نہیں معلوم
طریق دہری ایجا بجان نہیں معلوم

رہیں گے کب تک اے زخمِ خواب غفلت میں
ہیں کس خیال میں اہل جہان نہیں معلوم

والِ پُرس ابرو پہ بیان ہوں تہِ شمشیر ہم
کھائیں مثلِ منیگر اے ترک تیرے تیر ہم
بُت سے الفت ہلکوا مددِ عاشقِ اللہ تو
ہم سے کاوش کر کے کیا ہاتھ آئیگا اے کمان
ہم وہ نصف ہیں جو دے مقدور ہوا آسمان
بیگنا ہی اپنی ثابت حُسن پر ہو یا نہ ہو
جب چلے گھر سے تو ہو چکے منزلِ مقصود تک
کو کہن کہتا تھا کس شیریں جو تہِ تائیدِ عشق
دیکھ لیتے ہیں شفقِ آلودہ جس دم ماہِ نو
دولت دُنیا سے مستغنی قناعت نے کیا
لاکھ بھر کا دین وہ اندازِ آتشِ افزونی کریں
رنج کو قرآن جانتے ہیں تیرے مصحف کی قسم
کھینچتی ہی دشتِ دل کو وہ دھجرا کی طرت
کسطح کا تین تاسف سے نہ دمِ نیشِ دشت
سر نہ خنجر تھا آنکھیں بھین رنجِ جلا د پر
عالمِ دشت میں باہم تدقون زندان میں تھے
ہوٹ میرا داب کروا تو نہیں کیا کہتا ہی یار

زلفت اچھ اور بھانسی پائین بے تقصیر ہم
جان کر شربتِ یقین آبِ دمِ شمشیر ہم
تو بنا مسجد کو تہخانہ کرین تعمیر ہم
بالکِ طبل و علم نے صاحبِ جاگیر ہم
خاکِ بلبل سے کرین گلزار کی تعمیر ہم
عشق شاہد ہی ہوتے ہیں قتل بے تقصیر ہم
تیرے نقاری میں لکھتے ہیں خواصِ تیر ہم
بیتوں کو کاٹ کر لاتے ہیں جوئے شیر ہم
یاد کرتے ہیں گریبان کی تری تحریر ہم
جانتے ہیں خاک کوئے فقر کو افسیر ہم
جوش کھا کر کب اُبلتے ہیں مثالِ شیر ہم
کیوں کہیں خط کو نہ فتحِ اللہ کی تعمیر ہم
توڑتے ہیں اسے جنوں اب پاؤں کی زنجیر ہم
ہاتھ سے گھونٹتے ہیں سرِ رشتہ تندہیر ہم
عورتے اللہ اکبر کیا دمِ منگبیر ہم
حقِ محبت کس طرح بھولیں ترازِ خیر ہم
بوسے لینے کی بجھے دیتے ہیں یہ تفسیر ہم

پاس آ کر یہ نہ دیکھا مر گیا یا زندہ ہے
عشق کا شہرہ ہوا اور حسن نے پکڑی نمود
شانہ کرتے گیسوے جانان میں دیکھا غیر کو
وقت بد میں ہوں زیادہ تر شریک حال دوست
اب تو یوسف کی زبان کا بھی اثر جاتا رہا
دیکھا اس غیت گلزار کو سکتا ہوا
بخت برگشتہ نے کی برعکس تاثیر عمل
بیٹھے رہتے تھے ہمہ تن گوش مرفان سحر
عفو کر تیری رحیمی کا یہی ہے مقتضا
اسکی آمرزش ہی زیادہ باعث اپنے جرم کا
آگے آ کر اگر چشم سیاہ یار پر
صورت معنی عیان کی اپنی ہر اک میت سے
غیب سے ہوتے ہیں بیان مضمون الہامی عطا
پڑھتے تھے سائے ملک تسبیح پر اپنی درود

دیکھا کس ترک بے پروا کے ہیں نچر ہم
خلق میں رسوا ہوئے بے جرم و بے تقصیر ہم
کس سے پوچھیں اس پریشان خواب کی تعبیر ہم
ہیں سپاہی رکھتے ہیں خاصیت شمشیر ہم
ہوتی ہی برعکس لین کیا خواب کی تعبیر ہم
بن گئے ہیں بلبل نگار ستہ نقو یہ ہم
جب گئے پڑھنے غریمت ہو گئے تسخیر ہم
یکھتے تھے جن دلوں میں نالہ شبگیر ہم
قابلِ تقصیر ہم مستوجبِ تعزیر ہم
کرتے ہیں دانستہ شوق عفو میں تقصیر ہم
حلقہ ہائے زلف سمجھے دامن آہو گیر ہم
شاعری کرتے نہیں ہیں کھینچتے تقویر ہم
کرتے ہیں گویا زبان یار سے تقریر ہم
عالم ارواح میں بھی تھے یہ خوش تقریر ہم

شیخ ناسخ خواجہ آتش کے سوا بالفعل زندہ
شاعران ہند میں کہتے ہیں طرز میر ہم

مٹھ ہر کس و ناکس کو دکھایا نہ کرو تم
دم دیکے نہ ٹالو مجھے فقرا نہ کرو تم
یوسف مرے زیبا نہیں ناشق تمہیں بننا
کہتے ہیں جسے عشق کچھ آسان نہیں ہے
سب کرتے ہیں چشمک مجھے ہوتی، خدمات
اچھا نہیں اچھا نہیں ما تو مرا کہنا
پڑ جائیں نزاکت سے نہ اٹھو کہیں نیل
نوبہ کرو عشاق کو مشرک نہ بناد
سیدھی مری باتوں سے عبت ہوتے ہو پیر

یہ حسن خدا داد امتا شانہ کرو تم
اب وعدہ امروز کو فروا نہ کرو تم
مشتوق ہو تقلید ز یحسانہ کرو تم
مشکل ہو بہت اسکا ارادہ نہ کرو تم
یوں آنکھ جڑا کر مجھے دیکھا نہ کرو تم
رسوا نہ کرو تم مجھے رسوا نہ کرو تم
مل ڈالو کہرو مندی کو باندھانہ کرو تم
لٹہ خدائی کا تو دعوئے نہ کرو تم
سلجھانے ہیں زلفوں کے تو الجھانہ کرو تم

تم پاس سے اٹھتے تو نکلیا دیگا دم بھی
خود حور ہو ہو نیکانہیں تم کو چھپٹا
اچھا نہیں ہر وقت کا آنا مرے گھر میں
بوسہ لیا تقصیر ہوئی منہ نہ بن سکا
پھر جاتا ہر اک دوسرا آٹکھ کے نیچے
پھر ہم کو نہ پاؤ گے اگر دیر لگائی
منہ چاند سا ڈھانکوں ڈوہڑے میں یگان
جور دستم انداز دادا ناز و کرشمہ

بیٹھ رہو جانے کا ارادہ نہ کرو تم
اندیشہ کچھ آسیب پری کا نہ کرو تم
بہ نام نہ ہو تم مجھے رسوا نہ کرو تم
ہم کو تو بس اب جانے دو غصہ نہ کرو تم
آگے مرے ذکر و فتربالا نہ کرو تم
آنے کا ارادہ ہی تو عرض نہ کرو تم
سوئے ہو اگر ساتھ تو پیر دانہ نہ کرو تم
یہ سب سسی پر غمزہ بیجا نہ کرو تم

نہ تہد الفت بہت چھوڑا اب اللہ کو مالو
کبے کو چلو قصہ کلیسا نہ کرو تم

دل کو پھر کا کل میں اچھاتے ہیں ہم
جب تری فرقت میں گھبراتے ہیں ہم
یاد آتے ہیں وہ عارض بھول سے
اے اجل آپک خدا کے واسطے
کل کہ آئے تھے نہ آدین گے کبھی
کر سکے گی تو نہ اپنی ہمسرہ ہی
ہم پہ بہتان اور کی الفت کا ہے
جان نہ دی ہوگی کسی نے روبرو
ہم نہ ہو دین گے تو پھر پچھتائے گا
دل کسی صورت سمجھتا ہی نہیں
وصل کی مانی ہیں کیا کیا متین
ارتباط آپس کے اب موقوف ہیں
وصل میں بھی یان ہی عالم ہجر کا
یاد آتا ہے وہ ٹکھڑا چاند سا
کھینچ کر لاتے ہیں کوئے یار سے

سر پہ پھر روز سہ لاتے ہیں ہم
سر کو دیوار دن سے ٹکراتے ہیں ہم
باغ میں جا جا کے گل کھاتے ہیں ہم
زندگی سے اب تو گھبراتے ہیں ہم
بے بلائے آج پھر جاتے ہیں ہم
تو تو چل باد صبا آتے ہیں ہم
لے ترے سر کی قسم کھاتے ہیں ہم
یہ تماشا تجھ کو دکھلاتے ہیں ہم
مفت تیرے ہاتھ سے جاتے ہیں ہم
تا بمقدور اس کو سمجھاتے ہیں ہم
چلے درگاہوں میں بندھواتے ہیں ہم
وہ ہی آتے ہیں نہ وان جاتے ہیں ہم
اٹکو پا کر کھوئے سے جاتے ہیں ہم
جاننی راتوں میں چلاتے ہیں ہم
وان تو جا کر پاؤں پھیلاتے ہیں ہم

<p>کس نے وعدہ گھر میں آنے کا کیا زلفت کی تعریف جب کرتا ہے غیر یاں عدم کو لگا رہا ہے چل جلاؤ وحشت آبادی میں جب کرتی ہر تنگ رند جب ملتے ہیں وہ تنہا کہیں</p>	<p>آپ سے باہر ہوئے جاتے ہیں ہم سائب کے مانند بل کھاتے ہیں ہم اب بھی آنا ہے تو آ جاتے ہیں ہم جانب صحرا نکل جاتے ہیں ہم دودھ کرہ ان سے پٹ جاتے ہیں ہم</p>
<p>ہم جو خاموش دم فکر سخن بیٹھے ہیں ایک دن بجلی بھی غربت میں نہ آئی افسوس نہیں آتا جو وہ قاتل تو اجل ہی آئے بزم باقم مری کیونکر نہ بنے رشک چمن نہ اٹھا کوئی دلدار سے دم لینے کے باغ جنت کی ہوا سر میں نہیں ہوائے خراج اکدن کا ہوتا ردن کا اگر گنج بھی ہو باغبان پھولاسما تا نہیں پیرا ہن میں مژدہ نفل بہاری جو صبا سے ہر سنا لٹا الحمد کہ غربت میں وہ راحت پائی زہر گرہ دن نہیں آرام کی صورت کوئی دل شگفتہ ہو ذرا بات کرے غنجہ دہن مٹی دروازے کی اٹکلیے جاتے ہیں فیض دیکھ کر طرز خرام اس بت وحشی کا مرے</p>	<p>مُسکرا کر کہتے ہیں تب ناز سے بس انھیں باتوں سے گھبراتے ہیں ہم</p> <p>دھونڈنے کو ترا مضمون دہن بیٹھے ہیں نیکو بھولے ہوئے یاران وطن بیٹھے ہیں کب سے پاس اپنے لئے اپنا کفن بیٹھے ہیں میرے بھولوں میں کئی غنجہ دہن بیٹھے ہیں پھرتے پھرتے ابھی اسے ترخ کن بیٹھے ہیں جو ترے کوچے میں لے رشک چمن بیٹھے ہیں جب تلک پاس مرے ہم بدن بیٹھے ہیں آج گلشن میں کئی رشک چمن بیٹھے ہیں کیسے بھولے ہوئے مرغان چمن بیٹھے ہیں دل سے بھولے ہوئے ہم یاد وطن بیٹھے ہیں سب اٹھانے کو میان اسطرح و محن بیٹھے ہیں ہم طبری دیر سے مشتاق سخن بیٹھے ہیں وقت کے اپنے میسا جو وہ بن بیٹھے ہیں جو کرٹی بھولے ہوئے اپنی ہرن بیٹھے ہیں</p>
<p>چند بیتیں جو لکھیں ہیں وہ سنائے اسے رند</p>	<p>آج محفل میں کئی اہل سخن بیٹھے ہیں</p>
<p>یوں کس طرح سے وصف خط مشکو کرین کرین وضو شراب سے مستوں کی جان کر</p>	<p>کلی کرین گلاب سے تب گفتگو کرین ہم بادہ کش جو بیعت دست سب کو کرین</p>

<p>بلبل کا زخم دل رگ گل سے رو کرین دورخ لے بہشت کی گر آرزو کرین عقا کو باندھ لائیں جو ہم جستجو کرین دیوانے ہیں جو ہم ترے کتے کو تو کرین حیران مثال آئینہ آئینہ رو کرین عطر گل بہشت ہو تو ہم نہ بو کرین ہم وصف زلف بار اگر مو ہو کرین دیکھا نہیں کبھی کہ گل و شمع بو کرین سرکش بھی دیکھیں تجکو تو گردن فرو کرین مومن ہوں وقت نزع مجھے قبلہ رو کرین ہم کیا نظارہ چمن و آب جو کرین مردے جواب دین جو ابھی گفتگو کرین کچھ وہ بھی مجھ سے بولے تو ہم گفتگو کرین گل پر نگاہ گرم جو یہ شعلہ رو کرین اسے رشک گل جو گل کو ترے روبرو کرین</p>	<p>منصف وہ ہیں ہمارا اگر اختیار ہو بر سے فلک سے آگ جو بانی کی ہوتا تلاش مضمون اس کمر کے نکالے نئے نئے مجنون کو کس قدر سگیلی عزیز تھا سودائی کرنا زلف کو عشاق کا نصیب اُس گل کی بوئے زلف سے تازہ دماغ منہ میں زبان یقین ہے نازہ مشک کا رنگ قبول سوختگان کو نہ سین دیا گلشن میں تو جو جائے تو جھکا دین سر دباغ مرنے لگوں تو مجھ طرف کوئے یا رہو اک بحر حُسن کے رُخ زنجین کا عشق ہے چپکے ہیں ایک رشک سیاحی یاد میں کرتے ہیں مدعی دہن باریں کلام ہر شاخ مثل شمع لگے جلنے باغ میں ہو جائے زرد مری یقین رنگ برگ خشک</p>
---	---

وہ دست ہوں جو میکدین ز قند جاؤں میں
تعلیم سر و قدر مری اٹھ کر سب کو کرین

<p>مشتوق اور دوسرا متا حسین نہیں وہ کو لسا مکان ہے تو حسین مکیں نہیں مرد و د بار گاہ نہ ہو کوئے یا رہ کا مشہور اک جہان میں ہیں عشقانہ ہوں بعد از کلیم بھڑکی نہ پھر آگ طور کی ہو گی قیامت اُس قدر قامت ایک دن دیرو حرم میں رنج و برہن تباہ ہیں لازم پڑا ہے حُسن کی خاطر غور بھی</p>	<p>زمیندہ اس جمال پہ چین بر چین نہیں ناحق کا یہ گمان ہے کہیں ہے کہیں نہیں دونوں جہان میں اسکا ٹھکانا کہیں نہیں جہا نہ ہو جسے کوئی ایسا حسین نہیں کیا کیا ہوا میں دہنہ جہا نہیں چلین نہیں کافر میں روز حشر کا جنکو یقین نہیں خانہ خراب تیرا ٹھکانا کہیں نہیں وہ کو لسا حسین ہے کہ چین بر چین نہیں</p>
--	--

<p>کس دن کٹے نہ قدموں پہ دو چار کے گلے دریا بہن چشمِ ترکی بدولت بھرے ہوئے خدمت میں جہلکی ہوئے نہ بندے کو بھی نیاز ہوٹوں پہ جان آکے کئی بار پھر گئی کب خوفِ جان معرکہ عشق میں کیا وصلتِ شبابِ سیم بدن سے نصیب ہو کیا سنگِ آستانِ صنم سنگِ لوح ہے</p>	<p>تلوارِ تیری چال میں کس دن چلین نہیں دامنِ ہوا برتر کامری آستین نہیں اس عہد میں تو ایسا کوئی نازنین نہیں وہ جانِ جو پاس دمِ دہا پسین نہیں کس طفلِ ترکِ سسری اکھیں بن نہیں دنیا تو ہاتھ آئے بلا سے جو دین نہیں کس کس نے میری قبر سے اکھیں ملن نہیں</p>
<p>انکار کیا کر لگا تو عھیان کا اپنے لہند موجود دو گواہ یسار و مہین نہیں</p>	
<p>نہ ستارہ پہ پڑا رہنے دے کیا لیتے ہیں تیری عمر نے طے منزلِ ہستی کر دی میرے ہمراہی مجھے چھوڑ گئے یاں در نہ بھیجیں گے پیک بنا کر ترے پاس آتشِ حُسن سامنا لاکھ مہیبت کا پڑے پر کوئی کوچہ دوست ہیں رکھ پاؤں ادب سے فافل زلف پر پہنچ کا مضمون نہیں بندھ سکے کا حق تو یہ کہ عجب لوگ ہیں دانِ شانِ خدا شور و شر کرتے یہ ہیں ہستی دوزِ دزدہ پر لب بلب رہتے ہیں جو شام و سحرِ دلبر سے گرچہ درویش ہیں یہ لوگ مگر جا کین تو میرے دیرانے میں درویش بھی سلطان ہو جا جامِ جم سے اُس دیتے ہیں بچتے ہیں زیاد جو گذر ہوتا ہر فن پہ حسینوں کے کبھی</p>	<p>اے شہِ حُسنِ فقیروں کی دعا لیتے ہیں ہم بھی یارانِ عدمِ رفتہ کو جاتے ہیں قافلہ والے تو ستوں کو جگا لیتے ہیں سرقاصد کے لئے بال ہما لیتے ہیں آسرا غیر کا مردانِ خدا لیتے ہیں سرکش اس راہ میں گردن کو جھکا لیتے ہیں کیوں دباں اپنے سر دن پر شعر لیتے ہیں اپنے سرِ غبر کی ناخِ یہ بلا لیتے ہیں آسمانِ اہلِ زمین سر پہ اٹھا لیتے ہیں زندگانی کا وہی لوگ مزا لیتے ہیں سلطنتِ مولِ ترے در کی گدا لیتے ہیں یاں بے اسرِ شام آکے ہما لیتے ہیں بھیک جس کا سے تیرے فقر لیتے ہیں دان کی ہم خاک کو آنکھوں سے لگا لیتے ہیں</p>
<p>عیب سے پاک و متبرہ کلام اُن کا رند جو غزلِ حضرتِ آتش کو دکھا لیتے ہیں</p>	

<p>باقی رہے تمیز نہ پھر خوب و زشت میں روشن دلوں کی نیم میں تیرہ دردن کہان ملوں ہو گئی زراعت دل پائمال غم سجڑے تہوں کے کسے کرتا ہے بے شعور غش کا بہانہ کر کے گرا کوئے یار میں اے شانہ بل نہ نکلے گا کیسے یار کا ہو دے مجھے جو وصل بت سیم تن نصیب یوسف کے بعد تجکو نکالا حجاب سے جیتا ہوں جب تلک میرا آغوش ہو تھی سودا یوں کی بڑیاں سولے گی ہو گئیں انکے شریک حال ہیں ہم جگے پاس ہیں ہو آستان یار مقام اپنا خوش رہیں پھر تانہ کس طرح سے محبت میں در بدر زوار کو جو ہند میں دیکھا ہوا یقین</p>	<p>پارس کا ہو خواص جو ہر سنگ و خشت میں ہو دیگی صبح شام نہ ہو گی بہشت میں گویا ہوا گذار تلخ اپنی کشت میں اے برہمن خدا تو نہیں سنگ و خشت میں ادرس کی طرح سے رہا میں بہشت میں انہی کی طرح اس کی بھی ہے سرشت میں سویں کے بُت چڑھاؤں برہمن کشت میں حافل جو ہو تو فرق کرے خوب و زشت میں پھر میں ہوں اور پہلے ہو اور بہشت میں پارس ہو کیا گلی کی تیرے سنگ و خشت میں نیشیر کی طرح ہو یہ جو ہر سرشت میں کعبے میں شیخ اور برہمن کشت میں یہ ٹھوکرین لکھی تھیں مری سر و خشت میں دورخ میں آیا مار کے ٹھوکر بہشت میں</p>
---	--

اے زندہ قصہ کھولیں کہ پہنا میں بڑیاں
سوداے زلف یار ہو میری سرشت میں

<p>پھر نہ حلق پہ نجر مجھے کیا یاد نہیں جس جگہ سر و نہیں گل نہیں نشا و نہیں عمر گزری ہو مجھے شوقِ خموشی کرتے بندہ کر اپنی زبان پھر نہیں دشمن کا خطر لطف گلگشت چمن گنجِ نفس میں بھولے اے جس کسے یہ ہر نہ در آئی چپ رہ دل لگی کس سے گردن کس سے بدن ہلاؤں جان کئی بیشیہ ہو اور کوہ کئی تنگ مرا ہو پس از مرگ ہر اک شے در فائین تقسیم</p>	<p>کاٹ ڈال اپنا گلا آپ جو جلا د نہیں ایسے گلشن میں مجھے عادت فرما د نہیں ہوں وہ بلبل مجھے اندازِ فغان یاد نہیں مرغِ تصویر کو اندیشہ صبا د نہیں اتبول نقشب بھی گلستان کا مجھے یاد نہیں قافلے میں کوئی سنتا تری فرما د نہیں سر و اس باغ میں نہ پایاب ہو شمشاد نہیں کچھ مجھے دعویٰ پھنسی فرما د نہیں دولت شعر میں پر حصہ اولاد نہیں</p>
---	--

میری شکل بھی ہو آسان کہین قاتل لہ
تا بدامن کوئی ذرہ تو کبھی پوچھے گا
رویدہ یو ارچن کر کے اڑا نا مجھ کو
مل رہیگا مجھے اک روز ریاضت کا صلہ
وے نہ تکلیف تو ساقی مجھے میخانے کی
فصل گل بہن کیا آزاد نفس سے مجھ کو
جو ہر ذات بھی لازم ہے ہر شے کے لئے
دیکھوں کتب تجھے ہی محبت عاشق سے گریز
مصرع قدیم ترے جلے کمر سکتا ہے
اب رہائی سے اسیری ہی میری بہتر ہے
سامنا رہتا ہی اندوہ دالم کا ہر وقت
ہو سکے تیری فقیروں سے اطاعت کسی
ایک سے ایک ہی بہتر جو تری صنعت ہے
جو نظر آتا ہی معشوق وہ ہے حور کی شکل
نالے کرتی ہے عبت بے سرو پایا و بلب
سیر گلشن کی نرے قید میں کس دن چلے
بحر ہستی میں جناب لب جو ہے غافل
یاں فلاطون کیلئے رتبہ شاگردی ہے
کان صیاد کے کھلتے وہ نغان کرتا میں

تو ہی تلوار لگا بیٹھ جو جلا دہین
خاک کس کس کی تری راہ میں برباد نہین
راستہ باغ کا صیاد مجھے یا د نہین
ہو نہ پاؤں مشقت تری برباد نہین
لائق انجن عیش یہ ناشاد نہین
بھولنے کا کبھی احسان ترا صیاد نہین
موم سا نرم ہو یہ خوبی فولاد نہین
آخر انسان ہے تو بھی تو بیریزاد نہین
اٹھ نہین سکے کا ایسا مرا ایراد نہین
بال دیر اڑنے کے قابل ہے صیاد نہین
ایک دم غمگدہ دہر میں دلشاد نہین
لائق بندگی غیر یہ آزاد نہین
قابل ایراد کے تیرا کوئی ایجاد نہین
باغ فردوس کون گلشن ایجاد نہین
سیکھ مجھ سے جو انداز نغان یا د نہین
کب قفس میں ہیں یا دگل دشمنشاد نہین
غور سے دیکھ زیادہ تری بنیاد نہین
کو نسا طفل دبستان ہے جو استاد نہین
ایک مجبور ہوں اب رخصت فریاد نہین

وضواری ہے اگر قد کی درازی اسے رقد

ناٹ کے پیڑ سے اونچا قد شمشاد نہین

کسی کے کام سے کیا کام بنا کام کرتے ہیں
وہ سودا ئی ہیں جو ایسے خیال خام کرتے ہیں
یوہین اک عمر گزری ہے کہ جمع دشنام کرتے ہیں
بہا دین جو اپنا معر کو نہیں نام کرتے ہیں

اُسے غیروں سے بھڑکانے ہیں اپنا رام کرتے ہیں
رسائی اسکے کیسوئے رسا تک غیر ممکن ہے
نگیسو چھونے دیتے ہیں رخ کا بو دیتے ہیں
کبھی نام و قاتل عشق بازی کے نہیں ہوتا

شرابِ پیچھے دل کھولکباب و درستی ہی
 ہوئے و در چارہ خون گریبان کھانیسے عجب کیا
 جو لکھا ہی مقدسین ہی فعل اس سے ہوتا ہے
 جگانا ہی انھیں تا صبح اکدن وصل کی شبن
 جواب نامہ بھی لکھتے نہ سکتے جن خط نہ نکلا تھا
 وہاں یار حاضر ہی اگر سہتہ کو دعویٰ ہو
 سناوے آپکو منظور اگر ہی نامور ہونا
 جگاتے ہیں سحر تک رات بھر جہنم
 نظر آتے ہیں ہلکے خواب میں جی رات بھر کالے
 لباب سے سے کرے تائب تائب کے تر ہوئیں
 پھنسو نگاہیں جو قسمت میں نفس کا آب دانہ ہی
 نہیں دیکھا ہی تجھ سا دوسرا وحشی مزاج ابتک
 پرستش کی بہشت تیری نہ سمجھا اپنا بندہ تو

سبوتا ہی میکش گر سوال جام کرتے ہیں
 وہ جب ہندی لگاتے ہیں قتل عام کرتے ہیں
 عبث انسان کو مستوجب الزام کرتے ہیں
 ابھی سونے دو گریط لعل مرے آلام کرتے ہیں
 زوالِ حن ہی شاید جواب پیغام کرتے ہیں
 لڑالین آنکھیں پچھشی اگر بادام کرتے ہیں
 نشان سے جو گذر جاتے ہیں نہ ہی کام کرتے ہیں
 نہ مجھ کو سوتے دیتے ہیں نہ آپ کام کرتے ہیں
 اگر دن کو خیال زلفِ عنبر فام کرتے ہیں
 مرا جی کی طرف ساقی شاکے جام کرتے ہیں
 عبث صیاد پہان خاک میں گلام کرتے ہیں
 جو تجھ کو دام میں لاتے ہیں وہ ہی کام کرتے ہیں
 رجوع اللہ سے اب ادب خود کام کرتے ہیں

بنے پھرتے ہیں عاشقِ سرکونینِ منہ چراتے ہیں
 عبث اے درد نام عشق کو بدنام کرے ہیں

گر تجھے روحِ روان راحت جان کہتے ہیں
 رخ کو گل قد کو ترے سر و روان کہتے ہیں
 مرضِ عشقِ اطبا سے نہ تشخیص ہوا کہ
 جو کہ غمِ گرہیں تری بوسے دہن کے گل
 زلف و رخ کی سحر و شام جو کرتے ہیں دید
 یوں پتا پوچھو اس حور کے گھر کا قاصد
 قامتِ یار کو بتلاتے ہیں بعضے شمشاد
 جس نے دیکھا تجھے ایجاں وہ جان نہ ہوا
 کیوں نہ وہ طفلِ حسین ہو کہ غمِ زمر دل
 سنے کہتے ہیں سخن کو سرِ حاسد کے درد

سب بجا کہتے ہیں جواہلِ جہان کہتے ہیں
 لوگ کیا کیا تجھے اے جانِ جہان کہتے ہیں
 کچھ جنون کہتے ہیں بعضے حقائق کہتے ہیں
 غنیمتِ گل کو بھی وہ گندہ دیان کہتے ہیں
 گل کو اٹکائے وہ سنبل کو حوان کہتے ہیں
 کسے کو بچے کو گلستانِ جہان کہتے ہیں
 اکثر اس قد کو قیامت کا نشان کہتے ہیں
 اہلِ دل تجھ کو بجا آفتِ جان کہتے ہیں
 یوسفِ وقت سے پیر و جوان کہتے ہیں
 اسلئے لوگ تجھے سیفِ بان کہتے ہیں

<p>یار سے کچھ میں بد گمان نہیں جان جلنے میں ویر جان نہیں کو نئے بُت میں اُن بان نہیں سخت مشکل ہے عشقِ ابرو دِ یار کر دِ یار عبِ حُسن نے خاموش ہوں گمان کی طرح سے خانہ بدوش اور عالمِ ہوا اُس کے کوچے کا اتنی غفلت نہیں مناسب حال مالکِ نوبت و نشان تھے جو کل جائیں اُس کوچے سے کہاں عاشق سے زمینِ زور سے فشار نہ دے حالِ دل خود زبان پہ آتا ہے دیرِ اسیمین ہیں تیغِ بران کے سو نکمہ گر چھوڑ دے نہ کیوں برگِ یار دل لگے کس طرح مرا عصیا د شکلِ ماہی کیا، مہرِ خلق مجھے</p>	<p>مجھ کو منظور امتحان نہیں جان یہ وقت امتحان نہیں بے نیازی کی کس میں شان نہیں کیسے لین سب یہ وہ گمان نہیں منہ میں گویا مرے زبان نہیں لا مکان ہوں مرا مکان نہیں یہ زمین اور یہ آسمان نہیں میں تڑپتا ہوں تم کو مہیاں نہیں آج نوبت یہ ہے نشانِ نہیں کھیت چھوڑیں یہ وہ جوان نہیں مر چکا ہوں میں مجھ میں جان نہیں اختیاری مرا بیان نہیں رکنے والی مری زبان نہیں خارِ ماہی ہیں استخوانِ نہیں یہ قفس ہے کچھ آشیانِ نہیں ہر دہن تو مگر زبان نہیں</p>
<p>نہ تہد بیجا کر د نہ شکوہ یار کچھ وہ ایسا تو بد زبان نہیں</p>	
<p>پاس کیجے تو کچھ لبِ نہیں صفتِ حُسنِ یار کیا لکھوں ہر چینے گلے وہ ملتا ہے دوست دشمن ہیں ہر در تجھ سے بولے مانگا جو نامہ بر نے جواب منع ہے اُسکی فاتحہ خوانی چند روزِ اتوار بھی لازم ہے</p>	<p>یارِ دیرِ نہ ہوں جلدِ نہیں حق یہ ہے دیدارِ شبنمِ نہیں کو لٹا چاند ماہِ عیدِ نہیں کو لٹا شخصِ مستفیدِ نہیں نامہ شوق کی رسیدِ نہیں تیغِ ابرو کا جو شہیدِ نہیں کر چکے مدتِ مدیدِ نہیں</p>

<p>تنگ آئے ہیں اسکی دُری میں آنکھیں دی ہیں پے نظارہ حُسن سب کے قاصد جواب لایا، ہر کشتے قاتل کے جنتی ہیں سب قید کے دن تھے ابتدائے جنون قیمت دل میں لوگ کا خاطر خواہ طالع بد سے اپنے ہون خرسند آب انگور میکشون پہ ہر بندہ دیکھ لینگے اگر ہزار چھپو کہ بلا کیوں نہ ہو گلی تیری ہو گیا ہوں مزا جداں اس کا کیا کرو گے دل شکستہ مرا دحدہ لا شریک لہ ہے تو یاد ابرو دلا کے قتل کیا گاہ باشد مزاج میں آجائے ترسین صورت کو ہم سے کُن پرست</p>	<p>زہر کھالین تو کچھ بعید نہیں کورہ کی جس کو شوق دید نہیں میرے مکتوب کی رسید نہیں کون ہم رتبہ شہید نہیں طوق و زنجیر اب مفید نہیں مال مفلس نہیں مزید نہیں نہ سہی بخت گر سید نہیں محتب کی طرح یزید نہیں بے بصیرت جو اہل دید نہیں کس جگہ دفن اک شہید نہیں ہے قدامت مجھے جدید نہیں شیشہ یہ قابل خرید نہیں دوسرا تجھ سا اے وحید نہیں تیغ بران ہر ماہ عید نہیں تجھ سے ناقد رداں بعید نہیں دیکھیں جو مستحق دید نہیں</p>
<p>ہر طریق اپنا رند رندانہ</p>	<p>پیر و مرشد کا میں مرید نہیں</p>
<p>سر و کُتے ہیں اکھڑے باغ سے ششادین کعبہ و تختانہ میں بیخ و بزم شادین کہا تماشا ہو جو آنکھ مرا سرور دان سجھ کر دین نہ ہی زنا را اپنے دوش پر دم نہ بھر گل کی ہوا خواہی کا نہ کر عشق گر یار ہم آغوش ہوگا آج روز عید ہے آج تک بھولا نہیں ہوں غمہ بیجا تیرے</p>	<p>ناز پروردان گلشن ہو رہ دبیرادین دونوں گھر میں قدم سے عشق کے آبادین قد بالا پر تو نازان باغ میں ششادین قید مذہب تیرے زندان عشق آزادین مفت بیل تیرے پشت بال و پر بیلادین دل جگر باہم دگر صرف مبارکبادین یادین او حیرت مجکواتک یادین</p>

نالے نے بجٹا اثر نے آہ نے تاثیر کی
وصل کے دن آن ہو چکے گزریاں فراق
خاک میں بلجاف سرمہ ٹوٹ جاوے آئینہ
القیق گیسو کا چندے سلسلہ باقی ہو اور
مہربانی حال پڑی دل ہی سب درکنار
شانہ سان کس کس طرح سے بھانسا دل صدائے
سلطنت کرتے ہیں ساقی کو ٹکر بند و نکال
ہم سپا ہی زادے ہیں لڑ بھڑکے گنگو اکین گلا
مثل لالہ کس طرح رکھے نہ دل اُنکو عزیز
سلسلہ روز ازل سے ہی ہمیں زنجیر سے
خوب چھانا ہی دل مدحاک نے بھی نہ سان
ظلم کرتے ہو عبت عشاق بے تقصیر ہیں

دل تبون کے یا آئی سنگ بین فولادین
آمد آمد بار کی ہر دیدہ و دل شادین
دھیان بجو یہ نہیں آیا کہ ہم بر باد ہیں
کوئی دن میں ایجنون اس قید سے آزاد ہیں
ظلم و جور آفت زدوں پر آپکے ایجاد ہیں
زلف پیچا نکو تری کیا کیا لپٹیں یا دین
بادہ خوار و نکی بدولت میکے آباد ہیں
کس لیے تیشہ سے بھون سر کو کیا فرہاد ہیں
دلغ آفت ار مغان گلشن ایجاد ہیں
تیری زلفون کی قسم مجھوں مادر زاد ہیں
کوچہ گیسو کے اسکو سارے تے یاد ہیں
بیخوابے جرم ناحق مورد ہیداد ہیں

کھنڈوں کے بھونکے ہیں پر تم عبت بھولے ہو راند
نام کو طفل دبستان ہیں مگر استاد ہیں

سرو کے حق میں تبر نہ آ رہے کشمشادین
روشن گلشن میں زیب خانہ میا دین
کلاک صنایع ازل کی دیکھ رنگ آمیزیاں
کیا ہوا گلزار عالم کے مخالف ہو گئی
کیوں نہ رکھے دل گل امید سے اُنکو عزیز
کاٹتے ہیں آہ کے تیشہ سے فرقت کا پہاڑ
حاکم عادل ہی ہو کو دے گا الماک پدار
خاک بھی مردوں کی جو ہر رکھتی ہی کسیر کے
منتظر وعدے کا رہتا ہوں میں ہم ہر گھڑی
کس ہوا میں ہم ابھرتے ہیں عبت مثل حباب
خانہ آبادی کی صورت اُنکے سے کبھی نہیں

کس لیے ہمے ہوا خواہ چین ناشاد ہیں
اپنے دم سے ابھو گلزار و نفس آباد ہیں
واہ کیا نقش و نگار صفحہ ایجاد ہیں
صورت برگ خزان اوراق گل بر باد ہیں
داغ ہائے یاس سحران اکیلی امداد ہیں
ریشک شیریں یار ہی ہم غیرت فرہاد ہیں
جلینے جنت میں آدمی اگر اولاد ہیں
کشتگان راہ آفت کشہ فولاد ہیں
تجھ سے جواقر الہ کر آیا ہوں بجو یا دین
یہ تو ثابت ہے کہ مشت خاک ہے بنیاد ہیں
عمر گزری ہی یو ہیں ناشاد ہیں بر باد ہیں

جونہ دیکھے صورت آباد جہانین تیری شکل
 بکے اُن لکھونین سرے نے بڑا دھوکا دیا
 عہد طفلی سے ہوئے بہر اسیری پرورش
 اپنی ہستی سے ہر ذات صانع عالم ظہور
 شمع سا گھوا کے سر روشن کیا کب اپنا نام
 صدمہ نشتر اٹھاؤں گے کس کس کے ہاتھ سے
 بے ستون پر حجب نظر آئے کہین نقش و نگار
 تو تو کیا تیرے فرشتے سنکے تھرا جا بیٹھے

نام کو دنیا میں پر اعما سائے مادر زادین
 یار کے چہرہ پہ یارب بیض ہیں یا بھادین
 ابتدا سے ہم نمک پروردہ صیادین
 ہر کوئی موجد ہمالا جس کے ہم کجا دین
 دو دیاں عشق میں ہم ناخلف اولادین
 اک رگ سودا ہو میں اور سیکڑوں نفا دین
 ہم نے جانا یادگار تیشہ فرہادین
 اپنے نالے اذلاک مظلوم کی فریادین

عشق نے نرغے میں ڈالا ہر سنگار و نکرے رند
 ایک میں جزو ضعیف اور سیکڑوں جلا دین

تمہارے ہاتھ سے تنگ کے ہیں خوں اپنا کرتے ہیں
 رہ برخوت اُلفت میں قدم لے رند دھرتے ہیں
 فراق یار میں دن زندگی کے اپنے بھرتے ہیں
 گلی سے یار کے آگے قدم شکل سے بڑھتا ہے
 نہ پنین پیر ہیں خاک تری کیوں صورت قمری
 رہ ہوار اُلفت میں قدم رکھ بے محابا تو
 نہایت نیند میں ہیں قصد ہے آرام کر نیکا
 اُٹے ہیں خاک میں عشاق کو سر پریشان ہیں
 محیط عشق سے ساحل تلک اللہ پہونچا ہے
 چلو تم بھی شہیدان محبت کے مزاروں پر
 بھرا اللہ محبت دہنوں جان سے برابر ہو
 طبیعت ہوگی برہم مجھے ناخنی آپ لچھین کے
 ہوا حقیق اُن کو کون سے جو ہیں آپ سے باہر
 گمان زلت سے نظارہ سنبل نہیں کرتے
 بنایا چاہتے ہیں دیر میرے خانہ دل کو

محبوبی گلے کو کاٹتے ہیں تم پیر نے ہیں
 تمنا زندگی کی، یہ نہم جانے کے ڈرتے ہیں
 سکتے ہیں بڑے عاشق نہ جیتے ہیں مرتے ہیں
 زمین پاؤں کی طتی ہی اور دھر سے جب گزرتے ہیں
 محبت کا کسی خوش قدر کے دم ہم بھی بھرتے ہیں
 وہی کھاتے ہیں مہندی کچھ جھک کر پاؤں میں
 بڑھاتے ہیں چھڑنگو بجلیاں بالے اُترتے ہیں
 نہاتے ہیں وہ اپنے بال دھوئے ہیں بکھرے ہیں
 بٹھائے دیتی ہے کو قضا جو چن بھرتے ہیں
 زیارت کو فرشتے آسمانوں سے اُترتے ہیں
 وہ ہم پر جان دیتے ہیں اگر ہم اپنے مرتے ہیں
 خبر نہ ہو اسے بال نہ فون کے بکھرتے ہیں
 بتا ملتا ہے جب جو یا ترے خود سے گزرتے ہیں
 جہین کا نا ہو جسے سانپ نے رسی سے ڈرتے ہیں
 یہ بت اللہ اکبر گھر خدا کے گھر میں کرتے ہیں

تلق حسرت پر داز کا تا قطع ہو جائے
خیال خام ہر اہم بختہ مغزان جنوں ہلین
سہ و خور جاے قرض سیم در خیرات ہوتے ہیں
نہیں معلوم انھیں کیا حال میری بقراری کا
لگا ہر لوگ ابو عشق کا اس جان مضطر کو
ہوا ہر راہ در سہ نامہ و پیغام غیر دن سے
بنے اس شوخ بے پردا سے ایک یا لگا جائے
تھارار و ٹھنا ہر بار کا اچھا نہیں دیکھو

گر قنار نفس ہنقاد سے خود پر کرتے ہیں
بھلا نا صحر کسی سے ایسے بگڑے بھی سورتے ہیں
نظر اُنکو ہوئی ہر رات دن صدے اُترتے ہیں
غلط کتے ہیں دم دیتے ہیں جھوٹے ہیں کرتے ہیں
جو ہوگی زندگی بچ جائیگے افضل مرتے ہیں
ہیں بھی آپکے اخبار کے پرچے گزرتے ہیں
منیر اب کچھ نہ کہہ جو دلین آتا ہو کہرتے ہیں
بُڑے ہیں ہم جو دل پرکتے ہیں نہ کہ گزرتے ہیں

شریک بزم ہیں گو دوستوں کے پاس خاطر سے
نہ سمجھوان کو زند نہیں کسی پر نہ قلم مرتے ہیں

نہ دنیا کی خبر ہو کچھ نہ دین کا ہوش ہو سر میں
مثال آئینہ تو بھی اگر بیٹھا رہے گھر میں
وہی پیدا کر گیا دلین بھی عشق حقیقت کو
جو عمر دی تری اور زوہ طاق جب میں مافون گا
فلک اسباب نیا مجھے کیا اتھ آئے گا تیرے
جو اعلیٰ ہیں مقام اُنکا ہوا اسفل غیر ممکن ہے
وہی خواہش ہو دنیا کی وہی غفلت ہو غفلت سے
پڑے ہیں کچھ مرتدین کفن پہنے ہوئے غافل
پھٹک کر دم نکلیا ایک گایا دگل میں بلبل کا
بڑا ہنگامہ ہو شاید ہالے استخوانوں پر
قد و دار سے دعویٰ جو اسکو قد کشی کا ہے
کیا ہو خود بند آئینہ نے سائے حسنون کو
دعا ہر شب ہے زلف سیاہ یا ر خالق سے
سپہر حسن ہو تو اور اختر خال عارض ہیں
میں وہ آتش نفس بلبل میں سن لینا تو دیکھیں

بھلا یاد وہاں کو تو نے سانی ایک ساغر میں
جمال شاہ مقصود پیدا ہو ترے بر میں
بنایا جس نے گوہر کو صدف میں لعل بھرمیں
اگر سنھلا ہے تو پر گردون میری ٹھوکر میں
نہیں ہو بھیک کا بھی ٹھیکر اور دیش گھر میں
بھڑکتی طور کی آتش نہ دیکھی ہم نے مجھ میں
نہیں کرتے ہیں اب تک فرق بدین اور بہتر میں
جو بچھو لے بھی ساتے تھے نہ نحو اسب مشعر میں
پیشوائے نفس میا د بھلکاری کی چادر میں
ہوا جھگڑا ہا میں اور سگان کوئے دلبر میں
کوئی نکلی ہو شاخ تازہ کیا نخل صنوبر میں
بڑا یہ عیب نکلا صنعت دست سکندر میں
رہے دم خلیب دم میں تر سودا ہے سر میں
مہ کا مل کا عالم ہو ترے روئے منور میں
لگادی آگ نالوں نے مہر صیاد کے گھر میں

<p>نہین جز آتھوان و پست بائی جسم لاغریں ہمیشہ عید قربان رہتی ہے قصاب کے گھر میں کنار گور میں سوتا ہوں یا آغوش مادر میں مرا مردہ لپٹا جائیگا پھولوں کی چادر میں</p>	<p>لو تو بی چکا اب عشق اتو باٹھ اٹھا مجھ سے ٹڑپتے دیکھے بسمل روز اس قاتل کے کوچے میں وہ راحت پائی ہے کچ لڑیں دین حیران ہوں مواہون داغ کھا کر عشق میں لالہ غداروں کے</p>
<p>خدا چاہے تو زندہ کی درمقصود آئے توکل کر کے اک غوطہ لگا تو پھر سمندر میں</p>	
<p>حلاوت زہری ملتی تھی مجھ کو شیر مادر میں کھلین آکھیں تو میری آنکھ میا دے گھر میں کبھی تھا دوش دلیہ پر کبھی آغوش مادر میں دم فکر سخن غوطے لگائے آب گوہر میں چلی آئی امامت جس طرح آل ہیبہ میں وہ سحر ساری ہو یا کی چشم سو نگر میں نہ تھا درد خم بادہ پرستان بھی مقدر میں یہ قدرت کیا نہین واعظ فہم حوض کوثر میں پری اسادہ آتی ہے نظر مجھ کو ہر اک در میں زیادہ بے برش اللہ قاتل تیرے خجر میں معطر ہو گئے مضمون بھی بسکر مشک و عنبر میں نہین حاجت گوارہوں کی چائے خون کے محضر میں کسی نے چھوڑ دی ہے لال مچھلی حوض کوثر میں کوئی سونیکے زیور میں کوئی لوہے کے زیور میں پھنسا ہے آنکھ شاہین چمکال کبوتر میں غلط کتا ہوں قوموت آئے مجھ کو کیش کافر میں جہان کو رزق پہونچاتا ہے گورہتا ہے چکر میں شراب تند سرکہ ہو گئی گرتے ہی ساغریں مواجاتا ہے کیون چرخ دنی دگر کی چادر میں</p>	<p>انل سے تلخی ہجران جو کبھی تھی مقدر میں میں کیا جانوں جن کہتے ہیں کسکو آشیان کیسا بلند دست سے آگاہ ہوں ایام طفلی سے اگر دندان جاناں کے مضامین کا خیال آیا جنون عشق کا جنون سے پہونچا سلسلہ مجھ تک پری دیوانی ہو جاتی ہے تنگے چننے لگتی ہے پہونچتے ہی پہونچتے نبی محبت ہو گئی آخر بچائے تشنگی سے حشر کی ہم بادہ نوشون کو خیال اس حور کے گھر کا جو اپنے گھر میں رہتا ہے گلا مجھ سخت جا کس مڑے سے آتے کا ناہر پڑھے جب شعرو صف حال لظہین بو خوش آئی شہادت کیلئے کافی ہو خون دامن قاتل وہاں یار میں دیکھی زبان تو یہ خیال آیا پری ہو یا کہ دیوانہ ہو دونوں الغرض خوش ہیں ہوا چغم سیاہ یار پر قابو مرے دل کا ترا کلمہ پڑھا کرتا ہوں گواہ بنت سلمان ہوں نہین ہو گردش طرح آسیا سیان فیض سے خالی میں وہ خوریدہ طالع ہوں جب یاد دورے چھٹک کفن دینے میں کیا تکرار ہے بیس کے مردے کو</p>

نہ چکا یا ستارہ چرخ نے مجھ پر قسمت کا
بجھے کیا خوف ہی تر دامنی کامیری ادوا عظم

پھٹکنے بھی نہ پائیں غیر محبت میں بھی آ رہند
اگر ہو جاؤ دخل اپنا ذرا بھی طبع دلبر میں

بہار آئی کمان اب رند دیوانہ گلستان میں
حیمنوں کی محبت چاہئے قلب مسلمان میں
دم تڑپیں جو افشان اس نے چھڑکی اپنی زلفوں
میں دیوانہ ہوں گو مجھ سے لیکن عیش کرتا ہوں
نہیں بکھتا شیر اپنا تو کوئی سب پہ ظاہر ہی
شرافشانی آہ گردانے بوری پھوٹا نکلا
دہی ڈیر امر کر دیگا پار اک آن میں جس نے
بجا کہتے ہیں ثانی سلیمان اس پر ہی جھکوں
سنا کرتا ہی ٹھوکر مار کر نہ بھرے نالے
یقین ہو وصل کی شمع بن ہو گا بیگان اپنا
سر ہر خاریں ہی جس کے عالم نوک نشتر کا
ہوا کی طرح اڑ کر جاؤ نگاہ میں ہوں وہ دیوانہ
خداوند انجمن نوح اب تو نا خدائی کر
برابر قدر ہی اس عہد میں ادنیٰ دا علی کی
فلک کرے کوئی معشوق گرا کر ہم ہم بستر
مجھے اور حشت دل تو نے کس دادی میں چھینکا
نہیں باز ارافت میں کہیں جنس وفاداری
نہ بندے کو غرض صاحب کو نہ بندے سے
جو خواہاں آکر دکا ہو تو کہ افتادگی شیوہ
دہ میکش ہوں اگر بارش میں میخانے نہیں جاتا
غور نشہ عرفان سے ہر اک مست بخود تھا

پیتے مہر ہوا ہو گا کسی جانب بیابان میں
خدا تعریف فرماتا ہی خوش ریلو کی قرآن میں
نظر آنے لگے جگنو ہی جگنو سندستان میں
پری سوئی ہی میرے ساتھ اگر شبکو زندان میں
مجھے کیا دخل واید دست تیرا زہنہا نہیں
لگا دی شیک کے نالوں نے آگ آگڑیا نہیں
تباہی سے بچا یا فوج کی کشتی کو طوفان میں
وہ ب تیرے تو اربع ہیں جو تھے حکم سلیمان میں
بتنگ آتا ہی تنہائی سے جب لاندہ زندان میں
برہنہ تیغ کا عالم ہی تیر جسم عریان میں
قضالائی ہی جھک کر پار بہتہ اس بیابان میں
بدری پیکر مرا ہو گا اگر قصر سلیمان میں
عیط بیکران ہی اور مری شتی ہی طوفان میں
خزف کے مول یا قوت اتوبہ کہتے ہیں خشتان میں
گردن میں بھی کسی شب گرم پہلو کو زمستان میں
رگڑ کر اٹیریاں مر جائے غفر ایسے بیابان میں
متاع حسن انداز ہی بیان ہر ایک دکان میں
مزا پہ کھیا رہا جب فرق آیا عہد و بیان میں
نہیں ممکن گہر نجابے قطبہ ابر نیسان میں
بطعے تیر کر آئی ہی مجھ تک آب باران میں
یہ کیفیت اٹھائی رہتدین بزم مستان میں

قفس سے کم نہیں ہو روح کو تن چیر جاتا نہیں
 برہمن برہمن سمجھے مسلمان اہل ایمان میں
 گدا سے حسن کو تشہد اک بوسہ چھپا کر دو
 ہوائے گلشن ایجاد اگر انصاف پر آئے
 وہی دکھلائے گا مجھ کو بھی صورت سیر یوسف کی
 بظاہر گو ہوں دیوانہ پر اتنا ہوش ہے مجھ کو
 گنا جاتا ہوں میں بھی آسمان کے بیہا نو میں
 سنائی ہے صبا کسو بہا ر آئی تو آنے دے
 سلاطین سے محیط عشق کے عاشق کو کیا ڈر ہے
 برہنہ دیکھ کر عاشق میں جان تارہ آتی ہے
 کبھی خوف خزان ہو اور کبھی صبا دکھٹکا
 میں سمجھا شمسوار آتا ہے میرا ترک تازی کو
 مہیا کو بکوسا مان ہے اب میری وحشت کا
 گیا جو فاتحہ پڑھنے ترے کشتہ کے مدفن پر
 تو قادر ہو قمری قدرت نمائی سے عجب کیا ہے
 نہ ڈر افعال بد سے تو جو مومن ہو ناجی ہے
 مجھے گو بے سراغی نے بھی پہلی منزل پر
 ستم کرتے ہیں اہل ظلم غیروں کی حمایت پر
 کنارہ کش ہیں جو بحر جہاں سے بے خطر ہیں وہ
 مطیع اپنا ہوا فضل خدا سے نفس امارہ
 میں وہ دیوانہ ہوں بھائے پڑھا جن دیکھ کر مجھ کو
 سجاوٹ اور بناوٹ جو بتان ہند میں بھی
 کرم سے ترے سیر عالم آبا برہمن دیکھوں
 یتیمان جہاں کی واسطے فرین دہن و این
 طبیعت سے نہ جا کر نہ جو جو ہر ذاتی

یہ یوسف دیکھیے کبتک ہے مجوس زندان میں
 بسر کر اس طرح سے زندگی گبر و مسلمان میں
 سخی کو اجر ہوتا ہے زیادہ خیر نہاں میں
 جلے قمری کا خون روغن کی جاسم و چغندر میں
 دوبارہ جس نے بخشا تو چشم پیر کنعان میں
 رفو کرے تا ہوں لیکر تار دامن کا گرہ بانی میں
 مری قسمت کا بھی ٹکڑا ہے اسکے خوان الوداع میں
 قفس میں قید ہو بلبل میں دیوانہ ہوں زندان میں
 نہیں کچھ نوح کی کشتی کو خوف غرق طوفان میں
 سراپا راج کا عالم ہے تیرے جسم عریان میں
 بناؤں کیا سمجھ کر آشیانہ اس گلستان میں
 بگو لا جب کوئی مجھ کو نظر آیا بیابان میں
 نظر آتا ہے جو لڑکا بھرے ہر سنگ امان میں
 صدائے جند اقاتل سنی گنج شہیدان میں
 زمرہ کے اگر تپے ہوں پیدا خلخامرجان میں
 سفینہ آل احم کا نہیں آنے کا طوفان میں
 رہا ہر ایک ہمارا ہی مرا مر نیکی سامان میں
 بیرون سے تیر کی ہر طاقت پر دانہ پیکا نہیں
 نہیں درویش کی کشتی کو خوف غرق طوفان میں
 پھنسا یہ دیو آخر آ کے قابوئے سلیمان میں
 مرے آگے فیلہ کب جلا دست پر بخوان میں
 یہ جامہ زیبیان کا ہے کو ہونگی حور و غلامان میں
 روان کر جلد ساقی کشتی سے آب باران میں
 صدف کھنڈ کھنڈ ہوتی ہیں جسطرح سے ارنیساغین
 مثال شیر خلتی ہے حرارت مرد میدان میں

صفیہ ہستی پہ مجھ دلگیر کی حاجت نہیں
 خاکساری کا بھی جوہر کیمیا سے کم نہیں
 قتل کو کافی ہو میرے جنبش ابر و تری
 او مصور کھینچتا کیا ہو تو اس بت کی شبیہ
 کیوے قاصد زبانی کیا کہو نہیں حال زار
 کشتہ خراگان پہ ابرو کے انشاے بین عبث
 فقر کی دولت غنی کر دیتی ہو انسان کو
 بزم ہستی سے جو باہر ہیں دہی ہیں بے گزند
 بے سراغ جامی فقیر و نکلے لیے بے قفل در
 کام آخر ہو مر فیض در و ہجران کا سیج
 جو کہ لکھا خوب لکھا کا تب تقدیر نے
 قتل اگر بھلو کیا ہو دفن کا تو حکم دے
 سیری وحشت کا وہی عالم ہر اتک ادیری
 کاٹتے ہیں آپ آہو آن کر اپنے گلے
 کون ایسا ہو نہیں جو عشق کا تقصیر وار
 کیمیا سے جانتا ہوں خوب ٹپاک کوئے دست

اس مرقع میں مرے تصویر کی حاجت نہیں
 نفس گشتہ ہو تو کچھ اکیسر کی حاجت نہیں
 یہ کمان وہ ہو جسے کچھ تیر کی حاجت نہیں
 آپ وہ تصویر ہو تصویر کی حاجت نہیں
 سب تجھے معلوم ہو تحریر کی حاجت نہیں
 کام اگر ہو تیر سے شمشیر کی حاجت نہیں
 جسکو یہ منصف ملا جاگیر کی حاجت نہیں
 شمع کو تصویر کی گلگیر کی حاجت نہیں
 اپنے دروازے کو کچھ نہ خیر کی حاجت نہیں
 چھوڑے تقدیر پر تیر کی حاجت نہیں
 اس نوشتے میں کہیں تحریر کی حاجت نہیں
 بیگنہ کی لاش کو تشہیر کی حاجت نہیں
 کون کہتا ہو کہ اب زنجیر کی حاجت نہیں
 او شکار انگن تجھے خیر کی حاجت نہیں
 جرم اگر یہ ہو تو کچھ تیر کی حاجت نہیں
 میں ہوں مستغنی مجھے اکیسر کی حاجت نہیں

کیا کہوں اے زہدِ صمدیہ جو ہجر یا میں
 حالِ دل ظاہر ہو کچھ تیر کی حاجت نہیں

سرکشی عشق کی درگاہ میں منظور نہیں
 حمد میں اپنے خوشی دھکتی ہو عفا کا خواص
 چاہے جس درے کو خورشید درخشان کرے
 آدمی جو تجھے بتلاتے ہیں دیوانے ہیں
 جو کسی روز کہا ہو جیسے شبِ باش کبھی
 غیر کا پاس کیا دور سرک کر بیٹھے ہو
 ہن غایت سے تری شاہ و گدا مال

یاں سلیمان کے لیے مرتبہ مور نہیں
 دل ٹھیک ہیں بہت خاطر مسرور نہیں
 میرے نزدیک ترے فیض سے کچھ دور نہیں
 میں پری تجھ کو سمجھتا ہوں اگر حور نہیں
 ہنس کے فرمانے لگے اپنا یہ دستور نہیں
 بندید اپنا سرک جائے تو کچھ دور نہیں
 بردارش کون ہو جس کی تجھے منظور نہیں

<p>طالب مرگ ہو خواہاں ہے اگر راحت کا زخم دل کا میں بہر کیف اٹھاؤں گا مرنہ چھپکے گو خلق سے ہو مرتکب فسق و فجور عشق کے آتے ہی دنیا سے سدھار دو لون چشم بدور سراپا ہے وہ اک عالم نور چشم عاشق کی طرح بہتا ہے ہر زخم جگر صفت ذات ایسی ہی فقط کبر و غرور</p>	<p>گوشتہ امن کوئی اور بجز گور نہیں ہر ملک پاس اگر مرہم کا فور نہیں عالم الغیب سے حالت تری مستور نہیں صبر مرحوم نہیں طاقت مغفور نہیں جلوہ حق ہی جمال بُت منور نہیں کونسا داغ ہو سینے کا جو ناسور نہیں کون کتا ہے مرے یار کو مغرور نہیں</p>
<p>جلوہ دست تو موجود ہے ہر شے میں زند آپ اندھا ہے تو آنکھو نہیں تری نور نہیں</p>	
<p>دلو کس کس طرح بہلاتا نہیں کیا کر دن جمی کو جو یار آتا نہیں تجھ پر مروتا ہوں ترے سر کی قسم کچھ زبانی کہیو فرط شوق سے مستعد مرنے پہ ہوں بہر کیا کر دن سوز غم سے استخوان اگلے ہوئے وصل کی شب کیوں نہ پھر عیاں ہوا جان کا دشمن ہوا ہے اس قدر کیوں تصور آپ کا آیا ہے یاں حوصلہ کرنے لگا ہے تنگیان ایک عالم حسن کا دیوانہ ہے تجھ کو آنا ہی تو آچک اے اجل میں نے مے پینے کی توبہ کی تو کی حسرتیں دل کی نکالوں کس طرح کوچہ ہوا اس حور و ش کا یا بہشت کیا مرنہ پایا ہے تو نے کیوں دلا</p>	<p>پر تصور یار کا جاتا نہیں دم اکی کیوں نکلتا نہیں یہ قسم جھوٹی کبھی کھاتا نہیں خط لوائے قاصد لکھاتا نہیں بے اجل آئے مواجساتا نہیں کبک کھاتا ہے ہما کھاتا نہیں تو تو کہتا ہے میں شرما تا نہیں مجھ کو پا کر وہ چھری پاتا نہیں میں تو دان آتا نہیں جاتا نہیں ضبط اب مجھ سے کیا جاتا نہیں تنگے کس کس سے چنوا تا نہیں جو چلا تیرا مجھے بھاتا نہیں کوئی ساتی بھی تو پلوتا نہیں یار کو تنہا کبھی پاتا نہیں جو گیا ران پھر کے یاں آتا نہیں عشق بازی سے تو باز آتا نہیں</p>

<p>بھولتا ہر کب تصور یار کا مدعا کچھ کچھ جو سمجھا ہر وہ شوخ ہجر کی شب کروٹیں کیونکر نہ لون یہ پسند آئی ہر اُس کو سادگی جانتا ہوں دل سمجھنے کا نہیں کیا سمجھ کر مجھے فرماتے ہیں آپ واسطہ کیا ہر کیا جب ترک عشق</p>	<p>سانپ کب چھاتی پہ لہرتا نہیں شعر بھی اب مجھے بڑھاتا نہیں کوئی پہلو دل کو چین آتا نہیں اتھے پرافشان بھی چنوتا نہیں اسیے نادان کو سمجھاتا نہیں میرے گھر میں کیوں تو اب آتا نہیں مجھے کچھ رشتہ نہیں ناتا نہیں</p>
<p>جان جائے عشق میں یا نام و تنگ رقدان باتوں سے گھبراتا نہیں</p>	
<p>یہ بھی الف سے قد کے تہاے اسیر ہیں نے بادشاہ وقت میں نے ہم در سیر ہیں شاکی زبان درازی سے برنا و پیر ہیں چھوٹے بڑے خدنگ مرہ بے نظیر ہیں درویشی میں بھی زینت دنیا ہر اپنے ہاتھ آغا ہی سے جانتے ہیں اپنی انتہا بار و قار اٹھنے نہیں دیتا خاک سے تہا میں کس کے ساتھ کروں نغمہ سنجان عاشق کی اور فقیر کی صورت سوال ہے دو چار دن سے خواں فلک پر ہوں مہمان دونوں جہان کی جو ملے سلطنت نہ لین جیسے ہوئے ہیں ایک جو انحر کے مرید تھوڑا کرم بھی ہو تو سمجھتے ہیں ہم زیاد آتی ہر لوئے عطر حینون کے جسم سے ملتا ہر بے طلب جو سائل کی جو ہوس گلشن بغیر یار ہر کج قفس سے تنگ</p>	<p>آزاد کھینچتے جو چین پر لکیر ہیں درویش ہیں غلام جناب امیر ہیں اتنے سے سن میں آپ بھی کتنے شریں اور ترک سب یہ ایک ہی ترکش کے تیر ہیں اُلو کی جا بدن پہ نقوش حسیر ہیں اُول سے ہی یقین کہ اکدن اخیر ہیں خود ہیں سب گدا کو جو سمجھے حقیر ہیں میں باغ میں قفس میں مگر ہمسفر ہیں مطلب سمجھ لیں آپ تو روشن ضمیر ہیں دعوت مری دو گروہ نان شعیر ہیں مستغنی ہیں جو یار کے در کے فقیر ہیں ادب پر پیر ترے فلک کے بھی پیر ہیں لطف قلیل بھی ترے ہم کو کثیر ہیں منزل کے اور گلاب کے انکے خمیر ہیں حقا کہ آپ عالم مافی الضمیر ہیں ہم تو بڑے مذابین اے ہمسفر ہیں</p>

<p>جیسے ہیں آپ ویسے ہمارے شیر ہیں آزاد ہیں وہی جو تھامے اسیر ہیں اُس دن سے اُس لکیر کے اد پر فقیہ ہیں واللہ بیتال ہیں وہ بے نظیر ہیں ہم کشت خشک ہیں جو وہ ابرو مطیر ہیں چودہ برس کا سن ہے وہ بدرِ نیر ہیں ہمت تو بادشاہ کی ہے گو فقیہ ہیں</p>		<p>سودا یوں سے عشق میں کرتے ہیں شور کتا ہے سر و غیرت شمشاد سے مرے سیلی تھامے پیٹ کی دیکھی ہے جیسی جان رکھتے نہیں شریک وہ ذات و صفات کا ہر طرح خاکسار ہیں رحمت کے مستحق نام خدا جمال ہے اُن کا کمال پر یکساں ہے مرتبہ یہاں اکسیر خاک کا</p>
---	--	--

صحبتِ برادر ہو کہ نہ ہو نہ دیکھے
ہم پر ہو پکے ہیں وہ طفلِ شرم ہیں

پر ہم اُنکے ہیں وہ ہمارے ہیں
چھوٹے گنج کے ستارے ہیں
اتو ہم تم سے قولِ بارے ہیں
اور سب ماہر و ستارے ہیں
سب کرشمے غرض تھامے ہیں
نیشِ عقرب ہیں جتنے تارے ہیں
تب ہجران کے کیا حرارے ہیں
میں نے کیا ہاتھ پاؤں مارے ہیں
لگ گئے گور کے کنارے ہیں
نام کو آشنا ہمارے ہیں
کیون چھڑے پاؤں کے اتارے ہیں
آج وہ اپنے گھر سدھائے ہیں
جب دیے خوبے بھیارے ہیں
اے تو ہم خدا کے مارے ہیں
جھوٹے اقرار سب تھامے ہیں
کوہ و صحرا مجھے اجاں سے ہیں

غیر نے لاکھ جوڑ مارے ہیں
اڑتے ہر آہ میں شرارے ہیں
جیتے جی چھوڑتے ہیں کب یقدم
تو ہے مہرِ بہرِ حُسن و جمال
اختیار آگاہ ہے حضرتِ عشق
ہجر کی شبِ گزند دیتے ہیں
جگر و دلِ جلا کے خاک کیے
بحرِ غم میں اک آشنا کے لیے
چھوڑا دھرت، ہم آغوشی
باتیں کرتے ہیں جیسے بیگانہ
چھبکے گھر کس کے جاؤ گے شفق
ہم بھی کل دیکھ لینگے خانہ گور
اب کیسے ہر سنگِ دل کچھ کچھ
ہنستے کیا ہو غصے اُسکے ڈرو
ایک وعدہ کبھی ونا نہ کیا
قیس و فرہاد جب سے چھوڑ گئے

<p>مشورہ حق سے عشق بت میں بھی ہے ہجر بت میں بھی جب ہوئے ہیں تنگ ہر طرح حال دل جتاؤں گا ہم ہیں اور غم ہی داغ ہو دل ہی</p>	<p>استخار دل پہ استخارے ہیں اپنے اللہ کو پکارے ہیں سو گناے ہیں سو اشارے ہیں وہ ہر گنگشت ہو نظارے ہیں</p>
<p>زندہ میا ختم ہیں کیسو یا ر نہ بنا ہے ہیں نہ سنوارے ہیں</p>	
<p>شیع تربت مری بھجھاتے ہیں لالہ رویوں پہ دل جلاتے ہیں پان اس شوخ کو کھلاتے ہیں نہیں ہوتا وہ ہم بغل جس رات آمد آمد ہر کس کی گلشن میں نہ رہے حوصلہ رقیبوں کو خشک کیونکہ نہ ہوں گن کی طرح زندگی میں بھی ہر فشار قبر گرے شیشہ نہ دست ساقی سے پھیلے دیتے ہیں کتے ہیں گل کھا یاد آتا ہے گشت کو چہ یار پھوٹیں یہ آنکھیں خون ہو یہ دل خل ہی نہ خیر کا کہیں شاید جیب و دامن ملا جو دشت میں شوق دیدار و حسرت گفتار حال دیوانگان عشق نہ پوچھ آپ کو کھوتا ہوں اُسے پا کر کرتے ہیں زلف یار میں شانہ دھو چکا ہوں میں اپنی جان سے ہاتھ</p>	<p>روح کو بھی غرض جلاتے ہیں داغ بالائے داغ کھاتے ہیں اینارنگ اس طرح جماتے ہیں نیلے پہلو کے کائے کھاتے ہیں گل جو پھولے نہیں سمانے ہیں آدما لین جو آڑ مانتے ہیں درد و غم محلو کھاتے جاتے ہیں میرے پہلو مجھے دباتے ہیں مست ہو پاؤں لڑکھاتے ہیں گر میان کرتے ہیں جلاتے ہیں جب طواف حرم کو جاتے ہیں مجھے آفت ہمیشہ لاتے ہیں لڑکے دیوانوں کو ستاتے ہیں چیتھڑے دھجیان اڑاتے ہیں کو بکو در بدر پھراتے ہیں تنگ جتنے ہیں خاک اڑاتے ہیں ہاتھ اور پاؤں پھول جاتے ہیں سانپ کو ہاتھ پر کھلاتے ہیں آئینہ رہ عیبت بڑھاتے ہیں</p>

اور دول جب بیان کرتا ہوں	دانت میری زبان دیا تے مین
جائے صحرائے عشق کے اسے لاندہ	سانپ بتکر مجھے ڈراتے مین
<p>ہو ہجوم درد و غم تشویش پر دل مین نہیں آتش افز و زہری اور گردون ہوا دین نہیں چشم و ابرو و گوش و بینی مین نہ غچہ سادہ مین مین بیان کرتا ہوں گاتیرے اوصاف جمال کیون نہ بھٹکین وادی الفت مین ہم غربت زد مارتا ہوں جس کو کہ دیتا ہوں کام اس کا تمام ہجر کی شب مین نہ مونس ہوں نہ ہمد نہ رفیق بے حجاب آتی ہوں مجھون لیلی ناخوشین سوج سے دست و گریبان ہوتے دریا مین ہوں یوں مردوں لاش اس کو چے مین گر جاگری اٹکو گردن مین پسنگر کب تک میرے ملا شکوہ بعد مسافت اتنا سالک کیا ضرور مرد مومن ہوں مرا ظاہر سے باطن صاف ہوں ساربان ملتا نہیں ہوں آج مجھون کو جواب گل کے آگے کیون نہ فریادی ہوں تیرے ظلم سے رو چکی پروانے کو رونا تھا جتنا کل کی رات شکر اللہ جذب الفت نے کیا مان کو مقرر چین پیشانی تو البتہ ہر نقص اس کے سوا کس کے دروازے پہ جائے وہ کہے کس سوال طے نہیں ہوتی کسی سے گفتگوئے حسن و عشق ہو تصور مین نہ تھے وہ کر بیے سامان و مل زار ہر ہر تہ پر جب زور سے جھٹکا دیا</p>	<p>منتشر میرے حواس خمسہ مشکل مین نہیں کچھ سوائے خاکساری آب اور گل مین نہیں مطلقاً تیری شبابت ماہ کامل مین نہیں جہت تک قاصر زبان شرح فضائل مین نہیں میل اور سنگ نشان کا نام منزل مین نہیں نیجان رکھنے کی عادت میرے قاتل مین نہیں جز خدا کوئی شریک حال مشکل مین نہیں دیکھ لے جی بھر کے پردہ آج محل مین نہیں گو مہر مقصود تو داماں ساحل مین نہیں آسمان اتنی زمین کیا کوئے قاتل مین نہیں سودہ اخلاص قاتل کی حامل مین نہیں نا بلد ہوں راہ سے تو پھر منزل مین نہیں کیونہ اوجیت تیرے دلیں ہوں مرد مین نہیں لیلی گوئی ہو گئی یا کوئی محل مین نہیں کیا نہ بان سیاد منقار عنادل مین نہیں ایک آنسو آج چشم شمع محفل مین نہیں وہ جو کہتے تھے اثر اب عشق کامل مین نہیں کونسی خوبی ترے شکل و شمائل مین نہیں دبدر کی بھیک کی خوتیرے سائل مین نہیں ایک لاجل مسئلہ ایسا مسائل مین نہیں مخبر ہو کر کہ مین عشق کامل مین نہیں ادبیری ارد پھر یہ دیوانہ سلاسل مین نہیں</p>

کس کے آگے رستہ تھا لغتہ پیرائی گردن
ایک بلبل ہمنوا میرا عنادل میں نہیں

غیر کیا دوست بھی اب دشمن جان سلا ہیں
ستلاشی ترے افلاک کے سب تارے ہیں
منہج ہجرین اعضائے بدن سارے ہیں
ہر طرح منزل مقصود کو ہم پہنچیں گے
اشکی بخشش نہیں پابند عمل او داعظ
جھوٹے دیتی ہو پس از مرگ بھی میتابی دل
آج تک میری مدارات میں کچھ فرق نہیں
دم بدم قطع ہوا جاتا ہو کیوں نخل حیات
یہ جلن ہو یہ جلن ہو کہ پھکا جاتا ہوں
ہیں بے از قد و نہات آپلی میٹھی باتیں
یا دایام کہ رہتا تھا شب در زد وہ پاس
کوئی بلبل بھی وفا دار ہے ہمسامیاد
سکے بیٹھے ہوئے ہیں فضل خدا سے اپنے
گاہ بگاہ ترے کام بھی آجائیں گے
وہاں کی شکل ہو ہر ایک مرہ اشک نشان
وہ سنا یا جو فرشتوں نے سنا تھا نہ کبھی
میرے خیل میں اگر اڑ کے ہا آیا ہے
بات سے اپنی پھرین قول یہ مرد و کانین
ہم کہان تم کہان پھر گل کہان گلزار کہان
دق کیا ہجر نے ایسا کہ ہوئی سبیل آخر
اپنے چشموں سے ہم رہ گئے کس داوی میں
تا بہ منزل نہ ہو پونچنے کی ہو کیا وجہ اسے خضر
جھاگ سکے ہیں فرشتے بھی دیے پاؤں اسے نذر

اس نے جا کا کہ وہاں جوڑ نہیں پاسے ہیں
جو ثوابت تھے وہ اب جہنم یہ سیارے ہیں
اے اجل فرقت محبوب کے ہم مارے ہیں
تھماک گئے تھماک گئے ہمت تو نہیں ٹاٹے ہیں
وہ کرے رحم تو اک بات پہ چھٹکاٹے ہیں
تیرے کشتوں کے جنازے نہیں گوارا ہیں
اب تلک حسن سلوک اسکے وہی سارا ہیں
آمد و شد یہ نفس کی ہو کہ دوا کرے ہیں
جگر و دل ہیں کہ ہیلو میں دو انگارے ہیں
لب شیرین نہیں گویا کہ شکر پارے ہیں
اب وہ اخلاص کمان دور کے نظائے ہیں
چھری کھا کھا کے ترے باغ میں چمکے ہیں
سرنہ اُٹھنے دیا دشمن کا وہ گھن پاسے ہیں
آج اگر جیہ تری دانت میں نا کاٹے ہیں
جو کشش گریہ سے آنکھیں نہیں فواٹے ہیں
عالم جذب میں مجاز و بھونیکاٹے ہیں
جہاز نے آنکھیں بدلیں کہ اسے یہ پاسے ہیں
ہو سو ہو ہم تو اب اس بات سے سخن باٹے ہیں
مغتمہ گلشن ایجاد کے نظارے ہیں
لو تھو کے ہیں جو ہم کھانسنے لگتا تھا کہ ہیں
قیس و فریاد سے بڑھ بڑھ کے قدم مارے ہیں
پاؤں شل ہو گئے اپنے نہ سکتا پاسے ہیں
یا علی کیسے جو ہم گدے سے لٹکا رہے ہیں

نور و جلتے زمانے میں ہیں سب عیار ہیں
اب تو در پردہ یہی اس شوخ کے اظہار ہیں
آہی چمکتے ہیں نہ کرتے وصل کا انکار ہیں
سبزہ بگناہ سان بسکی نظر میں خار ہیں
عالمِ نیرنگ میں خاطر پہ کس کے بار ہیں
مردمانِ چشمِ دلبر کو شفا اللہ دے
یا صم دلیں ہے لب پر یا مہر بہر یا
سبزہ خط لے نہیں اب تک کیا نشو و نما
ہاتھ اُٹھتے ہیں گریبان سے نیا زخیر سے
پاس رسوائی ہو تمکو ضبطِ یانِ مکن نہیں
جس طرف کو دیکھیے موجود ہیں یوسف لقا
کر دیا رشک گلستانِ جسم کو کھا کھا کے گل
آتے ہی کرتے ہو جانیکا ارادہ وجہ کیا
رنگِ شاخ بار در جھکتا ہو دم جھوٹے
کشتی مہبائے گلگون کا ہو ساقی انا خدا
ہنستے ہنستے سر گیا جس نے نظر کی سگو بام
پاؤں میں ہو طاقت رفتار اتنا تائے راہ
دوسرا ہمسایہ کوئی مردود کفر و دین ہے
اک زمانے سے زوالی ہو تمھاری بولِ حال
مشوق جبے یار کو پھولوں کے گننے کا ہوا
قبر میں بھی جاؤنگا تو ساتھ جائیگے مرے
خود بخود ہیں جدا سے ہیں دخلِ مشاطہ نہیں
یوں نہیں رہنے کا بدلیگا جمان کا انتظام
نذرِ سرے کر چکا ہوں میں گریبانِ لیبان
و دستانہ گفتگو بھی اسکی بے پہلو نہیں

آشنا اپنی غرض کے ہیں یہ کس کے یار ہیں
آنہیں سکتے ہیں ہم مجبور ہیں لاجسار ہیں
مدین گذرین یہی وعدے یہی اقرار ہیں
خار سے بدتر ہیں ہم کو روتی گلزار ہیں
مست ہیں مستو نہیں شیار و نہیں ہم ہشیار ہیں
کس طرح صحت ہو بد پر ہیر یہ بیمار ہیں
کفر اس ایمان سے بہتر جیسے آبِ یزار ہیں
مارض رنگین ترے اسے گل بے خار ہیں
اے جوں مدد سے میرے دست و پاریکار ہیں
تم اگر مجبور ہو مشفق تو ہم ناچار ہیں
ہند کے کوپے نہیں ہیں مصر کے بازار ہیں
اپنے داغوں کی بدولت آپ ہم گلزار ہیں
سوچئے تو کیا ہمارے آپ کے اقرار ہیں
کان کے تپے نہال قد یہ اس کے یار ہیں
فضل گل میں میکشون کے کج بیڑے یار ہیں
یار کے کھوئے نہیں ہیں تہقہ دیوار ہیں
ہو بچے جب جا کر گلی میں اس کے پھر دیوار ہیں
قابلِ تسبیح ہیں نے لائقِ زنا رہیں
والہ گفتار ہیں دارِ رفتہ رفتار ہیں
موتیوں کے ہار کے مولوں گلوں کے ہار ہیں
حسرت و اندوہ حیران میرے یار غار ہیں
موسے کیسے بتانِ بیباختہ خمدار ہیں
کل وہی مجبور ہونے کج جو مختار ہیں
بادگار موسم گل اے جوں کچھ تار ہیں
ضمن میں اقرار کے سوطح کے انکار ہیں

آگے نامحرم تھے جواب محرم اسرار میں
صورت مفلوج میرے بہت دیا بیکار میں
ایک دن ڈھے جائیگے آخر گلی دیوار میں
اس لیے پرہیز کرتے ہو کہ ہم بھیا نہ ہیں

مختلط ہو ان سے جگے نام سے تھانگ مار
مہر لگ دے سست ہو رعب جمال یار سے
کیا ہماری اصل اور بنیاد استحکام کیا
اب نہ آئیں گی تھکے وجہ سمجھے مہربان

کوئی صورت ہماری زلیست کی تہلاؤ نہ ملے

ایک جان نالوان ہی سیکڑوں آزار میں

ان قدر موٹی قسم مجھے پر دے سر نہیں
شہادت ہوا کہ چشم عنایت ادھر نہیں
گر درد سر یہی ہی تو اک روز سر نہیں
کس کی خبر سنوں مجھے اپنی خبر نہیں
مشفق نگاہ کھٹ جو مد نظر نہیں
ہمدرد نہیں شفیق نہیں نامہ بر نہیں
ٹیکا کلنگ کا ہر یہ وارح قسم نہیں
پچکارے ان میں رنگ کی مرگان تر نہیں
دندان دلبہن یار کے فعل و گم نہیں
دیکھنے نگاہ بھر کے یہ تاب بشر نہیں
بے سر کے کائے جائے یہ وہ درد نہیں
یہ خط تو میرے یار کا اسے نامہ بر نہیں
پھلتا ہی صور نائے مرغ سحر نہیں
یاوش بخیر آج وہ رشک قمر نہیں
حور و پری کا بھی میرے گھر لگ نہیں
رخسار یار کے ہیں شمس و قمر نہیں
اس بزم میں کسی کو کسی کی خبر نہیں
وہ دل نہیں نہ ہمارا اب وہ جگر نہیں
ہی رشتہ حیات تھا رہی کمر نہیں

ہوں سرفروش جان کا خوف و خطر نہیں
اب آپ کی وہ آنکھ نہیں وہ نظر نہیں
کوئی دوا فراق میں کرتی اثر نہیں
خود درخت ہو نہیں آپ میں پیغام بر نہیں
بے اعتنائیاں ہیں عبت کمد و صاف
پہونچائے کون اسکو خبر میرے حال کی
شاید کیا کسی رُخ الور سے سامنا
آنسو لو کے روتے ہیں ہم ابھی بھاگ میں
عاشق انھیں یہ کہتے ہیں کیا جانیں جو میری
وہ بُت فروغ حسن سے تہلا ہی نور کا
سودائے عشق زلف مے سر کے ساتھ ہی
پہچانتا ہوں خوب نہ کر جھلسا دیان
صبح شب دصال ہی یار و زحشر ہے
کیا جلوہ ماہتاب کا مہتابیوں بہ ہی
جب سے کیا ہی عالم بخیرید اختیار
دن رات ایک حال ہی توفیق حسن کا
حیرت کا ہی مقام مرقع جہان کا
صد مہ اٹھائے عشق کا پھر حوصلہ کرے
والبتہ زندگی ہی مے اس کے عشق سے

کچھ سوچتا نہیں جو وہ پیش نظر نہیں
کتنّا ہی کون اسکے دہان و کمر نہیں
اندھیرا ہو جو پاس وہ رشکِ قمر نہیں
ناسور ایتھ ہو گیا داغِ جسگر نہیں
کیونکر کہوں کہ حال کی میرے خبر نہیں
کو لے نہیں میں سرو کے ویسی کمر نہیں
واللہ یا کبار ہوں میں بد نظر نہیں

آنکھوں کی روشنی بھی گئی ساتھ یار کے
موجود و فزون ہیں یہ نراکت سے ہر نہان
تار یک و تار میری نظریں جہان ہے
ایامِ التیام پذیرِ پری کے جاسکے
دانشہ عارفانہ تجاہل ہے یار کو
تشبیہ کیا میں دون قد بالائے یار سے
صورت سے یار کی ہر مجھے عشق بے غرض

کھویا گیا ہوں وادیِ الفت میں کب سے رند
برسوں گذر گئے مجھے اپنی خبر نہیں

جوابات مانو تو منت نہرا رہا کہیں
ہمارا آئی گریبان تار تار کہیں
تسلی کیا تری اد جان بیقرار کہیں
ہزار طرح کے جو جبر اختیار کہیں
خواب خانہ تن چشم اشکبار کہیں
قبول ہوئے جو توبہ گناہگار کہیں
تمام عمر ہوئی کب تک انتظار کہیں
بھٹکائے قول کا کیا خاک اعتبار کہیں
جو سلطنت بھی ملے تو نہ اختیار کہیں
چمن میں نالے اگر بلبلیں نہرا کہیں
کہ تا اسی پہ عمل میرے غمگسار کہیں
عزیز شمع نہ روشن سر مزار کہیں
نجات کس سے طلب ہم گناہگار کہیں
یہی علاج ترا چشم اشکبار کہیں
سرا ہے جگر اُنکے جو تجھ کو پیار کہیں
ہوا ہے طول مناسب ہر اختصار کہیں

گلے لگائیں بلائیں لیں تم کو پیار کہیں
یہ ہاتھ کیسے ہیں بیکار کچھ تو کار کہیں
کہان سے لائیں اب اسکو جو ہمکنار کہیں
وہ ربط تم سے بڑھائیں وہ تنکو یار کہیں
گرائے سیل غماص کی چار دیواری
تمہارے در سے نہ یاروں جائیں حاجت مند
کفن بھی ہو گیا میلا دھرے دھرے ایوت
برنگِ غنچہ زبان ہو دہانیں زیر زبان
گدا ترے در دولت کے ہیں یہ مستغنی
غزوہ جن سے ہرگز سنے گا ایک نہ گل
سنائے رکھتا ہوں سب کو مری وصیت ہر
چرخِ غریبیت جب اس فک و دوام کا ہو گل
ترے سوا ہی کہ ہم اور رحم کسکی ذات
بجائے سرمہ لگائیں غبار کو چہ یار
شم شمع جفا پیشہ بے مروت ہے
بڑھاکے لکھیں نہ شاعر حدیث زلفِ سا

وہ کیوں نہ پائے جسے ہم امیدوار کریں	درِ کریم سے آتی ہے متصل یہ صدا
یہ بت اٹھائیں جو قرآن بھی کیے میں اک زندہ	خدا سے ہم تو ہوں منکر جو اعتبار کریں
<p>لوٹے ہی پڑتے ہیں یوسف پر خردارانِ دنوں نالواں سی ناتواں ہے چشمِ بیمارِ ان دنوں دلربا تر ہو گئے ہیں گل سے بھی رانِ دنوں پٹینے روئے لگے پھر میرے غمخوارِ ان دنوں زلزلے میں رہتی ہے زندانی دیوارِ ان دنوں لیچلا ہے کھینچ کر پھر ستوق دیدارِ ان دنوں اٹھتے ہیں پھر بہت کیسے خمدارانِ دنوں ہر گرجان سے زیادہ مجھ کو زلزلہ زلزلہ صورتِ برگِ خزان میں گل سے خمدارانِ دنوں اُٹے دم سے رہے ہیں اسکے بیمارِ ان دنوں گل سے بلبل سر سے قمری بیمارِ ان دنوں کبک طائوس اپنی کیوں بھولے ہیں منتارانِ دنوں خواب میں لاتے ہیں اس کو بخت تیارِ ان دنوں ہیں کسی کا گل کے پھندے میں گرفتارِ ان دنوں چاندنی راتوں سے بسترِ شب تارِ ان دنوں</p>	<p>ہو گیا، حسن کا پھر تر بازارانِ دنوں سرمہ ہوتا ہے نگاہِ یارِ پیر بارِ ان دنوں سبزہ نوخیز لبِ ہر روز رنگین ہے بھی خوب پھر شبِ فرقت نے کردی ہے مری حالتِ دی ادبِ ہر وقت دیوانے جو ٹکراتے ہیں سر طوفانِ طغیانی ہیں اس کے کھین پھر نظارہ روٹکار دیکھیے کس کو پھنسائیں پیچ میں لائیں کسے صورتِ ناقوس دمِ قربانوں اک کفر کا میں خیر تو ہے کیوں نظر آئے ہومر جھائے ہوئے پھر گیا ہے راہ سے اگر عیادت کو مسیح روئے رنگین قدموزد کا ترے شہرہ ہوا دیکھ آئے کس کے اندازِ خرامِ ناز کو عالمِ دیانتیں شب کو یار دکھلاتا ہے شکل پڑ گیا ہے پیچ ہم پر حالِ دل کس سے کہیں یارِ اندھیری میں لنگل آتا ہے چھپ کر میرے پاس</p>
کھول ڈالو اب کمر سے تم بھی ہتھیارِ دن کو زندہ	بید کی لکڑی سے ہے ہیقتہ تلوارِ ان دنوں
<p>دیکھ لینے دے ذرا دیدہ حیرانِ مجھ کو لے نکل وحشتِ دل سوئے بیا بانِ مجھ کو تنگ پھانسی سے بھی کرتا ہے گریبانِ مجھ کو آگے یاد تمھارے لب و دندانِ مجھ کو صاحبِ خانہ نے بلوایا ہے مہمانِ مجھ کو</p>	<p>کیسی ہے حسرت دیدہ رخِ جانانِ مجھ کو تنگ زندان سے ہے یہ صحنِ گلستانِ مجھ کو دھیان کر کے اڑا دے اسے اودستِ جنون دیکھ جب لعلِ نگہ مار کے ڈاھیں رویا یاد فرمایا ہے اس حور نے دعوت کی ہے</p>

میری حیرت پر حسینوں کو ہوا ہے سکتہ
فرقت یا رگلا گھونٹ رہی ہے میرا
دیا قسم ازل نے جسے جو زہیبا تھا
نالشی ہو گکامین دیوانہ جو موقع پایا
بابِ پنجم پر عمل ہو مرا عاشق تن ہوں
حسرت بوسہ میں ہمارا ہوا ہوں جب سے
اب ودانہ نے کیا بند نفس میں لا کر
واہ ری شان کر بھی تجھے بخشا رہے
شریت وصل تو اغیار کا حصہ نہ تھا
سرفروشین ہوں شیوہ مرا جان بازی ہے
تھا یقین شام سے تر پائیگی بسمل کی طرح
وصل ممکن نہیں اس سال اگر کش خوکا
اے جنوں آبلہ پامرے کھلاتے ہیں
دور ساغر یونین پہنے دے ابھی تو چند ہے
غیر کو دخل نہیں روئے مخلط میں ترے
گل کھلائے ہیں محبت نے ذرا سیر کو آ
دود و دون تک مراد م اکھڑا ہوا رہتا ہے
تادم مرگ وہ صدے نہ کبھی بھولوں گا
چاندنی کا رنگ کرتی ہی زخم دل پر
یاس ہو زلیست لے موت اٹھائے آ کر
پھنس چکا ہوں نہ چھوڑ گائیں زیادہ نہ لپیٹ
لکھ دیا عشق و محبت کا علا قہ ترے نام
زندگی ہوگی تو بیچ جاؤ گکاس آفت سے
گر گناہ برت میں کبتک نفس سر دھرون
شرکین چشم کی آفت نے کیا ناطقہ بند

دنگ ہیں آئینہ رو دیکھ کے حیران مجھ کو
تنگ ہوں وق نہ کر اب شب ہجران مجھ کو
لب خندان اُسے اور دیدہ گریان مجھ کو
اک پر زیاد جلاتی ہے سلیمان مجھ کو
یاد ہیں سائے حکایات گلستان مجھ کو
دے تو عتاب لب و سبب زرخندان مجھ کو
چھوڑا وحسرت پرہ واز گلستان مجھ کو
اپنے اعمال سے دیکھا جو پشیمان مجھ کو
زہر دو گھوٹکے تھوڑا سا مری جان مجھ کو
تب جڑھے دیکھے اگر شیر نستان مجھ کو
چین سے سونے نہ دیگی شب ہجران مجھ کو
پھسک رہا ہوں نہ جلا فضل نستان مجھ کو
ابلی دکھلا کوئی پر خار سیاہان مجھ کو
چین کر لینے دے اے گردش دوران مجھ کو
بھیا اللہ نے مخصوص یہ قرآن مجھ کو
کیا داغون نے سراپا چہستان مجھ کو
کیا مرض ہو گیا اے عیسے دوران مجھ کو
یاد ہیں تیرے حرارے تب ہجران مجھ کو
زندگی تلخ ہی تجھ بن مہ تابان مجھ کو
اٹھ گیا چھوڑ کے وہ عیسے دوران مجھ کو
بیچ پر بیچ نہ دے کیسوئے بیچان مجھ کو
آج ہو نچاہی شہ حسن کا فرمان مجھ کو
اب تو لپٹی ہی ملائے شب ہجران مجھ کو
بھونکدے بھونکدے ادنا لہ سوزان مجھ کو
دین نہ تکلیف سخن رند سخندان مجھ کو

منو خط ہوا حسن و جمال لینے کو
ابھی ہو عازم حبت اگر یہ حسن پرست
ضرور چاہیے ستون بین اک نہ اک ہشیار
تمیز ہو تو کمرے فرق دوست دشمن میں
عبث نہ تیز کر او ترک خجھر و شمشیر
کھلا یہ غمگدہ و ہرین پہو نچکر حال
پناہ مانگ و لا آہ درد مندان سے
سفیر تو نے تو کی گفتگدہ یار سے طے
یوہن نہ ٹالیے آیا ہر دور سے مشتاق
شب فراق کے ہمراہ روز آتا ہے
لگانہ داغ تجھے کب روز مہر سے ماہ
کھلے گی قیمت حسن اس گھڑی سن اس یوسف
ملا ہو آہ کا اے دل بہا نہ معقول
شب فراق کے مذموم سے یار مر کے
مثال تاجر کم مایہ میں بھی اک دل پر
قضا جب آئی تو سمجھا دہر قدرت نے
ضرور قیمت دل اب ملے گی خاطر خواہ
بجا ہو سرور در باغ تک چلا آئے
پس از فنا نہ پھر دن چاک کی طرح اچرخ
خفا نہ ہو درد و لہذا بہ دیکھ کر اے دوست
گداے حسن ہوں پھیری کو آنکھلتا ہوں

۱۱۳

یہ چور گھات میں تھا کب سے مال لینے کو
چلین فرشتہ صاحب جمال لینے کو
وگر نہ کون ہر ساقی سنبھال لینے کو
خدا نے آنکھیں بین دین دیکھ بھال لینے کو
نگاہ بس ہی کلیجہ نکال لینے کو
عدم سے آئے ہیں رنج و ملال لینے کو
نجان سہل کسی کے و بال لینے کو
میں آپ جاؤں جواب سوال لینے کو
بلا میں آپ کی نیستہ حال لینے کو
ہمارا خواب تمہارا خیال لینے کو
کہ تنگ جانتے ہیں باکمال لینے کو
جب آئنگی تجھے اک پیر زال لینے کو
بخار سینہ سوزان نکال لینے کو
جیا ہوں لذت روز وصال لینے کو
چلا ہوں یار عدیم المثال لینے کو
بلا یا جائزہ ہو خط و خال لینے کو
ٹلے ہوئے ہیں کئی خوشحال لینے کو
برنگ ہو تجھے او تو نہال لینے کو
نہ آئے گور یہ مٹی کلال لینے کو
فقر بان نہیں آتا ہر مال لینے کو
میں ایک بوسہ پس از ماہول لینے کو

متاع دل کوئی کیونکر پائے ان سے رند

بلا میں زلف و رخ و خط و خال لینے کو

خدا کیوا سطے مرتا ہوں آگھڑی بھر کو
بھڑا ہو جا کے کہاں کیا کہوں مقدر کو

تسلی ہو دے کوئی دم تو جان مضطر کو
چننا ہے سارے حینونہن کس سنگمر کو

ٹپک رہی اک مرے دم تلک یہ خو نہ نری
مرا پڑا ہر قناعت کا عند طفلی سے
ہوا سا گئی خود کو ہما سمجھتا ہے
دیکھ رہا ہو جو یوں بیخودانہ مستی میں
بچھ آجکل سے تساہل نہیں طبیعت میں
حسین بند تھا را جو یاد آیا ہے
پڑے رہیں گے گلی میں لپیٹے منہ پر خاک
خدا نے جاپا تو کلمہ پڑھیکا وہ بت بھی
دہن کیواسطے ظلمات خط میں دل پر تباہ
پس از فنا جو بھی شویشیں جنہ کی رہیں
بھری محبت گیسوئے پار صانع نے
تھکے آئی ہر اہل قبور مجھ کو بھی
ہوئے سب آج گنگار عشق زندان میں
غور حسن ہوا ہر حسین خود میں کو
کسی کے ساتھ کی میخوایان جو یاد آئیں
ڈراتے ہو کسے مرنے سے کون ڈرتا ہو
جواب لوں گا صنم سے سوال کا اپنے

حلال کر کے مجھے پھیک دو گے خنجر کو
میں سیر ہو کے نہ پیتا تھا شیر ما در کو
گلی میں جا کے تری دن لگے کہو تر کو
بنایا ساتی نے کیا جلت رنگ ساغر کو
قدیم خو ہر تغافل کی میرے دلبر کو
تمام رات میں پیتا ہوں سینہ دوسر کو
تھکے واسطے بر باد کر کے گھر کو
دکھاؤں گا میں مسلمان کر کے کافر کو
تلاش چشمہ حیوان کی ہے سکندر کو
تو اٹھ کے چھوڑ دن میں سنگ مرا ہے سر کو
بجائے مغزیہ سودا دیا میرے سر کو
جگھ دو تھوڑی سی یارو ذرا ذرا سر کو
سنا ہی میں نے ستگر نے جن دیا در کو
بنایا آئینہ کیوں کیا کہوں سکندر کو
رہا نہ آپ میں منہ سے لگا کے ساغر کو
میں آپ پھیک دوں کیسے تو کا ٹکر سر کو
خدا کے حکم سے گویا کر دن گا پتھر کو

سنجھا لو آپ کو اے رند ترک عشق کرو
کہاں کا روگ لگایا ہے جان مضطر کو

مجھے اب چھٹی نہیں بکتک چھپاؤں پہ کو
شکر ہی بہتر ہے یوں منظور تھا اللہ کو
یاں تکلف کچھ نہیں رہتا گدا سے شاہ کو
حق کوں لگا تو بری لگجائے گی اللہ کو
بھاڑتی ہیں حور بالوں سے تمھاری راہ کو
چاند سا گھر ادکھا دو آج اپنا ماہ کو

ضبط نالے کو کروں ہر دم کہ رو کون آہ کو
دشمن جانی بنایا اس بت و نحوہ کو
کوچہ الفت بھی ایدل ہو کوئی طرفہ مقام
ماہر ابے عشق بت ناگفتی ہے کفر ہے
آبپاشی کرتی ہیں بریاں گزرتے ہو جدھر
جو دھوین شب ہر آنسے بھی دماغ دبالائے داغ

<p>ضبط ہی بہتر ہی جب تک یا رہے ہوئے مال جمع کے دن بیشتر اطفال سے جاتے ہیں وہ لڑتی ہی چاندنی اُجلا بچھو نا دیکھ کر ناتوانی کے سبب لبتک پہنچنا ہی محال تھا مقدم عشق بت اسلام پر طفلی میں بھی تیجے اب درگزر جو کچھ ہوا بلجائیے کفر و ایمان کی حقیقت سالکوں پر کھلگئی جان نوچنری کو کیوں آتے نہیں اس لکھ سے خوبیوں سے حسن کی آگاہ کرتا ہی اُسے کھو دیا نور بصارت انتظار یا رہے خود سلا پا نذر ہو زیبا ہی باتوں میں اگر پھر بلا ہوتی ہی نازل پھر ہی اندھیر ہے رہبری شوق شہادت اپنی گرتا ہے اگر</p>	<p>جان دیدن کھینچ کر کیا نالہ جانکا ہ کو وعدہ گم سمجھا ہو شتا قون نے باز نگاہ کو رشک ہوتا ہو ترے کوٹھے پر آ کر ماہ کو کھینچ کر سینے سے کیا ٹکلیف و زمین آہ کو یا منم کہ کہہ پڑھا مکتب میں بسم اللہ کو لطف کیا ہی طول دنیا قصہ کو ناہ کو منزلیں ہیں ایک دونوں دیکھ کسے راہ کو کر لیا سے پھر کے آخر جاتے ہو درگاہ کو آئینہ کرتا ہی گمراہ اُس بُت گمراہ کو ہی غبار آنکھوں پہ چھایا یہ سکا ہو راہ کو چاند سرج کے بدل لٹکا دھرو ماہ کو پھر پڑھایا چاہتے ہیں گیسو کو تارہ کو سر بکف باندھے کفن چلتے ہیں زبان گاہ کو</p>
<p>جو مجھے چاہے نہ اداں لہندہ مختار ہو غدر مولا سے نہیں کچھ بندہ درگاہ کو</p>	
<p>یار آیا ہی احوال دل زار دکھاؤ آجاؤ بس اب لاہ نہ اے یار دکھاؤ عالم ہو سو ہی بھر میں یا چمن جنوں کا فزائے قیامت کا نافرار کرو جان عاشق ہیں بہت ایک قہر کوئی مجھا عالم نظر آجائے بہار اور خزان کا تلوار لگاؤ مجھے گولی سے نہ مارو ہر دم تقاضی ہی یہی حسرت دیدار فرماتے ہو عاشق ہیں مرے مجھے ہزاروں عشق ابرو و مژگان کا تو ساتھ ہی دم کے</p>	<p>عیسے کو ذرا حالت بیمار دکھاؤ مشتاق ہوں مشتاق ہوں یا دکھاؤ صحرائے دکھاؤ کہ گلزار دکھاؤ دھڑکتی آنکھیں آج ہی دیدار دکھاؤ پشت کی طرح لپٹتے بدلیار دکھاؤ ہم زرد ہوں تم پھول سے خسار دکھاؤ تل ڈھانک لو اور بدخوار دکھاؤ پھر لیک نظر جلوہ دلدار دکھاؤ ایجان زیادہ نہیں دو چار دکھاؤ مخمض مجھے دکھلاؤ کہ تلوار دکھاؤ</p>

مین قبر سے بھی رنجد ہی کتنا اٹھوں گا
مشتاق ہوں مشتاق ہوں دیدار دکھاؤ

ساتی بنے مسیح قدح آفتاب ہو
چھوٹوں عذاب سے مین تجھے بھی ثواب ہو
پھولوں مین میرے چاہئے جام شراب ہو
پہلے جو سب سے حشر کو میرا حساب ہو
تجھ کو بھی ہو سرور وہ بت بے حجاب ہو
او عشق پر وہ در تراحنا خراب ہو
روح اسکی شاد ہو فے تمھیں بھی ثواب ہو
تمھیں ہوں نمرے جو مجھ پر عذاب ہو
تا روز باز پرس نہ تو لا جواب ہو
یار مرا بھی خواب نہ لیجا کا خواب ہو
کشتی نوح اسکے لیے ہر حساب ہو
او بت بلند عرش سے تیری جناب ہو
مین پردے چھوڑ دیتا ہوں تم بھاب ہو
کاسہ ہمارے خاک کا جام شراب ہو
روشن کبھی نہ گھنے کا ماہتاب ہو
یوسف گلے کو کاٹے جو تو بے نقاب ہو

اس ترک ماہر کو جو ذوق شراب ہو
آبادہ میرے قتل پہ قاتل شتاب ہو
اک ترک بادہ نوش کی فرقت مین ہی کر جان
نوبت نہ آئے اور دن کی ہوں وہ گناہگار
ساتی بلا شراب جو کیفیتیں اٹھیں
رہو کیا اسے بھی مجھے منہسم کیا
چلکر چڑھاؤ قبر پہ عاشق کے اپنے پھول
مر جاؤ مین تو کاڑیو سب سے جدا مجھے
قاتل بہانہ قتل کو میرے ضرور ہے
رویا مین اسکو دیکھا ہر ظاہر مین بھی ملوں
ڈوبے نہ بحر غم مین وہ جسکو بچائے تو
رہنے کا مجھ کو علم دیا آستان پر
ہو یہ لحاظ اگر کوئی عریان نہ دیکھ لے
میکش وہ ہن کہ خاک بھی کرے گرا آسمان
حاصل نہ نقل کو ہر زمانے مین وصف مل
کاٹے تھے اسکو دیکھ زنان عرب نے ہاتھ

توڑ دن مین رنجد کا رنہ سر اپنا سنگ سے

اس مست بن جو رغبت جام شراب ہو

لبط ہر اک سے بڑھایا نہ کرو
سانپ ہاتھوں پہ کھلایا نہ کرو
طوطے ہاتھوں کے اڑایا نہ کرو
جان کو اپنی کھپایا نہ کرو
بجلے کو اور جھلایا نہ کرو

پھپکے گھر غیر کے جایا نہ کرو
اے توبال بنایا نہ کرو
سبزہ خط کو دکھایا نہ کرو
زندہ غم بھر کا کھایا نہ کرو
تذکرہ غیر کا لایا نہ کرو

مجھ کو غنچے کے چڑایا نہ کرو
 مدعا جو ہوزبان سے کہو صاف
 اپنا سمجھو مراد دل شوق سے لو
 مجھ کو بھی یاد ہیں فقرے صاحب
 خود میں دم باز ہوں ہر دھیان کو نظر
 ہوش میں آؤ پیریزاد و تھم
 ہم اہو حقوک کے مرجائیں گے
 لوگ سودائی ہوئے جاتے ہیں
 ہونہ انگشت نما مثل ہلال
 اے بتو اپنے خدا کو مانو
 میں تو حاضر ہوں وفاداری میں
 دھوکے دریا میں بھبوکا سے ہاتھ
 مجھے خلوت کی ملاقات ہے
 واسطے بندے کے بدنامی ہے
 دیکھنے والوں کی جانب دیکھو
 شرم بیجا ہو بُرا کرتے ہو
 جاؤ دریا پہ نہ تم غیر کے ساتھ
 دانت پیسا نہ کرو عاشق پر
 چار دن وصل میں نہیں لینے دو
 لوگ بد وضع کہیں گے تم کو
 جان کس کام کل یہ بھولائیں
 عاشقوں کی بُری گت ہوتی ہو
 حضرت دل بھی فرماتے ہیں
 خوش نہیں آتا اگر میرا کلام
 تھا مواب بقضہ شمشیر کے زند

گل کو کھلی میں اڑایا نہ کرو
 حرف مطلب کو چپایا نہ کرو
 میری جان اپنا پیرایا نہ کرو
 جوڑ بندے پہ بنایا نہ کرو
 مجھ کو فقر و نین اڑایا نہ کرو
 مجھ کو دیوانہ بنایا نہ کرو
 لالی ہونٹوں پہ جایا نہ کرو
 دھڑی مٹی کی لگایا نہ کرو
 جان نوجندی میں جایا نہ کرو
 کتبہ دل کو توڑ دھایا نہ کرو
 تم کرو مجھ سے وفا یا نہ کرو
 آگ پانی میں لگایا نہ کرو
 روز جلوت میں بلایا نہ کرو
 جان صحبت میں بٹھایا نہ کرو
 اس طرح آنکھ چرایا نہ کرو
 اچھی صورت کو چھپایا نہ کرو
 ایسے سینڈھے تو لڑایا نہ کرو
 جان یوں ہونٹھ چپایا نہ کرو
 آٹھ آٹھ آشوروں لایا نہ کرو
 میلے ٹھیلے کبھی جایا نہ کرو
 دم میں ہر ایک کے آیا نہ کرو
 تم ستاری تو بجایا نہ کرو
 عشق معشوق چھپایا نہ کرو
 تو غزل بھی مری گایا نہ کرو
 کوفت پر کوفت اٹھایا نہ کرو

ناز بیہودہ کبھی عشوہ عجب دیکھو
غیر سے یار جفا کار کا خطا دیکھو
نہ چلو بندے پہ ہر مرتبہ فقر دیکھو
نظر لطف و عنایت سے تو میں درگزر
خزینہ یار نظر آئے زمانہ اندھیر
قید خانے میں مروگھٹ کے نہ او دیوانہ
نظریاں سے دیکھوں تو یہ فرماتے ہیں
چھوڑ کر مجھ کو سسکتا تم اگر گھر جاؤ
جائیو کو چہ قاتل کو یہی ہو جو قتل
کوہ غم شل پر کاہ اٹھا لیتا ہوں
چشم پوشی نہ کرو وقت تنافل کا نہیں
آئینہ سے قتل کرے بسے جلانے مرفے
پر کبوتر کے بندے مطلب خطا بہ کھلا
شعلہ حسن سے جلجاؤ پر آنکھیں سنیکو
خون ہو کر تو جگر آنکھوں سے بہتے دیکھا
لیگے کو چہ جانان کو فرشتے نقال
ہی یہ عبرت کا محل اہل بصیرت تم کو
صورت کر مک شب تاب نظر آئیں گی
وادی عشق میں کیا کام ہو نامردوں کا

ہر گھڑی بتو نیا کرتے ہیں غمزہ دیکھو
رند دکھلائے مقدر جو تماشا دیکھو
اک ذرا ہوش سنبھالو ابھی دنیا دیکھو
آنکھیں دکھلاتے ہیں لواور تماشا دیکھو
پھر نہ کچھ سوچے جو وہ چاند سا کھر دیکھو
تنگ بیٹھے ہو چلو وسعت صحر دیکھو
پھر ربی آنکھ سے اُس نے مجھے دیکھا دیکھو
مجھے پیٹو مجھے گاڑو مرا مر دیکھو
اور دم بھر دل بیتاب کو سمجھا دیکھو
حوصلہ دیکھو ذرا میرا کیجا دیکھو
دم نکلتا ہو مرا رشک میسا دیکھو
شعبہ باز کا ادنیٰ سا کرشمہ دیکھو
اور یہ شامت تقدیر کا لکھا دیکھو
کوئی معشوق اگر آگ بھسکا دیکھو
اور دکھلاتی ہے فرقت ابھی کیا کیا دیکھو
کھو لکر گور کے تختے مرا مر دیکھو
جو کبھی آنکھ سے ابتک نہیں دیکھا دیکھو
مشعلیں میرے یہ خانے میں جلوہ دیکھو
بیشک شیریں رو باہ دلچسپ دیکھو

دیوانہ کے کوچے میں نہ جاؤ اب رند
اور گھر تا کو کوئی اور محلہ دیکھو

سمجھو غور شید جان تاب جو ذرا دیکھو
پھر ہوا اس دل دیوانہ کو سودا دیکھو
چشم الفراف سے اسکا جو سراپا دیکھو
مجلو کیا دیکھتے ہو وہ قد بالا دیکھو

چشم وحدت سے اگر یار کا تماشا دیکھو
یہی گستاخ چلو وہ رنج زبیب دیکھو
سر دیا کا نہ رہے ہوش یہ محویت ہو
میں ہوں مارا ہوا اک آفت بالائی کا

پھر اسی دشمن جان سے یہ ملا ہر پھر کہ
خاکساری کی حقیقت سے اگر ہو آگاہ
ہر بلا الخدر اسے چاہنے والو مانگو نہ
رُتبہ کفر ہی کس بات میں کم ایمان سے
منتظر آپ کے جانیکی ہے یہ جان حشرین
بند آنکھیں ہوں تصور ہو اسی کا ہر وقت
ہونہ اس ساعۃ طور کے مشتاق جمال
دل ہی کہتا ہے اس مدعی جان کے سوا
واشد دل نہ ہوئی اور گرفتہ سے ہوئے
دیکھو شربت کی طرح پیتے ہیں ہم یا کہ نہیں
ایسی بدلی مری صورت مرضِ فرقت سے
پھر وہی آمد و رفت اُنکی مرے گھر ہوگی
اس خطا پر کہ نظر بھر کے ادھر کیوں دیکھا
لکے اس مشوخ سے بلواؤ ہمیں بھی یارو

دل بہا رہا نہ کسی اور سے بہلا دیکھو
تم مٹاؤ الوجود کسیر کا نسخہ دیکھو
اڑو با سمجھو اگر زلف چلیپا دیکھو
شوکت کعبہ تو ہر شان کلیسا دیکھو
ہر یقین ابکی جو آؤ مجھے مرد دیکھو
کچھ نہ دیکھو جو کبھی وہ سُخِ زیبا دیکھو
پھر فش آجائیکا یا حضرت موسیٰ دیکھو
میں نہ ہلوں گا کسی اور سے بہلا دیکھو
رد کر داب گل و گلزار کو صحرا دیکھو
ایک دن زہر بھی تم گھولے پلو دیکھو
تم نہ پہچانو جو اسے رشک مینا دیکھو
پھر کچھری سے نکلتا ہے چمکا دیکھو
آنکھیں پھر تولے تہیں لو اور تماشا دیکھو
گفتگو میں جو محل پاؤ اگر جا دیکھو

رعد اب الفت بہت ترک کر دہر خدا
اس بُرے کام کا بد ہو گا نتیجہ دیکھو

روز دے گا وہ یوہنِ خب تمنا مجکو
شنا گوش دیے دیدہ مینا مجکو
کشتہ اُفعی گیسوے سمن سا ہوں میں
سہ اٹھانے بھی نہ یا تھا کہ پامال ہوا
مرے رجا تا کہیں ٹھوکر بن کھاتے کھاتے
محبت حورین سرور رہا کرتا تھا
پار ہوں بحرِ محبت سے میں دیکھوں کیونکر
بھیسے کیا لہکا جو کاوش سے کرنی ہر کرے
پھینکنا لاش کو دریا میں اگر مر جاؤں

آج ہو کس لیے اندیشہ فردا مجکو
نعمتیں دین مرے اللہ نے کیا کیا مجکو
آپ مر جلے دے جو کبھی کا لا مجکو
حیف ہونے نہ دیا چرخ نے برہا مجکو
گر چکا تھا یہ قدرت نے سنبھالا مجکو
باغِ فردوس سے آدم نے نکالا مجکو
غوطے کھلواتا ہے ساحلِ پیہ و پیرا مجکو
چرخ نے دی نہیں کچھ دولت نیا مجکو
نذر لے آئیگے جو قبرین گاڑا مجکو

تو نے احسان کیا آنکے اس عذرا عیال	مرگ اور زلیبت کے جھگڑے سے چھڑایا جھگڑ
نہ زندگی ہو جو وہ شکل دکھائے اسے نہ	بلے اجل حسرت دیدارے مارا محکم
<p>خون گرفتہ کوئی جینے سے نہ یوں بیزار ہو آنکھ کھولے بھی کہیں وہ شوخ خوابناز سے تو دم آخر اگر بالین پہ ہواے رشاک حور چشم میگوں صنم کا ہو جو کوئی شیفست ترک خوش چشمان کیا دونوں سے کچھ مطلبین کفر ہتر ایسی دینداری سے اسے ارباب شریع کس میں ہو تیرے سوا عاجز نوازی کی صفت قید کفر دین سے ہیں آزاد ہم زندان عشق کھوئی غفلت میں جوانی پری یں کربا حق پھولتے پھلتے نہ دیکھا شاخ کو تلوار کی یاس نظر ہار محبت بھی ہو انسان کو ضرور یار کی جٹی بھوین کیونکر نہ ہوں عالم پسند خاک چھنوا تا ہو مجھے کس لئے او کجروش سنتے ہیں دیوانے شور عناد دل آنکھ زورق تن کیسی ہو دیائے ہستی میں تباہ تیرا غصہ بے صنم تیر خدا کی ہے دلیل تو ہی کر دشمن پیست منتظر اس کا نہ رہ مصر بن چلیے مقابل تلو پوشے کے کرین مثل شبنم گلشن ابریا دین کر بود و باش روح داخل ہو چکے جسم مثالین میں کہین</p>	<p>شاہ رگ بھڑکے اگر عریان تری تلوار ہو فتنہ چونکے نہ گس جادو کہین بیدار ہو پھر نہ سختی مرگ کی انسان پر دشوار ہو تو ہی اسے ساقی بنا وہ مست کیا ہشیار ہو نہ گس شہلا ہوا بیز گس جیسا ہو حق کے انسان اگر تو مستحق وار ہو کون پر شکل میں جو بندے کا اپنے یار ہو دونوں یکساں ہیں تین بجم ہوا زمار ہو رات بھر سویا کیا اب صبح ہی بیدار ہو وہ نہیں سر سبز ہوا جو غریب آزار ہو یا صنم دل میں ہو لیکن لب پہ استغفار ہو خوبصورت ہوتی ہو بردار جو تلوار ہو آسمان لے لے اگر مٹی مری در کا ہو گل سے رنگین باغبان تیرے چین کا خار ہو نا خدا مہر خدا ابویہ کشتی پا رہو روٹھتا ہو اس سے تو جس سے خدا بیزار ہو فتح ہو اسکی لڑائی جس کا پہلے وار ہو گفتگو ہم سے زلیخا سے سرا زار ہو نرم گل دیان میں تا وقفہ نہ تیرا ہو پاک ہو وقفہ طلسم آب و گل مسما ہو</p>
شیخ ابرو پرتی کیونکر کھلا کاٹے نہ نہ	کیا کرے اسکے سوا انسان جب ناچار ہو

<p>یہیں جو ضرورت ہو مرے ہمسفروں کو اب گیسوئے مشکین ہوئے شالونے بچنے آبادہ پرواز تھے مرغان گرفتار ہمراہی کمر باندھ کے راہی ہوئے یان سے تکتے ہیں بڑی آنکھ سے صورت کو تمہاری وہ ترک نہ مار چکے نادک مرگان</p>	<p>ہشیار کر ادبیک اجل ہنجر دن کو سودا تری زلفون کا مبارک ہو درنو میاوند آجائے تو کھولا تھا پروں کو آگاہ کرد جلد مرے ہمسفروں کو پاس اپنے بٹھایا نہ کرو بد نظروں کو ان تیر دن کے ارمان ہیں سینہ سپر و نو</p>
<p>دم بھرتے ہیں اے زند جو الفت کا ہو نکی لوہے کے توے کیے نہیں کے جگر و نو</p>	
<p>رکھو خدمت میں مجھے کام تو لو مے بیو تم سرور ہو مجکو بات تم نے نہیں کی غیر سے کل بندہ ہوتا ہوں آپکا میدام ناز و ناز و حسن و خوبی میں آپ فرمائیں جو بچا لاؤں مجھ سے آنے لگے گی عطر کی بو پہلے کر لور سائی زلفت تلک بھر تڑپ لیجو گرفتار و مے بیو جو نہیں پلاتے ہو ناز بردار و دوسرا مجھسا</p>	<p>بات کرتے نہیں سلام تو لو ہاتھ سے میرے ایک جام تو لو سر پہ اللہ کا کلام تو لو ہوئے درکار اگر غلام تو لو کون ہو تمہارا اس کا نام تو لو کبھی مجھ سے بھی کوئی کام تو لو نام گیسوئے مشک فام تو لو سلسلے کو حنون کے مقام تو لو دم بھر آرام نہ میر دام تو لو مجکو دیتے نہیں ہو جام تو تو کون عاشق ہو اسکا نام تو لو</p>
<p>نہ نہ ماضی میں شیشہ و ساغر مے نہ سمجھو اگر حرام تو لو</p>	
<p>وہ دیوانہ تھا میں جسکا ہوا غم اہل عالم کو عداوت پاک دامن سے بھی ہو انہاے عالم کو کلمے سے خلق کے کرباں عصمت لوث ہو مثال شیر مادر خون دل پتیا ہو غیرت سے</p>	<p>یہ زیادہ دن لے اپنے بال کھوئے میرا دم کو کیا مطعون محافل اللہ بیکاری سے مریم کو خدا تو جانتا ہی پاکدامنی مریم کو دیا کیا حوصلہ اللہ نے فرزند آدم کو</p>

کیا باغ و بہار آتش کو ابرہہ ہم چرس نے
محیط حسن خوبی، ہر سرا یا یا نہریا ہے
میں دیوانہ ہوں اس رشک کسی دیکھ کر جس کو
جھگے وہ تیغ ابر و راست باز دن کی طرف کو کر
مثال قیس مقتول شہقتہ ہر اک جہان جس کا
پرستان کی بھی کچھ اقلیم کی زیر نگین اُس نے
بجای جو کون نحر اب کعبہ اُس کے ابر و دین

گل و گلزار کر کتاب ہے وہ نارِ جنم کو
کہوں میں دو حجاب بحر خوبی اسکے بحر کو
سیمان نذر کے خاطر اوتارے اپنی خاتم کو
بنایا ہی نہیں امتداد نے تعظیم کے خم کو
خدا سے مانگتا ہوں میں اسی محبوب عالم کو
کہیں اب سیلمان کی انگوٹھی اپنی خاتم کو
اگر نشیب و دن چاہ ذوق سے چاہ زمرہ کو

گلیم فقر کو کیوں دوش پر ہم ڈالتے اسے زندہ
اگر کمال سے بہتر جانتے کجواب و شبنم کو

اب شیفۃ کسی کا دل زار تو نہ ہو
امسال فصل گل بن گریبان کو ابر بخون
لازم سمجھ تو ذات کی خاطر صفات بھی
پیدا کجائے ہر بن ہو ہو اگر زبان
دیکھ کر دہ اور تری صوٹ کو ترسوں
کستانین میں ہو جیسے بے پردہ مہربان
چتر ہے اس اختلاط کو موقوف کیجیے
کیونکہ کہوں ثبوت نہیں تجھ میری چاہ
والستہ میں نے دل سے نہیں کھینچی آہ سرد
کھم جاتا ہوں ابرو کو گر طاق کعبہ سے
مالوئے تیرے ٹپٹے اڑے پردے گوش
جب دیکھتا ہی مج کو تو کتا، ہر دے قیس
پھرتے ہیں شاد چاک گریبان کیے ہوئے
لہہ منہ سے بولو ثبوت دہن کر د
کر دیکھو ڈھیر اسکی گلی میں پس از فنا
زندہ ہیں ہجر یا رہن تیری امید بہر

بہلو میں رہ کے جان کا میرے عار نہ ہو
یوں دھجیاں اڑا کر کسی سے رفو نہ ہو
وہ گل نہیں ہر خار ہر چورنگے بونہ ہو
گیسو کا وصف تو بھی ادا ہو بونہ ہو
پتھر سے توڑ دن آئینہ جو تیرا دہ نہ ہو
آواز تو سناؤ اگر رو برو نہ ہو
زہنار ذکر غیر مرے و دہر نہ ہو
اے جان جان بوجھ کے تو حیلہ جو نہ ہو
مجدور تھا تو گرم عیث شعلہ خونہ ہو
ہنگام مرگ لاش مری قبلہ روتہ ہو
اب ہم نہ ہو یوں باغ میں بلبل کہ تو نہ ہو
تیری طرح خواب کوئی کو بکونہ ہو
اصلانہیں ہے رنج نہیں ہر رفو نہ ہو
تاہر کسی کو حوصلہ گفتگو نہ ہو
میرا اعتبار باد صبا کو بہ کو نہ ہو
اے شوق دہل ہم بھی نہیں جو تو نہ ہو

ہیفائے ہر شاہ مقصود کا گلہ
راہ طلب میں رفتہ اگر جستجو نہ ہو

کیا سمجھائی، ہر اسے جلوہ گری نے دیکھو
غنجہ سان تنگ قبا سے تھا میں دیوانہ عشق
خواب غلبے غمٹ شوخ کو بیدار کیا
عمر دور و زہ بسر ہو گئی، بیہوشی میں
ہو کے مشتاق پرستان سے آتی ہر پری
عمر بھر حسرت پرواز نہ نکلی دل سے
دیکھ کر اپنے گلے میں کئی پتھر مارے
جان مشتاق سے عاشق کے کیا برق کا کام
آئے ٹرگے ہیں سینے سے تانوں بان
کھل کھلا نہ ہنس میں نہ کہا کرتا تھا
بہر گلشن جن میں اسے لے آئی ہے
یا بزمِ خیر ہوئے طوق پڑا گردن میں
چھوٹا متجرب نظر آتا ہوا ربط قدیم
تا جن لائی صبا و دوش پہ مانند نسیم

ہیبت انسان کی پٹری ہر پری نے دیکھو
کیا شگفتہ کیا دل جامہ درمی نے دیکھو
فتنہ چو کا یا نسیم سحری نے دیکھو
ہوش آنے نہ دیا بے خبری نے دیکھو
دھوم ڈالی عری شوریہ سری نے دیکھو
جی کی اچی میں نہ کھی جال پری نے دیکھو
جکڑ دیوانہ بنایا ہر پری نے دیکھو
کیا غضب ڈھایا ہر بان میں نے دیکھو
بھون ڈالا مجھے سوز جگری نے دیکھو
قہقہہ سیکھ لیا کبک دری نے دیکھو
گل کھلا ہے ہر نسیم سحری نے دیکھو
قی کر دا دیا شوریدہ سری نے دیکھو
نئے انداز نئے اسکے قرینے دیکھو
پر نکالے مری بے بال پری نے دیکھو

بند ہوں باب اجابت جو دعا مانگوں
کیا دکھایا ہر اثر بے اثری نے دیکھو

چلتی رہی اس کوچے میں تلوار ہمیشہ
گل کھلتے رہیں پیچھے کرتا رہے بلبلیں
ہم نہ ہوئے شاہ مقصود سے واصل
یاں تخم تناسے اگا کر تا ہے لالہ
مطر پاکرین کوچے میں ترے سیکڑوں کشتے
دیوانے ہیں باطل ہوں اگر خور و پری کے
مجھے تشنہ دیدار کو کس روز چھکا یا

لا شے ہی کھلتے رہے دوچار ہمیشہ
یارب رہے آباد یہ گلزار ہمیشہ
جھگڑے میں رہے کا فروزینا ہمیشہ
گل کھاتے ہیں ہر فصل میں دوچار ہمیشہ
رنگین رہے خون کے تری تلوار ہمیشہ
جو دیکھ رہے ہوں ترا دیدار ہمیشہ
بیا سا ہی رہا خون کا وہ خونوار ہمیشہ

<p>شتاقوں نے تیرے نہ لیا کوڑیوں کے مول ہر نہ لے سلسل تری یادام بلا ہے کیونکر تو مسحا ہوا مشہور جہا نہیں ہنگامے نئے روز ہوا کرتے ہیں بریا</p>	<p>کہتا رہا یوسف سر بازار ہمیشہ ہو رہتے ہیں دو چار گرفتار ہمیشہ مرتے ہیں ترے ہاتھ سے بیمار ہمیشہ فتنے ہی اٹھاتی ہر وہ گرفتار ہمیشہ</p>
<p>اب لڑا کر نے ہیں اکثر سر بازار آنکھ خلق کی ہر دیکھنے کو حسن کی اسے یار آنکھ غیر ممکن، ہر حال یار سے ہو مستفیض اسکے کوچے سے اگر میرا جنازہ جائیگا چشم پوشی پہلے کی تھی کیا بھگ کر اپنے رنگ و بو میں فوق رکھتے ہیں معارض ہولبر دیکھتے ہی حسن کو یہ بتلا ہوتا ہے وہ بانکے طیر مھونکو ترا بروے کج سدا کرے جلوہ جانان کے نظارے کا طائر ہوا باغ میں رنگ صفائے درے لگن کیا پڑے باندھتے ہو ٹکلی تو چربو سے بھی تو دو دوست دشمن کا نہیں پابند تیرا فیض عام ابر ہر باران ہے ہر باغ ہر ساقی نہیں تغ میں جو ہر نہ اوقا تل سمجھنا اسکو تو</p>	<p>آئینہ سے بھی نہ کرتے تھے کبھی دو چار آنکھ جو نہ دیکھتے تیری صورت کو تو ہر بیکار آنکھ خواب میں دیکھے مگر یہ دولت بیدار آنکھ کھول دنگا جا کے زیر سایہ دیوار آنکھ بیجا ہوا ب جو مجھ سے کرتے ہو چرچار آنکھ کیون نہ مار بن حسن گل پر بار کے خسار آنکھ ڈال دیتی، غریب میں دل کو بھی ہر بار آنکھ مار ڈالتے تیرا ستون کو تری بے سار آنکھ کیون چرتا ہو تو مجھے روزن دیوار آنکھ برسون دیکھا کی ہر تیرے بھولے رخسار آنکھ شرط ہار گیا جھپک جائیگی جس کی یار آنکھ رکھتے ہیں تیرے کرم پر کا فرو دیندار آنکھ تے تکلف باندھ دے روزیکا تو بھی تار آنکھ ڈالتی ہی باقی ماندوں پر تری تلوار آنکھ</p>
<p>نچی کر لیتے ہیں شر مار دم گفتار آنکھ رات دن واسطہ مثال دیدہ بیدار آنکھ کیا عجیب ہر جو جھکی رہتی ہر تری یار آنکھ</p>	<p>بات بھی کرتے نہیں مجھ سے دکھ کے چار آنکھ پھوڑ ڈالے گا تو کیا اسے انتظار یار آنکھ بیشیر کم کھولتے ہیں مردم بیمار آنکھ</p>

سے پلا ہر ایک کو اُسکے بہت در حوصلہ
حسرت دیدار نے پیدا کیا حال روی
جان قربان ان اشائے دنیا کو تو
مروت ناسور کیوں ہر دم بہا کرتی ہو تو
غش میں رہتا ہوں پڑا کثر کیے آنکھوں کو بند
دل کو لیجا ہے جو راکر ایک پرتابت نہ ہو
حسن کی طالب اگر وہ ہو تو ہونے دے دلا
منہ دکھا بہر خدا بس ہو چکا شرم و حجاب
نور زائل ہو گیا تو جو نہیں پیش نظر
ہر کھٹکتی بے ترے نظارہ گلزار سے
ہو گئے دو لون شکوہ حسن سبے اختیار
گل تھے انگارے نظر میں بے ترے سبب دھواں
عکس ہو تیرا جو ہر ترے مقابل میرے سے

ساتیا پہچان لینا مست اور ہشیار آنکھ
پھیر دیکھا اب کوئی دم میں ترایا ر آنکھ
مدد سے اس چشمک زنی کے بنے کھٹک ر آنکھ
جھگو تھلا دے کر کیا جھگو ہوا آزار آنکھ
کھونے دیتی نہیں ہر حسرت دیدار آنکھ
کام کر جائے ہزار و نہین قری عیار آنکھ
جھگو کیا مطلب ہوا اپنے فعل کی مختار آنکھ
کب تک ترے ترے دیدار کو لے یا ر آنکھ
دیدہ لقویر کے ماتر ہے بیکار آنکھ
برگ گل کو جانتی ہو شکل نوں غار آنکھ
کیا کرے مجھ کو ہر دل در ہر ناچار آنکھ
جا پڑی تھی اتفاقاً جانب گلزار آنکھ
ڈالتا ہر کیوں کڑی آئینہ پر ہر بار آنکھ

ہر پیا خون دل عشاق بیم بکمر رفتہ
دیدہ مرغ سے مرغ سے ہر رخ وہ خود بخوار آنکھ

دل لگی ہجر میں ہے آنکھ پہر نا لون سے
خوف انفی سے ہر جھگو نہ خطر کا لون سے
ہو کے آندردہ مر بجان جو چھل جائیں گے
میں یہ جانو گناقتنا آتی ہوئی مری طلی
دل کو چشمان سیہ مست سے لگ چلنے دو
یون نہ ٹھکر او مزار شہدا وقت خرام
یا دکر کے اسے کوٹھے پہ جو روتا ہوں کبھی
مروم چشم نے مفرگان سے کیا کام تمام
دام کیسوی کی محبت سے رہائی پائی
لیک دن آتی نہ طالع میں مری شکل مزج

اب بسر ہوئی ہر اسے نند بے حالون سے
الاماں آپسے بل کھائے ہوئے بالون سے
یون نہ رگڑا کرو گال اپنے مر کا لون سے
جان بچ جائے جوان ناز و داد والون سے
رو کو دیوانے کو کیوں ملتا ہر متوالون سے
لوگ کتے ہیں برا ٹھکو انھیں جالون سے
اشک دریا کی طرح بہتہ میں پریا لون سے
انفین ترے کون نے مجھے چھید لیا بھالون سے
مرغ دل چھوڑا ہمارا بڑے تجالون سے
قرعے چھکواسے محبت ہجر میں رالون سے

<p>ساقیا آتش حاکم وہ پلائی کہ شراب حسرت یارین آنکھیں بھین اس درجہ سفید</p>	<p>بنگنی خوشہ انگور نہ بان چھالوں سے پتلیان چھپ گئیں مکڑی کی طرح جالوں سے</p>
<p>ہو گا مردہ نہ خراب اپنا پس از مرگ لے کر نہ گور کن دوست یار نہ ہے عسالوں سے</p>	
<p>آنکھ مجھ بن جو کسی پر بت عیار پڑے الفت چشم منم کے ہوں گنگاروں میں ہاتھ باندھے ہوئے کتابوں کے دعوہ و قصود بڑھ چلے گیسو خمدار خدا خیر کرے ہوں میں وہ عاشق جا نیا تر اوقات پوچھتے کیا ہو طبیعت ہر تری کہے علیل بھاگوں کس سمت کو ٹوٹے ہوئے ہیں بہا گزرا اک طرف سے ہی کیا ناز و ادائے نرغہ ہیں ادھر طالب جان چشم سیاہ خود نرغہ قید مذہب میں پھنسے چھوڑ کے زندانہ طریق ابکی نوچندی کو آئے نہ زیارت کو اگر اب گلے لگتے ہیں دوچار کے اسے شیک مسج ہم سے جب غیروں سے تلوار چلے سن لینا نا تو انی نے کیا اس قدر اب زار و نحیف عشق کی کھائیں متم رسم محبت اٹھ جائے کشت دشمن کو جو سر نہ کرے ابر بہار خار خار غم الفت جو کیا میں نے بیان ہم نفس میں ہیں بلا سے اگر آئی ہے بہار</p>	<p>عوض سمجھ گلے میں مرے نہ مار پڑے چوب با دام سے لازم ہے مجھے مار پڑے پاؤں بھی کیسے تو مشفق یہ گنگار پڑے بیچ بچپن کوئی ادھر یا رہ پڑے بھوں نہ بیڑھی ہو جو تلوار پہ تلوار پڑے تم سے جسدن سے جدائی ہوئی ہمار پڑے ہاتھ دھو کر مرے پیچھے ہیں طرحا پڑے اک طرف لوٹ یں اپنے ہیں وہ دوچار پڑے دل ادھر مانگتے ہیں گیسو خمدار پڑے کیسے جھک پڑے میں تم او کا فودینا پڑے علم حضرت عباس ہی کی مار پڑے ایڑیاں نہ گزرن کمانک ترے ہمار پڑے لوٹتے ہونگے گلی کو چوہن دوچار پڑے دب کے مرجاؤں اگر سایہ دیوار پڑے سامنا ایسی مصیبت کا جو ہر مار پڑے صاعقہ بنے سری آہ شر مار پڑے سر سہر کاٹنے زبان پر دم گفتار پڑے اگ جھل کو لگے بھاڑ میں گلزار پڑے</p>
<p>منظر چشم عنایت کے بین لاکھوں کے زند خوش نصیب اسکے ہیں جس پر نظر مار پڑے</p>	
<p>روش باغ پہ میں گل کی جگہ خار پڑے</p>	<p>میر گلچین پہ ترا بلبیل گلزار پڑے</p>

حقے خالی ہوئے مرہم سے مگر تو نہ پھرا
کشتہ تیغ ادا بھی تھا کہلا یا شہید
ہم نے جو رنگ جمایا تھا کسی سے نہ مٹا
رشتہ عشق کی ہر بار کشاکش نہیں خج ب
یاں یہ زاری ہو دل یار میں خاک لٹنی، ہو
کون تہلائے کسے یاد ہو ہجران کا دن
جاوہ کعبہ مقصود یہ ہم جا ہو پٹے
چہرہ و شیریں جو کلام انکے ہی ہیں ہر بار
پے تحریرِ لعل دل جو کیا میں نے روان
کوئی چنگانہ ہوا جسکو لگا عشق کا رنگ
ماجرِ شب کا تو فرمایا کیا صحبت تھی
ہم گلا دھر چکے ہیں اپنا چھری کے نیچے
ہر عجب خمکہ وہ ہر بھی غفلت کا مقام
ہم نہ کہتے تھے نہ دیکھوا سے بچھتا دُر گے
وسعت دشت کو دشت نے کیا دلیر تنگ
ہوں وہ آرزو کسی درد سے ہم کو سے جائیں
لغۂ سبھی کی کرے مشق جو مجھ سے چندے

کاش ناسور ہی تجھ میں دل افکار پڑے
قبر پر بعد فنا پھول چڑھے بار پڑے
غیر نے جوڑ جو پاسے تھے وہ بیکار پڑے
کہیں اس ڈوڑ میں گھمتی نہ ہر بار پڑے
خاک اس روئے پر ہے دیدہ خوباں پڑے
دین گداز میں بسجا سمجھے بیمار پڑے
ٹھوکر میں کھانا کئے کا فردیتاں پڑے
کچھ دنوں اتو کھٹائی میں نکھواریں پڑے
آئیے پائے قلم میں دم رقتاں پڑے
ہیں مری فکر میں ناسخ مرے غمناں پڑے
دین کہیں پھول کہیں ٹوٹے ٹھہرے بار پڑے
اے اجل پٹ نہ کہیں یار کی تلوار پڑے
جو کھی دس مانگتے ہیں بولتے ہیں جا پڑے
ترسواں نیند کو او دیدہ بیدار پڑے
کیون نہ ہر بار قدم جانب کساں پڑے
کوئی تقصیر کرے اُلکی مہین بار پڑے
پھر گلا تیرا نہ اد بلبیل گلزار پڑے

اس زمین میں نہیں کچھ اور حلف لے رہا
حسن اتنا ہو ردیف اسکی نہ بیکار پڑے

ہجرین تیرے کیا کیا گزری
زندہ کو تم پر کیا گزری
گزری جو کچھ جانا گزری
یہ کیا بار خدا یا گزری
منع کیا کس نے کیا گزری
ہم نے جانا دُنیا گزری

صدے گزے ایذا گزری
ہجرین جان نہ ہی یا گزری
کیا کہوں مجھ سے حالِ فرقت
الغنت بت نے کر دیا کافر
آے نہیں تم عرصہ گزرا
گزرے جس دم ہم دُنیا سے

<p>بحرِ جانِ مینِ زلیستِ ہماری کس سے کہیہ کون سنے گا کتنا تھا مینِ عشق سے باز آ مر بھی گئے ہم وہ مری غفلت اب تو ہر شغلِ خونِ آشامی کا فریبہ بھی نہ گذرے ایسی وقت مرگ یہ جی مین گذرے نالہ کیسا آہِ نہیں کی ٹوٹ چکا ہر رشتہ اُلفت دوسرا تجھسا کوئی نہ دیکھا دیکھکے حالِ مریضِ فرقت قابلِ دیدہ نہ دیکھیں آنکھیں عش کون آیا ہم سے تو کہیے</p>	<p>شکلِ حبابِ دریا گذری کیا کیا گذرا کیا کیا گذری دیکھا جو دلِ شیدا گذری انکو خبر بھی نہ املا گذری نوبتِ جام و مینا گذری ہم پر جو بختِ ترسا گذری زندگی اپنی بیجا گذری کیا کیا تجھ بن ایذا گذری یاس ہو اب تو مینا گذری پیشِ نظر اک دُنیا گذری حالتِ ہم پہ سجا گذری مت نہ گس آتش لا گذری کیا کچھ حضرت موسیٰ گذری</p>
<p>کیونکہ جھیلی آفتِ فرقت رہند کہو دل پر کیسا گذری</p>	<p>بچ گئے ہن خدا کی قدرت سے باز آیا مین اس محبت سے روحِ تھراتی ہو محبت سے دم نکلتا تھا تم پہ مدت سے دیکھتا ہوں نگاہِ حسرت سے حشر ہو پیشتر قیامت سے ہوں مین مجبورِ ربی خلقت سے انکو نفرت تھی میری صوبت سے پیار سے لطف سے محبت سے مجھ کو پور دگا رہ تممت سے</p>
<p>مر گئے ہوتے ریحِ فرقت سے جان جاتی ہو اب تو فرقت سے ہول آتا ہو نامِ اُلفت سے باتم آئے ہو آج قسمت سے اک نظر اس طرف بھی دیکھو جان مردے زندہ کیسے تھا دی حال عشق بازی ہو آبِ دگل مین شریک ابتدا مین یہ حال تھا چند سے پیش آتے ہن اب تو کس کس طرح وقت اچھا نہیں بچا لینا</p>	<p>بچ گئے ہن خدا کی قدرت سے باز آیا مین اس محبت سے روحِ تھراتی ہو محبت سے دم نکلتا تھا تم پہ مدت سے دیکھتا ہوں نگاہِ حسرت سے حشر ہو پیشتر قیامت سے ہوں مین مجبورِ ربی خلقت سے انکو نفرت تھی میری صوبت سے پیار سے لطف سے محبت سے مجھ کو پور دگا رہ تممت سے</p>

<p>تم پہ جو کچھ ہوا سزا سختی زند کیون بھڑے ایسے بیروت سے</p>		<p>یار کوئی بھی وقت فرصت ہی بھوٹ بہتان مجھ پہ تہمت ہی وصل کی ایک یہ بھی صورت ہی ہم بہن اور سیر دشت غربت ہی اے اجل تجھ سے کیا ندامت ہی کیا ہی زور و نپہ دست وشت ہی غسل بیت ہی غسل صحت ہی دل لگی اُسنے اُسنے صحبت ہی کنج غلت ہی رنج فزت ہی ایسے غمزدن سے مجھ کو نفرت ہی ادب ہی کوئی آدمیت ہی ابھی تو بھولی بھولی صورت ہی کیا جنون خیز دشت وشت ہی پس تو ہی کتنا بے مروت ہی دفن جس جا شہید الفت ہی مر گیا کون کس کی تربت ہی</p>	
<p>جب سنو مشورہ ہے خلوت ہی تجھ سوا اور کس سے الفت ہی کچھی تو ام مری تری تصویر خوش رہو تم وطن میں اہل وطن جان مدت سے نذر فرقت کی قوڑیں چوڑی کی طرح ہتھکڑیاں مرض عشق کی شفا ہے موت بین بُرے وقت میں یہ اپنے رفیق بھو فایار کا تصور ہے لا جب سنا اک ڈھکوسلا ہی نیا اپنے دیوانوں سے یہ اڑ چلنا روڑھی روڑھی نہ سیکھی باتیں تم بھی یا خضر بد کھلا سے گئے یون خوشامد سے کچھ کسے کوئی لاکھ بار اسطرت سے گذرا تو فاتحہ درکنار یہ نہ کہا</p>		<p>یار صورت نہیں دکھاتا رند کوئی زندگی کی صورت ہے</p>	
<p>ان دنوں کیا جنون کی شمت ہی وہ منم قابل زیارت ہے دارغ فرقت سے جکے جلتا ہوں بڑے گئی جان کس عذاب میں اُسے کچھ کے لندن گئی تری تصویر</p>		<p>اپنے سایے سے مجھ کو شمت ہی بت نہیں ہی خدا کی قدرت ہی ماہ پیکر ہی مہر طلعت ہے چاہنا بھی بڑی مصیبت ہی انگریزوں میں تیری شہرت ہی</p>	

<p>جب سے آیا پسندِ سنِ یلیح جاتا ہوں جو دیکھا کوئی مبیح کون ہی احتیاج سے حسالی آپ کے نام سے ہوں میں مشہور کیون نہ دوڑوں جلوین تھامے رکاب پھر یہ منہ لیکے آئے ہو مجھ پاس یوں مسلمان تم کو سجدے کر میں گور پر چھا رہی ہے حسرت و یاس عشق میں آجتک تو فرق نہیں اک نہ اک روز جان جائے گی جان جلتی ہو دل بہلتا ہے لاکھ غم سے ہیں ایک بوسے پر</p>	<p>گوری رنگت سے چڑھو نفرت ہو سنگ مرمر کی ایک مورت ہو ہر بشر کے لیے ضرورت ہو یہ نمود آپ کی بدست ہو ابھی تو دست و پائین طاقت ہو دور ہو سامنے سے نفرت ہو کیون بتو کیا خدا کی قدرت ہو کسی عزت زدے کی تربت ہو ایک حالت ہو ایک حالت ہو ہم نہ ہوں گے جودل سلامت ہو اسکی عادت نہیں عداوت ہو گھر یوں تکرار ہوں جیت ہو</p>
<p>کوچے سے تیرے عاشق شہیدہ سر گئے ماند برق چشم زدن میں گذر گئے ثابت ہوا جو کشتہ چشم سیاہ یار رد کر کہا جو میں نے کر کہا تھا میری جان دیکھے جو ہشیاری میں سو سو طرح کے رنج احوال کس سے پوچھیے یاران رفتہ کا سند یہ سانچہ بھی ہو یادِ شہیدانی</p>	<p>سب اپنے دم کے ساتھ یہ سب شور و فر گئے یہ بھی نہ سمجھے ہم کدھر آئے کدھر گئے آہو مرے خزار کے سبزے کو چر گئے ہنس کر دیا جواب کہ پھر کیوں نہ مر گئے غفلت کدے سے دہر کے ہم بیخبر گئے وہ بھی نہ پھر کے آئے جو لینے خبر گئے لے لیکے خط جو میرے کئی نامہ بر گئے</p>
<p>گلزارِ روزگار میں وہ خوش نصیب گئے بھین گئے اُسکو ابر کرم سب گناہ گار </p>	<p>دامن میں اپنے جو گلِ امیسد بھر گئے ہم حشر میں جو لینے یہ دامن تر گئے </p>

آیا نہ آجتک کوئی لے کر جواب یار
فرقت میں سیل شک کا عالم جو ہی سو ہے
کوٹھے پہ جب چمکے وہ نہرہ جین چڑھا
دقت نہ کیا نہ گل کی روش باغ دہر میں
ہم آفتاب بام میں یاہن چراغ صبح
پھولے پھلے نہ آکے گلستان دہر میں
اب تک وہ ایک ایک سے کرتے ہیں تذکرہ
والترہ رند سے یہ توقع نہ تھی مجھے
یہ قول تھا کہ مجھ سے جدا ہوئی اگر

ق

قاصد گئے مسافر گئے نامہ بر گئے
دریا ہزار بار چڑھے اور اتر گئے
شمس و قمر نظر سے ہماری اتر گئے
رنگ نسیم ہم ادھر آئے ادھر گئے
کیا اعتبار شام گئے یا سحر گئے
ہم وہ شجر ہن باغ سے جو بے غم گئے
بہر حد ترک عشق کو برسوں گزر گئے
کیا کیا کہا نہ کرتے تھے بہر کچھ نہ کر گئے
ایمان مر ہی جائینگے لو اب نہ مر گئے

کتنے ہیں رات کو کچھ کھا کے مر گئے
عاشق تھے اپنی جان سے آخر گزر گئے

درد پہ ہم نہ آئے تو کچھ ہم نہ مر گئے
بیار پاس اپنے جو آتا ہے آجکین کو
لکھ پڑھ کے تو جان بھی تیا ہوں میر جان
حیلان شکل آئینہ بیٹھے ہیں گھر میں ہم
تا نیر اسکے دلین کرین خال زاریاں
انسان اب جو ان میں غیر جنس سب
جسوت تیغ ناز پہنچی بو الہوس کمان
جا نازی اپنا کیل ہو ہم سر فروش ہیں
میلہ تھا چاند کج بین سوچ کن کا آج
جو سدرہ ہوا اسے ہوا کہ دیا کو
یوں نکلی دل سے حسرت پرواز بعد مرگ
ہم بھی بہک چلے تھے مگر ہوش آ گیا
رہتے ہیں راست باز تیر کا خواص
کس روز آئے فاتحہ پڑھنے وہ قبر پر

کتنے کو بات رہ گئی اور دن گزر گئے
کس درد کی دواہن وہ جب ہم ہی مر گئے
یہ وہ نہ ہو کہ دل کو لیا اور مگر گئے
نظارہ جمال کو اہل نظر گئے
نالوں سے درد آہوں سے اپنی اثر گئے
جنگو کہ آنکھیں ڈھونڈھتی ہیں وہ کدھر گئے
وہ ہم ہیں معر کو نہیں جو سینہ سپر گئے
عاشق نہیں وہ لوگ جو مرنے سے ڈر گئے
تم کس لئے نہ غیرت شمس و قمر گئے
سیل بلا کی طرح گئے ہم جدھر گئے
اڑتے ہوا کے ساتھ مرے بال پیر گئے
نشے شراب عشق کے چڑھ کر اتر گئے
پھر طر کے بھی نہ دیکھا گئے ہم جدھر گئے
کس دن مرے فرار پہ دو پہل انھر گئے

کیا کیا اذیتیں نہ سین، بجز یارین سو بچ نھی کے پھول کا عالم ہی آنکھ کا ناگفتنی ہی پوچھو نہ حال دل جسگر ہمراہ اشک دل تو ہو ہو کے بہ گیا	موت آئے ایسے جینے کو ہم کیوں نہ مر گئے یہ بھی تھا اے ساتھ پھری تم جلد مر گئے کس سے کہوں کہ کیا ہوئے دونوں کدھر گئے ادراہ میں گتھے ہوئے لخت جگر گئے
--	---

ہمراہ میرے رشتہ بھی تھے کوئے یا رتک
پھر ہم ادھر کو آئے میان وہ ادھر گئے

کمر پر جب سے تری کا کل رسا آئی چلون خبر کو یہ جی میں نہ دلر با آئی نہ آیا لب پر مے ایک حرف مطلب کا گئے جو عالم وحشت میں سوئے صحرا ہم یہ بے حجاب ہوئے بزم غیر میں صاحب میں بزم دہر میں بیگانہ وار کیوں نہ رہوں ہوا ہی مائل آرائش اب تو وہ خود بین کر گیا عشق لہر تو دیکھنا وہ پیری شما دین بڑھاب دم نہ بھر تو مکا ولا وہ کون لوگ ہیں بیگانے ہیں جو اپنوں سے خیال زلف میں دم گھٹ گیا تو صدقے ہوا شب فراق کی کالک سے دم نکلتا ہے دہرا ہی رہتا ہی آئینہ رد بردہر وقت نہ اردن مر گئے اس پر سسکتے ہیں لکھون مثال حرف غلطیوں مٹا دیاد دل سے پہونچ رہی ہو تو اتر مجھے خبر گل کی شکاف کہ دیا سینے کو نوک خنجر سے کما تھا کس نے مجھے شغل مشق بازی کہ غضب میں ڈال دیا اپنے ساتھ جان کو بھی	دیال جان ہوئی عاشق کے سر بلا آئی نہرا حیف نہ آئے تم اور قفس آئی زبان نہ کام دم عرض مدعا آئی تو روح قیس کی لینے کو پیشوا آئی نتھیں تو شرم نہ آئی مجھے حیا آئی نہ ایک شکل نظر صورت آشنا آئی گئی جو سامنے سے آرسی حنا آئی پیادہ گھر سے کھلے سر برہمنہ یا آئی لبوں پہ جان تو او بسندہ خدا آئی ہمیں تو غیر سے بھی بوئے آشنا آئی ہمارا وقت برابر ہوا قفس آئی اکھی رات ہوئی یا کوئی بلا آئی پسند آپ کو بھی اپنی کیا ادا آئی عجیب روگ ہو یا رب یہ کیا بلا آئی مری وفا بھی نہ کچھ یاد بے وفا آئی ابھی نسیم گئی تھی کہ پھر صبا آئی کواٹر چھاتی کے کھولنے ذرا ہوا آئی بتا تو اودل نادان یہ جی میں کیا آئی خدا کا قہر بڑا تجھ پہ کیا بلا آئی
---	--

سنا ہر زند نے دی جان جنگی فرقت میں
مزار پرودہ بری شمع و گل چڑھا آتی

طوبیٰ ہے پست اس قد بالا کے سامنے
رہتے تھے یا تو اس گل رعنا کے سامنے
موت آئے یا رب اس گل رعنا کے سامنے
سکان چرخ کا نپاٹھے تھر تھرا گئے
بدتر چیل سے نظر آتی ہو اسے پری
بدنام جتنا ہونا تھا میں ہو چکا پری
نسبت نہیں عبث شعر دیتے ہیں مثال
میں عنریب مست گلستانِ حُرمِ ہون
ابر بہار روکش مژگانِ تر نہ ہو
حسرت نہیں کچا درِ مگر ہے یہ آرزو
وہ گل نہیں جین ہیں تو اسنجیانِ کرون
ترسا بچوں کے ہاتھ سے روتا ہو دین کو
منکر ہو وہ اگر لب جان بخش کا ترے
مر جاؤں حسرت لب جان بخش میں مگر
وصلِ منم جو بار خدا یا نصیب ہو
ہیں حق پرست یوں ہیں بھی یا بنِ برتیاں
فرقت میں جب لیا ہو تھوڑے میں نے کام
آیا نہ باز ظلم سے وہ بعد قتل بھی
فرط جنوں سے عالم آہن بلبہ یاں
پھر ہو گا پار جلوہ نما آ کے بام پر
ہو کے شب وصال سیہ یا سفید ہو
دل کے مقابلے مفت مژگان سے دیکھ لو
آکھو نہیں اسکی خاک مبادا نظر لگے

سنبھل ہی گھانٹا نہ لطفِ سمن کے سامنے
یا اب ہیں خارِ زارِ متن کے سامنے
حسرت ہو جان نکلی میسا کے سامنے
پہوچی جو آہ عرشِ معلے کے سامنے
حورِ آتی ہو اگر ترے شیدا کے سامنے
اب ننگ مار ہو ترے رُسوا کے سامنے
جھنڈا ہو سرا س قد بالا کے سامنے
چکا رتا ہوں مہر گلِ عین کے سامنے
کیا اقتدارِ قطرے کا دریا کے سامنے
دیکھا کروں پری تجھے بھلا کے سامنے
کس عندلیبِ زمزمہ پیرا کے سامنے
مسجد بنا کے شیخِ کلیا کے سامنے
انجیل لا کے رکھ دوں سجا کے سامنے
یجاؤں التجا نہ سجا کے سامنے
مسجد بنا کروں میں کلیا کے سامنے
بت بھی دھڑے ہوئے ہیں مہلا کے سامنے
موجود کر دیا ہو اسے لا کے سامنے
پھکوا دی لاشِ سرمرا کٹوا کے سامنے
نقشِ ترنہ لائیورگ سودا کے سامنے
پھر ہو گئے آج طور و تجلا کے سامنے
نیسان ہو چشمِ محو تماشا کے سامنے
دیکھ نہ ہوں جو فوج سے تنہا کے سامنے
آکھیں کروں نہ گس شہلا کے سامنے

<p>سنبھل بھل ہی جائینگے سالے یہ بیچ و خم صاحب کو میں نے لکھ دیا کہ خط بند کی دیتا نہیں میں ڈاکیے کو فطر رشک سے مرا ہوں میں نہ جانے میں بقیہ کیل کیجئے دھونی رائے کون سے در پر ترا فقیر ہر دم تصور قدہ بالائے پار ہے کافر ہوں میں اگر نہ خدا سے کہوں یہی</p>	<p>لینا نہ بل کی زلف سہن سا کے سامنے رکھ دو جو ہو نوشتہ کوئی لا کے سامنے خط رکھ لیا ہر دیر سے لکھوا کے سامنے اب چائے گالاش کو گڑوا کے سامنے کعبے کے سامنے کہ کلیسا کے سامنے رہتے ہیں اہتو عالم بالا کے سامنے کرتا ہوں سجدے اک بت سہا کے سامنے</p>
<p>کیا جلتے زندہ یار کے کیا جی میں آگئی سب در و دل سنا مجھے بھلا کے سامنے</p>	
<p>دل لگی غیروں سے بجا ہر سری جان چھوڑ دے ماشوق جاننا کیونکر کوے جانان چھوڑ دے یہ نہیں کہتا کہ میا داب تجھے آزاد کرے کون کافر پھر کہے سجدہ خدا کے سامنے تنگ ہوں دق ہوں کوئی دم میں نکلا بیگام شیر ممکن ہو جو بھولوں گھر تراے رشک غمرہ بجا نہیں اٹھتے پھنکا جاتا ہر دل پھر پھنسو نہیں دام کیسو میں تو کافر جانو ہونہ راز عشق افشا آبرو نہیری نہ ہو طوق پہنیکے گلے میں مثل قمری سیکڑوں حسن کا جو مان ہوں مدت سے میں یونہی مزاج</p>	<p>مان کنایت صدقے تیرے قربان چھوڑ دے اپنا آکھر کس طرح شیر نیشان چھوڑ دے دو گھڑی کو بہر گلشت گلستان چھوڑ دے کہ تو بیٹھے مجھے وہ بیت اپنا ایمان چھوڑ دے چھوڑ دے دست جنوں میرا گریبان چھوڑ دے محبوبت میں اگر لہجہ کے رضوان چھوڑ دے گر میان اپنی تلے مہر خزان چھوڑ دے چھوڑ دے شہاب و ناسلمان چھوڑ دے چھوڑ دے ہناتو اگر اے چشم گریان چھوڑ دے ناز کی زنتاراد و سرو خزان چھوڑ دے مجھ کو ریون کے اکھاڑے میں سلیمان چھوڑ دے</p>
<p>یون بھلائی دل سے یاد مصحف رخسار زند خفا کہہ کے جھپٹے کوئی قرآن چھوڑ دے</p>	
<p>رو برو دل تیرے تصور دہری رہنے دے عشق محبوب سے زخار نہ کر دل خالی نہ ہی حسرت کو از گلستان باقی</p>	<p>آپ میں اسکو اگر بے خبری رہنے دے یہ مرامی مے الفت سے بھری رہنے دے اب نفس میں مجھے بے بال پری رہنے دے</p>

نود پندی یہ سمجھاتی ہوا انھیں ان زندان
دعہ پھر آئینکا یلو نہیں دم رخصت پار
وہ حسین ہی تو جو تقویر ترے ہاتھ لگے
کج زندان میں بسر کیجئے کس راحت سے
سب گرفتاروں کو آزاد نہ کر زندان سے
اسکے نظارہ دیدار سے درگزر امین
کھل ہی جائیگا مرا شوق شہادت قاتل
مقتب کچھ تو ہے چشم مروت مجھ سے
خاک اتنی بھی نہ گلشن میں اٹرا باد خزان
زر عرفانی کوئی جوڑا بہن آیا ہی بسنت
ادما نذار مرے سینے سے سب تیر نکال
گھر کے گھر صاف ہوئے جاتے ہیں ہلو گونکے
دلو پابال نہ کر اس میں پیچھو لے ہیں کئی

آر سی سامنے ہر وقت دھری رہنے دے
ہوش اتنا تو مجھے بے خبری رہنے دے
کر کے تو میرا ہر اک عور و پری رہنے دے
پاؤں پیر جو شہیدہ سری رہنے دے
ایک دیوانہ تو اسے رشک پری رہنے دے
کور کو روانہ مجھے بے بھری رہنے دے
تو چھری تو رگ گردن یہ دھری رہنے دے
ایک بوتل تو مرے آگے دھری رہنے دے
کچھ تو ان بھولوں کے تھاوین تری رہنے دے
دست بغیم میں لباس اگر رہنے دے
دل میں جو ڈوب گئی ہو وہ سری رہنے دے
دل میں کچھ اور دنوں کیلئے دہری رہنے دے
ایک خوشہ تو بھلا بے شری رہنے دے

میں تو میرا چند میرا ہوں الفت سے زند
دل بھی تو مجھ کو محبت سے بری رہنے دے

تم تو چھڑا کے ہاتھ سے داباں نکل گئے
تم آئے رنج دل سے مرتجان نکل گئے
سیلاب اشک کو سون تلک موجزن رہا
ثابت رہا میں آج تک اپنے قول پر
دست جنوں نے حد سے جوڑھ کر قدم کھا
اب بارشیں کہاں ہیں وہ ابرہہ سار کی
شہرے سے جو آمد فضل بہار کے
پیٹو گے کشنگان محبت کے واسطے
دماز حیلہ ساز وفا باز خود غرض
جو پیش ازین کھٹک تھی وہ مطلق نہیں ہی

ہم چاک کر کے اپنا گریبان نکل گئے
اندوہ یاس و حسرت و حرمان نکل گئے
روتے ہوئے جدھر ترے گریبان نکل گئے
اقرار کر کے آپ مری جان نکل گئے
دامن سے ہو گئے چاک گریبان نکل گئے
دن میکشی کے بارہ پرستان نکل گئے
دیوانے توڑ کر در زندان نکل گئے
جسدن سو مزار شہیدان نکل گئے
کیا کیا تمنا سے نامہ ریاں نکل گئے
اب خار غار کاوش مزرگان نکل گئے

<p>کھینچا ہی جذب عشق نے تکویری طرف خس پوش کر کے نکھانے ڈبوئے ہزار ہا جانیئے مقنم جو ترے ہاتھ سے جنون کہنا تمہارا کافر ویندار نے کیا وہ لب جو یاد آئے انقور میں زلف کے دکھلائی تو نے ادب و حشی جو اپنی آنکھ اس غیر تپری کا انقور جو بندہ گیا میا دتا کجا یہ تنہا فل شعاریاں کس کس حین کو صورت آئینہ دیکھتے تحریک عشق زلف جو کرتے تھے آنکھ</p>	<p>سائے گھنڈ آپ کے اے جان نکلے ہم تجھ سے بچکے چاہ نہ خندان نکلے ثابت ہم اپنا لے کے گریبان نکلے ہندو مکمل گئے نہ مسلمان نکلے ہم چین ہو کے ہوئے بدخشان نکلے جنگل سے آہوان بیا بان نکلے دیوانے ہو کے سوئے پرستان نکلے تیرے قفس سے مرغ خوش الحان نکلے اچھا ہوا جو دیدہ حیران نکلے یارب کہ مر وہ سلسلہ جنباں نکلے</p>
--	--

دیوانے ایک غیرتیلے کے ہو کے رند
جنون سے بھی یہ کئی میدان نکلے

<p>وہ سیر کو جو سوئے گلستان نکل گئے جس طرح چھوڑ جاتا ہر سانپ اپنی پچھلی پر یونین ذکر ہوئے ہیں حور و نین تندرے فریاد بیکساں محبت سنی نہ ہائے دیکھا جو تو نے آئینہ میں اپنی زلف کو ایجان تو نے آکے جو ان کی خبر نہ لی عشق تیرے کوچے سے روٹے ہوئے گئے تا ایک ہی جہان ہماری نگاہ میں علوم تھا کہ آج تو آئے گی اس لیے عشق بتان میں نہشت لہری جو ہم نے کی پھر گھات پر چڑھیں تری امر محال ہے ٹھہر نہ کوئی معر کون میں میرے سامنے عاشق تمہاری زلف کے جاتے نہ بزم سے</p>	<p>شمشاد دوسر و چھوڑ کے بستان نکل گئے جاسے سے اپنے یوں ترے عریاں نکل گئے خبر تہا کے دور تک اے جان نکل گئے ہو کر تہا کے ہاتھ سے نالان نکل گئے حیران ہو کے تیرے پریشان نکل گئے دم تیرے عاشقوں کے مرجان نکل گئے بلبل حین سے اوگل خندان نکل گئے تم آج کس طرف رہتا بان نکل گئے ہم شام ہی سے اوشب ہجران نکل گئے تلوؤں کے پار خار مرغستان نکل گئے قابو سے اب وہ اے دل نالان نکل گئے آگے سے زال و سام و نریاں نکل گئے سُن سن کے گشتگوئے پریشان نکل گئے</p>
---	--

<p>دیکھی جو دست برد تری چشم ترک کی مدت ہوئی کہ تجھے بہین سلسلہ نہین کیسے رفیق آمد پیری میں جلدیئے گر انقلاب دہریسی ہے تو دیکھنا</p>	<p>قراق لہ کاٹ کے جانان نکل گئے بہن سے ترے گیسو پہچان نکل گئے مٹھ میں زبان رہ گئی دندان نکل گئے رو بادہن کے شیر نستان نکل گئے</p>
<p>کیونکر سمجھے گی ہم سے ملاقات آپ کی خالی نہیں ہر شر سے کوئی بات آپ کی پان ہم ہیں اور دل غم و حسرت وصال گھونٹا کرین ہم ابکی برس یوں لوگ گھونٹ ہر جانی پن کے آپ کی کچھ انتہا نہین اچھا کیا جو ربط بڑھا یا رقیب سے جس سے ہم سے ربط مبارک ہے ہمیں تو تب بھی نہ بھول کے بھی سجدہ کیجئے مجاو نہین لہین ہے شاید مجھے سمجھے شکر خدا کہ آپ کو دل نذر کر چکے کیا پوچھتے ہو حال بہر حال شکر ہے کیا آسمان پھاڑ کے ٹھکلی لگائے گی</p>	<p>فرقت میں خوش نہ آئی ہمیں سیر باغ رند گجر کے سوئے کوچہ جانان نکل گئے</p> <p>والہ کیا ذلیل ہے اوقات آپ کی اے جان متعظم ہر غرض ذات آپ کی کھلتی ہے بیش باغ میں اوقات آپ کی اور یادہ خواری میں کئے برسات آپ کی کھٹا ہر دن کہیں تو کہیں رات آپ کی اب ہم بھی کم کرین کے ملاقات آپ کی غیروں کو ہولنسیب ملاقات آپ کی دلیر ہو جو قبلہ حاجات آپ کی بگڑی ہوئی ہر طرز ملاقات آپ کی لابے تھے ہم یہ دور سے سوغات آپ کی کافی ہر میرے حق میں عنایات آپ کی صاحب الجگر چلی ہی بہت گات آپ کی</p>
<p>کب بھولتے ہیں لطف شب وصل یار کے میخواروں کو اشائے ہیں ابر بہار کے لکھے ہیں باجرے جو شب وصل یار کے اللہ سے شوق جلوہ ویدار یار کے آیا جو یاد خندہ دندان نمائے یار کے</p>	<p>چھلا اٹانے دیا کیوں ہم نے رند کو انگلی بھی سرخ ہو گئی مہیات آپ کی</p> <p>کیا کیا مزے اڑائے ہیں بوسن کنار کے نشے چڑھا دھاق سے شیشے اُتار کے فقرے ہیں سب یہ کلک و قال نگار کے تیلے ہم آپ بن گئے ہیں انتظار کے رویا میں خوب سحر کی شب دھارین کے</p>

<p> رہنے نہ دیگا گورین بھی اضطرابِ دل آیا ہو تنگ دامن زلفوں کے مرغِ دل میخواریاں کین ساتھ نہ اس بادہ نوش کے وہ رشک گل تو آج گیا سیرِ باغ کو یہ بھی ہو سر و مہری جاناں کا شعبہ سینے میں نقدِ دل کا بن پاتا نہیں پستا یہ ناوک افگنی ہو فقط میرے دمِ تلک ترکش کمر سے کھول کے پھینک دے میرے بعد نامہ ٹرپ کے گرد نہ پڑے نامہ بر کہین کس روز بچا ہوا یا ر میرے ساتھ پائین جو میں نے دامنِ دولت کی راتین کیوں دوڑتا ہو ہاتھ گر بیان کی طرف دشمن ہوا ہو دوستی میں تیری اک جہان ہر دم زبان پر رہتی ہو لذتِ شراب کی </p>	<p> اے رند جلتے جلتے کلیجا مجلس گیا دل میں بھیجھو لے ڈیر گئے غمِ دل سے یار کے </p>	<p> ہونگے نہ استوار جو تھے مزار کے لشکر چھوڑ دے اسے صدمے ادتار کے دیکھے نہ لطفِ بارش ابر بہار کے دو نے منگاؤن کس کیلئے پھول ہار کے لرزہ شریک ہی جو ہمارے بخار کے دردِ حنا تلوہ گیا مال مار کے پچھتا لے گا آپ بہت محکوم مار کے رکھ دے غمِ کمان کو چسہ اُسار کے مضمون لکھے ہیں میں نے دل بقرار کے ارمان نکلے کب دلِ اُمید وار کے سو یا لی میں چین سے ناگین یسار کے شاید جنونِ قریب میں اب دن بہار کے در پہ میں سیکڑوں مری اک جان زار کے چوسے ہیں جسے ہونٹ کسی بادہ خوار کے </p>
<p> عنایت کی نظر ہم پر نہیں ہو نہیں ہو وجہ اپنی آہ و زاری رگڑ تو شوق سے خنجر گلے پر فریب یار ثابت ہو مجھے بھی میں فرقت میں گلا کاٹوں گا اپنا اٹھاؤں ناز کس کس بت کے یارب جو کہتے ہو میں اب تجکو اُلفت حسینوں کی محبت چھوڑا دیدل ہماری جاگنی پر تھمتے ہیں </p>		<p> وہ آنکھ اب تیری ادبِ نہیں ہو محبت یار سے کیونکر نہیں ہو سرک جائے یہ ایسا سر نہیں ہو مگر قابو مرا دل پر نہیں ہو چھری لا دو اگر خنجر نہیں ہو کلیجا ہو مرا بے تفسر نہیں ہو بہت اچھا بہت بہتر نہیں ہو بڑا یہ فعل ہے بہتر نہیں ہو تجھے خود خدا کا فرشتہ ہو </p>

<p>نہ بھڑکا آتش شوق اور محبت سجھایا ہے جو کچھ غیروں نے صاحب نہ دے تکلیف ہے فرقت ہنسائی سبب کیا کیوں نہ ہے تشریف لائے کرے فرقت میں کشت مبر الوب بجدا اللہ ہوئی فی الجملہ تخفیف</p>	<p>مرا سینہ ہے کچھ مجھ نہیں ہے تھکائے واسطے بہتر نہیں ہے یہ جام نہ ہر ہے سا غم نہیں ہے اگر باعث کوئی دلبر نہیں ہے یہ عاشق تیرا پیغمبر نہیں ہے وہ زور عشق غارت گر نہیں ہے</p>
<p>میں رو یا دیکھ گور کہ تہہ مغفور ہو لحد یہ گل کی بھی چادر نہیں ہے</p>	
<p>جو غیروں سے ہیں یا شاہ تھکائے نہیں طور اگلے سے بیک تھکائے وہ دیکھے کن آنکھوں سے حیدری کو دکھاتے نہیں شکل ہی دود و دکن یہی قول و اقرار باہم ہوئے تھے نکلی ایگادام جو پہلو سے سر کے بتو قول سے اپنے پھرتے ہونا حق لے تیغ ابر تو کاٹوں گلے کو نہ مانو لگا ہر گز نہ مانوں کام ہر گز میں سب سن چکا ہوں دو جگو جھینے مرا جذب الفت تھیں کھینچ لایا قسم سرگین چشم کی کھا چکا ہوں ہوا ابوبے پروہ راز محبت ہوئے عشق مشہور شہر و نہیں جانی اوانا عشوہ تبسم تکلم وہ افنی ہو تم کا کل و گیسو یار نئے حسن کی کیا ہو میں تر کس</p>	<p>مجھے گی نہ مشفق ہمارے تھکائے نئے اب ہیں انداز سائے تھکائے جو کرتا رہا ہوں لظائے تھکائے ارائے ہیں کیا دلین ہمارے تھکائے تھکائے ہمارے ہمارے تھکائے مری زندگی ہے سہا کے تھکائے خدا درمیان ہے ہمارے تھکائے سمجھنے لگا ہوں اشائے تھکائے بس اب غم بجا ہیں سائے تھکائے جو ہیں شغل دریا کنارے تھکائے اثر کچھ ہوا دلین باے تھکائے نہ بولو لنگا میں بے بیک تھکائے چھپا کب چھپانے سے پیار تھکائے تھکائے ہمارے ہمارے تھکائے سب انداز ہیں بیاد بیک تھکائے نہیں مانگتے پانی مانے تھکائے نظر زکرتے سبائے تھکائے</p>

<p>جب مبارک لطف کو اس کے چھوٹی ہر ساقیا جھوم کے بدلی جو کھو آتی ہر کو سنا غنچہ دہن کر گیا کلی آ کر سال آئینہ ملک لست اگر باقی ہر یاد کرنا بھی تراوت ہر عاشق کیلئے زندہ شرب ہوں فقط نام خدا چہتا ہوں عشر پربتے ہیں ایام وصال ہی بھی موسم گل میں قربا ہونگے کیسے جائینگے نظر و دونوں کا بہتا ہوں برابر دیکھوں فیض ساقی سے ہو جانے میں طوفان شرب بے سرخامی کاغم کھاتے ہو کیوں بادہ شو اک نہ اک دن مراد وہ بھی برابر ہوگا حور کو واسطے کرتا ہوں تمنائے بہشت شاہد القول ہمارا ہی دماغ یعقوب بسکشاوی میں بھی ہر کر کے سلا کاخیل نہ کہ اس ننھ پہ تو اس گل کے دہن دھوئے تیج ابرو کا میں کس مست کے ترخ ہوا شانہ کس واسطے تو اہر طلب خیر تو ہر</p>	<p>کو کبوتر فروس کی بو آتی ہر حسرت سیاح مسبا و سبوا آتی ہر بوئے گل مجھے حباب لب آتی ہر می کثوفصل سے وحام و سبوا آتی ہر دم اکھڑتا ہر ہچکی جو کھو آتی ہر نہ نہاؤئے نہ ترتیب و سبوا آتی ہر ناک میں اب بغل گور کی بو آتی ہر نوبت چاک گریبان درنو آتی ہر پہلے یار آتا ہر اسے موت کہ تو آتی ہر میں سے بادہ کشوتا بہ گلو آتی ہر فضل گل ساتھ لیے جام و سبوا آتی ہر اسے اجل دیکھوں تو کتنا نہیں تو آتی ہر آدمی ہوں ہوس روئے نکو آتی ہر سیکر دن کوں سے مشوق کی آتی ہر عطر ملتا ہوں تو کافور کی بو آتی ہر چپ رہ اسے غنچہ دہن ترے بو آتی ہر زخم سے بادہ انگور کی بو آتی ہر اگر سی سانسے کیوں آئینہ رو آتی ہر</p>
<p>دیکھ کر سنگد کی بت کی برہمن سے نقد یاد اس کافر بدکیش کی نحو آتی ہے</p>	
<p>تیرہ و تار و حوان دار کھٹا آتی ہر حباب خانہ خمار سے کیا آتی ہر مرتے ہیں سیکر دن میخوار فرہین پیکر میج ہوتی ہر کئی ہی شبنام فریق یہ پتا کوچے کا اس حور کے سن کھتا قاصد</p>	<p>سیکشوفصل سے ہوش رہا آتی ہر لڑکھڑاتی ہوئی جو باد مسبا آتی ہر فضل گل کا ہو کو آتی ہو دیا آتی ہر نیند آتی ہر نہ عاشق کی کھٹا آتی ہر اونین چلتی ہر جنت کی ہوا آتی ہر</p>

<p>قیس ناتے سے بیابانین کہیں دور چھٹا خواب شیریں سے میں آگاہ نہیں سمون سے پوچھتا اُن سے میں جا کر جو سبھا ہوتے کیوں نہ غمزدہ ہوں گل گن گن کے مانند حسرت لطف امیری سے ہر بلبل بیتاب ربط طمس کا کیا گنبد نون سے پیدا یاد آتی ہیں تری گرمیاں او شعلہ طور لال ہو جائے نہ کیوں صورت انگہر ہر گل کوچہ زلف میں جاتی ہے مضامین کیلئے دل دکھایا کسی گنجین نے کوئی گل توڑا کس گنکار کے حرفے پہ یہ ہوتا ہے عذاب لے میں خود کو چھٹلا دو کولے موت چلا اک نظر بام پہ اوبت نظر آجا یا کر سر ہلا دیتے ہو منہ سے نہیں کچھ فرماتے ہے یقین باغ مراد منہ رضوان بنجائے یوں پھر کرتے ہیں کاندھو بندہ دھڑلے نظر لطف بھی تم جانتے ہو خوش چشمو دیکھیے ہوتا ہے تاج بندہ ہم لطف حجاب ٹانگے دیتا ہے عیش چھوڑے بنام نہ ہو اول عشق میں جان کلیان کیا کیا گنجین کون ہے قبر پہ جو چادر گل بھجوائے مژدہ آمد دلدار سے کیا بھولا ہوں</p>	<p>لیٹی آتی ہو مگر رو بہ قفا آتی ہو آنکھیں کڑوا تی ہیں جہنم ذلالتی ہو آپ کو درد محبت کی دوا آتی ہو میسے گلزار میں لون بیکے مباتی ہو نالے کرتی نہیں میا کو چلاتی ہو کیا لگاؤٹ بچھے اے عطر خناتی ہو دل بھٹکا جاتا ہے جب سرد ہوا آتی ہو باغ میں جا کے مباتا آگ لگا آتی ہو راہ پر اپنی اگر فکر سے آتی ہو باغ سے نالہ بلبل کی صدا آتی ہو توبہ توبہ کی جو مرقیہ سے صدا آتی ہو میں ہی آتا ہوں تپے پاس تو کیا آتی ہو دیکھنے کو ترے اک خلق خدا آتی ہو جان لگنت ہے زبان میں حیا آتی ہو سیر کیواسطے اک حور لقا آتی ہو رو برو میرے جب آتے ہیں حیا آتی ہو یا فقط آنکھ ہی غصے کی دکھا آتی ہو تجھ کو شرم آتی ہے صاحب کھیا آتی ہو زخم سینے سے تو جراح ہوا آتی ہو یوں نالہ دیکھے میری وفا آتی ہو ہاں مباتو کبھی دو بھولتی حیا آتی ہو پیر بن ٹھیک ہے تن پر نہ مباتی ہو</p>
<p>فاتحہ زندگی تربت پر پڑھو بھول چڑھاؤ</p>	<p>کیا تمہیں شمع ہی مرقد پہ جلا آتی ہے</p>
<p>شائے سے جو وہ زلف لستا تا کر آئی</p>	<p>تو جان لے ایدل یہ بلا جان پر آئی</p>

<p>روم کی مجھے لہر جو اسے چشم تر آئی نامرد ہر چہرے پہ نہ لے تیغ کا جوہر حاضر ہی یہ جان شوق سے جب چکا وہیلے والہ لکھا ہوں آغوش تمنائی طرح در کچھ منہ کے کئی وصل میں کچھ ہجر میں ذکر آوارہ کیا کیوں عدم آباد سے لا کر اگلی سی تلاش میں نہیں اب ماہ و شون کی مجھ سوختہ قسمت نے طلب کی جو ہلو مرد کچھ لے نہ چلے ساتھ خیال یاد مرگ ساتھ آئی تھی برسوں کی تنہا میں غیب وصل یار آتا ہوا یاد آتا ہوا دل کہ چکا مجھے اعجاز جنوں ہی جو چلا میں سو صحرا دولاب کا عالم رہا رفت میں ہمیشہ ہمراہ جو تھی بخت کے برہنہ بخت الفت تری لے روح روان ساتھ ہوم کے دن وصل کو قون تھا تار یک شبوں پر بوجھو نہ کوئی مجھے کہ قاصد کہا کیا دل کہتا ہی کیوں پتے ہو تم گھوٹا ہو</p>	<p>کوسون نظر آئی گانہ پاؤں نہ ترانی گھونگھٹ میں سمجھتا ہوں جمنہ پر سرانی کچھ مال نہیں اپنا امانت ہی پرانی شاید سوئے کاشانہ میں بے خبر آئی ہر طرح غرض عمر دور دراز بسر کی اوستی فانی مجھے لیکر کدھر آئی دیکھا جو کوئی چاندی صوت نظر آئی لقد میرے لون بیکے نسیم سحر آئی ہنگام سفر حسرت زاد سفر آئی پھر تو تیرا زوی کے خاطر سحر آئی یاں مجھے خبر پیچیدہ و نامہ بر آئی زنجیر مرے پاؤں سے از خود اتر آئی خالی ہوئی اک چشم تو اک چشم بھر آئی تا باب اجابت گئی اور بے اثر آئی آمین ہوئی خون میں رنگ بے دین آئی اندھیری بھی اور غیرت شمس قرآئی کچھ اپنی خبر بھی نہ رہی وہ خبر آئی خالی کر و رو رو کے اگر چشم بھر آئی</p>
<p>دل پہلو میں جلتا ہی منافق کی طرح لندہ سینے میں بھی کیا گری نار سفر آئی</p>	
<p>بروین مرے یار کی لیکر خبر آئی رکتی زمین رو کے کسی پر اگر آئی دون اس دل مجھ کو کیا خاک کتلی بیوجہ ہر اک بات میں شر کرتے ہو صاحب لفظ نہ ہوئے وصل کے سامان</p>	<p>دلت میں تو اواد صبا راہ پر آئی آندھی کی طرح اتنی طہیت بھر آئی خطیار کا آیاتہ زبانی خبر آئی کچھ خبر تو ہی آج طبعیت کدھر آئی لے شاد ہو دل دلت حیران بسر آئی</p>

<p> رکھو نگار یو اسکو رگ جان سے زیادہ بیخ و غم و اندوہ کے لرغین ہون یاد بچتے ہیں گنگار اگر رحم کرے تو ہشیار ہوئے ہیں کہ ہی بیخری ہے بچھڑ گئیں انکھیں بھی تکیوں لہ لہ کھٹک ہو گا سماعی کا اثر چلنے والو قائل ہوں میں اس روز سے شیر جنوں کا اودل نہ تڑپ اتنا گیا ہو مرا قاصد روتا ہوں شب ہجر میں چلا تہوں تاج کیا بھوم کے ابراہیم تھا کیا ٹوٹے برس دکھلائے خدا بھر نہ ترے لئے سہ کو اُس بُت کے دل سخت میں تاثیر کی جا کر تنہا رہے گھر اس شب تاریک میں آیا دیکھا تو سراپا قضا کی لوز کی شے تھی باقی نہ رہا وگرنہ تو اک قطرہ خون بھی </p>	<p> جو ہاتھ مرے وصل کی شب دھمکائی کس کس سے اکیلا میں کروں غم بھرائی پھر قہر ہوا طبع اگر عدل پر آئی کچھ بیخروں کی نہ تھا سے خبر آئی کیا موت تجھے رستے میں ادنا سا بکرائی وہ زلف سپہا پی اگر لہر پر آئی جسے وہ پری شیشہ دلیں اتر آئی شام آئی خبر یار کی اب یا سحر آئی جس روز سے وہ چاند سی صورت نظر آئی غیرت نہ تجھے حیف ہوا دھیم تر آئی کافور ہو بس اوشب ہجران سحر آئی حق یہ سہ مری آہ رسا کام کر آئی کیا دلیں ترے آج یہ شک قمر آئی باز تجھے سو بھانہ کلائی نظر آئی ہشیار ہو نہوت ترے اب دھجک آئی </p>
<p> باعث نہ کھلا از حد پریشانی کا مجھ پر کیوں مضطرب الحال نسیم سحر آئی </p>	
<p> دیکھی نہ سیر کے عدم سے وجود کی بحر جہان میں تیرے کرم سے جہاں دار صلوات کے جن پہ پڑے نہ کس طرح آنا ہوا نام آوری کو کہن پر رشک بے سوز عشق جو ہر دل کس طرح کھلیں جب کہ خدا کا نام سحر کی شب فراق چنگاریاں تین آگ کی گلاب باغ دہر آتے ہیں دور دور سے مشتاق لوگ </p>	<p> دل موت کے بھرا گئے یوں ستاروں کی دم بھر نمود ہو گئی اس بے نمود کی افسانہ کیجئے تو جگہ پر دود کی اس منڈ چڑے نے پھوٹے سر کیا نموی بواگ پر دھڑ سے نکلتی ہو خود کی شمع ساری لالت پڑھی یاد دود کی پھبتی کی ہو سنبل پیا پنہ دود کی کیا رفتہ رفتہ حسن سے تیرے نمود کی </p>

<p>انند نقطہ کی حرکت بھی نہ اک قدم ہم سوختہ دلون کے معطر ہوئے دماغ چاکر فسر یک برق ہوئی آہ سینہ سوز سینہ مرا جنازہ ہو دل آہیں مردہ ہو گروش ہو آسمان میری دعا کے ساتھ قدرت خدا کی بات نہ کر آتی تھی جنہیں</p>	<p>پر کار وارسیر کی چارون حدود کی عجب عجب پھیل آپ کے ہتھ کے دود کی بدلی بنی فلک پھرے دلی دود کی واجب ہوا نماز پڑھوں بے سجود کی ہاتھ آگئی ہو میرے لجام اس کوئی لیتے ہیں اب وہی مہ آگے نمود کی</p>
<p>سرا ہنکا کھا نیگا جو بکرتا ہے مجھے نقد ابنا منہ کر گئی عداوت حسود کی</p>	
<p>لے نہ درد بھی ساقی سے یا شراب لے شگفتہ روح ہوا سکی مجھے خواب لے نہ کھاؤں داغ اگر لذت کباب لے ازل سے اس نے دیا جو جے جوزیا تھا کیود چرخ کرے لاکھ تیز رفتاری وہ طرح کام ہوں تبدیل واقعہ کے لیے فلک کمال نہ چلے نہ سہر جال گلوے خشک لیے جاؤں میں جو مفتن میں ہوانے کی جہت سے حیا کا پردہ فاش دہن کی فکر میں یاد آگئے درفندان یقین ہے چہرے پہلو کالوں اس دلکو یہ دم بدست مقامی ہو تشنہ کامی دل صدا بلند ہو طوفان بھر ہستی سے زہے سبک دی رہروان بحر فنا فلک لگاتے ابھی جا چاند سورج کو دکھاؤ رخ کو تو چوں خال خط معلوم حساب کیے شب مسل وضع کر لینا</p>	<p>مہ سوال کا کیا دیکھے جواب لے دلاؤں فاتحہ بلبل کا جو گلاب لے پیون نہ زہر جو کیفیت شراب لے گلو نلورنگ تو سنبل کو پتیاں لے رکاب سے تری ممکن ہیں رکاب لے ملاؤں زہر بھی تھوڑا جو شنداب لے بہت سے خاک میں گھر خانمان خراب لے تو کر بلا کی طرح تیغ میں نہ آب لے حجاب نشہ میں ہو کے وہ عجباب لے مجھے یہ نیست ہیں گوہر خوش آب لے اگر چھری مجھے ہنگام اضطراب لے بخوڑ حلق میں جو دامن سحاب لے اگر عمر فوج اگر فرصت حباب لے کبھی نہ نقش کف پائے موج آب لے شبیبہ یار سے جو شکل آفتاب لے مطالعہ کردن تب مطلب کتاب لے اب آج تو کوئی بوسہ علی الحساب لے</p>

وہ روینوالا جہان سے اٹھا ہو نہیں اسے نقد
جواب جسکا نہ تاحشر جز سحاب ملے

سوئے سفید ہو کواجل کا بیٹا م ہے
بوسے کا اشتیاق ہے ذوق کلام ہے
مومن کی کوئی کوئی بتلائے بت پرست
مغموں نے ہاں یا نہ کہ بندھتے ہیں بیشتر
کر تا ہے بہر قتل عبت جنگ زگرہ کی
دکھلا رہا ہے میکدہ میز نگین کی سیر
اس خط و رخ میں منشی قدر سنگت کی
پھر کھینچتی ہے الفت بٹ دیر کی طرف
اجملع میکدہ میں ہے شل ثقیفہ آج
ثابت ہوا اگر خلوت خاں کی گورہ ہے
روح میں مقیم ہیں جو شہیدان عشق کی
قاصد مجھے یقین نہیں تیری بات کا
دل ہے روانہ کیسو جانان کے شوق میں
باہم ہر بار محبت بھجنس کیوں نہ ہو
سر دین بھی بندہ آزاد اسی کا ہے
لینا نہ ساغرے کو خر بھی حور سے
بھٹکا کوئی غریب نہ محارے عشق میں
یاں ہر گد کو آکے ہوئی سلطنت لقیب
وہ نکاترا جواب لے دوست جز بلے
مشتاق اضطراب اسیری ہے تو اگر
مر جا نا نہ ہر کھا کے ولا نقہ مختصر
سجدہ ہے عاشقوں کا وہاں چار و دست
دشنام ہر سخن میں ہے ٹھوکر ہے ہر قدم

ثابت ہے صبح رست کوئی دم میں شام ہے
مطلب نے ہاں یا نہ ہے لبے کام ہے
الفت تو اک صم سے مجھے لا کلام ہے
نکر رسا نہیں مری عنقا کا دام ہے
اد ترک ایک بات میں ترکی تمام ہے
جام زمر دین میں ہے لعل فام ہے
دو صفحہ نہیں کتاب کا مطلب م ہے
لوسا کنان کعبہ ہمارا سلام ہے
اصحاب بادہ خوار ہیں ساقی امام ہے
میدان حشر یا رکا در بار عام ہے
دارالسلام یا نہ کے کوچے کا نام ہے
جلی ہے خط دروغ زبانی پیام ہے
مرد عزیز راہ رو ملک شام ہے
وحشی غزال دشت میں مجھ کو رام ہے
جس رنگ گل کالائے داغی فلام ہے
زاہد اگر شراب کا پینا حرام ہے
ہر غول مثل خضر علیہ السلام ہے
چندا نے دشت کا ہے ہا جسکا نام ہے
آگے جو قول تھا وہی اب بھی کلام ہے
سیا دیکھ لینا نہ میں ہوں نہ نام ہے
انجام کار عشق بت سبب فنام ہے
کعبہ ہائے یاس کے کوچے کا نام ہے
وہ گفتگو کا طور یہ طرز خسرام ہے

<p>دل مضطعم کر چکا مگر قدر حوصلہ جائز نہ رکھ نہ مدت زندان بھی عطا الہام غیب ہی مرا ہر شعر طبع زاد</p>	<p>آہنی ہر مے سمانگی جتنا کہ جام ہی مثل شراب غیبت مومن حرام ہی قول بشر ہی یہ نہ ملک کا کلام ہی</p>
<p>قائل ہیں کہ قدرت شراب مدام کے یاں کس کو پاس حرمت ماہ صیام ہی</p>	
<p>ہمارے حال پہ عشق اسکو مہربان کر دے گلی ہو قصر بدین قصد لا مکان کر دے نظر سے اہل جہان کی مجھے نہان کر دے قوی کو یاد تری زار و ناتوان کر دے نہو مجھے سبکی سنگ کو دکان کھا کر بناؤں گم کسی ٹہنی پہ آشیان اپنا کمالوں حسرت دل فوجان حسینوں سے جا بھاتی ہو او شہسوار شوخی حسن میں آشیانہ بلبیل چھو اؤں بھولوں سے لگاٹھانچے مرے روئے زعفرانی پر بھانگی تو بھی نہ گردن مری دہ سرکشوں کر چکا بعد ہجائی یہ ناتوان دعوت تیز ذالۃ حنظل و عسل میں نہ ہو کسی سے بوسہ چاہ ذوق نہ کر دے گلوں کو جھانک نہ چاک قفس سے او بلبیل بہت ہو خاک اڑاؤ دعوت اسکی بھی یہ کہے شوق شہادت ٹھہرتا ہے مجھے نہد پہ چاہیے تو بند محکوک کیا او جگر سحر عجب ہی بہر نی چشم مست یار سے کیا گیلی دیر لقلعے کے چاک کرنے میں</p>	<p>کبھی تو خاطر محزون کو نادمان کر دے ضرور نقل مکان جان تا توان کر دے بس اب زمین کا پیوند آسمان کر دے فراق تیر ساقہ صورت کمان کر دے جنون گران مرے پاتوں کی ٹہریاں کر دے قلم وہ شلخ مری ضد سے باغبان کر دے پہر پہر چو اک بار پھر جوان کر دے سمندر آؤ کو تو مطلق العنان کر دے مرے اجائے اگر باغ باغبان کر دے یہ رنگ زرد جنون شک افخوان کر دے اگر زمین سے ہموار آسمان کر دے سگ حبیب ادش پہلے آفخوان کر دے جو ترک نفس تزلزلت نہ بان کر دے سبیل حسن کی رکھ وقعت کتلون کر دے نہ بستنی کہیں صیاد بدگان کر دے جنون نہنگ اگر بھی پستان کر دے شار یار پہ یہ جان ناتوان کر دے نشان قبر بھی سبکی کا پٹخان کر دے یہ ترک بند اگر راہ کاروان کر دے زبانِ مطلب خط نامہ بر بیان کر دے</p>

یہ تشنہ کام شہادت بھی ہو چکے سیراب جنون بین اثو گریبان سے تنگ ہوتا ہوں	گلے پر آب دم تیغ کو روان کر دے میں تارائے اسکے آرد و دن تو دھجیان کر دے
پڑا ہی سابقہ اس سے جو زند دم بھر میں حقوق خدمتِ خدا لگا لگان کر دے	
خیال اور کچھ اسے رشک حور ہوتا ہے حواسِ خمسہ میں اسکے فتور ہوتا ہے شباب باعثِ فسق و فجور ہوتا ہے نہ دیکھ کر ہم مرا اپنی مغفرت کو دیکھ عطا کر اپنی تجلی سے روشنی اس کو یقین ہوتا ہے کوٹے کو اڑھ سینے کے کوئی دن اور لمحہ میں رہو نہ گھبراؤ کہو خدا فیض کرے موت ایسے جینے سے کیے ہیں دل نے بھی پیدا خواصِ شیشے کے گلی میں نالائکے نالان رہیں نہ کیوں عاشق تمام زندے لرزے ہیں جسکی دہشت سے اس اضطرابِ قلق سے پیش سے ہر دم کی ہمیشہ دردِ بے ہک پہنچا را دمعتِ جمال مستمِ خدا کی بڑا باغی فساد ہی عشق چھری چلی مری گردن یہ بیخدا در نہ عجب نہیں جو دعا مستجاب ہو جائے وہ ماہِ خواہیوں کہتے ہیں جسکو دریا نوش سودا آتش کرتی ہے قلبِ ماہیت کون نہ کیوں ادب آموزِ سخن کو تری کسی پری کا ہو دیوانہ خلد میں کیا ہے غمانِ صبر نہ دے ہاتھ سے ٹھہر کوئی دم	خطامعاف ہو مجھے قصور ہوتا ہے جنون سمجھتا ہوں جس کو غرور ہوتا ہے گناہ مجھ سے ترا یا غفور ہوتا ہے معاف کر دے بشر سے قصور ہوتا ہے چراغِ گل مرا اے شمعِ طور ہوتا ہے جو بیقرار دلِ نامبور ہوتا ہے ظہورِ حشر بھی اہلِ قبور ہوتا ہے سنا ہی بعدِ فنا وصلِ حور ہوتا ہے ذرا سی ٹھیس میں بس چور چو لڑتا ہے چہن میں شورِ عنادِ دلِ ضرور ہوتا ہے وہ کیا معاملہ اہلِ قبور ہوتا ہے حصولِ خاکِ دلِ نامبور ہوتا ہے یہ ذکرِ خیر زبانِ بے ضرور ہوتا ہے اسی کی فات سے اکثر فتور ہوتا ہے کہیں حلال کوئی بے قصور ہوتا ہے حضورِ قلب مجھے بھی حضور ہوتا ہے جو خمِ حرمِ عا دن تو کچھ کچھ سرور ہوتا ہے عقیقِ سمرخ کا جامِ بلور ہوتا ہے پتنگِ شمع سے یانِ دور دور ہوتا ہے کسی سنی پہ تو شیدائے حور ہوتا ہے وصالِ یارِ دلِ نامبور ہوتا ہے

<p>لہا یہ لالہ رخو حشر تک نہ جائے گا بیز ایک برس بھی نہیں گذرتا ہے سنا جو غل کبھی عشاق کا تو نہ مایا خطا نہیں کی توئی دیجئے سنہ اچکو</p>	<p>تھارا داغ کین دل سے دور ہوتا ہے بہار آتی ہے سودا ضرور ہوتا ہے قیامت آگئی شور نشور ہوتا ہے یہ بیگناہ سراپا قصور ہوتا ہے</p>
---	--

مذاق سب کا جلا ہے سخن تو ایک ہی زندہ
دہی سمجھتے ہیں جن کو شعور ہوتا ہے

<p>گل کو بھڑکاتی ہے بلبیل سے خفا کرتی ہے روح لیلیٰ کی سمجھ کر مجھے قیس مفتون مفسدے روز بیا ہوتے ہیں اس کو جے بین رنگ گل سے نہ لگا آگ چین میں ہر سو بہی نظروں سے ہی کرتا ہے وہ عالم کو تباہ ایک مضمون نہیں زلف کا بندھتا چھ سے تبع بران کے برابر ہے اختر سیفی کا کیون بھاتی ہے مرے دل کو تو ادھندلق یار شمع سان ہڈیاں جلتی ہیں پس مردن بھی دل بیمار شفا ہوگی ہر اسان نہ ہو گرد باو اپنی گلی میں نہ سمجھنا قاتل پیران ہو گئیں منت کی مے حق میں جنون پیر ہن بھاڑ کے ہے رشک سے عریان ہوتا باغبان دشمن جان گھات میں ہر دم صیاد دہ ہوا آئینہ ہے جب دیکھو اور آرائش ہے شوق نظارہ دیدار میں تیرے ہر دم نہ رہی یہ ہوا باغ کی دیکھ ادھر گس تنگ کرتی ہے مجھے گوشب ہجران ہر روز بدتر از مردہ تو فرقت نے بنایا اسکی</p>	<p>تو در انداز یان ادا دصبا کرتی ہے بیچھے بیچھے مرے جنگل میں بھاڑ کرتی ہے فتنہ بردار یان کا فر کی ادا کرتی ہے آتش افروز یان کیوں ادا صبا کرتی ہے شعبہ بے باز یان آنکھوں میں جیا کرتی ہے کیون تو کو تاہمیان او فکر رسا کرتی ہے کار شمشیر زبان فتنہ ادا کرتی ہے کیون جہان میں مجھے انگشت نما کرتی ہے کام گلگیر کا منقار ہسا کرتی ہے بال کھولے ہوئے دہ حور دعا کرتی ہے روح ہی طوف مزار شہسدا کرتی ہے ہر برس پاؤں میں زنجیر ٹرا کرتی ہے گل کو بھی تنگ تری چست قبا کرتی ہے بلبل اس باغ میں کیوں ہتی ہے کیا کرتی ہے زلف بگڑی ہوئی ہر وقت بنا کرتی ہے جان آنکھوں میں مری جان رہا کرتی ہے چاروں کے لیے کیوں نشوونما کرتی ہے سامنا آ کے مجھ سے یہ بلا کرتی ہے کیون پس پیش باب آئے میں قضا کرتی ہے</p>
--	--

خود بخود پائوں کی نہ بخیلہ کرتی ہے آشیائے یہ مرے برقِ گر کرتی ہے مُقتِ برباد مری خاک اُڑا کرتی ہے مجھ تک آتے ہوئے پر نہیر شفا کرتی ہے کچھ نہ تاثیر دعا اور نہ دوا کرتی ہے	ہر مرے سر میں جو سودائے بیا بان گردی چھوڑ کر سب خن و خاشاک جہنِ دے نصیب پہونچے اس کو بچے میں مٹی یہ ٹھکانے لگجائے کوئی نہ رشکِ مسیحا کی ہوں فرقتِ کامر نہیں دم بدم اتوں نظر آتے ہیں حالاتِ روی
---	--

شب کو سوتا ہوں کفن لکھنے سے پہلے لے لیتا
گور میرے لیے ہر روز کھڑا کرتی ہے

ابھی سہل ہو آگے مشکل پڑ گئی اگر تیغِ بر تیغِ تاتل پڑ گئی کڑی سے کڑی گے منزل پڑ گئی اگر بھڑ سے بھڑ اے دل پڑ گئی چھری پچھری تجھ سے بس پڑ گئی نری دھوم اداہ کامل پڑ گئی ابھی چاندنی تجھ سے گھائل پڑ گئی مجھے سانس لینی بھی مشکل پڑ گئی مری آہ اداہ کامل پڑ گئی جدائی کی جو کھونچیل پڑ گئی سنا ہو گلے میں حائل پڑ گئی	مہبتِ محبت میں اے دل پڑ گئی نہ پھر ونگا سٹھ ہوں وہ جاننا زعمان رہِ عشق میں اس کے گھبرا نہ ادا دل مُد عشق کی ہو تو جھیلوں کا تنہا تڑپتا ہوا اک زخم کھا کر ابھی تو چمک جو بھی حسن کی ہو تو سننا نہ کر یادِ رخ ہو جو نہ خمی نگہ کا خلش اس شرہ کا بھی ہو جو دے شب بھر ہو برقِ بن بن کے تجھ پر نہ کر عادتِ وصل گھبرائے گا بھر خدا حافظ و ناصر ان کی کمر کا
---	---

چڑھاؤنگا گل گوریمون پہاے رتد
نظر جب وہ لیے شامل پڑے گی

دوستی کا ہے کوٹھری خسی جاتی ہوئی خانہ ویرانی کی وہ چشمِ سیرانی ہوئی مربع امید اپنی خشک بے پانی ہوئی پوسیتن کہنہ وندیش بارانی ہوئی سدرہ ناحق مری یہ ہستی فانی ہوئی	مرگ عاشق آپ کو منظور اے جاتی ہوئی الفت زلفِ پری وجہ پریشانی ہوئی آبیاری ابرِ رحمت نے نہ کی اب کی برس کاٹ دی برسات ماری اسکے سایے کے تلے چاہو پختا کب یاد ان عدم رفتہ کے پاس
---	---

<p>کی جو بہرِ واغند طبع گرفتہ سیر باغ خلعتِ عربانِ تنی بہتوں نے پہنا پر خون ناخدائی بحرِ الفت کی ازیرِ عاشق کو ہو چکا تھا میں سبک روحانِ عالم میں شمار ہجر کی شب یاد جو آیا وہ ماہ چارہ وہ روح کو جسمِ مثالی بعدِ مردن بھی ملا مشقِ حیرت سے میں خود حیرت کا ہتلاہ بن گیا کشورِ دل کو دیا تالاج کر کے بے چراغ صدے پر صدے اٹھائے درد کے علم بھر بہرِ ترنیں جبکہ افشان اُسے ماتھے پر بچنی سیکڑوں مثلِ زلیخا ہوں گے مشتاقِ جمال خطے مصحف کو دیا ردے کتابی کو ترے عالمِ رنخ میں بعدِ مرگ بھی زندہ ہوں میں حسنِ اُنکیم کون کی الفت کے اثر سے لعل مرگ ہو سکا تجھ سے نہ چر یا تک شبیہ یار کا تذکرہ زلفِ رسا کا اُسکے گریو نہیں رہا</p>	<p>چ</p>	<p>اور سُکرِ نالہ بلبیل پریشانی ہوئی ٹھیک میرے جسم پر تشریفِ عربانی ہوئی لیکھا ساحلِ تلکِ شستی جو طوفانی ہوئی سلِ مری چھاتی کی تو کیوں لے کر بجاتی ہوئی روزِ روشن سے شبِ تالیک نورانی ہوئی ہم سے باقی جو شے فانی تھی وہ فانی ہوئی غمِ ساری آئینہ سانسِ صرف حیرانی ہوئی عشقِ غارت گر کے ہاتھوںِ خاندِ ویرانی ہوئی پر کبھی آلودہ مندل نہ پیشانی ہوئی جہاند سے افزوں غیا سے دگر فزانی ہوئی وہمِ تیری مصر تک ادیوسفِ ثانی ہوئی بے تکلف لوحِ قرآن روحِ پیشانی ہوئی سجِ باقی ہی جو شے فانی تھی وہ فانی ہوئی لوحِ تربت تھی جو سنگِ رخ کی کھانی ہوئی آج کیا وہ دستِ کاری تیری ادا ماتی ہوئی آج کی شبِ روزِ عشرت سے بھی طولانی ہوئی</p>
<p>سیر کے بل جاتے ہیں گھر سے سو صحرائیسے گھل گئے اُسکی جدائی میں سراپا کیسے کس طرح سے نہ کہیں حسنِ مجسمِ عشق یاد ہوگا تجھے جب فصلِ بہار آتی تھی چشمِ عبرت سے ذرا سیرِ چمن کر غافل مرضِ ہجر نے رنجور کیا ہے ایسا تو دکھالا ہمیں مدت سے سُنا کرتے ہیں</p>	<p>آج</p>	<p>کیون جنونِ ہم بھی ہیں آمادہ سودا کیسے مضحل ہو گئے دورِ دزدینِ اعضا کیسے دیکھیں آئینہ میں ہیں آپ سراپا کیسے دلے ہم کرتے تھے ادبِ لبیلِ شیدا کیسے مل گئے خاکِ دینِ لاکھوں گلِ عنایہ کیسے تم بھی آؤ تو نہ اچھے ہو سچا کیسے اے جنونِ کوہ کسے کہتے ہیں محرا کیسے</p>

<p>کو لساننگ گوارا نہ کیا الفت میں آگئی لہر جو دلہر ترے او قلزم حسن اترے آسیب محبت جو ہمارے سر سے کبھی عارض سے لپٹی ہی کبھی گردن سے حسرت آتی ہی مجھے چاک گریباؤن پر دعویٰ عشق مرا کذب سمجھتا ہے اگر رونگئے اس میں نظر آتے ہیں مثل جو ہر بت سے مطلب تھا نہ کچھ کام تھا الفت ہیں آج اس گل سے کیا دعویٰ نہ پہنچی کا یاد ماقی میں کسی ہوش ہی میخواری کا کیوں نہ غماض کر دحسن پہ چشم بدور بار عصیان سے ہوا ہر امر مردہ بجاری</p>	<p>اور بتلائے کوئی ہوتے ہیں سوا کیسے پھونکر دئے ہیں کل ہم لب دریا کیسے پھر تو ہشیار ہیں دیوانہ و شیدا کیسے ناز کرتی ہی تری زلفت چلیسا کیسے دوڑے جاتے ہیں سودا میں مہرا کیسے ہوتے ہیں عاشق صادق تو ہی بتلا کیسے اُسکے زانو کے ہیں آئینے مصفا کیسے دفقا پڑ گئے آفت میں خدا یا کیسے شہرے سنتے تھے ترے فرگس شہلا کیسے خون دل پتیا ہوں میں ساغر دنیا کیسے ناز و انداز وادائیں تھیں زبیا کیسے دیکھے اٹھتا ہی یارب یہ جنازا کیسے</p>
<p>پیش ازین زند خرابات نشین تھے چندے بنے اب بیٹھے ہیں رہبان کلیسا کیسے</p>	<p>پیش ازین زند خرابات نشین تھے چندے بنے اب بیٹھے ہیں رہبان کلیسا کیسے</p>
<p>مثنیٰ سرگوشیاں غیر دئے اشبا دیکھے رنگ وہ چشم فلک نے بھی دیکھے ہوئے قول کے پھلورن کی اللہ سے کافر کو خوشی رو بہ سخت نہوا ایک مرین فرقت پاؤں ہر مرتبہ کس طرح نہ پھیلاؤں ابھی والوس میں نہ کوئی عاشق صادق پایا دل تو کیا جان بھی کی نذر ترے اسے نہ سن</p>	<p>آج آنکھوں نے کرشمے ترے سب دیکھے ہم نے ان آنکھوں سے جو روپ تھائے دیکھے پہنے سو مرتبہ سو بار اُتارے دیکھے اچھے بیمار سدا گور کناے دیکھے ہتھ کھنڈے تھے نہیں جان ہمارے دیکھے چاہنے والے جو دو چار تھائے دیکھے حو ملے تو نے فقیری میں ہمارے دیکھے</p>
<p>زند سے جتنے تھے اقرار ہوئے سب برکس قول سے فعل خلافت آپ کے سائے دیکھے</p>	<p>زند سے جتنے تھے اقرار ہوئے سب برکس قول سے فعل خلافت آپ کے سائے دیکھے</p>
<p>کٹ گئی عمر غم و رنج میں پیادوں کی غول کے غول ہیں دو کاٹوں یہ تھارونکی</p>	<p>پوچھے کیا ہو مصیبت کے گرفتاروں کی مستیان کرتے ہیں بن آئی یہ میخواروں کی</p>

مرنے ہیں بنگئی ہے جان پہ پیاروں کی
 تیغ برد کے مضامین ابھی کرتے ہیں تلاش
 خنجر رخسار ہمیشہ سے رہے مد نظر
 بیچ ہیں پیش نظر نقش و نگار مانی
 نقد جان تک تو خریدوں گا تجھے اور یوسف
 ماہ تھا داغ سفید اپنی نظر میں شب ہجر
 اے جنوں آبلہ پا مرے کس کام آئے
 عشق میں ہوش و خرد باخت ہوں خود کم ہوں
 بد مزاجی مرض عشق کے باعث سے نہیں
 گل ہیں بزمِ مردہ جو غنچہ ہو گرفتہ دل ہے
 ملک الموت مری جان کو ہیں سلا حسین
 عشق ابرو نے مجھے ڈال پانہ رخِ بین
 جھنڈا اب ہو نہیں رہنے کی ارمانی حسن
 رس زلفِ سراپا میں انھیں کس کر باندھو
 زلفین سر کا کے دکھا دو جو ذرا عارض صاف
 مجھ سے بھی بڑھکے یہ دیکھتے ہیں کیا قیمت حسن
 راسا چھوڑ کے اس کو بچے سے بھاگیں گے غیر
 ڈال دی بیپ کلچون میں غمِ فرقت نے
 ہو پلٹے ہوئے نہ نور کی چادر تو بھی
 کیوں ہو قمر وہ تو لے غیرت گل خیر تو ہو
 یارب اعمال کی اپنے میں ہو جائے جزا
 لبِ شیریں سے ترش ہو کے کیسے تلخ کلام
 گلِ فردوس سے بھی ناک چڑھا لیتا ہے
 تو خرا ہو تو اسے رشکِ حین سا تھ چلیں
 نندہ کھلتا نہیں کچھ حال تمہارا کیا ہے

خوب لی تم نے خبر اپنے گرفتاروں کی
 راہ چلنی ہی مجھے دھار پہ تلواروں کی
 آنکھیں سینکائے ہم آج پہ انگاروں کی
 جبے دیجی ہی بہت تری دیوان کی
 چھڑ ہونے دے ذرا بھڑ خریداروں کی
 آنکھی یاد جو ان جاندے رخساروں کی
 تر ہوئی کون سے دن خشک بان غاروں کی
 کھو دیا مجھ کو محبت نے طر حداروں کی
 تندرستی میں بھی سختی مری پیاروں کی
 جاتے ہی یار کے رونق گئی نگاروں کی
 روح تھراتی ہو صورت سے جفا کاؤں کی
 جھڑن دیکھتا ہوں مار ہو تلواروں کی
 مول بڑھ جائے گا کثرت سے خریداروں کی
 یہی تعزیر ہے الفت کے گہنگاروں کی
 قلمی کھپائے ابھی آئینہ رخساروں کی
 شکل دیکھ کوئی یوسف کے خریداروں کی
 جب نشست آٹھ پہر بیٹنے لگی پیاروں کی
 غور کرتے ہو تو کر لو جگر افکاروں کی
 اوڑھتی اوڑھ لے اور شک قمراروں کی
 کیوں بدل ہوئی رنگت ترے رخساروں کی
 حشر پر رہے کیونہ تعزیر گہنگاروں کی
 قدر سرکار سننے کی خوب نمکھواروں کی
 جس نے بوسہ بھی ترے اترے ہوئے ہاتھوں کی
 چال پیدا ہو ثواب میں بھی پیاروں کی
 نرد سے ہو گئے ہو شکل ہی پیاروں کی

<p>ہجر کی رات کسی طور نہیں ملنے کی کیا عجب ہے جو گرد و نین مشکوفا لاکر ہجر میں بسکہ ملے دست تاسف ہر دم اسے جنون خانہ زنجیر سے رخصت ہے مری یار سے وعدہ ملاقات کا ہے بعد زوال عہد طفلی سے لگا ہے مجھے الفت کا رنگ مات ہو بازی شطرنج محبت نہ ولا نور کو میرے سیہ خانے سے رہتی ہے گردن سوگ اتنا تو رکھا یار نے مجھ عاشقی کا قرص کا فور سے کب تلتی ہے سینے کی جلن</p>	<p>تو پتا مع قیامت بھی نہیں چلنے کی وہ شجر ہوں جسے امید نہیں چلنے کی خو ہوئی ہے کف افسوس تجھے ملنے کی فصل آہو بچی ہے صحرا کو نکل چلنے کی دو پہر آج کسی طرح نہیں ڈھلنے کی پل گیا کس کو توقع تھی مرے چلنے کی میں کہے رکھتا ہوں یہ چال نہیں چلنے کی شع روشن کروں ہر چند نہیں چلنے کی پان کھائی کی قسم کھائی مسی ملنے کی مہر کے طور سے عادت ہے مجھے چلنے کی</p>
--	---

بیخبر بیٹھے ہو کیا منزل دستی میں رند
کوچ دریش ہے تیار کر کے چلنے کی

<p>دیر آئے میں یار کہتا ہے تازہ وہ بار بار کرتا ہے ہام پر آ کوئی پس دیوار جلد آؤ کہ دیر سے بے چین آرزو ہے جو دل میں مدت سے قتل کر چک جو قتل کرنا ہے کوئے جانان کے گشت کی غیب چھلے دیتا ہے کتا ہی گل کھا کیون گھٹائے مہش بڑھا کر لبط شب تو مرم کے صبح کی دیکھوں وصل اس حور کا نہیں ممکن مشق کامل تری توجہ سے ہمہ تن چشم کیون نہ ہونہ گس</p>	<p>قتل یان انتظار کرتا ہے جانتا ہے کہ پیا کر کرتا ہے گرے زار زار کرتا ہے شوق بوس دکنار کرتا ہے آج یہ جان نثار کرتا ہے قصد کیا بار بار کرتا ہے شوق دیدار یار کرتا ہے گر میان مجھے پا کر کرتا ہے کوئی ایسا بھی یار کرتا ہے آج کیا ہجر یار کرتا ہے دل عبث بیقرار کرتا ہے یار بھی مجکو پیار کرتا ہے دید گلزار یار کرتا ہے</p>
--	---

<p>پھانسی اکدن لگاؤن کا اپنے اٹھ صبحی پلا مجھے سانی کیون مگر تاہو تو کسی کو دلا اختیاری نہیں ہونا لہو آہ کر چکے جلیب میرا کام تمام یار کو برخلاف مجھے فلک مازیرے میں سب اٹھاؤن گا چھپر در پر وہ جان عاشق سے وام گیسو میں مرغ دل ہن اسیر کیا کہوں دل پہ کیا گذرتی ہو آج فرصت نہیں کل آئینے</p>	<p>تنگ اب مجھ کو یار کرتا ہے ورد سراپا خمار کرتا ہے پیار کرتا ہے پیار کرتا ہے جان و دل تجھ کو پیار کرتا ہے دیر کیون ہجر یار کرتا ہے ہائے پروردگار کرتا ہے غمرے کیون مجھ سے یار کرتا ہے اس بکری کا ستار کرتا ہے گھر میں بیٹھا شکار کرتا ہے جب یہ تحریر یار کرتا ہے تو عبث انتظار کرتا ہے</p>
<p>دل تو آگے ہی دے چکا ہے رفتہ جان بھی اب سہارا کرتا ہے</p>	
<p>دی جان محبت میں کسی رشک چمن کی سن آئے خوش الحانیان کس غنچہ دہن کی خط لکے پہ بوسہ رخ پر نور کا پایا ہو کافور کی بو آئی اگر عطسہ لگا یا کیا جانے کیا کیا دل عاشق سے کر لگی انکار ہو تکرار ہو اک بوسہ لب پر اُس کا کل مشکین کا جو لمبا لے کوئی تار ہمچشمی کا دعویٰ کہیں کل اس سے کیا تھا کم باد بہاری سے نہیں ناز کی رفتار حسرت لے جاتے ہیں ہم ادھر گریہ وان غیر کے گھر جانے کو بدلی گئی پوشاک آخر شب فرقت بن گئی اول شب سے</p>	<p>سو بھینٹے ملک آئے بو میرے کفن کی رہی ہو جو بھولی ہوئی مرغان چمن کی خیرات برہن کو ملی چاند کن کی پوشاک کی قطع تو یاد آئی کفن کی مہربان کی شوخی ترے بیٹھا تختہ بن کی کنجوس بنایا تمہیں تنگی نے دہن کی تھیل سمجھنا تو خط اور ختن کی سنا ہوں کج آنکھیں نکلو آئین ہرن کی میں قدم یار سے رونق ہے چمن کی مٹی نہ ملی دست عزیزان وطن کی تدبیر آریاں اپنے لیے غل و کفن کی برداشت نہ کی سوچئے اس سچ و دھن کی</p>

<p>چلیے شب جمعہ تو مزار شہدا پر اعجازِ نما ہو لبِ عیسٰی کی طرح سے کھولا ہو یہ کس حور نے جوڑا کہ صبا نے کیوں جان نہ دے تیرے لیے ہر کوئی اور تشبیہ اگر زلف کو دون مارسیہ سے خود الفت گیسو کا مین دیوانہ تھا یا بند</p>	<p>گلگشت کریں آپ شہادت کے چمن کی کیا بات ہے کیا بات ہو اُس گل کے دھن کی پھیلائی ہو جو چار طرف مشکِ نختن کی صورت ہو سری کی تو سجادِ ہر دھن کی پھبتی گھر گوش پہ ہو سانپ کے من کی زنجیرِ عبث پاؤں میں ڈالی گئی من کی</p>
<p>یا آگنی اگنی وہ غزلخوانیاں لے کر رند صحبت کہیں دیکھی جو کبھی شعر و سخن کی</p>	
<p>ستم کیا کیا شبِ فرقت میں تو نے مجھ پر توڑا ہو شکستِ جام کا بہتان ہم زندہ نہ جوڑا ہو اُڑا یوں دھجیاں کر کے نہ تو میرے گریبان کو یہ ساری رات ٹیسا ہو نہیں سونے دیا دم بھر اتنی الامان رہیو نگہبان اپنے بندوں کا پھنسا بن بلبلیں گن گن کے توڑے پھول چن چنکے جو وہ روئے تھے ہن تو کس کس غمِ شاد سے منایا ہو</p>	<p>سزا ہو تیری ادا دلِ تجھ پہ جو کچھ ہو سو ٹھوڑا ہو بھلا ساتی کسی نے بھی قہج کو اپنے توڑا ہو جنوں کن دھنوں سے مینے اک اک تار جوڑا ہو اتنی دل ہو پہلو میں مے یا کوئی پھوڑا ہو بلانا زل ہوئی شانے پہ کاکل اُسے چھوڑا ہو چمن میں تم نے ادھیاد و لچین کچھ بھی چھوڑا ہو کبھی پاؤں پرے ہیں ہم بھی لہرِ دھن کو جوڑا ہو</p>
<p>ترا در زند کا انصاف ہو گا اب قیامت کو سمجھ لیگا وہی تجھ سے خدا پر اُس نے چھوڑا ہو</p>	
<p>گر جفا دل مر کے مین اسی کو چے مین کا شکے لیجل ہیان سے وحشتِ دل اب کیسے طرف کب جامہ زیبو نکالے آگے خیال تھا ہو گا نہ بعدِ قتل بھی غسل و کفن نصیب ناخن بدل تھی بھر کی شب اس پلک کی یاد لوٹے گا مفت دولت و دیدار مہربان عاشق بنے تصدقِ خوبان کے واسطے خضر و مسیح گو تر ملک ساتھ ساتھ تھے</p>	<p>جاگین نصیبِ محبت کلین میری لاش کے اہلِ وطن محلِ مری بود و باش کے انسان کر دیا تجھے او بت ترا شکے ٹکڑے اُڑینگے کوچہ قاتل مین لاش کے کیا کیا اٹھائے لطفِ جگر کی خرا شکے ہتے چڑھے جو آپ کسی پر ماسا شکے ہم لوگ آدمی نہیں تھے مین ماسا شکے اللہ سے مرتے ترے کتے کی لاش کے</p>

ہر گنجین دہر کے ہر فریبیشت ال بدتر ہر زیت مرگ سے فرقت میں بار کی سیلاب اشک خون سے کتنا ہر بھر یار موت ایسی سب کو چاہنے والو نصیب ہو خالی نہیں تکلف دنیا سے فقر بھی	انسان دکھائی دیتے ہیں کس کس قماش کے اس زندگی سے موت ہی آجائے کاش کے ٹکڑے بھی لایہا کے حلی یا ش یا قاتل بھی ساتھ ساتھ ہر عشق کی لاش کے گڈری میں اپنی ٹکڑے ہیں وچارتا ش کے
--	--

وہ ہونڈھا ہر کس ریاض سے کیا یار وہ زندہ
قائل ہیں جب تجھ کے مقرر ہیں تمل ش کے

نہ یاد وہاں دگر جائے گی بے کب تک چشم تر جائیگی زیادہ ہوا وصل سے اشتیاق نہ دیکھے ترادل یہ ممکن نہیں موئے پر بھی آنسو بہینگے یونہی بنائی جدائی نے تیری وہ شکل رسانی سے اسکی یقین ہو گیا چڑھانا نہ تم قبر عاشق یہ گل چلے جائینگے دم بخود ناگزیر سن او گل بہت منہ نہ چڑھیا رکے نہ کرنا تو اس سے سوال فجواب چھپانا دوپٹے میں منہ چاند سا بس اب آپ تشریف لیجائیے طبیعت کو ہو گا قلق چہرہ روز	یہ وہن عمر اک دن گزر جائیگی یہ ندی چڑھی ہے اتر جائیگی طبیعت میں سمجھا تھا بھر جائیگی محبت ہو کام اپنا کر جائیگی مرے ساتھ یہ چشم تر جائیگی اجل دیکھ کر مجھ کو ڈر جائیگی وہ زلف ایک دن تا کمر جائیگی صبا لاکے دو پھول دھ جائیگی نیوے وحشت دل جہر جائیگی یہ تھوڑی سنی عزت اتر جائیگی تری بات بھی نامہ برد جائیگی یہ عادت بھی رشک تر جائیگی جو گزریگی مجھ پر گزر جائیگی ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہر جائیگی
---	--

پری تقدس نے کوئی تقصیر کی
پرستان تک یہ خبر جائیگی

گئی آج الفت نہ گل جائیگی طبیعت کو تسکین دم بھر نہیں	یہ وہن جان اک دن گل جائیگی اتھی یہ گونگر سنبھل جائیگی
--	--

<p>نظر اس پلک پر پڑے گی اگر نہ کھلو اؤ میری زبان چپ رہو چھٹے گی اگر اُلفت زلفت یا رہ جان پر رہوں گا میں ثابت قدم نہ جایا کرو بزمِ زندانِ شمع کر دنگا جو خسرو محبت عیان رہسگانہ یوں حُسنِ ناپائیدار نہ دکھلا بیگا منہ وہ خورشیدِ رو صفا ہو جو یہ سیدہ صاف کی وہ کا فر ادا اک نہ اک دن مجھے نہ کر یا رہے حُسنِ مین گر میان شب وصل تکرار لازم نہیں نہ چوٹی سنوارو برائے خدا طبیعت کا میرے کرم نہ دھیان نہیں رہنے کا بعدِ جذبِ یہ حال ہمیں یہ نہ تھی تم سے پنہم امید</p>	<p>کھجے یہ برجھی سی جل جائیگی کوئی بات منہ سے نکل جائیگی تو آئی ہوئی سر سے تل جائیگی یقین ہی زمین دان سے تل جائیگی یہ مندیل اک دن ادھبل جائیگی زبان موم ہو کر پگھل جائیگی کوئی دن میں صورت بدل جائیگی یوہن دو پہر آج دھل جائیگی نگاہ تصور پھسل جائیگی چھلا دیکی صورت سے جھبل جائیگی اسے ادب ہی دیکھ جل جائیگی کین صبح کی توپ جل جائیگی مجھے بنکے اژدر نکل جائیگی کسی اور سے اب بہل جائیگی سنبھلتے سنبھلتے سنبھل جائیگی کہ دودن میں جیون بدل جائیگی</p>
<p>سرا کے قدم پر سے سر کا ڈر نہ کر کین تیج نہ قاتل او گل جائیگی</p>	
<p>رگ گیا اس پری سے جی ہی تو ہو نہ رہا ہوش بخودی ہی تو ہو لہ الحمد کس نمود ہوئی راہ پر آب کا چارہ کیا دھ آزدگی بتاؤں کس ناخوش رہا یہ غنیمتِ دل وقت بدین کمانِ جلیسِ دانس</p>	<p>نہ بھی ہم سے دوستی ہی تو ہو ساقیا شکلِ میکشی ہی تو ہو بن پڑی ہم سے عاشقی ہی تو ہو ہم بھی آٹھنکے گل ہی تو ہو آگیا سرخ دوستی ہی تو ہو نہ کھلی اسے صبا کی ہی تو ہو کون دے ساتھ بیگسی ہی تو ہو</p>

	دل ہمارا اُداس ہے بلبل		نہیں لگتا چمن میں جی ہی تو ہی
	منبط آخر نہ ہو سکا اسے رنجد ہنس پڑا یار گدگدوی ہی تو ہی		
		<p>آہ ہر لب پہ اور نہ نالہ ہے داغ دل میں جگر میں چھالا ہے دیکھیں کب تک ہوا التیام پذیر اسکا دم بھر رہا ہوں او قمری نہیں پیش نظر جو وہ خورشید تیرے چارہ کا ہے کام تمام لیتے ہو دل تو چین سے رکھنا مارڈ لینگے زلف کے جھٹکے کس سے فریاد ان تونکی کردن حسن بھی عشق کا ہے حلقہ بگوش پہلے کا ہے کو روپ تھا ایسا روز رہتی ہے یوہین بیہوشی دہن کیونکر نہ عیش پر چڑھ جاے کیا کمون کس طرح گذرتی ہے بے مروت زمانہ کتنا ہے اڑ کے آتی ہیں قاف سے پر یان افعی زلف یار سے پچسا نیکلے پڑتے ہیں آنکھ سے آنسو مار زلفوں کی پرورش کی ہے</p>	<p>کس شہ حسن پر فقیر ہو کے رنگیا یہ مرگ چھالا ہے</p>
	خواہ جلا ویا سنگر ہے		اپنا محبوب اپنا دلبر ہے

<p>خاطر آزرده دل مکدر ہے کچھ نہ کچھ کوفت میرے دلپر ہے ایک اک بوعلی قلندر ہے سروش شاد یا صنوبر ہے ہی خودی بیشتر ہے اکثر ہے دم کی مہمان جان مضطر ہے دست اور سینہ سنگ اور ہے شکر ہے شکر جو ہے ہستہ ہے چار دن خشک چار دن تر ہے خاکساروں سے کیوں مکدر ہے</p>	<p>جب سے بخیرہ مجھ سے دلبر ہے حال درو جگر سے اتر ہے اسکے درویش باکمال ہیں سب قد و لہار کو کون طوبے ہوش دو دو پہر نہیں آتا ہو قلق سا قلق مرے دل کو ما تم دل میں یوں گذرتی ہے زخم بہن دل میں یا جگر تیغ کیا کون تم سے حال نہ خم جگر صاف رکھ دل کو ہم فقیروں سے</p>
<p>چاہیے فکر نہ اور راہ ضرور ہے رنگد اک دن سفر مقرر ہے</p>	<p>محبت عناصر میں شامل ہوئی طبیعت پھر اک بت یہ مائل ہوئی جلین دیر میں کیوں نہ گئی کچر اغ بلا سے قری میں اگر مر گیا ترے عشق نے بھیس بدلا نیا وہ چتون مرے حق میں سم ہوئی کیا بسکہ در پوزہ دیدار کا گلے میں رہا کچھ نہ کچھ یار کے کیا تو نے بھی مجھے پہلو تھی بوقت گلے پر چلی تیغ یا ر مرض عشق کا رفتہ رفتہ ٹرھا نہ جاتی ہے الفت نہ ملتا ہے یار زمانہ ہو نگلین بلا سے تری</p>
<p>لو بنے رگ رگ بن داخل ہوئی وہی دق ہوئی پھر وہی سل ہوئی مراد دل اس بت سے حاصل ہوئی منو داس میں تیری تو قاتل ہوئی محبت بلابن کے نازل ہوئی وہ میٹھی نگہ زہر تامل ہوئی مری آنکھ کشکول سائل ہوئی نہ ہیکل ہوئی تو حائل ہوئی رفاقت وہ کیا تیری ایدل ہوئی بدشوار آسان مشکل ہوئی جو سوچے ہوئے تھے وہیل ہوئی غرض ہر طرح مجھ کو مشکل ہوئی ترے گھر میں تو عید قاتل ہوئی</p>	<p>محبت عناصر میں شامل ہوئی طبیعت پھر اک بت یہ مائل ہوئی جلین دیر میں کیوں نہ گئی کچر اغ بلا سے قری میں اگر مر گیا ترے عشق نے بھیس بدلا نیا وہ چتون مرے حق میں سم ہوئی کیا بسکہ در پوزہ دیدار کا گلے میں رہا کچھ نہ کچھ یار کے کیا تو نے بھی مجھے پہلو تھی بوقت گلے پر چلی تیغ یا ر مرض عشق کا رفتہ رفتہ ٹرھا نہ جاتی ہے الفت نہ ملتا ہے یار زمانہ ہو نگلین بلا سے تری</p>

اب آئے ہو صورت دکھانے مجھے اسے میری الفت میں سودا ہوا مثال اس سے دینی نہ تھی ماہ کو چن میں بھی ہوئے صحرائین بھی گلاکٹ چکا میرا جھگڑا مٹا قدم رنج اس سیم تن نے کیا طبیعت رہی اپنی وقت پسند دکھایا جو خون شہیدان نے رنگ کو کچھ وہ یجائین اپنی طرف تری تیغ کے منہ کا بوسہ لیا یہ ہیں تینوں بیاریاں جان گسل	بصارت جب آنکھوں کی زائل ہوئی پری اپنے وحشی پہ مائل ہوئی کہ تشبیہ ناقص بھی کامل ہوئی کہیں بھی نہ تفریح حاصل ہوئی تسلی تری اہو قاتل ہوئی یہ دولت نصیبوں سے حاصل ہوئی وہی بات کی جو کہ مشکل ہوئی ہلال شفق تیغ قاتل ہوئی ہمیں بات کرنی بھی مشکل ہوئی خطا اتنی مجھ سے تو قاتل ہوئی عجت ہوئی وق ہوئی سل ہوئی
---	--

میں دیوانہ مجنون رہا اس کا نہ تندر
پری جبکہ لیلے شامل ہوئی

رکھ نظر اسکی عطا پر تو خطا سے پہلے نیت نابود ہوا ہو نہیں فنا سے پہلے سلسلہ تھانہ کسی زلف رسا سے پہلے یوں نہ ٹھکراتے تھے تم گور غریبان کو تم بھی کون کتا تھا ترے قد کو بھلا سرد روان اسطرح پھیل کے سوتے تھے شب وصل میں کوئی جھونکا جو بھی باغ سے اجاتا ہے استخوان بعد فنا بھی نہ مرے ہونگے تلف تھی نہ پامالی عشاق تمہیں مد نظر مرض عشق میں کی بعد میسما سے مجموع تھام لیتے ہو جگر اب جو ہوئے ہو حمد و قصہ کرتا ہو عبت اب مری پامالی کا کو	خون کو وصل نہ دے دلین رہا سے پہلے مرچکاے ملک الموت قفا سے پہلے میں نہ آگاہ تھا اس دام بلا سے پہلے بچکے چلتے تھے مزار شہدائے پہلے کس نے تشبیہ دی تھی شعرا سے پہلے تھوڑے تھوڑے ہو جاتے تھے حیا سے پہلے پوچھ لیتا ہوں خبر گل کی مباح سے پہلے اڑ کے آجائیگا سنگ یار ہما سے پہلے راہ کب چلتے تھے اس ناز واداسے پہلے رکھ لیا لکھنے کفن خاک شفا سے پہلے دل نہ دکھا کبھی عاشق کی صدا سے پہلے پس چکا ہوں ترے ہاتھوں پہ خا سے پہلے
---	---

<p>یاد فرمائے اگر بزم میں اپنے وہ گل وہ مزے اب نہیں ملتے مجھے بیباکی میں کعبہ کوچہ دلدار کی جانب سے شوق میرزا یا نہ قدم رکھتے تھے ہنگام خرام سرفروشی کا جو ہی معرکہ عشق میں قصد پیش ازین داغ جگر اپنا بھی کیا کیا چمکا دیکھ کر زربون چھوڑ نہ مجھ کو سگ یار</p>	<p>اڑ کے پوچھے یہ ہوا خواہ صبا سے پہلے لطف اٹھے جو تری شرم حیا سے پہلے مردم چشم پھر میں قبلہ نما سے پہلے یون اچھے تھے نہ دھان قبا سے پہلے استعانت بھی طلب کر شہدا سے پہلے عشق کامل تھا کسی ماہ نقا سے پہلے لطف ان ہریون کا چھیم ہما سے پہلے</p>
--	---

تنقیہ خون کا مقدم ہو جنوں میں اسے زند
فصد اگر تو مناسب ہو دوا سے پہلے

<p>نہرا وں خون ہوئے سیکڑ وں جلال ہوئے ترقیان ہوئیں انکی ہمیں زوال ہوئے کسی کی ابرو خمدار نے ہلاک کیا نہ پایا آپ کو دلترا میں جب مشفق بھڑا کے تجھ سے الگ ہو گئے سبلا و قاتل جنوں اگر چہ ہمیں ہر برس ہوا لیکن ہو نہ سامنا دنیا میں کس کس آفت کا خیال آتا ہے جب دم اٹھنے لگتا ہے بڑے ہی سہتے ہیں بل تیرے لوہیں جب بھی فقس میں طاقت بردار اڑ گئی صیاور شب وصال کا کیا ماجرا بیان کر دوں سوال کرتے تو کر بیٹھا اُن سے بوسہ کا کبھی جو پیچھے اٹھتے ہم اس گلی میں گئے نہیں جو ابھی سرگوشتیان رقبیوں سے نہ ہو گا ہمارے میں دوسرا غم دوست تباؤ کس سے حق آشنائی صرف کیا</p>	<p>تھا ہے باتھ جو منحصری سے لال لال ہوئے وہ بڑھکے بدر ہوئے کھٹکے ہم لال ہوئے نہ پوچھو کو نشی تلواری سے ٹدھال ہوئے نہرا طور کے دل کو مرے خیال ہوئے کسی کا کیا گیا ہم مفت میں جلال ہوئے یہ دلوئے نہ ہوئے تھے جوابی سال ہوئے درد روزہ زندگی میں سیکڑ وں لال ہوئے دہال جان کے لیے بننے بننے بال ہوئے بڑا غضب ہوا صاحب جو خوشحال ہوئے یہ صنعت ہو کر مجھے بال دہر و بال ہوئے نہ پوچھیے یہ حقیقت عجیب حال ہوئے میں زرد ہو گیا غصے سے وہ جو لال ہوئے دور صنعت سے غش اُگیا نہ حال ہوئے نہرا شک ہوئے کیا کیا نہ احتمال ہوئے کسی کو رہے ہوا ہم شریک حال ہوئے تھا ہے واسطے کس کس کے غیر حال ہوئے</p>
---	--

<p>عجیب حال رہا عارفین میں فرقت کے دیا ہر عارض جانان پہ خال نے جو حسن وہ شوخ کرتا ہو مندری لگا کے مشق خرام مریض آپ کے فی الجملہ رو بہ صحت ہیں دوائے منفرت انکی کرد اٹھا کر ہاتھ سوائے سبغ و غم و درد کچھ نہ پسل پایا</p>	<p>کبھی نڈھال رہا اور کبھی بکال ہوئے تفل اس طرح کے بھی چہرہ خال خال ہوئے کوئی چلے نہ پسے ہم فخر یا کمال ہوئے سنا ہوا گئے بہ نسبت کو کچھ بحال ہوئے تھوڑے ہجر میں جن لوگوں کے حال ہوئے لگا کے آپ سے دل کو بہت تنہا ہوئے</p>
<p>لگایا کرتا ہوں جذب کی طرح سے بڑے سنا ہوا نقد بھی درویش یا کمال ہوئے</p>	
<p>زینت کے دن اپنے پورے کر چلے ابوہریرہ کی آفت چھٹ چلی سحر بھولے جسکے آگے سامری نقش پائے رفتگان ہوں کیا نمود آگے آگے ہم تھے راہ عشق میں دیکھئے منزل پہ پہونچیں کب تک اتجو دیوانے ہوئے تیرے پری خاک اڑاتے سر پہ مقل گرد باد حیف ہے کی زندگی گانی نے دفا میرے اشکو کا غضب طوفان ہے ہیں روان تار نظر بہ یون سرشک</p>	<p>نکتے نکتے راہ تیری مر چلے اب چلے تلوار یا منجر چلے ایسے جادو گر پہ کیا منتر چلے سر کے جل اس کو چہ میں اکثر چلے پیچھے پیچھے حضور پیغمبر چلے شام سر پر آگئی دن بھر چلے شوق سے نکل پلے پتھر چلے یون چلے ہم جملہ صرصر چلے آتے آتے موت کے ہم مر چلے ناؤ لیکر فوج پیغمبر چلے رہیمان بہرہ چلے باز لیکر چلے</p>
<p>کہ کل اسے نقد قول درد پر جب تک میں جل سکے ساغر چلے</p>	
<p>صدیہ ہجر سے چھو کون مجھے راحت ہو جائے جو میرہ الفت میں شادت ہو جائے نہیں اقرار نہ بانی تو اشارت ہو جائے چھوٹے روز کے دھڑکون سے فراغت ہو جائے</p>	<p>دم نکلا جائے کہیں جلد فراغت ہو جائے فکر کو نین ہو عاشق کی سعادت ہو جائے اس طرف بھی نظر لطف عنایت ہو جائے ہول مٹ جائے کہیں روز قیامت ہو جائے</p>

آج کل ظالم بر گشتہ کا اٹکا ہے اثر
 پیری تصور جو بیجا کے لگا دین اور بت
 پر عکس قرآن جو مری روح کو بخشنے تو ثواب
 یک قلم درج ہیں حسن نکلیں کے اوصاف
 اپنے بیمار کے ٹکر چیلے کسی چیلے سے
 دم نکلیں ہو فرقت میں تو برتر ہو ملا
 نام لے بیٹھوں محبت کا ہوا سکے آگے
 سر و قد گرہین اٹھتے قید لیے نا تو
 تھار کینا کو دیا مزدور و مسل پوسٹ
 اپنے یوسف کی جذباتی بن تعجب کیا ہو
 کیا عجیب شمعبدہ چشم فونگر سے اگر
 سن کے آواز مرے لہری کی بھنجلا کے کہا
 اب کبھی ہو گا نہ حاضر در دوست یہ فقیر
 ہاتھ اس فتنہ دوران سے اٹھا بنگا نہیں

نقش جب لکھوں تو تعویذ عداوت ہو جائے
 دیر در گاہ سنے جائے زیارت ہو جائے
 چین آجائے مجھے گورین راحت ہو جائے
 میرا دیوان نہ کیوں کان ملاحظت ہو جائے
 تپہ چھگدا نہ ہے اسکی عیادت ہو جائے
 بات رہ جائے تری مرفع ذرا مت ہو جائے
 ظلم ہو جائے مری جان پہ آفت ہو جائے
 میری تعظیم علی قدر مراتب ہو جائے
 جگو بھی عالم رویا میں بشارت ہو جائے
 مثل یعقوب اگر ضعف بشارت ہو جائے
 سحر کو رتیا عجاز دکر امت ہو جائے
 یا اتنی اسے موت آئے یہ غارت ہو جائے
 گالی یا لوسہ جو دینا ہو عنایت ہو جائے
 حشر بر با ہوا اب ہمیں کہ قیامت ہو جائے

ادی کیا تپ فرقت وہ بلا ہوا سے لڑتے
 دیو بھی ہو تو اسے ضعف و نقاہت ہو جائے

عاشق کی طرح آپ ہیں دیوار کو تکتے
 کس میٹھی نظر سے ہیں نمکخوار کو تکتے
 میخوار ہیں سب خانہ خسار کو تکتے
 ہم چاک قفس ہی اسے ہیں گلزار کو تکتے
 کس پاس سے ہیں صورت بیمار کو تکتے
 کٹ جاتی ہیں راتیں در دیوار کو تکتے
 گل ایک طرف ہم جو کبھی خار کو تکتے
 رہ گیسر کنگھیوں سے ہیں دیوار کو تکتے
 نہاد کھڑے رہتے بازار کو تکتے

نہ
 دیر

حیران سے ہیں آئینے میں رخسار کو تکتے
 دل جوئی ملازم کی ہر سرکار کو منتظر
 کیا جھوم کے ابرا یا ہر قبلہ کی طرف سے
 گلگشت چین جگو مبارک رہے بلبل
 اب زلیت سے عاشق کی جویاؤں کو تکتے
 تاشب سحر بھر جھپکتیں نہیں آنکھیں
 ماند حباب لب جو پھوٹیں آنکھیں
 جس روز سے سرد دیکھے اپنے روزن
 جو جس کہ مطلوب تھی نہ دلوں نے خریدی

دل ہی نہیں رکھنے کسی دلبر سے غرض کیا
ماقت کبھی ہوتے جو توکل کے مزے سے
قد دید کے قابل ہو وہ پستانے سبب یہ
وہ زمزمہ پیرا ہوں جو ہو جاتا ہوں خاتم
تھدیر اسے تکتے ہیں کہ بٹ بٹ گئی تلوار
ہر نخل ہو قدرت کی دورنگی کا نمونہ
جب جوش میں آتا ہے تر قلمزم رحمت

کچھ بیچتے ہم بھی تو حسد یار کو تکتے
مفلس تمبھی دنیا میں نہ زہار کو تکتے
دنیا میں ہیں سب نخل نمر وار کو تکتے
مرغان جہنم ہن مری منتقاہ کو تکتے
مشتاق شہادت کے سبے دھار کو تکتے
گل کو کبھی تکتے ہیں کبھی خار کو تکتے
حسرت سے فرشتے ہیں گنگار کو تکتے

دنیا کا بلب حال کے رندانہ کو چھو
احباب ہیں احباب کی دستار کو تکتے

سیکشی پر مجھ لہرائی ہو کیا کیا بدلی
گل تھے ججا پہ وہاں خار ہیں بجان البشر
طرز بارش مرے رونے سے اسے یاد آئی
قلمزم شک جو فرقت میں ہو طوفان
دفعہ ہو گئی صحت مجھے بیماری سے
نظر لطف سے دیکھو اسے کچھ تسکین ہو

یاد دلواری ہو سا غر و مینا بدلی
کیا ہوا باغ کی او بلبل شیدا بدلی
دور نہ بھولی تھی برسے کا طریقا بدلی
دیکھنا بہ گئی نخل کھل کھل دیا بدلی
کیا دوائی نسخے میں اے میرے سجا بدلی
آنکھ بیمار سے کیوں اپنے میسجا بدلی

سر محفل جو اشارہ کیا بوسے کا زخم
چتون اس ترک ستمگار نے کیا کیا بدلی

ریشک الفت کم نہیں کچھ کا کچھ خمیر کے
ریشک آتا ہے مجھے طالع پہ اس خمیر کے
عفو کر دیجادہ گولائی ہو نہیں تفریر کے
تلخ کامی کے مزے سے ہوں ازل سے آشنا
کوئے مجنون کو گارٹا ہے مسلسل انجون
کان تک جھنکار بونچی جسکے دیوانہ ہوا
بول جگر دولوں بدت کرتے ہیں بہر حقان
ناوک مرگ کان پہ تیرے جان قربان جیسے

کنگیا پروانہ شب کو نام سے گلگیر کے
نکے تودہ رکھیا آگے جو تیرے تیر کے
آگے آفرزش کے کیا رہتے مری تقصیر کے
عہد طفلی میں پیا ہو نہ ہر بدلے شیر کے
سننے ہیں زیر زمین نالے سدا زخمیر کے
کیا جنون انگیز نالے ہیں مری زخمیر کے
دیکھتے ہیں ایک دن بے تھکائے تیر کے
لاگ ہو مدت سے دلو توڑے اس تیر کے

عشق ابرو و مشرہ میں جان بلبان سیکڑوں
 شمع روشن ہوگی گذرا ہجر کا روز سیاہ
 ہو گئے ایسے جو افرودن کے دست و ریشل
 خود بخود نام لپٹ جائیگا کھل کر قاصدا
 آب باقی ہو اگر قاتل تو کر دے حلق تر
 جل مثال تیغ و صفت ابرو و خمدارہ میں
 قید میں بھی ہیں جنوں دوہی نظارہ بانیاں
 ہو بعینہ ابرو قاتل علی کی ذوالفقار
 پھر تہین کو دنیا بائیں لپیٹے ٹھہرے خاک
 اک دم حاصل ہوا گاہے نہ جز داغ جگر
 چو کڑی اپنی ہرن بھولیں تو وہ صیاد ہے
 عرش کرسی تھر تھر اٹھیں دلاوہ نر لہ کر
 شرم آتی ہو کون اسے رشک لہر بیان
 عشق نے طفل ہوس کے کیا کشتہ مجھے
 گر ٹہرین آتو کلیجہ مٹھ کو آجائے ترا
 قتل کرتا ہو ہزاروں کو خم ابروے یار
 جب سے بھی ہو کلیں اس سپہ حسن نے
 چھ گئے دل ادھر جگر و لون خدائے ناز سے
 سر نہ سر کاؤن تہ خنجر شہادت گاہ میں

تیر کے زخمی ہیں کچھ گھائل ہیں کچھ شمشیر کے
 وصل کی شب آئی جاگے بخت اب گلگیر کے
 خوس رو بہ باریاں کرتے ہیں آگے شیر کے
 بے پڑے سجھے گا وہ مطلب مری تحریر کے
 لے لے ہیں چکیاں بسمل تری شمشیر کے
 آج دکھلائے زبان جو ہر مری تقریر کے
 عالم چشم پری حلقوں پہ ہو نہ بھر کے
 یو چھٹے السج الامین سے کاٹ اس شمشیر کے
 شکل دکھلا میں کسے جو یا تری تصویر کے
 مال دنیا میں یہ سکے تھے مری نقد پر کے
 پھول جائیں تیرے آگے دست باغیر کے
 فائدہ کیا مٹھنے سے آہ بے تاغیر کے
 خواب وہ دیکھا ہو جو قابل نہیں تعبیر کے
 ہو یقین ہوں خاک میں مری خواص الیر کے
 کان تک پہنچیں اگر نالے کسی لگیں کے
 کام لیتا ہو وہ بے چلے کماں تیر کے
 ماہ کامل سب ستارے بٹگے زنجیر کے
 ایک تیر اس ترک کا ہو بارود و بھیر کے
 آبرور کھنا الہی کو اسٹے شمشیر کے

نہد لیں اصلاح کسے خواجہ آتش کے سوا
 ہو چکے ہیں ہر ہر کے مرید اس پیر کے

گنہ عشق کی میرے یہ مسکافات نہ تھی
 بس یہی کہیے کہ منظور ملاقات نہ تھی
 عاشقی جھم میں اس کے نہ تھی کچھ ذات نہ تھی
 جس دور و روح میں بھی جبکہ ملاقات نہ تھی

ترک کرنی تھے اسے شوخ ملاقات نہ تھی
 آپ آسکتے نہ تھے دن کو تو کیا رات نہ تھی
 کیا تکلف تھا بھلا تیس میں جو مجھ میں نہیں
 تب سے وارفتہ ہوں اسے یاد ترے جلوہ کا

<p>زندگی ہو گئی آنے سے تھاے در نہ بوئے یوسف کے سوا مہر سے کیا لاتی نسیم خمر کرتا تھا عیش کوہ کنی پر مہر باد یہ بھی احسان ہی تیرا جو دیا دوزخ بھی عمر بھر بے مے و محشوق کے روئے گدھے نشے سے مورت تصویر تھا تیغ و ہر مست وصل کی شب بھی رہی وہ ز کی حسرت دلو ایک کلمے میں کیا تو نے درد عالم کو طبع چشم بد و در نظر بھر کے نہیں دیکھ سکا کہ ہاتھ ہو نچا ہی و ساطت سے حنا کے در نہ کیا سبب رکھے تشریف نہ لائیکا ہوا کیا تعجب ہو جو دو جام دیے سب سے سوا</p>	<p>جاتی بے جان لیے ابھی وہ رات نہ تھی اور یعقوب کے قابل کوئی سوغات نہ تھی معجزہ عشق کا تھا اسکی کزابات نہ تھی میرے ہمال کی تویہ بھی مگافات نہ تھی ہنسکے کجباتی سوا یسی کوئی برسات نہ تھی تھا مرقع کا ورق بزم خرابات نہ تھی تب وہ میدان ہوسے نیل سے جہلات نہ تھی احم اعظم تھا مری جان تری بات نہ تھی نور کی چیز تھی اسے شوخ تری گات نہ تھی پاؤں کو ہاتھ لگا لیکل کوئی گھات نہ تھی راستے بند نہ تھے شہر کے برسات نہ تھی کب مرے حال پرانی کی عنایات نہ تھی</p>
--	--

چار دن رست کے جو چاہے سوکھ لے زند
 پیش زمین خاک کے پٹنے کی کوئی ذات نہ تھی

<p>ہری کاٹھ ہی تیرا حور کا سا جسم پایا ہے شب مستاب میں ہر مہر شب یاد آیا ہے مجال غیر کیا ہو وہ بگاڑ بگا تو بگرون گا کبھی جو حوروش دلدل کے کوچے سے گزرا ہوں کیا ہو خواب سے بیدار اکثر اس پری رو کو جلالے میں غصت نے ہمارے سیکڑوں گلشن عوض اللہ لیکام سے مظلوموں کا عالم سے دم سپر اس نے روز دہا کی گلون کو زیر با اکثر ہو جاتی ہی رہی ایذا پذیر دست گلچین سے نہیں رکھا کبھی اپنے لیے اسباب دنیا کو دوا بھی بھر میں اب ناموافق ہی طبیعت سے</p>	<p>خدا نے لبتہ سے اپنے تجھ اوبت بنایا ہے تو مجھ کو صبح تک اختر شامی نے جگ لایا ہے مجھے جس نے کہ مشیت خاک سے اتان بنایا ہے ہمارا باغ جنت کا مزا دل نے اٹھایا ہے مکر رشتہ خواہیدہ کو میں نے جگ لایا ہے وہاں بجلی گری ہو آشیان جن جا بنایا ہے خدا اسکو تیرا گاہین جس نے بنا لایا ہے چن میں بار بار بلبل کو کاٹوں بر لٹایا ہے عجب ساعت سے اگر زنیان میں نے بنایا ہے لٹایا ہو خدا کی راہ میں جو ہاتھ آیا ہے ہوا ہو دوسر و دنا اگر مندل لگایا ہے</p>
--	--

کہیں وہ دن بھی ہو جو ساتھ کے چہرے میں
جگر کیونکر ہو خونِ عشق میں لالہ خداوند کے
جنون کا جوش ہو دیوانے زنجیریں اڑاتے ہیں
برابر آکے عارض کے گہرے گوشِ جانان کے
ہمے چاہا ہی نہیں ہے وہ ہوا ہوا جان کا دشمن
دیے ہیں آسمان تو نے زیادہ رنجِ راحت سے

بہت اب طالعِ خفہ نے راتوں کو جگایا ہے
مہینوں میں نے دل میں رخِ افق کو بھجایا ہے
کسی رشکِ پری بنے طوقِ منت کا بڑھایا ہے
قرآنِ مستری ماہ کا عالم دکھایا ہے
کیا ہو تجر بہ سوار اکثر آرزو مایا ہے
ہنسایا ہو اگر دم بھر تو پہ دن پھر دلا یا ہے

سدا تصویر کی صورت جو دین ہے بولے زند
کسی آئینہِ رد سے پھر کہیں کیا دل لگایا ہو

سب دھری رہ جائیگی تیغِ آذانی آپ کی
خلق ہوگی اسکی دشمن جو تمہارا دوست ہو
باز آ یا بندگی سے میں تمہاری لے بتو
ہم تو نے سے تمہارے ہو چکے تھے نا امید
جب بھٹینِ بشارت دیکھا ان بیٹھے کوئی دم
یاد رکھیے اسکو مشفق دیکھیے گا صبح و شام
کفر اور اسلام میں باقی نہیں اب ہتیار
پاس خاطر ہو خدا کو بھی تمہارا اسے ہو
نے تکلف ہو جیسے شرمندہ دکھلائیے
شکر ہو تم کو شہِ خوابان کیا اللہ نے
کون پھانسی دے گلے کو کون کاٹے دیکھیے
دیکھ کر دے منور رشک آئے حور کو

چار تلواروں میں نسل ہوگی کلائی آپ کی
کرتی ہو بیگانہ سب سے آشنائی آپ کی
کیا ملائے گی خدا سے آشنائی آپ کی
شکر ہو اللہ نے صورت دکھائی آپ کی
اٹھائے صحبت سے جو مرضی نہ پائی آپ کی
کیا کرتی تھی جامہ زیبی میرزا نی آپ کی
کلمہ گو ہو لے تو ساری خدا کی آپ کی
کیجیے خونِ مسلمان اب بن آئی آپ کی
فقہ جان حاضر ہو یاں بھی رونمائی آپ کی
جس سے سنتا ہوں وہ دیتا ہو دوائی آپ کی
آجکل کرتی ہو کیا بے اعتنائی آپ کی
ہاتھ ملو اسے فرشتہ نگار کلائی آپ کی

ترکِ افق سے اپنے جہتِ بہتر میں
شہرہٴ آفاق ہوگی بے وفا نی آپ کی

بچن میں آمد آمد ہو خزان کی
خوش آئی ہو انھیں اب وضعِ بانگی
کرے گی دیکھیے کس کس کو سیدھا

حبشِ بلیل نے طرحِ آشیان کی
کمر پر رہتی ہے کاگلِ میان کی
یہ ٹیڑھی وضعِ تیری بانگی بانگی

<p>بڑی محسوس ساعت میں پھنسے تھے تن خاکی سے نکلے بھی کہیں روح عدم کا قافلہ کیسا جلد گزرا ایک لے جاتے ہیں رہ رو عدم کے پھنسا کس پیچ میں اد عشق پیچھے دہی آزار ہو پھر جس مرض سے اکتی جلد لے چل اس مکان سے اسے دھوکا تھا جابجا بیانی میری شب فرقت میں نیند آتی ہو کسکو نہ آئیں گے چن میں سیر کو بھی اگر وہ ماہ پیکر اس میں جھولے و ماغ جان کیا تازہ مباحثے بڑا مانا کسی جو بات اچھی ہر اک بوسہ نے جان تازہ بخشی</p>	<p>کہ پھر دیکھی نہ صورت آشیان کی پہونچ جائے یہ مٹی ہو جہان کی نہ دیکھی گرد تک اس کار و دن کی نہیں اس رہ میں حاجت کار و دن کی عبث تقلید کی زلف بتان کی کئی بار او مسیحا گور جھانکی چھٹی ہو سیر مجھے لامکان کی لگا کر تیر کو حنا طر نشان کی شکایت تا سحر ہے آسمان کی اگر مرضی نہیں ہے باغبان کی ہنڈ دے میں ہو گردش آسمان کی جو داوہ کا کل عبر نشان کی یہ دیکھو بد گمانی بد گمان کی کروں کس منہ سے تعریف اُن کی</p>
---	--

جو کیفیت اٹھایا چاہو اسے زبرد
تو خدمت کیجیے پیر معان کی

<p>اب تو یہ زور ناتوانی ہے شوہر کیوں کر رہے ہیں مرغ چمن دیکھیے کتنے خون ہوتے ہیں شوق دیدار میں ہویاں اسنی ہو وہ تصویر دست قدرت کی بیکل اب سوئے دخت او دشت موسے باریک کیجیے گردن ہاتھ جاتا نہیں گریبان تابک دور ساغر نہ ہم تلک پہونچا</p>	<p>موسے سر سے بھی سرگرائی ہے کس کی تربت پہ لود خوانی ہے آج پوشاک ارغوانی ہے یار کا قول لہن ترانی ہے کار ہزار دے نہ مانی ہے ابھی صحرای غاک اڑانی ہے الحکو تلواری آرمانی ہے تنگ کرتی یہ ناتوانی ہے واہ کیا دور آسمانی ہے</p>
--	--

	محب سے محرم کسی کی نہانی ہو نہ مہر میرا نوحہ نہوانی ہو	نخل گندم ہوئے ہیں سینے چاک نخل ماتم پہ آشیان ہو مرا	
	نہ کہو کے جو حال دل اسے کہہ گھٹ کے مر جاؤ گے جوانی ہے		
یارب آباد کمین خانہ زندان ہوئے اس طرف بھی کرم خنجر بران ہوئے یان کی درانی کو زریبا ہو جو رضوان ہوئے کیون نہ برگشتہ دم خنجر بران ہوئے کٹے سو بچ کی کرن صورت افغان ہوئے یار کی طرح اگر تو بھی خرامان ہوئے خطا کمین یار کے عارض یہ نمایان ہوئے باغ بین بلبلیون کو درس گلستان ہوئے چاک جو حبيب کا ہوتا سردامان ہوئے راز کس طرح تنک غر فونک پہنان ہوئے یا الہی سحر شام غریبان ہوئے دہن زخم مرا چاہئے خندان ہوئے جان لب پہ ہو گریخ سوئے جانان ہوئے ہاتھ سے ان کے اگر خون مسلمان ہوئے چاہیے سارا جہان شہر خوشان ہوئے دہین تہیج گھر سبجہ مرجان ہوئے جو خوشی آپ کی جو آپکا فرمان ہوئے عیش چاہوں تو دہین رنج کا سلمان ہوئے	فصل گل آئی جنون سلسلہ جنبان ہوئے گاہ بیگاہ اودھر بھی شریخ شرکان ہوئے ریشک فردوس کان ہو تیراے غیرت حور طبع قاتل کی طرح موت بھی ہو مجھے خلان بہر تنہیں اگر اس مہ کو ہوا نشان کی تلاش قد کشی جب تجھے زہیدہ ہو ادھر سو وچن خطا آدای اسیران محبت کو ملے کہو لے ادراق کو غنچوں کے صبا آئے ہمار کو تہی کا نین ہنگام یہ اسے دست جنون دیدہ و دل نے کیا عشق پر رویاں فاش زلف سر کے وہ رنج اپنے فقر کو دکھلائے سہنس کے تلوار لگائی ہو مجھے قاتل نے شوق نظارہ رہے چاہیے مرتے دم تک جانتے ہیں یہ صنم ہم سے ہوا کار و ثواب سرگین چشم کا شہرہ جو رہا یوں چندے ایکدم دست خانی میں اگر تو رکھے جان نزاری کو بہر طور رضا مند ہو نہیں پھول توڑوں تو جھین ہاتھ میں سیر کا نئے		
	جان دول بیشکش یار کرین گئے اے رند اور کیا بے سرو سامان ہوئے		
ایک ساغر بین دو عالم ہوں فراموش مجھے	سے پلا ایسی کہ ساتی نہ رہے ہوش مجھے		

<p>سوزش دل کے بیان کرنے میں سوائی ہو باغ عالم میں ہوں کس نغمہ سرا کا شتاق تیرے کوچے سے بڑھینگا نہ جنازہ میرا رہنے دیتے نہ مرقع میں جہان کے افلاک یاد میں جسکے میں بھولا دو جہاں کو انوس جیتے جی رنج میں تھا چپکے سویا میں رگ دیکھوں کیا اسکے عوض کھینچے ہوں غمیانے پہلے ہی فقر و فنا سے میں ہوا ہوں آگاہ اسے جنوں قید تعلق سے چھوڑا بہر خدا غنیہ سان حال دل زار ربا دل میں گرہ گنگ کی طرح اشارہ بھی نہیں کر سکتا حسب خواہش سے مری مری تقدیر چلا</p>	<p>شع سان میری زبان رہنے دکھاؤں مجھے رنگ گل خلق کیا، ہر جہت میں گوش مجھے بعد مردن نہ دیا تو نے اگر دوش مجھے مثل تصویر اگر پاتے نہ خاموش مجھے اپنی خاطر سے کیا اس نے فراموش مجھے دامن دایہ ہوا گور کا آغوش مجھے چشم مست اپنی دکھاتا ہے وہ میوٹش مجھے روز مولود کیا ہے کفنی پوش مجھے تنگ رکھتے ہیں نہایت غرہ دوش مجھے نہ ملا باغ جہان میں شنوا گوش مجھے سر لگین چشم نے ایسا کیا بیوٹش مجھے نیش ہاتھ آیا جو درکار ہواوش مجھے</p>
<p>مجھ کو درکار نہیں چادر گل گور پہ رند واغ حسرت ہی مرے رکھینگے گل پوش مجھے</p>	
<p>آج گلشن میں کون آتا ہے دیکھوں طالع کی اس سائی کو دل دیا اب تو ایک کا فر کو علی خیر کر لے کچھ غافل روکے کرتا ہوں عرض حال اگر بھولا بھٹکا سا آپ پھرتا ہے شوق نظارہ جمال مجھے شاہ راہ عدم کا حال نہ پوچھ نہ لے گا زیادہ مستمت سے عشق میں رکھ نہ زندگی کی امید اسم بھی سونے عدم چلو اسے رند</p>	<p>گل جو بھولا نہیں سماتا ہے میری بگڑی کو کیا بناتا ہے دیکھیے کیا خدا دکھاتا ہے وقت فرصت و گزرتا ہے توہنسی میں مجھے اڑاتا ہے خضر رستا کسے بتاتا ہے کو بکودر بدر پھرتا ہے ایک آتا ہوا ایک جاتا ہے ریخ بیو وہ کیوں اٹھاتا ہے پہ مرض گور ہی ہنکاتا ہے قافلہ روزیاں سے جاتا ہے</p>

<p>اُس نے صیدِ حرم کو مارا ہے ماہِ ردِ بام پر سدھارا ہے رہتی ہے شکلِ یار کی طلیح میں آدمی میرے منہ جڑھیگا کیا رات کو دفن کیجیو لا شا فضل اللہ بس ہے مشکل میں ہے جو یہ مرتبہ ہمارے لیے حسن ہے شرطِ شاہ ہو کہ فقیر ہم نہ دیکھیں تو دید کا ہے قصور منہ چھپایا ہے اُس نے زلفوں میں سرخو دیکھو نہ ہوں شہیدِ دہن باغِ چھوڑا رہیں گے صحرائین نالے کرتے نہیں اثرِ ادب جان دیتے ہیں تیغِ ابرو پر</p>	<p>آہو دشتِ وان چکارا ہے امج پر اب مرا ستارا ہے پری کو شیشے میں اُتارا ہے بار بار دیو کو اُتارا ہے زلفِ شگون نے مجھ کو مارا ہے مردِ غیر ناگوارا ہے تجھ پہ مدد ملے تارا ہے عشق ہونے میں کیا اجارا ہے وہ تو ہر جا پہ آشکارا ہے سنبھلے میں مرا ستارا ہے سبزہ رنگوں نے مجھ کو مارا ہے وان بھی گلچین کا کیا اجارا ہے دل ہے تیرا کہ سنگِ ظارا ہے واہ کیا حوصلہ ہمارا ہے</p>
--	--

زند سے بیوفائیِ خوب نہیں
 عاشقِ بادِ فنا تمھارا ہے

<p>تجھے دیکے دل جان کھونا پڑا ہے جو وفا یہی ہے تو پھونکی لکھیں محبت میں سوا سا ہوا ہوں رہا زندہ فرقت میں شرمندگی ہے کیے سیکڑوں گھر محبت نے غارت میں پاتا نہیں دلو سینے میں اپنے سمجھتا تھا میں دلی دل لگانا ہنسے تھے کبھی کھلے منہ اسکے منہ پر مرے گھر میں انہی اسکے خوشی ہے</p>	<p>غرض ہاتھ دو تونج دھونا پڑا ہے مجھے اب تو آنکھوں کا رونا پڑا ہے زمانے سے مجھ کو ہونا پڑا ہے مجھ اشکِ ندامت سے ہونا پڑا ہے سنبھلے میں رونا پڑا ہے کئی دن سے خالی یہ کونا پڑا ہے سوا جان کا ہائے رونا پڑا ہے سو منہ ڈھاٹک کر آج رونا پڑا ہے گھر و نہیں رقبوں کے رونا پڑا ہے</p>
--	---

<p>مرے ساتھ سوتائین یا را کر پلنگ ایک جانب کو اوندھا ہوا مہری پہ ہوتا ہوتا بول کا شک</p>	<p>اسی بات کا ہائے رونا پڑا ہی کسی سمت الٹا بچھو نا پڑا ہی نہ مرنا پڑا ہی نہ سونا پڑا ہی</p>
<p>کو چل کے آباد اب گورائے زند بہت دن سے سونا وہ کوتا پڑا ہے</p>	
<p>آزاد ہوں آگاہ ہیں سب میرے لقب سے ہر کون بچائے جو ترے ترے سے یارب شانوں سے ہوں نیچے کہیں وہ کاکل مشکین جاننا ہی نہ کی مہر عشق میں کس روز امید بخشش کی تو ہر ذات سے تیری جز شکر کے شکوہ نہ کبھی آئے زبان پر غیظ و ہنوا ہم تمہیں کیا یاد کریں گے دم بھر نہ رہے چین سے افسوس ہر آنے سخن دکھلائے گا دن وصل کا بھی جذب محبت آدم کو بھی اللہ نے پیدا نہ کیا تھا بڑھ چلا قدر یار سے زیا نہیں تجھ کو</p>	<p>کچھ کام نہیں مجھ کو سب سے نہ نسبت تجھے ہی اماں مانگتا ہوں تیرے غضب سے دل متظر آفات سماوی کا ہے کہے میدان میں رہا چار قدم آگے ہی سب سے اور خوف بھی ہر دلیں تو ہر تیرے غضب سے انسان ہر باہر نہ ہو تو مرضی رب کے دو دوسوں کے شرمندہ نہیں ایک کے لیے ایذا ہی اٹھاتے ہے پیدا ہوئے جب سے اللہ بچائے جو تجھے ہجر کی شب سے دیوانہ ہوں اس شک پر نیرا کا تب سے باہر نہ ہوا دوسروں میں حداد سے</p>
<p>مطلب نہیں کچھ اہل دل سے بچائے زند سائل ہی یہ درویش شہنشاہ عرب سے</p>	
<p>اسکو بھی وہ چاند سا کھڑا دکھایا چاہیے فصل گل ہر جیب کے ٹکڑے لٹایا چاہیے عذیرہ نصیرات میں دن رات رو دیا کیے جی میں ہر اکبار اس سے ایسے طبع و علم قید حسرت سے رہائی تیرے دیوانیکی ہو کسے میں مشتاق آنکھیں جلوہ دیدار کی اہل کتب کو متفرج سے بیزار اہل و میر</p>	<p>ازنگ روئے شمع محفل کو اڑایا چاہیے طاقت دست جنوں کو آ نہ لایا چاہیے نامہ عصیان کے لکھ کو مٹایا چاہیے ہمت چرخ دنی کو آ نہ لایا چاہیے اسے پری اللہ بھر صورت دکھایا چاہیے مثل موسیٰ طور پر ایک روز لایا چاہیے اب جہاد بڑھ انیٹ کی مسجد بنایا چاہیے</p>

<p>ہم نے مانایہ کہ تم یوسف ہوا اپنے وقت کے دور ہوتا راج طاہر سے کثافت جسم کی آپ کی تلوار سنتے ہیں بہت ہی آبدار بے تکلف ہم بھی ہوں وہ شیخ بھی ہو حجاب حشر کے دن بھی نہ کشتے کر سکین تا عرفی حال منعت نے گو کر دیا بدست پاکتا ہر شوق ماشوق روئے حسینان ہو نہیں بیارا و اجل شیخ غش کرتا ہر نام عنبر فردوس پر حسن کا افسانہ کیسے بھی تو اہل درد سے</p>	<p>پر کسی صورت نقاب اب تو اٹھایا چاہیے گھاٹ پر اسکی سرو ہی کے نہایا چاہیے پیاس اکدن تو ہماری بھی بھجایا چاہیے آپ بھی مے پیچے اشکو بھی پلایا چاہیے سنگ سرمہ تیغ قاتل کو چٹایا چاہیے سر کے بھل کو چچے تین اسق قاتل کے جایا چاہیے بٹکے صورت حمد کی مجھ پاس آیا چاہیے کا کل مشکین کی بو اس کو سنگھایا چاہیے قصہ یوسف زلیخا کو سنا یا چاہیے</p>
<p>نسبہ آتش مناسب ہو اگر غش آئے زند آستان یار کی مٹی سنگھایا چاہیے</p>	
<p>راہ طلب بین اسکی نہ ہم خستہ جان تھکے پھوٹے وہ آنکھ جو کرے مجھ پر نگاہ بند مجنون سے اب چلا نہیں جاتا خدا کرے تو ایک کے بھی اے مرے یوسف نہ آیا ہاتھ وردیش ہیں مقام ہمارا ہی ہر جگہ گر نہ تھا ہمارے میں اد برق بے وفا دو چار کام یان سے ہی دولت سرا دوست</p>	<p>سر سے چلے ہیں پائے تجس جہان تھکے ادب بُرا کے جو مجھے وہ زبان تھکے ناتقے کا پاؤں ہاتھ ترا سا زبان تھکے کیا کیا تلاش میں تہ ترے کا رون تھکے سمجھے اسی مکان کو تکیہ جہان تھکے ہم جمع کر کے خار خس آسفیان تھکے تو میں یہ پاؤں دیکھو تو آکر کمان تھکے</p>
<p>وہ دشت گرد ہوں میں کہ ہمراہ میرے زند اہل زمین چل نہ سکے آسمان تھکے</p>	
<p>کیا ہوا یا رجو آنکھوں سے نہان رہتا ہی حسن اور عشق میں آخر یہ ہوئی یک رنگی اثر عشق رہے ترک محبت پر بھی ہو قول ہی پر مغان کا اسے سب یاد رکھیں زیست کرتے ہیں بسر خوف و جان اپنی</p>	<p>ذکر خیر آٹھ پروردہ زبان رہتا ہے مجلو غش رہتا ہی انکو خفقان رہتا ہے زخم بھرتا ہی پراس کا نشان رہتا ہے تا ابد نام جہان مرد جو ان رہتا ہے ہر گھڑی دوسرے سود و نہ یان رہتا ہے</p>

<p>روئے الوز پہ عبث ڈالتے ہیں آپ نقاب سب کو وہ طفل حسین صورت یوسف ہو گیا رستم زال کے احوال سے ہوتا ہی ثبوت اک پر نیراد کے دیوانے ہیں ہم مدت سے</p>	<p>کبھی خورشید چھپانے سے نہان رہتا ہے اس کا مشتاق ہر اک پیر جوان رہتا ہے نام سے مرد کا دنیا میں نشان رہتا ہے عقل کہتے ہیں کسے ہوش کمان رہتا ہے</p>
<p>رند وارستہ کو کیا قید تعلق سے خطر سر آئنا د کو کب خوف خزان رہتا ہی</p>	
<p>رند مشرب ہوں نہیں ہر پاس روانی مجھے عقل دی آنکھیں عطا کیں بخشی بنیائی مجھے کون آتا ہی ادھر ملک عدم کو چھوڑ کر ساتھ گرتا کوئٹن میں بھی تنہا چھوڑتا ایجنوں تو ہی چھوڑے تو چھٹوں اس قید سے اضطراب دل کیا تو نے زبان نہ خلق میں دیکھے میری طرف اب آئینہ کو چھوڑے شکر سر آزاد دیا کے علائقی سے ہوا ہر اگر روانی یوسف دشون کے جہرین ہجر کی شب اضطراب دل نہ آفت توڑ دی صورت آباد جہا نہیں تو نے لا کر دنا ملک مرد مومن ہوں مجھے صدمہ نہ ہو گام گ کا</p>	<p>خواہ دیوانہ کے یا کوئی سودا می مجھے تو نے سیر عالم نینگ دکھلائی مجھے عالم ایجاد میں تقدیر لے آئی مجھے حق تو لے دیتا یوسف سا اگر بھائی مجھے طوق گردن بن گئی ہی میری دانائی مجھے باتیں سنوائی ہی کیا کیا ناشکیبائی مجھے اس قدر بھی خوش نہیں آتی خود آئی مجھے آپ دیوانے ہیں جو کہتے ہیں سودا می مجھے شکل یعقوب اب دغا دیگی یہ بینائی مجھے صبح تک تر پا کیا دم بھر نہ بینائی مجھے ایک بھی قصور سی صورت تو کھلائی مجھے سمجھو نکاح جنت میں جا کر حور اٹھلائی مجھے</p>
<p>وقت بد میں کون دیتا ہی کسی کا ساتھ زند یار ثابت اک ملی دنیا میں تنہائی مجھے</p>	
<p>منیت بے یار مجھ کو ہستی ہے ہر جہان پر مرا قدم بھاری وہ پری ساتھ لیکے سوتا ہوں ہر حقیقت مجاز سے مطلوب اسکے کشتے ہیں زندہ جاوید</p>	<p>شر ویران اجاڑ بستی ہے ہر قدم پر زمین دھستی ہے حور جس کا پلنگ کستی ہے بُٹ پرستی خدا پرستی ہے نہستی ان کی عین ہستی ہے</p>

<p>ایک بت نے دیا نہ ہلکے جواب خاکساروں کی ہر یہی معراج ہر کئی دن سے گھات میں صیاد اس مرقع کی دیکھ لقمہ سرین منزل عشق کی ہر رہ ہموار حسن دکھلا رہا ہر قدرت حق عاجان بھی دیکھ لے تو مفت سمجھا زلف اسکی سیاہ ناگن ہے کھلین گی آنکھیں نشہ اتر گیا</p>	<p>بے زبانوں کی ہند بستی ہے سر بلند می ہمارے پستی ہے عند لبیب اس جگہ میں پھنستی ہے کوئی روتی ہر کوئی ہنستی ہے نہ بلند می ہر یان نہ پستی ہے بت کو بھی ذوق خود پرستی ہے ہر طرح جنس حسن سستی ہے مار رہکتی ہر جس کو دستی ہے حسن تک اد پری یہ مستی ہے</p>
<p>ایسے جینے پہ زندہ خاک پڑے موت اس زندگی پہ ہنستی ہے</p>	
<p>آستان یا رتک اپنی رسائی کیجیے مثل آئینہ مصاحب ہو جیسے اس حور کے میری نظر و بین بین اب تک آپ وہ ہی نازنین پاؤں پھیلا کر شب وصل ضم میں سوئے نالہ و فریاد سے انکے تنگ آئے ہیں لوگ زنگ دل تھانہ میں ہر دم کدورت کی زیاد خون ہو جائیں موتھو کے کوئی صاحب کو کیا اب نہ ہونگے جیسے آگے قطعہ گلزار تھے چار دن کی دوستی کا ہر زمانے میں رواج بیٹھ رہے بن کے وان در پوزہ گردیلار کے</p>	<p>جی میں ہر دبا لئے اسکے آشنائی کیجیے شانہ سان گیسوئے پہچان تک سائی کیجیے پھیرے رستم کا پنجہ یا کلائی کیجیے بالش سردست جانا نالی کلائی کیجیے فرج ہوں یا اب اسیر دلی رہائی کیجیے تا کجا آئینہ ردیوں سے صفائی کیجیے آپ مٹھدی تلکے دست پا حنائی کیجیے لاکھ خط و وا کے عارض کی صفائی کیجیے کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجیے اس شہ غریبی کے کوچے میں گدائی کیجیے</p>
<p>زیر گردن زندہ قسمت آزمائی کی بہت اب زمین شہرین طبع آزمائی کیجیے</p>	
<p>کرنا سپر کی اس شجاعت سے دور رہی رکھنا مفید فہم کا اپنی تصور ہے</p>	<p>رو کے جو دار تیغ کا منہ پر وہ سورہی ایک وقت باہین قرہ پونج دور رہی</p>

<p>مچھسے غرض نہیں ہے تو پھر کیا ضرور ہے شیشہ ہے ایک دل کا سو وہ چور چور ہے پر تو ہے آفتاب کامہ میں جو نور ہے اللہ ان بتوں کو بھی کتنا غور ہے دودن کے حسن پر عبث اتنا غور ہے نزدیک دل ہے یا جو آنکھوں کے دور ہے پی ہے آج یا نے مجھ کو سرور ہے احسان چرخ سفر نہ لے جو غور ہے نظر نہیں ہر پہاڑی کوہ طور ہے</p>	<p>ہر بار میری پرکشش احوال ہے عبث کیونکر کسی پری کو میں اس میں اتار تا ہونے فیض تیرہ دلوں بھی روشن ضمیر سے اک اک منہم کا عرش کے اوپر دماغ ہے جو شے ہے عارضی نہیں کچھ اسکا اعتبار فرقت کی رات بھی مجھے روز وصال ہے مدت کے بعد اٹھتے ہیں پردے حجاب کے دو گز زمین لمحہ کے بھی خاطر نہ اُسنے مانگ از بسکہ آنکھیں محو تجھ لائے یا رہیں</p>
---	---

زیر قدم ہے منزل مقصود اپنے لئے
 ہمت سے تو قریب ہے گو راہ دور ہے

<p>سورج بالاسری کی طرح بند ہے خوان گرم سے تیرے ہر اک بہر مند ہے کب سے پری طلسم عناصر میں بند ہے یوسف سے میرے یار کا رتبہ بلند ہے اتنا کمونگا یار مرا خود پسند ہے ہموارہ راہ عشق میں پست بلند ہے خلق جہان کو دیکھا تو مردہ پسند ہے حسن و جمال یار بھی عالم پسند ہے آنکھیں جہان کھلین در فروں بند ہے جلتا نہیں جو آگ میں یہ وہ پسند ہے عروج نیشکر کی طرح بند بند ہے یہ آہو سیہ ہے وہ مشکین کند ہے</p>	<p>ہر عضو سے جدا مرانا بلند ہے مور و مگس تلک کی غذا شد وقتند ہے نکلے بھی جان ٹوٹ چکے قصر تن کہیں اسکی رسائی عرش تلک اسکی مہر تک ہر عیب سے اگرچہ مبرا ہے اسکی ذات اندیشہ کرنے ولین نشیب و فراز کا شاعر کے بعد کرتے ہیں اسکی سخن کی قدر پیر و جوان فریتہ اس طفل کے ہوئے ہر سیر باغ خلد تصور جمال کا رخسار آتشیں پہ ہے خال سیہ ہنوز شیریں لبوں کے ہاتھ سے کھائیں بین بسا کھم شاعر یہی کیسے تری زلف و چشم کو</p>
--	---

کیا کام نیک و بد سے مجھے مرد درندہ ہوں
 کچھ کار گر بیان نہ نصیحت نہ پند ہے

کس دن زبانِ رات کو صرف دعا نہ تھی
مرتے تھے یوں نہ نشہ دیدارِ آنکھ
نالوں سے عندلیب کے کیا آگ لگ گئی
کس شب ہمیں تصورِ زلفِ سیر نہ تھا
کعبے کو جاتا کس لیے ہندوستان میں
کشتیِ عبث ڈوبی جو ساحل نہ تھا نہ تھا
ایسی گئی کہ پھر کے بھی دیکھا نہ اسطرح
آوارہ راہِ عشق میں ہر جیسے مریجان
قبسِ ستم رسیدہ نے لیلے کے عشق میں
نہایت ہوا نہ ہونے سے چہرہ پہ خال کے

یارِ بتری جناب میں کب التجا نہ تھی
قاتل گئی کبھی آگے تری کر بلا نہ تھی
یوں سے زیادہ گرم چمن کی ہوا نہ تھی
کس دن ہماری جان پہ نازل بلا نہ تھی
کس بہت میں شہرِ ہند کے شانِ خدا نہ تھی
دریا میں تھا بھی کبیں اونا خدا نہ تھی
گویا بدن سے سوج کبھی آستانہ نہ تھی
کوچے سے تیری زلف کے واقف جہان نہ تھی
منت کی پٹری پہنچ تھی زنجیر پانہ تھی
تل وھرنیکی ہجومِ لطافت سے جانہ تھی

اے لہوِ محفلِ بین ہم ایسے بقول میر
تن میں ہمارے جان کبھی تھی بھی یار تھی

ایک عالم کو ترے چشم کی بیماری ہو
وصلِ دلدارِ کمان میں کمانِ بزمِ غضب
یوں نہیں مہر و محبت کی عیاذ باللہ
ہولی کے پھیلنے کا کسے بندھا دلو خیال
نشہ کیا لکھتا ہو بیمارِ محبت کا طیب
میرے دلدار کو یوسف سے بھلا کیا نسبت
ہم صغیر و ن کا خدا حافظ و ناصر ہوئے
پھرتی ہو بھول بچھاتی اردو نہ پر جو نسیم
دیکھتے منزلِ مقصود پہ کیونکر پہونچیں
عشق سے شوق نہ الفت سے محبت ہو چھ
آتشِ سحر سے دن رات پھنکا کرتا ہے
رحمتِ حق سے بھی یار کا بدلا نہ مزاج
نشہ میں قتل جو کرتا ہو گنہگار و ن کو

اک جہانِ نر کس بیمار کا آزاری ہو
او خلکِ خواب ہو یا عالمِ بیداری ہو
آبِ دگل میں ترے اور ترکِ جاکالی ہو
چشمِ خونبارِ سرِ اک رنگ کی چکاری ہو
پہلے تشخیص تو کر کون سی بیماری ہو
خانگی ہو مرا محبوب وہ بازاری ہو
قفسِ تنگ ہو اور تازہ گرفتاری ہو
کسے آنکی گلستان میں یہ تیاری ہو
دور جانا ہو ہمیں بوجہ بہت بھاری ہو
یہ بھی اک مشغلہ عالمِ بیکاری ہو
دل نہیں پہلو میں اک آگ کی چکاری ہو
ماذ و اندازہ دہی ہو دہی دلداری ہو
یہ بھی اس قاتل بدست کی ہشیاری ہو

<p>بواہوس سامنا کس ہنٹھ سے کرے گا میرا واہ رے باد و سفاک زہے برش تیغ</p>	<p>ایسے ویسے پہ تو مردہ بھی مرا بھاری ہے ایک چرکانہیں جو زخم لگا کا ری ہے</p>
<p>اس قدر زار کیا ہے تپ غم نے اسے جان بھی جو تن لاغر پہ مری بھاری ہے</p>	
<p>نسبت ید بیضا کو نہیں دزد حنا سے ٹپکیگا ہوا بگی برس رنگ حنا سے اعجاز مسحا کا ہے دالستہ رفتار قمری بھی فراموش کہے لغزہ یا ہو دربوزہ دیدار حسینوں سے کیا کر ہن پنجرا باب جہان موت سے گویا تکلیف کفن دنگا نہ مین اہل وطن کو بیاری فرقت سے گزر جاتے ہن یہ لوگ ڈرتے نہیں موزی سے جہین آپ سے باہر ماشق تیرا دنیا سے کیا تشنہ دیدار جاتے ہن ترابارغ مبارک مجھے لیل دوڑا تو غزالوں نے مری گرد نہ پانی مثل ہو گئے ہاتھ اپنے زبان گھس گئی لکین مر کر بھی نہ پہونچو نگاہیں تا اوج سعادت گرد و صوبہ مٹے ہو آپ ہن تم شان الہی</p>	<p>بہتر ہے چھڑی یار کی موسیٰ کے عصا سے سیجی گئی ہن کیاریاں خون شہدا سے جی اٹھتے ہن مرے ترے گھنگر کی جھلے گلشن ہن ہم آزاد اگر کھینچیں آکا سے بیکار بنائے ہن آنکھوں نے یہ کسا سے بٹھے ہن الگ رکھ کر سیل قفا سے ہو بیگا مرا سامنا جھل مین قفا سے ماشق کوئی مرتا ہے کبھی اپنی قفا سے کھٹکا نہیں دیوانوں کو خار کف پا سے لب ترے سکندر کے ہوئے آب بقا سے سر پھرنے لگا اپنا تو گلشن کی ہوا سے دشت مین رہا چار قدم آگے صبا سے ہرگز نہ ہوا ربط اجابت کو دعا سے بڑی مری گر جا بیگی منقار ہا سے تو بندہ نوازی بھی تو سیکھو خدا سے</p>
<p>غافل نہ سمجھ رہا ہے پیر طریقت آگاہ ہے سب رسم درہ فقر و فنا سے</p>	
<p>نہ چھلا جانیو اسکو لما جو دست دلبر سے مشاہدہ یہ قصہ مختصر کیسے دلبر سے اولا اوصبا ہوئے خوش اس نعلت منبر سے خدا جانے ہو کس سیکہ کا سین مثل ہے</p>	<p>سیلمان کی انگوٹھی ہاتھ آئی ہے مقرر سے شب فرقت مطول کیوں نہ ہوے دوزخ سے دماغ جان معطر کر شمیم روح پرورد سے تیری باتھو مکی ننھدی سرخ ہے خون کبوتر سے</p>

ہو چکی ہر شکست اکدن توں شیشہ دلبر
اگر کر تادہ پھر دعویٰ خدائی کا تو زیبا تھا
لہو دھوئے سے چھٹنے کا نہیں خون نلق ہر
بے کیونکہ دل مشتاق ہر دم اسکی آمد کا
بڑا شہرہ سنا ہر خوش قد کیا اسے گلشن میں
مقدور میں جو لکھا تھا مرے خون جگر مینا
لامنی خاک میں کارگیری کس کی گردن سن
رین دریائے اشک آنکھوں سے جاری عشق میں
کبھی جو بحر کی شب مع ہوتے آنکھ لگتی ہے
نظر میں عشق کی ادنیٰ وہی دونوں کیان ہیں
باس شال از رفعت اہل دولت کو مبارک ہو
تو اکدن آئے بیٹا تھا کہیں سے گلستا دم بھر
صفت سلک دندان جانا نکی میں لکھوں گا
سحر نگہ کیوں چکیان لیلیٰ رویا ہوں
خیال گو ہر مقصود میں جب نے لگتا ہوں
پیام وصل شیر میں لیکے آیا ہر تو اوقا صد

لڑا یا جاتا ہے یہ آئینہ رو رہ پھر سے
تری صورت کا بت بنتا کوئی گدست اور سے
ہمارے خون کی بوائیگی قاتل تیرے بھر سے
ہوئے کوئے دلبر آتی ہر بال کو تر سے
ترا بوا سا قدنا بیٹنگے ہم اکدن صنوبر سے
لڑکھن میں اسکی اتنی تھی بو شیر مادر سے
اک آئینہ ہی باقی صفت دستر گند سے
لمینگے دونوں چشمے جا کے تیسرے کو تر سے
جگا تا ہر موزن نعرہ اللہ اکبر سے
برابر کام لیتا ہے یہ محتاج و تو نگر سے
غریبوں کی بھی کچا نیکی سردی ایک در سے
جلی آتی ہو بھو لون کی انکھ کے بستر سے
کہو خامے سے کلی جلد کرے آب کو تر سے
صریح سا گل یاد آ گیا تیرا جو ساغر سے
گزر جاتی ہے اگر سوج اشک اکثر مے سر سے
یقین ہے آج خسر دھنہ تر بھر دیکھا شکر سے

جو ہوا ہے رند وہ رشک چین عربان سر آئے
تو دھانکو مرقہ بلبل کو میں بیہوش کی چادر سے

جلوہ تیرا اے صنم ہر سو نظر آیا مجھے
خود سے جس نے کو دیکھا تو نظر آیا مجھے
یاد میں سلک دندان کے جب نے لگا
فکر مضمون کمر میں کوڑھیں لیستار ہا
بیشتر مضمون میان بار کے بندھتے رہے
شانے سے ناخن تلک لڑکی شے غفی فقط
وصل کی شب کر دیا حیران زدغ حسن نے

جس طرف کو میں نے دیکھا تو نظر آیا مجھے
تو ہر اک گل میں بزرگ ہو نظر آیا مجھے
گو ہر غلطان ہر اک آنسو نظر آیا مجھے
اسیہ بھی تازہ نہ اک پہلو نظر آیا مجھے
سوطح باندھا جواک پہلو نظر آیا مجھے
نہ کلائی سوچھی نہ بازو نظر آیا مجھے
صاف آئینہ سے وہ پہلو نظر آیا مجھے

<p>کوئی آئینہ رو منہ دھو گیا ہے آنکر اسکو کھسیا نا کر ونگا اسکی گالی کھاؤنگا یہ وہ آنکھیں ہیں جو ہیں نا آشنائے رو غیر کی بسر کس لطف سے فضلِ رستان ابی سال سو گیا سر رکھ کے باز دیر مرے تو خلیقین</p>	<p>چشم حیران ہر جاب جو نظر آیا مجھے خوب چھیر دنگا جوہ بد خو نظر آیا مجھے آنکھ کھولی جیسے میں نے تو نظر آیا مجھے گر میان کین جبے آتش خو نظر آیا مجھے باش سر حور کا زانو نظر آیا مجھے</p>
<p>پھر گیا آنکھوں سے اے زردہ و سیاح کوئی روم خوردہ اگر آہو نظر آیا مجھے</p>	<p></p>
<p>بے تکلف سے کا یوں پنا دغا دیگا مجھے آستانِ تجھے میں کیا مانگوں تو کیا دیگا مجھے ہوں وہ سرکش تجھے گردن پر چھلے کی کہن ایک بت نے یوفانی کی تو کی کچھ غم نہیں فی سبیل اللہ ہر جو دولت قارن ابھی ہو دلین سمجھو نگا کہ خاکِ آستان یا رہی بیٹھ جاؤنگا جھکا کہ سر کو میں جلا د پاس کسکو اندیشہ تباہی کا ہی بحر عشق میں</p>	<p>زہر اکرن ٹھوکر ساقی پلا دے گا مجھے جو تمنا ہو مرے دلی خدا دیگا مجھے اے فلک گر خاک میں بھی تو ملا دیگا مجھے دوسرا غم البدل اسکا خدا دیگا مجھے آپ میں دے ڈالتا ہوں کوئی کیا دیگا مجھے نزع میں کوئی اگر خاک شفا دیگا مجھے تو اگر تلوار کے پیچے بٹھا دے گا مجھے جس نے کشتی دی ہر وہ ہی نا خدا دیگا مجھے</p>
<p>گر میان یہ ہیں جو ایں کہ کالہ آتش کی زند ایک دن وہ طور کا شعلہ جلا دے گا مجھے</p>	<p></p>
<p>ہر گل کو اپنے حُسن کا جلوہ دکھا چلے طوفانِ آئین یا کہ مخالفت ہوا چلے سیرِ حرم کو آئے تھے گلگشت کہ چلے وحشت میں بیٹھے بیٹھے اگر کھینچوں آہ سرد واقف ہوئے داخل جہان کے طریق سے اے جان لب پہ آکے ٹھہرنے سے فائدہ جاتے ہیں اب دہان کہ جہان سے نہ آئینکے ترتیب دیکھا حرمین کا تو کھا اپنے گلے کو یار</p>	<p>لو آئے تھے جہن میں یہ فتنہ اٹھا چلے کشتی خدا جو چاہے تو لے نا خدا چلے اب باغ سے کہ صحرے ٹٹکوں تبا چلے بجھ جائے شمع طور بھی ایسی ہوا چلے بیگانہ دار آئے تھے نا آشنا چلے رہنا ہوا تو رہ گئے چلنا ہوا چلے چلنا ہو جس کو ساتھ ہمارے چلا چلے دکھلاؤنگا تماشا اگر دست و پا چلے</p>

<p>تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے عاشق ترے فقیر ترے بے نوا چلے در سے ترے چلے چلے او بیوفا چلے</p>	<p>اک ٹھنڈی گرمیوں سے میں جلتا ہوں اکی آباد رکھے حق تجھے اے بادشاہ حسن ہر وقت جاؤ جاؤ کمانک سنے کوئی</p>
<p>کس کام کو تم آئے تھے اور کر کے کیا چلے</p>	<p>موت ہو گئے سفید سیہ کار یونین رند</p>
<p>کون زندہ ہو تو اب کس پہ کمر کستا ہے یار مصرع کسی استاد کا بر جستا ہے اُجڑی جاتی ہو یہ بستی وہ نگر بستا ہے نیرِ خالص کو کسویں پہ کوئی کستا ہے یاد گیسو میں جو کالا بھی کبھی دستا ہے بجھو جانا ہو اسی راہ پہ وہ رستا ہے نوجوانی پہ مری یہ نرنگ ہنستا ہے ہر کمر بھی کمین قاتل جسے تو کستا ہے مال مفلس کا ہو لیلو تو بہت سستا ہے شورِ محشر تری رفتار سے وابستا ہے</p>	<p>کشتہ تیغ تغافل ہو جو دل خستہ ہے اسکو گلہ ستہ کون یا قد موزون تیرا ہو جو منظور اُدھر ہواب ادھر کی دنیا امتحان عاشق جاننا نہ کا کچھ خوب نہیں نشہ افیون کا سا ہو جانا ہو یون وہ بیخود جادہ راہ عدم ہو تری تلوار کی دھار خواب غفلت میں گذرتا ہو مرا عہد شباب پیچ پر پیچ لگاتا ہو ڈوپٹے کے عوض دل کو میں اک نظر لطف پہ ڈے ڈالو گھا مرے جی اُٹھتے ہیں پازیب کی جھنکار سیاتھ</p>
<p>کیا کوئی رند بھی یاں شاعر دل خستہ ہے</p>	<p>سکے اشعار مرے بولا وہ ہو کر انجان</p>
<p>لو باغ میں گئے تھے یہ گل کھلا کے آئے پیوند خاک ہو گیا کیا بے قضا کے آئے نامرد کوئی دم میں اس میوا کے آئے اس راہ سے جو آئے گردن جھک کے آئے کس زریا تھ بندھکر وز دھنا کے آئے ہو آشنا وہی جو کام آشنا کے آئے ہم مر چکے تھے ابکی گھر سے خدا کے آئے دو چار جھونکے ایسے باد صبا کے آئے</p>	<p>بلبل کو روئے رنگین اپنا دکھ کے آئے مرتا ہو خوف سے کیوں جان ہے چراتا مردوں کو زال دنیا کیوں کر فریب دیگی ہر حکم سرکشوں کو اس میرزا منش کا چوری دلوں کی کیوں کر موقوف ہو جان سے کرتا ہو کون سکی امداد وقت بد میں بھڑنم میں کس کو تھی زیست کی توقع دیوانوں کو دلائین پھر گلی دشتین یاد</p>

وحشت میں بیٹھے بیٹھے صحر اکو جب گئے رند
دامان و دشت کے بھی پر زب آٹا کے آئے

موت بہتا ہے چشموں سے نہ شک لکھو میں آتا ہوں
عیش ایوان میں منعم شمع کا فوری جلاتا ہوں
کہے اس سے کوئی خواب عدم سے کیوں جگاتا ہوں
سختی ہو تو طلب کرتا ہوں جو تجھ سے وہ باتا ہوں
سبک کرتی ہو مر دے کو گر انباری گناہوں کی
نقدور میں جو سو جاؤں تو اگر خواب غفلت میں
نہ کیسے آستانہ سجدہ گاہ سرکشان کیسے
خدا جلنے جوانی میں کر گیا گر میان کیسی
ہم اور وہ آپ کر لیتے ہیں باہم کام سانی کا
کہ صحر لچا کر گناہ کس دشت کے کاٹو بلو دنگا
گئی تاب و توان اب زور شور ناو آتی ہو
ستم کرتا ہے حیرت سفلہ پر در اہل غیرت پر
اکیلا کیا بنا ہوں میں محبت اپنی جانب سے
عداوت سے نہیں کم دوستی انہائے عالم کی
ہوے جاتے ہیں لب ہا جرات بند لگانے
عدم آباد سے تانتا لگا ہے ملک ہستی تاب
نہ ہو آغاز پر ناز ان آل کار کو دیکھے
فلک رفعت تھی جتنی آستان پھر تین گلیو میں
نظر کرتا ہوں گلابی باغ پر گرد کو نکلتا ہوں
اٹھا لو نکالے سے اک رذر سر پریش میں آکر
ترا عاشق ہوں حقیق قابل نظارہ رکھتا ہوں
حباب بحر بچاتا ہے ہر اک عطر کی شیشی
یگانے زندگی تک میں عزیز واقربا سے رند

ہو انا بیت مرا زخم جگر بانی جراتا ہے
بچھے کچھ گورنیرہ کا گرٹھا بھی یاد آتا ہے
دم تلقین جو غافل شاہ مواتی کا ہلاتا ہے
در دولت سے سائل کو لٹا محروم جاتا ہے
دبا جاتا ہے جو میرے خانے کو ٹھٹھا ہے
خیال زلف شگون اڑ دیا ہنر ڈراتا ہے
ترے در پر ہر اک مغرور گردن کو جھکا ہے
ابھی وہ رشک مہ خورشید کا پہلو داتا ہے
ہم اسکو بے پلا تے ہیں وہ ہمکو بے پلاتا ہے
اکی خیر کرنا پھر مرا تلوا کھیلتا ہے
زبان تک آہ آتی ہے نہ نالہ لیک آتا ہے
جو کافون سے نہ سنتے تھے وہ اکھونے کھاتا ہے
مثل ہو کوئی بھی اک ہاتھ سے مائی بچاتا ہے
جو میرے سر کو مہلاتا ہے بھی کھائے جاتا ہے
تو قاتل تیغ کو گس آب شیرین بچاتا ہے
ادھر سے کوئی آتا ہے ادھر سے کوئی جاتا ہے
یہ پتلا خاک کا کیوں آسمان سر پر ٹھٹھا ہے
یہ حیرت بے مروت در بدر اکھ بھاتا ہے
وہ رشک مہ میں داسمان بکھو جھکا ہے
سمجھ کر نا تو ان مجھ کو فلک ہر دم داتا ہے
میں دیکھو گا تجھے تو لن ترانی کیا سنا ہے
وہ میرا گلبدن دریا میں جا کر چھینا ہے
لحد میں سوئے جب جا کر نہ رشتا ہو نہ باتا ہے

و گر کون رنگ گھمائے چمن و گڑو گلگون سے
عجب کیا آئے جو شیریں کی بو فرہاد کے خوشن سے
زیادہ ہوئیں دیوانہ جو نہیں قیس مفتون سے
غیبت جان اے دل وصل کو کر مداحل
وہ ترک آیا چمن میں سیکشی کو جلد اوسانی
وہ دیوانہ ہوں سکر و لولون کو جسکی خوشن سے
بڑا دعویٰ ہے اسکو خوشن قدی کا پنے گلشن میں
رخ پر نور سے دعویٰ ہے کاذب صبح صادق کا
وہ شاعر ہوں اگر آجائے میری طبع وقت پر
میں دیوانہ ہوا جبے سنا اس چیم کا شہرہ
دعا لیلیٰ کی تھی ہر دم مروئین قیس سے پہلے
خدا کے قہر سے ڈر بھول دولت پر نہ اومنعم
بٹھے ہیں تھپٹے خاک پر کچ خرانی میں
جمال یار طفلی سے جوانی میں بہت چمکا
میسر ہوئی حشمتین زیارت اپنے مرشد کی
بجلا شاگرد سے کیا سامنا استاد کا ہو گا

کٹے جاتے ہیں سر و پستان قیاموزن سے
انالیلیٰ کی آواز آ رہی ہے گور مجنون سے
مری نہ خیر بھی بھاری بنے نہ خیر مجنون سے
ملا ہے یار خوش اقبالی بخت عیالون سے
لب لب کرے جام سبز کو صبا گلگون سے
عدم کو چلے یہ فرہاد مجنون کو ہامون سے
کسی دن سر کو ناپائیکے تیرے قدموزن سے
شب دیو مجور نہ منہ ہے تیری زلف شگون سے
ہزاروں پہلو تارہ نکالوں کہ نہ مضمون سے
نہیں کم تر کس جادو کا افسانہ بھی ہوں
تجھے اے موت تر منہ نہ کرنا صبح مجنون سے
خزلہ تیرا کچھ افون نہیں کچھ قارون سے
غرض ہے طاق کسریٰ سے نہ کچھ فریدون سے
ہوا ہے اور عالم اتوں حسن ز فزون سے
ملو گنا نجدے کجکل میں جا کر صبح مجنون سے
سنا ہو گا ہوا حال ارسطو جو فلاطون سے

خطا ہرگز نہیں کچھ تردد کی اللہ شاہد ہے
عبث وہ بت نفاہی اپنے شیدا اپنے مفتون سے

ایک صحبت مسر ہوئی تنہائی کی
دیکھ چلے ذرا عالم وحشت کی بھی سیر
دیکھ کر طرہ روش میرے بت حشر کی
اوپری ہو ترے دیوانہ سے عالم کو گہر
جانتے جانتے اور کروٹیں لیتے لیتے
آج دیکھا تجھے شائق تھا پرست سے
عاشق زار زمانے میں نہ نکلے گا کوئی

جی کی جی ہی میں ہی تیرے تنہائی کی
پڑی کٹ جائے اگر پاؤں سے دانائی کی
چو کڑی بھولتی ہے آہو صحرانی کی
بھاگتے پھرتے ہیں پرچھائیں کوئی کی
کٹ گئی ہے مصیبت شب تنہائی کی
دھوم سنتا تھا تری خوبی در عنائی کی
دوسرا اچھا سا قسم ہے تری یکتائی کی

<p>پھر ملاقات کا بھی کوئی تو نہ ہو چکا طریق جلوہ یار ہر اک شے میں نظر آتا ہے عشق پوشیدہ جو تھا فاش کیا ہر اک پر تو نہ موسیٰ کی طرح ہو جو مشتاق جمال گو بہر کون تھا پانی کا چھڑنے والا مر چکا تھا آپ فرقت سے جلایا ہے اگر جب میں سونا ہوں تو سلائی میں تلوے اگر</p>	<p>ساہ تو کھلے کہیں اس سے شناسائی کی تو نہ دیکھے تو یہ تقصیر ہو بیٹائی کی دل بیتاب نہ رہے تیری سوانی کی بند ہو جاتی ہو آنکھ اسکے عاشائی کی ابر حیت نے مری خاک پہ سقائی کی سچ تو یہ ہو مرے یوسف نے سحائی کی خستین کرتی ہیں پریان ترے سودائی کی</p>
<p>دن تو مر کے کٹا ہجر میں اسکے اے رند جھپٹنی ہو ابھی آفت شب تنہائی کی</p>	
<p>تاں ہر اک آنکھ کب لاتی ہو تیرے نور کی ادبیری تجکو خدا نے دی ہو صورت نور کی بارخصیاں سے خمیدہ ہو گیا ہو قدر است کس قدر تجکو حسین پیدا کیا اللہ نے مے چھٹے گی مجھ سے کیونکر کا ہو میرا خمیر خط کے آتے ہی دیا عاشق کو بوسہ یار نے دعویٰ باطل الوہیت کا تھا فرعون کو دل لے اپنا پریرا دون پہ دیوانہ نہ ہو</p>	<p>دیدہ موسیٰ ہو تو دیکھے تجلی طور کی تیری اٹھری پر کہ دن صد تین چوٹی حور کی بوجھ اٹھانے سے کمر جھک جاتی ہو مزدور کی ادبیری تجھ پر نہ کیونکر مال پیسے حور کی مجکو گھٹی میں پلائی ہو شراب انگور کی شام کا وقت آیا اجڑا ملک ملی مزدور کی پھر خداوندی کہاں جب بندگی منظور کی دیو کی خصلت ہو انین گو ہو صورت حور کی</p>
<p>جلوہ دیدار کا اک شوخ کے کشتہ ہوں رند میری تربت بر لگا نالوح سنگ طور کی</p>	
<p>رتیب یا برقی بلا ہو با تھ میں خوشخوار کے دیکھ کر بے نور آگے شعلہ رخسار کے فرقت شیرین میں آخر جان شیرین ندر کی دیدہ موسیٰ ہو تو دیکھے تجھ سے جمال کاوشیں شرکان قاتل کی اگر یونین میں کس سے آنکھیں لڑتی ہیں جو یہ نظار کا شوق</p>	<p>خون برساتے ہیں اکثر اہل اس تلوار کے شمع کو گل کر دیا پر دانی نے پر مار کے مر گیا فرہاد سر سے اے تیشہ مار کے دیدہ بد بین کہاں لائق تھے دیدار کے مر رہو گلاب میں اک روز خجر مار کے کیون کھلے سب سے لگے غرت سرا بازار کے</p>

مسن کے جاتے ہی لی ہر بواہوس نے اپنی راہ
 لالہ کون خون شہیدان کے پھلڑا تیغ کا نہ
 تم ہی منصف ہو تھیں کیونکہ نہ چاہیں عشق باز
 بُت پرستی میں جو آیا حق پرستی کا خیال
 قاف میں منگوا کے پران و زنجھناتی ہیں عطر
 حوصلہ ہر بواہوس کو تانہ ہو پھر عشق کا
 گرمیاں ایسی ہیں تو آنکھیں لڑائیں چاہے
 چاہو تم سمجھو نہ سمجھو اس سے کچھ مطلب نہیں
 ماریں سادہ ہوئے خط آتے ہی بارغ و بہار
 دیر سے جاتے ہیں کبے کبے سے آتے ہیں دیر
 کوچہ دلبر میں ہی اُسکو بھی ڈر اسیب کا
 کیلئے کرتا ہوتا ہے بداد اے مسیح
 بد مزاجی بے سبب کی کیوں اٹھائیں وجہ کیا
 ڈر غصے بھی جو کمر زش کا ہی اُمیدوار
 جوش و حشر میں کبھی کرتا ہوں صحر کا جو قصد
 کیا بھلا سیرِ حرم کو جائے وہ نازک مزاج
 گردن شاعر پنہون ناحق منصور ہے
 بوئے عطر آئی دماغ جان معطر ہو گیا
 ناقوانی نے لگائے ہیں تن لاغر کو پر

اب کہاں ہیں وہ جو دولت خواہ تھے سرکار کے
 یا شفق پھولی ہر قاتل ابر سے تلوار کے
 جسم قابلِ یحیٰ کے شکل لائق پیار کے
 کیکے لسم اللہ توڑا رشتہ کو زناہ کے
 پھول جو باسی اُترتے ہیں بھٹا کر مار کے
 لاش کو تشہیر کا دے حکم گردن مار کے
 آفتاب حشر سے روزن تری دیوار کے
 نیکے ہیں یا بد ترقی خواہ ہیں سرکار کے
 دو فدا اسکے ہیں دو قطعے خط گلزار کے
 خاک اڑاتے پھرتے ہیں جو امکان یار کے
 نیچے چلتی ہو پری بھی سایہ سے یوار کے
 موت کے لچھن نظر آتے ہیں اس بکار کے
 چاہنے والے ہیں کچھ نوکر نہیں سرکار کے
 نام ہیں قمار اور جبار بھی غفار کے
 آنکھیں دکھلاتے ہیں دُزنِ مالکی دیوار کے
 دروہر ہوتا ہو جسکو عطر سے گلزار کے
 حق کو ننگا گو مجھے ٹھہرائیں قابلِ دار کے
 زلفین تیری کیا کھلیں حقے کھلے عطار کے
 سانس کے ہمراہ پلے پار ہیں دیوار کے

بہشتوں پر چلے اب فرما دے کہتے ہیں رند
 مہر چاہیں کر کے کیا مالک ہوئے کسار کے

بندگی کرنے سے کہتے ہیں خلافتا ہے
 خضر سے گور کی منزل کا پتا ملتا ہے
 نہ نشان ملتا ہی تیرا نہ پتا ملتا ہے
 وہ صفائی تو کہاں رنگ ذرا ملتا ہے

ہو نہ یا لوس ریاضت صلہ ملتا ہے
 راہبر کرتا ہو رہن کا مسافر سے سلوک
 کس طرح ڈھونڈو نکالیں تجھے جو یا تیرے
 گل کو فی الجملہ تشابہ کف پاسے ہی ترے

<p>جس کو دیکھا تری زلفوں کا وہ سودائی ہی خاک چھنوتا ہی ہر بار مجھی سے ظالم شالہ زلفیت مبارک تھیں دولت مند داع عشق اور دن کو دیتا ہی فلک ہی ظالم جب سے کی، تری خدمت میں سعادت مل</p>	<p>جو مجھے ملتا ہی جو یائے بلا ملتا ہے آسمان مجھ کو ستا کر تجھے کیا ملتا ہے مجھ کو کل میں دشا لے کا خزا ملتا ہے مجھے گل کھانیکو لو ہے کا تو ملتا ہے پغدر ویرانے میں ڈھونڈ دن تو ہا ملتا ہے</p>
<p>شفیقہ جب سے ہوئے اس لب شیریں کے زند پانی پیتے ہیں تو شربت کا مزا ملتا ہے</p>	
<p>نانا تھا استی میں ملک عدم سے محبت ہو زنجیر سے کیوں نہ ہم کو گلے میں تھا اسے بہت زرب دینے جو دریائے رحمت ترا موج زن ہو رہے یادگار جہان تا قیامت تر و تازہ گیشت امید اپنی وہی ایک ہے نور شاید جلایا سمجھ قبلہ و کعبہ اک اک کو زاہد</p>	<p>ترا شوق لایا ہی یاں مجھ کو دم سے ازل سے ہوا بستہ اپنے قدم سے ستاروں کے ہوا دھڑکے کے شمس سے حق عفو کے ہیں گمنگار ہم سے مسکندہ سے آئینہ اور جام جم سے ہوئی بہرہ وریفیض ابرک ہم سے چراغ منعم خانہ شمع حرم سے یہ بُت سب ترا شے ہیں شک حرم سے</p>
<p>خدا تا ابد رکھے آتش کو لے زند کہ ہر رونق شاعری اسکے دم سے</p>	
<p>بیراتو رنگ سرخ ہی گو میرا درد ہے دم بھر نہیں قرار سدا رہ نور د ہے منہ دی لگا کے تم تو کرو ہاتھ پاؤں سرخ کیا اختلاف آب و ہوا ہی زمانے میں تجھ بن مری نظر میں بدل جو رنگ باغ اگلی سی گرمیاں نہیں حسن و جمال کی ہر ذرہ شکل مہر درختان ہے خاک کا غصہ بحث ہی جنگ کو موقوف کیجیے</p>	<p>بے درد مجھ کو کیا جو مرے دلین درد ہے جیسے شریک ریگ و ان اپنی گرد ہے ماحب کو کیا غلام کا گورنگ درد ہے ہیں اشک گرم گاہ و گئے آہ سرد ہے ہر گل رنگ برگ خزان دیدہ درد ہے تھوڑے دنوں سے عشق کا ہنگامہ درد ہے یار بیا یہ کس سوار کے تون کی گرد ہے ہر شب وصال کہ روز بنو درد ہے</p>

پڑتی ہو برفت بند ہوئی ہر گلی کی راہ مر کر بھی میں کاب سعادت کے ساتھ ہوں میتا نہیں پتا تری منزل کا خضر کو نہ کرنا کسی کو قتل یہ مردانگی نہیں	کو چے میں تیرے کھینچتا کون آہ مگر ہے تو سن سے آگے چار قدم میری گرد ہے برسون گذر گئے یوہین صحرانورد ہے نادان شکار نفس کشی کر جو مرد ہے
--	--

آزار کیا ہوا تمہیں اسے لقمہ عشق میں
آنکھوں میں خشک سرخ ہیں اور رنگ نہ رہا

ہم حال اپنا انکو دکھائے چلے گئے دم بھر مرے تڑپنے کی دیکھی نہ تم نے میر کو کھپے وہ جو چھپے تابوت دیکھ کر اب تو اٹھایا ہاتھ مرے فاتحہ سے بھی آئے تھے اُس سے لکھنا آئیگے اب کبھی شتاق انکی باتو کا تھا وقت نرسے بھی ہنسا راہہ برق کے مانند اور ہم برخواستہ دو ٹوکی کہیں دل لگی نہیں تھی مدون سے ہم سے اول سے برگشتہ	لیکن وہ ہم سے آنکھ چرائے چلے گئے دو ہاتھ نیچے کے لگائے چلے گئے ہم بھی کفن میں منہ کو چھپائے چلے گئے ترت بہ مرت پھول چڑھائے چلے گئے لو آج پھر بغیر بلائے چلے گئے بولے نہ کچھ کھڑے کھڑے آئے چلے گئے آنسو مثال ابر بہائے چلے گئے بیگانہ وار بزم میں آئے چلے گئے اپنی طرف سے بات بنائے چلے گئے
--	--

اسے لقمہ وقت بدین کسی نے دیا نہ ساتھ
آنکھیں چرا کے اپنے پرائے چلے گئے

جب تک یاد رُخ و گیسو دل انداز نہ تھی دل لگی باغ میں تجھ بن کبھی لے یا نہ تھی کٹ لئی بائے تقویدین رُخ انور کے کو نہ دل تھا نہ تھی جبین شمس تیری شمع رخسار کا پردانہ ہوں تیری جب سے نہ لگی صبح تک میری زبان تا کو سے پیش دے عوف کاغذ اجل ہی آتی جنس اچھی تھی نہ بدیا مگر کوئی نہ تھا	رات دن جان مصیبت میں گرفتار نہ تھی سرد کا قد تھا جو تیرا سا تو رفتار نہ تھی اک بلا آئی تھی ذمت کی شبتار نہ تھی کوئی جان تھی جو حسرت کشیدار نہ تھی عشق گلزار میں بیل بھی گرفتار نہ تھی رات بھر ذکر سے فرصت تیرے لے یا نہ تھی زندگی موت سے بدتر مجھے درکار نہ تھی میرے یوسف تری یہ گرمی بازار نہ تھی
---	---

قد کشی سرو سے کرنی تھی نہ گلشن میں تجھے
کیوں بُرا حال ہوا کس سے لڑائیں آنکھیں
میں بھی دل رکھتا ہوں اے حوضِ شربِ ہونِ آخر
رند مشرب تھا جدا تھا مرا ہر اک سے طریق
دو کیا اسکو جسے تو نے لگایا اک وار
پہر دن ہی رویا ہوں دم بھر جو ہنسا ہوں گاہے
او پری سرو پھین ٹکرا لینگے دیوانے اگر
کیوں جگہ پہلو گل میں اسے دی گلشن میں
قید صیاد سے تب پائی رہائی ہم نے
تجھ سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
بھر گئی جان کے مردہ مجھے سو بار اگر
چاہتے تھے تو ملاقات بہت آسان تھی
آہ کے ساتھ فنا جان کو بھی کر دینا تھا
قتل منظور ہوا تھو کہ میرا ورنہ
کوئی دلوں نہ تھی لاگ ترے مفرگان سے
آفت ہجرت دکھاتا ہی رہا وصل کے بعد

حرکت و رفع کے تیرے یہ سزاوار نہ تھی
اس قدر نہ کس بھارت تو ہمیں کار نہ تھی
کہوں کیونکہ کہ تجھے حسرت دیدار نہ تھی
تم سے کاوش مجھے لے کافر و دینار نہ تھی
سچ یہ ہر برق اجل تھی تری تلوار نہ تھی
ہرم عالم میں تہی مجھ کو سزاوار نہ تھی
دیکھ لینا تو کوئی دم میں یہ دیوار نہ تھی
جو اسے مد نظر ہر درخش خار نہ تھی
طاقت اُن کی بھی جب تا سزاوار نہ تھی
تیرے آگے کوئی ترکیب طر حار نہ تھی
موت بھی اس تن لاغر کی خیردار نہ تھی
مجھ کو مشکل تھی مری جان تھیں دشوار نہ تھی
طاقت ضبط اگر تجھ میں دل سار نہ تھی
جان دینی تو بہت سہل تھی دشوار نہ تھی
کس کے سینے سے مرتجان یہ سان نہ تھی
کب یہ عادت تری او چرخ ستم گار نہ تھی

عمدہ روزہ کٹی بے سرو پائی میں رند
جو میسر ہوئی یا پوش تو دستار نہ تھی

مقار سے ہزار مشقت سے پر کھلے
اک کوچ اس مقام سے کیونکر کمر کھلے
مکن نہیں ہر ایک پہ راز کمر کھلے
خالی نہ جائے وار سرو ہی کا یار کی
افشائے راز عشق میں بین و تباہیتیں
صیاد نے یہ کیسے مرے باندھے بال پر
حسن و جمال یار کا عالم ہوا دو چند

یار ب نہ یہ خبر مری صیاد پر کھلے
منزل پہ جا کے پہنچن تو سار سفر کھلے
وہ مبتلا نہیں کہ یہ جس کی خبر کھلے
سینہ پہ روک پیچھے سے جب تک سپر کھلے
کاٹوں زبان اپنی اگر یہ خبر کھلے
مقراض سے لینگے اگر ابلی پر کھلے
کیا کیا نہ خال و خط رخ محبوب پر کھلے

<p>زائل ہوئیں مزارِ جوں بالکل حلالہ تین ہر بار نام یار کو روتا ہوں اس طرح مقبول و مستجاب ہوئے حضورِ قلب ہر مرغ اس کے دامِ محبت کا ہوا سیر سجھایا اوجھ بالوں کو شانے زار پری مثل پری اسیرِ اوست سے اسیرِ لہج باقی بین چند قطرے اہو کے سوچا طے پٹی نہ باندھی تو نے جو موافق یار کی دیکھا جو روئے یار تو صورتِ حق کی دیوانوں سے اُچھٹے ہیں لڑکے گلی گلی کس کام کا وہ حسن نہ ہوں حسینِ شوخیان وہ گوشِ زرد ہو تیرے بھی جو شانہ ہو واقف نہیں یہ پہچانِ سرِ غیب سے سُرخ کی صفائے خوب نہیں جو مقابلہ بھر آئے خونِ دیدہ سوزنِ من دیکھ کر نامِ سرا پر ایسا کہ یہ کشن پر غلہ سب</p>	<p>ہتھیار بند پھرتے ہیں اتو کمر کھلے جیسے زبانِ طفل سی بات پر کھلے نیت درست ہو تو دعا کا اثر کھلے رکھتا ہوسید کو مر اسیا دیر کھلے حق سے جو تری زلف کے تھے سرس کھلے یارِ کہین ظلم عناصر کا در کھلے مٹھ تیغ یا کامرے خون اگر کھلے زخمِ جگر کے ٹانگے پھر اونچے گر کھلے بندِ نقاب کیا کھلے جنت کے در کھلے تخت نہ رکھ دکان کے اوشیہ گر کھلے برکارِ لفظ جان نہ منی اگر کھلے نو گوشِ ہوش دکھ تو سی نہ بھر کھلے کس طرح مجھ پہ حالِ دہان کمر کھلے قلبی نہ آئینہ کی کہیں شیشہ گر کھلے لب خشک بخینہ گر کے ہوں گر زخم تر گلِ چاک پر ہن ہی تو غنچہ سر کھلے</p>
<p>دلگوشت تک ہجرِ مین بہلائیے دھوپ دن کی اوس شب کی کھائیے مجھ سے یہودہ نہ گرمی کیجیے ہم جو کہتے ہیں سراسر ہی غلط اٹھ نہیں سکتے شدائدِ ہجر کے دن کو تو تشریف تم لائے ہو روز ترکِ عشق لا دیوایاں اگر دلا</p>	<p>اپنا ہی عیب ہو تو ہر گاہ ہمیشہ نہ کہہ تیرے بھی عیب تجھ پر اگر جہ ہنر کھلے جی میں ہر کچھ کھا کے اب جائیے آستانِ یار پہ مہرِ سائیے ٹھنڈے ٹھنڈے اب گھر کو جائیے سب بچا ہو آپ جو فرمائیے آئیے اب یا تجھے بلوائیے شب کو بھی اکدن گرم فرمائیے کسے کسے واسطے گل کھائیے</p>

<p>کو کیوں کہتے ہو تو بہ کیجئے کچھ کرونگا میں بھی اب خدمت میں حق دیدہ سوزن میں بھی بھر میں شک کی ہے جیسے یوفائی آپ نے ہاتھ پاؤں توڑے تھوڑے نزع میں ہے فقط آنکھوں میں دم باقی رہا باغ میں اوگل تو نظر آیا کیا باغبان دشمن ہے گلچین کج خلعت وصل کی شب ہونے سے افسوس تو بن گلچین زلفیں بھی سر بھی گندھکا کوہ و صحرا کی بھی وسعت تنگ ہے دل لیا ہے جان بھی درکار ہے خوف رسوائی جو بیداری میں ہو تکتے تکتے آنکھیں بھی پتھر گئیں</p>	<p>جھوٹی جھوٹی بس قسمیں کھائیے چپکے رہے منہ نہ اب کھلوائیے زخم سینے کے اگر دکھلائیے بالعموم اسکا خدا سے پائیے مشکل آسان ہو مری جلد آئیے اب تصویر آنکھ دکھلائیے خون بیل سے مجھے نہلائیے آشیانہ باغ سے پلجائیے اس سے منہ اور مجھے لہوائیے آئینہ آگے سے اب سر کائیے وحشت دل اب کدھر کوجائیے کیا کرو گے یار لیتے جائیے خواب میں صورت مجھے دکھلائیے اب تو پردہ خوف کا اٹھوائیے</p>
<p>زور و زبر سے جس طرح ممکن ہو لفظ آج جھلکے اسکو گھر لے آئیے</p>	
<p>کیونکہ نہ لائے رنگ گلستان نئے نئے شاعر نئے نئے ہیں سخن دان نئے نئے دلبر متاع دے ہیں خواہان نئے نئے آسیب عشق سے اترتا نہیں مرے بہکا کے تھکو کوئی لگا لے نہ راہ پر نذر و نیہ ہیں جنوں کے بدولت جہاں ہاتھ ہر روز ایک وادی نو سیر گاہ ہے کس درجہ تنگ ہوں تیرے ہاتھوں نے انجمن غم کا گندہ ہے گاہ کے خرمی کا دخل</p>	<p>گاتے ہیں راگ مرغ خوش الحان نئے نئے پیدا ہوئے ہیں اب تو غراخوان نئے نئے کرتا ہے حسن عشق کے سامان نئے نئے لکھتا ہے نقش و زبر بہ بخوان نئے نئے نکلے ہو گج گھر سے مرجان نئے نئے ہوتے ہیں تار تار گر بیان نئے نئے وحشت دکھا رہی ہے بیان نئے نئے لاؤں کہاں سے روز گریان نئے نئے آتے ہیں روز گھر مہمان نئے نئے</p>

<p>دیوانے ہم ہوئے ہیں سلیمان نئے نئے لائی ہو سوانگ گریز دوران نئے نئے ہر دروان سے آتے ہیں عریان نئے نئے دیتا ہوا داغ دلہ گلستان نئے نئے شیریں کے واسطے ہیں نیتان نئے نئے دکھائی دینگے خواب پریشان نئے نئے کہتی ہوں زلف پریشان نئے نئے اٹھتے ہیں روزِ شک کے طوفان نئے نئے جب ٹوٹ کر نکلتے دندان نئے نئے کرتا ہوں زورِ پنجہ مرجان نئے نئے مضمون دکھائیگا مرادیوان نئے نئے نام خدا نکالے ہیں دندان نئے نئے</p>	<p>صورت سے اک پیری کی ہیں عشق تازہ ہر ہر مرتبہ زمانے کو ہوتا ہے انقلاب ملک عدم ہر یا کوئی نانگون کا شہر ہے اک تازہ گل کا سامنا ہوتا ہے ہر برس پابند اک مقام کے ہوتے ہیں بین مرد اس زلف کے خیال میں آنکھیں تو بند کر کس سطح سے چہرہ لہر کے آتی ہے اٹھوں پیرا ہوتا ہی کا سامنا روئیکا کہنہ سالی میں عہد شباب کو بھرتا نہیں وہ دست نگارین کی طرح گر سیرِ خیمہ غور سے جو ذوق شعر ہے ہنس رہے بار بار نہ کیونکہ دکھائیں آپ</p>
<p>دیوانہ قدیم ہوں کیا میری قدر تیرے پر بیان نہی انہی ہیں سلیمان تے نئے</p>	
<p>ہیں بیچ و خم ازل سے بنے مار کیلے گردن ہر میری خچر خو خوار کیلے یہ مثبت استخوان ہیں سگیا کیلے طبع بگفتہ چاہیے گلزار کے لیے چہرہ دار یار کی تلوار کے لیے یہی سزا تھی ایسے گنہگار کے لیے بوسے کئی جو اس گلِ رخسار کے لیے بھلسو نگا تیرے سایہ دیوار کے لیے آنکھوں پہ بلبلون نے قدم یار کے لیے سب آچکے عبادت پیار کے لیے سر نہ ہو چشم نہ گس پیار کے لیے</p>	<p>زیرا ہیں جوا کیسے خدا کے لیے لبنج کے لئے ہونہ زنا کے لیے منہ لانہ ادھا تو تن زنا کے لیے مکلف سیر باغِ بدول گرفت ہوں جب معر کے میں عشق کے سینہ سپر کیا پچانسی لگائی گردن عاشق میں زلف کی سوں کا پھول فرطِ نزاکت سے بنگیا جب آفتابِ حشر میں جگو پٹھائیں گے وہ رشک گل جو آج کیا سیر باغ کو او موت تو نہ آئی گلہ تجھ سے رہ گیا تو جائے باغ میں تو غبارِ قدم ترا</p>

نفرت ہو ایسے غمزدن سے اقرار اب کرو
 کبے کھڑے ہیں دھوپ میں تکتے ہیں دوسرے
 اب کیا رہا ہے باغین رہنے دے باغیان
 صیاد و گھات میں ہے الکی بچسائیو
 اچھے ہو بد زبان ہو باد مزاج ہو
 پھر دم لگا نکلنے پھر آئی شب فراق
 بیت الخزن فقیر کا شادی کا گھر ہوا
 روئے صبح دزلت سیہ یاد آتی ہے
 او ترک مست شوق سے متانہ چال چل
 دوکانین بند ہو گئی جدا راستے جدا
 تقصیر وار ہو گا کسے کا جو حریف حق
 مرجائیں تو بھی زراغ و زرخ خوشنوا ہوں

آخر کچھ انتہا بھی ہی تکرار کے لیے
 جلتے ہیں تیرے سایہ دیوار کے لیے
 دو چار بھول رونق گلزار کے لیے
 پھندے لگے ہیں بلبل گلزار کے لیے
 جو عیب ہی ہنر ہی طرح دار کے لیے
 بحران کار و زبھر ہوا بیمار کے لیے
 ہی بین ہیمنت قدم یار کے لیے
 کا سہ بھرا ہی شیر سے جبار کے لیے
 لغزش قدم کی حسن ہی میخوار کے لیے
 نکلونہ سیر کو چہ و بازار کے لیے
 سولی کھڑی ہوئی ہی گنہگار کے لیے
 نئے ہیں عندلیب کی منقار کے لیے

اچھے تھے تیرے مجھ سے بڑا معرکہ ہوا
 ہتھیار چھین رات کو اختیار کے لیے

محنت ہی موت عشق کے آزار کیلئے
 گل شکر گوش ہی تری گفتار کے لیے
 بند آنکھیں تھیں لفتور دیدار کے لیے
 بٹھا نیگا دہ گبر و مسلمان کو دھوپ میں
 جھپکے پلک پلک سے نہ ایدل تمام رات
 ہی جان نسل تصور رخ سے بھی یاد زلف
 اللہ ری کسادی بازار مصر حسن
 تیری طرف ہی گبر و مسلمان کی بازگشت
 قطرے عرق کے ابرو پہ ہیں پوچھ ڈالے
 مرنے ہیں لوگ دولت دنیا کیوا سٹے
 روز قیامت آج ہی سمجھو دکھاؤ شکل

بدتر ہی نہ نیست مرگ سے بیمار کے لیے
 نرگس کو آنکھ دی تری دیدار کے لیے
 جاگا کیا میں دولت بیدار کے لیے
 ہو ایک حکم کا فرد دیندار کے لیے
 رقبہ بڑا ہی مردم بیدار کے لیے
 بھاری ہو رات دن سے بھی بیمار کے لیے
 یوسف کو ہی تلاش خریدار کے لیے
 مرجح تو ہی ہی کا فرد دیندار کے لیے
 چھا لونکا ہونا عیب ہی تلوار کے لیے
 کتوں کی طرح لڑتے ہیں مردار کے لیے
 وعدہ کر دے حشر کا دیدار کے لیے

جو چاہے آج کر لے عل پر یہ یاد رکھ
سیخ گباب پر بطرے کو چڑھا شتاب
کرتا ہر نیک و بد کی برا بردہ پر دوش
مجنون عشق کو ہر عبت پسند واعظ و
دوزخ میں بھیج دے مجھے چاہے ہشتین
اک ماہ چارہ کے تصور میں مسج ہو
اگر کسی طرح سے نہ آسیدب کوئے یار
دولت سراے یار کو ردنا ہوں کر کے یاد
کرتے ہیں پانچ وقت ملک آکے دان سجود
اے حاجیان کعبہ تمہیں حج نصیب ہو
رہتے ہیں ابو شاہ نشینوں میں وہ فقیر
پستارہ گناہ نہ باندھ اپنی پیٹھ سے
اصلا نہیں دہن میں ترے جائے گفتگو

اکدن جزاکا بھی ہے گنہگار کے لیے
ساقی گزک ضرور ہو میخوار کے لیے
دان ایک مرتبہ ہو گل دھار کے لیے
ہر حکم شرع مردم ہشیار کے لیے
یہ اختیار ہے مرے مختار کے لیے
کیا خوب مشغلہ ہو فتنار کے لیے
پھونکے فتنے سایہ دیوار کے لیے
در کے لیے گھبی دیوار کے لیے
کیا مرتبہ ہو سنگ دربار کے لیے
ہم جائیں طوف کو چہ دلدار کے لیے
محتاج تھے جو سایہ دیوار کے لیے
کھٹکا ہو راستے میں گرانبار کے لیے
یوں جتین بہت سی ہیں تکرار کے لیے

عاشق ہوں تندر یار کا قصیر دار ہوں
جو چاہے حکم دے وہ گنہگار کے لیے

نصرت سے اک شوخ کے گفتگو ہے
یہ کس گل کی باد صبا جستجو ہے
جو بیل ہو وہ ذکر کرتا ہو تیرا
نہ پایا کوئی تیری الفت سے خالی
سدا چاک رکھتے ہیں جیب سے شیدا
رخ یار کی سمت کو منہ پھرا ہے
ہوا پھر گئی چار دن میں چین کی
چن میں بھی گل جا کے دیکھا گلون کو
دلا منتظر کس کے جلوے کا ہے تو
وہ ترک آئینگا ہو جو گل جام بر کف

خیالی ہی تصویر بان زد بردہ ہے
جو آوارہ تو در بدر کو بکوب ہے
ہر اک گل میں اور شک گل تیری ہو
بسے دیکھتا ہوں تری جستجو ہے
گر میان گل میں کہیں بھی فوسے
مری لاش مقتل میں بھی جلا ہے
نہ اب گل میں نہ ملت نہ چنیں بوسے
نہ تیری سی نکست نہ تیری سی بوسے
جو بیٹھا ہو بان اور نظر چاروسے
لیے دوش پر غنچہ کیسے سبو ہے

<p>جوانی میں کچھ علم پیدا کرے گا نہایا تو جس آب سے عطر ہی وہ جوشیریں ہی تو میں ہوں فریاد تیرا خفا ہو کے آئینہ کیون توڑتا ہی سرے ساتھ کر زمرے آ کے بلبل میں سنتا ہوں خاموشی کا فری با تین کمر کو تری ہیج کیونکر کون میں اثر کچھ کیا آہ نے میری شاید</p>	<p>ابھی طفل ہی شوخ ہی تند خو ہی ترے میلے کپڑوں میں یوسف کی بو ہی میں دیوانہ ہوں گر یہ زیاد تو ہی ترا عکس ہی جو ترے ردِ برو ہی یہ حیلہ بھلا کیا کہ دردِ گلو ہی کہ کیا طرزِ تقریر کیا گفتگو ہی لگ گل نہیں ہی تو بار یک مو ہی مکدر جو کل سے وہ آئینہ رو ہی</p>
<p>رولتا ہی یہ مصرع دردا سے لند جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے</p>	
<p>گل کسی شمع رو پہ کھا بیٹھے مر کے مٹھ پر ہوا ئیان چھوٹیں تو لنا تیغ کا عبث ہر بار ہی وہ قسمت فقیر ہو جاؤں رکھ دیا سر کو پائے قاتل پر جذبہ دل نے کیا تمھیں کھینچا راہِ الفت میں رکھا بعدِ قدم لگ چلا ہی تو پھر نہ لکھو دلا کشتگان و فاشنید ہوئے خاک ہو کر اگر اٹھیں تو اٹھیں بھلے گھر سے طالب دیدار بوسہ خط طلب جو میں نے کیا مہراب کو ٹلون پہ ہونے لگی</p>	<p>دل کو پر دانہ سان جلا بیٹھے چاندنی میں اگر وہ آنے بیٹھے جو لگانا ہوا لگا بیٹھے میرے سر پر اگر ہما بیٹھے مرتے مرتے بھی جی جلا بیٹھے بے بلائے جو پاس آ بیٹھے سر سے ہم پہلے ہاتھ اٹھا بیٹھے پیرھی سیدھی جو وہ سنا بیٹھے اب پڑھیں آپ مرثیا بیٹھے اتو در پر بھارے آ بیٹھے راستوں میں بن جا بیٹھے خال رخ کو بھی وہ چھپا بیٹھے دولت حسن جب لٹا بیٹھے</p>
<p>سبز رنگت پہ اس پیری کے لند کیا عجب ہی جو زہر کھا بیٹھے</p>	

<p>سُخ سے پردہ اٹھا دیا کس نے شعلہ سُخ دکھا دیا کس نے خواب میں سوتا تھا میں یا کیا تھا اشک کی طرح اٹھ نہیں سکتا تہمت بوسہ رکھ کے روٹھے کیوں ناز و غمزہ سے تو نہ تھا آگاہ کس کے صدقہ میں مرتبہ پایا اٹھ نہیں سکتا مثل نقش قدم لوگ کہتے ہیں دل دیا ناحق گال دکھلا کے آئینہ سے صاف ایک ہانچ بھی نہیں آتی شب کو پیکر شراب مستی میں سُخ سے رخسار سینہ سے سینا دل غ دل میرا مثل شعلہ طور</p>	<p>جلوہ حق دکھا دیا کس نے سر سے پاتک جلا دیا کس نے آنکھیں پھوٹیں جگا دیا کس نے یوں نظر سے گرا دیا کس نے کس نے صاحب لیا دیا کس نے چار دن میں پڑھا دیا کس نے یہ شربت اوہا دیا کس نے خاک میں یوں ملا دیا کس نے چھین کر لے لیا دیا کس نے مجھ کو حیران بنا دیا کس نے اپنے دل سے بھلا دیا کس نے پردہ شرم اٹھا دیا کس نے لب سے لب کو ملا دیا کس نے جل رہا تھا بجھا دیا کس نے</p>
<p>یہی کہہ کے روتے رہا ہوں + آنکھیں پھوٹیں جگا دیا کس نے</p>	
<p>میں اب تو چلن یار کے دُنیا سے نرا لے زبان بر نہیں ہوتا ہے جسے ڈستے ہیں کالے پر آبلہ ہے سوز جلدانی سے سراپا دل سینہ میں بتیاب ہو جان آئی ہو لب پر کیا اکتا ہو ہر بار تجھے قتل کروں گا کیا خشکی حال پر عاشق کے ہو خندان آنکھیں تری مدد ہوش میں تنہا ہی مراد دل آغاز محبت میں ہوا ہجر کا جیسار جانبر ہو یہ ممکن نہیں آزاری فرقت</p>	<p>لو دیکھتے ہی دیکھتے کیا پاؤں کالے اللہ کبھی بیچ میں زلفون کے نڈالے دیکھے تو کلیجے کے دکھاؤں تجھے بھالے اب جان کو روکے کوئی یا دل کو سنبھالے اک جان ہی میری اُسے تو لے کر خدالے توبہ کرو اللہ مصیبت میں نہ ڈالے دوست نہ سنبھالیں گے اکیلے کے سنبھالے دل دیتے ہی مجھ کو تو پڑے جانے لالے بیمار اسی طرح سے لیتے ہیں سنبھالے</p>

تاثر کرینگے ترا دل دکھنے لگے گا
 ڈرتا ہوں سو دیکھ کے غش آئے نہ تجکو
 لہراتے ہیں دانِ رخِ تو پیاں ڈستے ہیں دلو
 رورو کے جنازے پہ مرے عشق پکارا
 تیرا بکاشیشہ ہر اک ابلہ پیا
 سوتا ہوا سے اڈھ کے وہ گلبدن کتر
 جب یاد کیا ہر تجھے اور غیرت شمشاد
 اس بُت کو اثر ہو کہ نہ ہو اس سے غرض کیا
 اودل ہفت تیرنگہ پھر کیا تو نے
 خدمت تھی مجھے خدمتِ نوردی کے پس قیس
 ایک لیک سے دلچسپ ہو جو عضو بدن ہو
 دیندار ہوں عزت مری رکھنا تو اتنی

ہو پیچے جو کبھی کان میں عشاق کے نالے
 تلوار لگا شوق سے پر منہ کو پھرا لے
 زلفین نہیں دو ساپ میں یہ یار نے پالے
 تم آپ چلے مجھ کو کیا کس کے حوالے
 جنگل میں لگی آگ جو پھولے کچھ لے
 قربان کیے تھے مرے کسلی پہ دشا لے
 بھر بھر دیے ہیں آنسو و سچ باغین تھالے
 اونا لہ دل عرشِ معلے تو ہلا لے
 اگلے ہی مرے زخم جگر تھے ابھی آ لے
 عمدہ یہ کسے ہوگا مرے بعد حوالے
 یارب یہ طر حدر میں کن سا بخونے ڈھالے
 دل پڑ گیا ہر اک بُت بے پیر کے پالے

کیون رستہ کے دیوان کی کرین قدر نہ عاشق
 اجزاہن سب علم محبت کے رسالے

میں دلو رو چکوں کہ یہ دل مجھ کو رو چکے
 جان پیشکش کی عشق کے دل نذر غم کیا
 شنتے ہیں حشر ہو گیا پھر بعد خواب مرگ
 جزا شک انہیں خواب کا آنا خیال ہے
 کھویا ہمارے ہاتھ سے دکھلا کے شکل یار
 صدمے شبِ فراق کے کب تک اٹھائے
 رونے سے بھی مٹان لکھا سر نوشت کا
 گل بھی دیا تو وہ جسے کہتے ہیں طاعنِ دل
 جامِ فنا پلا بھی چکے ساتی اجس
 او عشق اتنا یار سے ہنسنا نصیب ہو
 بیماری فراق میں کیا زیست کی امید

یارب جو کچھ نصیب میں ہونا ہو چکے
 رکھتے تھے ہم بساط میں جو کچھ سوکھو چکے
 کھٹکا امین مٹے یہ قیامت بھی ہو چکے
 آنکھیں اگر یہی ہیں تو بھر نیند سو چکے
 چشم پر آبِ دلو بھی آخر ڈبو چکے
 اب ہم ہی مرچکین کہیں یا صبح ہو چکے
 ہم اشک سے بھی اپنے نوشتے کو دھو چکے
 جب خار خار غم کو جگر میں چھبھو چکے
 پیمانہ میری عمر کا لبر بند ہو چکے
 را توں کو ڈھانک ڈھانک کے منہ خوب چکے
 انہوں سے لے پڑے تلک مجھ کو رو چکے

<p>دو چار اشک گرد و گردت کو دھو چکے سونا تھا جو وہ وصل میں اے یار سو چکے اس عشق میں پہاڑ کے پتھر کو دھو چکے چونکو خدا کی واسطے بس خوب سو چکے اب نا خدا کی مری کشتی ڈبو چکے بجلی گرے دہن جو نہ میندار بو چکے باران غم سے جب گل آدم بھگو چکے</p>	<p>شاید بہت سارے دن تو کم ہو غبار دل خواب و خیال نیند کا آنا ہے ہجر میں اک سنگ دل صنم کے اٹھایا کیے ہیں ناز یہ کہنے اپنے طالع خفتہ جگا دُن گا طوفان ہجر عشق میں کب سے تباہ ہو اس کشت میں وہ دائے آفت سیر ہوں اک قطرہ عشق کا بھی ملایا تیر کاٹھ</p>
--	--

کو دکھ مزاجیوں پہ جو انون کے دل نہ دو
اے رند اب لحاظ کرو پیر ہو چکے

نہیں پاس کوئی نشانی تمھاری
یہی ہو اگر ناتوانی تمھاری
غرض قہر ہے مہربانی تمھاری
عنایت کرم مہربانی تمھاری
اداکس طرح پہنچنے مانی تمھاری
خدا کا غضب ہو جو انی تمھاری
مری گفتگو ہے زبانی تمھاری
زہے مہربان قدر دانی تمھاری
کمانتک کروں پاسبانی تمھاری
بہت سن چکے لہ ترانی تمھاری
دکھاؤں گا سب کو نشانی تمھاری
وہی ہو مگر بدگسی تمھاری
سحر تک کہی ہو کمانی تمھاری
تم اچھے بڑی بد زبانی تمھاری
ہو خون جگر مہمانی تمھاری
یہی تو بری خو ہو جانی تمھاری

نہ انگیا نہ کرتی ہے جانی تمھاری
ہوئی رند تو زندگانی تمھاری
زیادہ ہوئی یاد جانی تمھاری
نہ بھولو نگاہ گزرنہ بھولا ہوں اب تک
شبیبہ آبکی کھینچ دے گایہ مانا
تباہ و خراب اک جہان کو کیا ہو
دہی کہہ رہا ہوں جو فرمائے ہو تم
برابر سمجھتے ہو غیروں کے جھگو
دل دودیدہ لپکا ہو پھنسنے کا تھگو
بس اب شکل دکھلاؤ بیجا ہو غمزہ
عدم کو چلا لیکے داغ محبت
کیا امتحان میرا سو معر کون میں
جگا کر دل زار نے ہجر کی شب
بڑا گرنے مانو تو بیچ سچ میں کہ دن
کرم کیجیے آئیے حضرت عشق
عہت بے سبب جہت روٹھتے ہو

	بھلا تم ہی منصف ہو لشد بولو		وہ کیا بات تھی جو نہانی تمھاری
	وہ پیری مین بھی زند دیکھے اب اگر		جسے یاد ہو دے جو نہانی تمھاری
<p>غل نہ کمر غنفس سویا ہر صیاد ابھی لطف پر واز گلستان ہو مجھے یاد ابھی بے ستون پر ہو دہی نشو نہائے لالہ دل میں رہ جائے تڑپنے کی نہ حسرت باقی جو یہی غمخوار خونریز کی سفاکی ہے آدمی ہوں تو اتارونگا اسے شیشہ میں آپکے حکم کو مالون میں عیاذاً باللہ روکتا کیوں ہو جو منظور ہو تخفیف جنون جو یہی کج روشی ہو یہی انداز خرام عشق ڈالے گا ترے سر پہ نہ کیا کیا آفت سخت جان ہوں نہیں خط بھی مری گونہ پڑا آج تک دو سرا نقشہ نہیں تجھسا کھینچا کھینچنی ہو ابھی تصویر میں اس بُت کی کمر ڈھالی کیوں سر پہ ترے گوہ کنی کی آفت حق بجانب ہو اگر قدر نہ کی پر کاٹے وام میں بھنسکے پھر کتنی ہو عبث او بلبل شک نہ کر نامری جان بازی میں رشک شیر میں</p>	<p>کوئی سننے کا نہیں مالہ و فریاد ابھی دل نفس میں نہیں لگتا مرا صیاد ابھی رنگ دکھلاتا ہو خون سر فر باد ابھی تہ دام اور پھٹک لینے دے صیاد ابھی تم تلک ایگی کس کس کی نہ فریاد ابھی نہیں تیرے تین گرچہ وہ پر نیراد ابھی کاٹ دون سر کو اگر کیجیے ارشاد ابھی خون فاسد تو نکھل لینے دے فساد ابھی کتنے گھر ہو دیئے ان چالو نے برباد ابھی اس قدر ہونے ہر اسان دل ناشاد ابھی مجھ سے ٹھہ مور نہ او خنجر جلا د ابھی محو صورت ہو ترا صانع ایجاد ابھی کا نازک تجھے درپیش ہو ہزاراد ابھی پیار کرتی نہیں شیریں تجھے فراد ابھی عاد توں سے مری واقف نہیں میاد ابھی بال و پر لویج کے رکھ دیو گیا صیاد ابھی سر سے مارونگا اٹھا تیشہ فر باد ابھی</p>		
	خوش قد و نکی ہو پس اندر گ بھی الفت اسے		خاک سے میرے اگا کرتے ہیں شمشاد ابھی
<p>مٹھ نہ ڈھانکو عبث حیا کر کے صاف کر قلب الفتا کر کے کیا ملا عرض مدعا کر کے</p>	<p>نہ چھپو صورت آشنا کر کے دیکھ اس آئینے کو صفا کر کے بات بھی کھوئی الٹا کر کے</p>		

خاک اس در کی او مر لعل عشق
حق اسیری کا تیری اوصیاد
پاس دین کفر میں بھی تھا ملحوظ
ترک مطلب حصول مطلب ہی
گور میں بھی جگایا زندوں نے
صبح دم انفعال عصیان سے
تیرا اوبت ادا ہے شکر کیا
پایا ستانے نے نام عقدہ کشا
ہوں وہ طائر اڑاتا ہے صیاد
شان ریح اللہی دکھاؤ کبھی
ہجرین تھی گئے امید سحر
نہ ہوا غیر رنج خاک حصول
پھینکتا ہی وہ لاش کشتہ کی
اور درد جگر نے شدت کی
بے وفا تو نے مجھ کو قتل کیا
رکھ لیا بین نے کوہ غم سر پر
اُلفت زلف بن گئی پھانسی
گل کو جامے سے کر دیا باہر
اس سے کرتا ہوں بن ناداری
عذر ہی بد تر از گناہ یہی
کیا لگا ہاتھ جڑ سیہ روئی
چلے جاتے ہیں دم بخود خاموش
قدر میری تجھے نہ تھی صیاد

چاٹ جائیت شفا کر کے
جاؤ نگا دام دام ادا کر کے
بُت کو پوجا خدا خدا کر کے
بیٹھ رہ ترک مدعا کر کے
حشر سر پر مرے بپا کر کے
خود پشیمان ہوا دعا کر کے
طاعت فرض کو قضا کر کے
گرہ زلف یار واکر کے
صدقے سر پر مرے ہا کر کے
لب معجز نما کو واکر کے
رات کاٹی خدا خدا کر کے
تجھے او بیوفا دفا کر کے
سرد تن دست و پا کر کے
فائدہ کیا ہوا دوا کر کے
پیار ہی پیار میں دفا کر کے
چلدیے غیر حوصلہ کر کے
جان لی میری دم خا کر کے
تو نے بند قبا کو واکر کے
ہے جو مشہور بیوفا کر کے
مغدرت خواہ ہوں خطا کر کے
خون عشاق اے خا کر کے
اک صد تیرے بیوا کر کے
ہاتھ ملتا ہی کیوں رہا کر کے

کس کا پیر و ہوشا عری میں نہ تہ
خواجہ آتش کو پیشوا کر کے

<p>اسے پیری ہیں ترے دیدار کے خواہاں کتنے گھر کے گھر کر دیے اس عشق نے ویران کتنے جو رصیاد سے گلشن ہوئے ویران کتنے ہو گئی باتون ہی باتون شب وصل سحر کس طرح آؤں مجھے کاہے کو آنے دینگے تھمت وصل اگر عشق میں لگتی ہے لگے میں ہی تنہا نہیں کچھ ہونٹھ جباتا اپنے پاؤں پڑتی ہو عیش آبلہ پانی میری چند خوشخوار ہیں مدت سے ہمارے در پہ مر گیا ہوں میں کسی روئے مخطط کے لیے کب سے غل کرے ہیں کوچے میں ذرا بام پہ آ خط نوغیر کے دو چار تو سودائی ہیں توڑ کر پڑیاں دیوانوں نے لی دشت کی راہ اشک جو چشم سے نکلا وہ ہوا رشک محیط یا د آئینہ رخ نے تو بنایا حیران ماہ کنگان کی زلیخا ہی نقطہ گاہک تھی ربط ہو کا فرد دیندار سے یکساں مجکو پھر جنوں کیڑے لگا پھاڑے پھر آئی بہار</p>		<p>رہتے ہیں آٹھ پہر کوچے میں نالان کتنے کچھ سسکتے ہیں نفوے جان سججان کتنے آشیاں چھوڑ گئے مرغ خوش الحان کتنے رہ گئے دل میں مرے حسرت دارمان کتنے نئے نوکر ہوئے ہیں آگے دربان کتنے ایسے ایسے نہ بندھینگے ابھی بہتان کتنے حسرت بوسہ میں لب ہیں تہ دندان کتنے ابھی طے کرنے ہیں پر خار بربان کتنے دشمن دل ہیں کئی جان کے خواہاں کتنے ختم کروانا مرے نام پہ قرآن کتنے پانزیر بخیر کیے چاک گریبان کتنے ہیں رخ و زلف کے حیران فرشان کتنے فضل گل آتے ہی خالی ہوئے زندان کتنے ایک ایک قطر سے برہا ہوئے طوقان کتنے دیکھو ان جھنگلوں کو میں چاہ رہا ہوں ان کتنے میرے یوسف ترے موجود ہیں خواہاں کتنے کتنے ہندو مجھے کہتے ہیں مسلمان کتنے اڑ گئے چیتھرے ہو ہو کے گریبان کتنے</p>
<p>کوچہ یار میں اسے رند بقول غافل تشنہ خون ہیں مرے گبر و مسلمان کتنے</p>		
<p>اُلفت نہ کروں گا اب کسی کی حالت کون اپنی یخودی کی اول اول بھلائی کی معرفت ہو سینہ کو بی میں دل اُلفت پہ پیری خاتمہ ہے</p>		<p>دشمن ہوا جس سے دوستی کی دل دیکے سنو جو میرے جی کی آخر آخر بہت بُری کی آتی ہو صدا دھڑ دھڑ کی اب لے لے قسم تو عاشقی کی</p>

<p>کرتے رہے اختراع آ بھی روئے پر میرے ہنستے ہیں آپ کیونکر فریفتہ ہوا لسان شیرین دہنو نہیں ہے زیبا دیوانہ ہوا ہوں اک پری کا بے یار ہے دل کباب ساقی آنکھیں لڑیں مجھے مین ہوا قتل</p>	<p>تقلید نہ کی کبھی کسی کی ہنس تلخے بات ہو ہنسی کی تن حور کا شکل ہو پری کی تم باتیں کرو نہ پھیلکی پھیلکی تقصیر یہ ہو تو دافقی کی تکلیف نہ کر تو سے کشی کی ان ترکوں نے جنگ لڑی کی</p>
<p>کرتے دویدی جو کرتے ہیں غیر سنتا نہیں رند وہ کسی کی</p>	
<p>نظر چڑھا کوئی رشک قمر کئی دن سے نہان ہو مجھے وہ رشک قمر کئی دن سے نہیں ہوا نام بھی آنسو کا خاک اڑتی ہو گلامین کاٹ چکا جب تو ہاتھ ملتے ہو بنا ہو گوے یہ چوگان تیغ قاتل کا یہ فکر وصف دہان و کمرین خود گم ہوں مزاج گل سے مگر ناموافقت آئی بہا ہی کرتے ہیں دریا کی طرح شام و سحر جو حال پوچھے وہ عیسے مرا تو کہہ دینا نہ منع کرتے قربان مدد سے ہونے سے تڑپ میں بھر کی شب چوٹ لگ گئی شاید چھڑی کی طرح سے باندھا ہوتا را اشکون کا سحر جو ذکر ہو رخ کا تو شام کا کل کا رہا کر انکو نفس سے کہ ذبح کر صیاد عیان ہو طرز نگہ سے جراتے آنکھ ہو کیوں جواب صاف ملے دیکھ کر خط کا جواب</p>	<p>جو پھر چمک گئے داغ جگر کئی دن سے جہان سیاہ ہو پیش نظر کئی دن سے ہوئی ہو خشک مری چشم تر کئی دن سے خبر نہ کی تھی تمہیں پیشتر کئی دن سے اسی سبب سے تھا دوران سر کئی دن سے نہیں مجھے سرو پای کی خبر کئی دن سے رہ کی رہ کی ہو نسیم سحر کئی دن سے ڈبور ہی ہو مجھے چشم تر کئی دن سے زیادہ ہو اسے درد جگر کئی دن سے پھر انہیں میں ترے گرد سر کئی دن سے لہو اکلتا ہو زخم جگر کئی دن سے ہر اک شرہ ہو رگ امیر تر کئی دن سے یہی وظیفہ ہو شام و سحر کئی دن سے پھڑکتے ہیں کئی بے بال بر کئی دن سے پھری ہوئی ہو تمہاری نظر کئی دن سے گیا ہوا ہو مرا نامہ بر کئی دن سے</p>

نظر پڑا کہیں بے پردہ رشک ماہ مرا	اڑا ہوا ہی جو رنگ قمر کئی دن سے
قفس سے جاؤں چین تک بن کسطح صیاد	جواب دے چکے ہیں بال وہ کئی دن سے

پڑا ہی سابقہ کس کو چہ گرد سے کیوں زند	میں دیکھتا ہوں تھیں در بدر کئی دن سے
---------------------------------------	--------------------------------------

ناز ہی غمزہ ہی یا اعجاز ہے وہ ہی آئینہ ہی مشق ناز ہے کیا کروں اظہار سر عشق کا بہن بھڑکتے نو گرفتار قفس ہجر کی شب تا سحر اور رشک ماہ تو نہ آنا اسکی یا توں میں دلا حکم ہی چھڑیں نہ سازندے بھی ساز فتنہ برپا وہ گرنیکے صبح و شام مر بھی جاؤں تو نہ پوچھو جھوٹوں بات پھنسکے پھر میرا نہ مرغ دل چھٹا حُسن نے پیدا کیے تازہ جلیس مار ڈالے وہ یہ پھر زندہ کرے گو گھلا دے یا جلانے مثل شمع بے پروا بالی نے بے غم کر دیا چھڑے جام طرب یونین تو ساز کو رشک شیرین میں ہوں یا فریاد ہو میں نہ کرتا عشق کا افشاں لازم	سحر ہی افسون ہی یا انداز ہے چشم بد دو راب تو اور انداز ہے عاشق و معشوق کا یہ راز ہے توڑتی بر حسرت پرداز ہے شکل انجم چشم عاشق باز ہے جھوٹا ہی مکار ہو دس باز ہے کیا مزاج دشمنان ساز ہے گریہی شوق خرام ناز ہے واہ مشفق واہ اچھا ناز ہے پلکین کیا ہیں چمک شہباز ہے شان محرم آئینہ ہمراز ہے چشم ہی سحر اور لب اعجاز ہے سوز سے بے یار مجھ کو ساز ہے اب کسے اندیشہ پرواز ہے اسمن ملتی یار کی آواز ہے جان پر جو پھیلے گا جان باز ہے اشک پردہ در بڑا غماز ہے
---	--

ہم نے دیکھا کہ تیرے یار کو	سرو قد سا اک بت طناز ہے
----------------------------	-------------------------

آرزو سے رنج نکو نہ گئی	عشق بازی کی دل سے خون گئی
ساقیاے کشی کی خون گئی	الفٹ سا غروبو نہ گئی

تو ہو مغرور مین ہوں بلے پروا
خانہ یار کا سراغ ملا
خط کے آنے پہ بھی وہی ہونا
قلعی کھلجائے گی یہ خون رہا
ریشک عیسے مرا گیا افسوس
سر چٹکتی ہو گو قفس مین ہے
نہ چھٹا مجھ سے کو چہ قاتل
آب و گل مین جو تھی وفاداری
مرنے دم تک تری تلاش رہی
ہو نہ چاہا کیا مین تادم مرگ
مر گیا پر دماغ سے میرے
تیز رو تو بھی ہو نسیم مگر
اشک بہ نکلے وقت رخصت یار
سینے تک آ کے پھر گئی اُلٹی
مثل پروانہ جلکے خاک ہوئے
نہ چھٹی مجھ سے خوئے جانہ ری
کبت ششدر ہوا گل مین تری
جب نہ تب اک نہ اک بہانہ کیا
عمر بھر شعر عاشقانہ کے

تیری وہ خوہ میری خو نہ گئی
رائیگان میری جستجو نہ گئی
رنگ گل اڑ گیا پہ بونہ گئی
آر سی اسکے رو برو نہ گئی
جان نہ کام تن سے تو نہ گئی
مغر بلبل سے گل کی بونہ گئی
مر گیا تو بھی میری خو نہ گئی
خاک بھی اڑ کے کو بکو نہ گئی
تالاب گور جستجو نہ گئی
لب شیرین کی آرزو نہ گئی
نکمت زلف مشکبونہ گئی
مجھ سے آگے نکل کے تو نہ گئی
شکر کرتا ہوں آبرو نہ گئی
نار سا آہ تا گلو نہ گئی
پر تری گرمی شعلہ رو نہ گئی
جیب سے عادت رو نہ گئی
کب نظر میری چارہ سونہ گئی
تیری بد خو یہ جسد جو نہ گئی
ہاتھ سے طرز گفتگو نہ گئی

وہ پری خستہ مین اتاری زند
جو سلیمان تلک کبھو نہ گئی

وہ لطف کرنے لگے اب عتاب کے بدلے
حیا کے پردے مین رنجہ نقاب کے بدلے
رنگے ہو مین مین کپڑے شہاب کے بدلے
دکھائی دیتے مین یوں سحاب کے بدلے

قرار دلو ہوا اضطراب کے بدلے
طریق یار نے شرم و حجاب کے بدلے
شہید کرنا ہے منظور کس کا قاتل کو
ملا تا آنکہ ہو ہر قطرہ اسکا طوفان سے

نہ ولولے ہیں وہ اگلے نہ شوخین دیسی
 پیسے گامے جو وہ میخوار ساغر گل میں
 نہ پاؤں توڑتا قاصد کے گر یقین ہوتا
 ہوا جو عشق میں مجھ کو مطالعے کا شوق
 وہ بادہ نوش ہوں جاتا تھا جب تباہین
 اکہی مائدہ خط کا مرے جواب لکھے
 شہید ناز کا دور روز کیجیے ماتم +
 خیال یار میں چھپکی نہیں پلک نامح
 وہ بہت ہو تو کرتے رخ کو ہر سحرے یار
 جو ایک گل کو بھی گلچین لگایا تو نے ہاتھ
 عوض کباب کے بے یار دل جلاؤ مٹکا
 اکہی میکہ میں موج سے طوفان ہو
 رہے نہ حشر یہ یادب مواخذہ میرا
 سوال دسل جو نامے میں ہیں لکھا تھا
 سمند یار جو مجھے نکل چلا تو لئے
 گزہ خواب سے تبدیل ہوئے مومن کے
 صنم سچے کے لیے بوسے سنگا سود کے
 اگے جو خاک سے مجھ مست کی کم کا درخت
 یہی جو حال تو صوفی کا حال ہو گا غیر
 سپہ سفلہ نے دیکھا نہ جن معنی کو +
 مرید پر مغان ہوں مری دمیتا ہے
 میں تھو گئے کا نہیں سے پہ سا قیاب یار
 معاوضہ نہ کروں قطرہ عرق سے ترے
 میں پیر دیر کو ساتی جواب دے لڑنگا
 نہ دے سکے مرے حال کی مکافاتین

لیے بڑھاپے نے آکر شباب کے بدلے
 بھٹنے لگا سینہ بلبیل کیا کچے بدلے
 جواب صاف ملے گا جواب کے بدلے
 کتابی نسخ کوئی دیکھا کتاب کے بدلے
 بغل میں رہتی تھی بوتل کتاب کے بدلے
 وہ آپ ڈاک میں آئے جواب کے بدلے
 ہمارا واقعہ بڑھیا کتاب کے بدلے
 تمام رات میں جاگا ہوں خواب کے بدلے
 ہنود پوچتے ہیں آفتاب کے بدلے
 قلم کر دنگا ترا سر گلاب کے بدلے
 پیوں گا خون جگر میں شراب کے بدلے
 بسے بسے پھر میں ساغر عباب کے بدلے
 یہیں حساب ہو روز حساب کے بدلے
 جدا کیا سر قاصد جواب کے بدلے
 نشان نفل کے بوسے گلاب کے بدلے
 ملیگی گور میں راحت عذاب کے بدلے
 گناہ مجھ سے ہوئے ہیں خواب کے بدلے
 شراب رینی سے چکے شہاب کے بدلے
 جو پردے تو نے نہ مطرب باب کے بدلے
 کیا مجھے نظری انتخاب کے بدلے
 تجھے شراب سے دین غل آب کے بدلے
 پیونگا زہر ہلاہل شراب کے بدلے
 جو ایک شیشہ سے کوئی گلاب کے بدلے
 گرد تو سو نیکے بت رکھ شراب کے بدلے
 ہزار بار فرشتے عذاب کے بدلے

سوال مجھ سے نیکرین جب کرین گے برتن
ہوا الغفورین کے جواب کے بدلے

اور جلاوٹے چرکا دیا جاساتے جاتے
خارہین صحن گلستان کو دباتے جاتے
آخر اس راستے سے روز ہوا آتے جاتے
اشک گرم اور بھی ہیں آگ لگاتے جاتے
درد و غم ہیں کہاں تک ہیں سماتے جاتے
آخری وقت تو دیدار دکھاتے جاتے
لالہ روداغ ترا جائے گا جاتے جاتے
راہ میں دیر لگے گی فقط آتے جاتے
خود حذر کرتا ہوں اس لہ سے آتے جاتے
چشم بد دور نئے رنگ ہیں لاتے جاتے
فاتحہ آگے تو لیے ہاتھ اٹھاتے جاتے
سانس بھی سینے میں لگنے لگی آتے جاتے
رفتہ رفتہ ہمیں اس کوچے میں آتے جاتے
کیا ملے گا نہ کبھی راہ میں آتے جاتے
کوچہ یار میں کیوں ٹھوکرین کھاتے جاتے
راستے والوں کو آگے سے ہٹاتے جاتے
جن دنوں آپ تھے لکھ لکھ کے مٹاتے جاتے
نقشِ حب آگ میں جون جون میں آتے جاتے
ہم کدھر جوشِ خون خال اڑاتے جاتے

سانس دیکھی تن بسمل میں جواتے جاتے
خط نے اُس عارضِ رنگین پہ کیا عرصہ تنگ
کیا چڑھو گے نہ کسی روز مری گھات پہ تم
آتشِ شوق پہ کرتے ہیں یہ کار و روغن
آزماتا ہوں محبت میں میں ظرفِ دل کو
نزع میں تھا میں تھیں مجھ سے الٹا تھا لقا
یک بیک دل سے مٹے حرفِ محبت کیونکر
دل بیتاب شبابِ آئینہ کا قاصد نہ تڑپ
کوچہ یار میں جانے کا فراحم ہو کون
اشک آنکھوں سے نکلتے ہیں بسرخی مال
شعِ دگل تربت عاشق پہ نہ لائے نہ سہی
ہجر کی شب تری فرقت نے دیم بند کیا
ہوئی دربانِ تلک اسکے لسانی حاصل
راستہ روک کے کہلو گنا جو کہنا ہی مجھے
آپ میں ہوتے اگر دل ہی پہ قابو ہوتا
قصہ صحر اکا ہی دیوانہ نکال لڑکے ہیں کدھر
میں بھی دے چکا ہوں خطِ غلامی صاحب
ہوئی جاتی ہر عداوت اسے ہم سے افزون
قیس و فرہاد کے قبضہ میں ہیں کوہ و صحرا

جاہنا ترک کرو یا نہ کرو ہو محنت نہ
نیک دید نہ تھیں ہم میں جاتے جاتے

بلبل اداس ہو کے چمن سے نکل گئی
کیسی ہوا کریم زمانے میں چل گئی

رنگت گلون کی بادِ خزان سے بدل گئی
بغض و حسد سے مہر و محبت بدل گئی

<p>دیوانہ دار کیوں نہ پھرون خاک چھانتا رنجک کی طرح ساتھ اڑا رنگ رو مرا عالم پسند ہو گئی جو بات تم نے کی وہ شوخیان کہاں گئیں عہدِ شباب کی اب اُس مزہ کی دل سے خلش دور ہو گئی سوزِ غم فراق کی اُت ری حرارتیں وقت سحرِ جوا اٹھکے وہ آغوش سے گیا</p>	<p>تا بوئین وہ پری مرے اگر نکل گئی صبحِ شب وصال کی جب تپ چل گئی جو چال تم چلے وہ زمانے میں چل گئی صورت اُنکے ساتھ خو بھی تھا ایسا بل گئی وہ پھانس جو جگہ میں چھپی تھی نکل گئی اُدنے کی طرح منہ میں زبان تک پھل گئی ثابت ہوا کہ روح بدن سے نکل گئی</p>
<p>یاد آگئی جو جنبش ابروئے یارِ رند بیساختہ چھری سی پلجے پہ چل گئی</p>	
<p>یارِ ب مجھے بلالے وہ یا آپ آئے جب گل کو رتبہ آگے ترے خاکِ کلمے ہرگز نہ رکھ فلک سے عنایت کی خیمہ داشت رکھ دیکھو اپنے سامنے یوسف کی بھی شبیہ جیتا ہوں اور نہ مرنے ہوں در فراق سے کنعان سے تاجِ مصر گیا اس تلاش میں لازم ہر ہر منہم کے لیے کبر اور غرور مدت سے آشیانہ دگل کی خبر نہیں سر پر چڑھایا طرہ کیا ہر حسین نے بٹ جائے ہاتھوں ہاتھ تیرے کی طرح سے مرتا ہوں بھر یارِ میں کو ساتھ گسے ہائے ہو بہ خلاف جب ترا ہر فعلِ قول سے آیا ہوں تنگ اس دل عاشقِ مزاج سے</p>	<p>مطلب بر آئین دل کے مراد عالمے کیونکہ دماغ پھر ترا گلگون قبا لمے خلعت سمجھ کفن کا اگر چیتھڑا ملے کاٹوں میں اپنے ہاتھ جو صورتِ فرامے اب موت آئے یا مجھے عیسے اشفاقے مفلح حسین کہیں کوئی یوسف لقاقے پتھر ہو بیتِ نبین جو نہ شانِ خدائے بوچھون چمن کا حال جو بادِ صبا لمے کیا طالع رسا تجھے زلفِ رسا لمے اُتری ہوئی جو پاؤں کی تیرے خفا لمے وہ درد ہو مجھے کہ نہ جس کی دوا لمے پھر تجھ سے خاکِ دل مرا اوہی وفا لمے دیدن اگر حسین کوئی دگر با لمے</p>
<p>تلوارِ کلینچو رند تم اب کوئے یارِ میں ابوہ سر کے بھیڑ چھٹے راستا لمے</p>	
<p>مجت میں رسوا ہوا چاہتا ہے</p>	<p>وہ یوسف زلیخا ہوا چاہتا ہے</p>

<p>نزدل مسیحا ہوا چاہتا ہے بنے گا یہ گھر رشکِ قصرِ سلیمان نقصور ہی دنگو اس آئینہ رو کا لگا ہوتا ناز سے اس کمر کا ترے حسن کا یار پھیلا ہے چہر چا محکم کا ہم قصد اس گلبدن کا بناتے ہیں گھر خیرِ بلبیل کے بدلے جلاتا ہی مڑوے خطِ سبر اس کا نکالا ہر قد میرے رشکِ چمن نے مبارک ہو یقوت کو مہلِ یوسف کیا تھا جو اسے روح اقرار تو نے جدا بحرِ وحدت سے قطعہ ہوا تھا بہت طوف کرتے ہیں عشاقِ مجاہد گذرتی ہی اکثر گلی سے تھاری کوئی دن میں خونِ ناب ہو کر مہیگا</p>	<p>یہ بیمار اچھا ہوا چاہتا ہے گذر اک پری کا ہوا چاہتا ہے میں حیران ہوں اب کیا ہوا چاہتا ہے یہ عقدہ بھی اب وا ہوا چاہتا ہے کوئی دن میں شراب ہوا چاہتا ہے دہنِ غنچہ سان وا ہوا چاہتا ہے یہ گلزارِ صحرا ہوا چاہتا ہے خضر اب مسیحا ہوا چاہتا ہے یہ بوٹا بھی طوبی ہوا چاہتا ہے وہ گم گشتہ پیدا ہوا چاہتا ہے برابر وہ وعدہ ہوا چاہتا ہے سودا اصل بدیر یا ہوا چاہتا ہے گھر اس بُت کا کعبہ ہوا چاہتا ہے پری کو بھی سایہ ہوا چاہتا ہے دل اب پاک کے چھوڑا ہوا چاہتا ہے</p>
<p>ذرا ضبط کر ضبطِ آہ و فغان کو تو کیوں زُورِ سوا ہوا چاہتا ہے</p>	
<p>بُت کرین اگر زو خدائی کی ہاتھ پہونچے نہ پاؤں تک اُسکے یار رستے سے پھر گیا اگر بحرِ خون کی ہیں مچھلیاں پانچون جو یوں ہیں تم سے بیوفا سب ہوں موت آجائے قید میں صیاد لبِ اعلیٰ کی گرِ صفت لکھون تیرے کوچے میں بادشاہوں نے</p>	<p>شان ہی تیری کبریائی کی طالع بدلے نارسائی کی بخت برگشتہ نے بُرائی کی انگلیاں پنجمہ حسائی کی رسم اٹھ جائے آشنائی کی آرزو ہو اگر رہائی کی سرخ رنگت ہو روشنائی کی سلطنت چھوڑ کر گدائی کی</p>

<p>نہ دلا یاد او تسلسل اشک رو نگھا تنگ کہین بدن پہ نہیں دیکھے اس مہجے کو گر و اعظ خاک ہو کر نکالا اس کا غبار بھولا بھٹکا سا آپ پھرتا ہے دھوم ہر یاسمین غدار و نہیں کا سر زانو کا جام جم ہر مرا خط کو منڈوا کے آج اس گل نے واہ رے حسن ایک رنگت ہر آئے تھے ساتھ لیکے نقد حیات مٹ چکین اب کدورتین صاحب</p>	<p>سمرنین پار کی کلائی کی انتہا ہو گئی صفائی کی قلعی کھلجائے پارسائی کی اور صورت نہ تھی صفائی کی خضر نے کس کی رہنمائی کی گوری گوری تری کلائی کی سر کرتا ہوں میں خدائی کی گلشن حسن کی صفائی کی تن کی اور زیور طلائی کی کھو چلے اس کو یہ کمائی کی کونسی شکل ہر صفائی کی</p>
<p>نظم یکسر اضطراب دل کے مضمون بیجیے شعر میں موزون جو وصف قدر کے مضمون بیجیے چشم فتان صنم کو اپنا مقتون بیجیے مصرع موزون ہر مشفق قد موزون آپکا رنگ بیان ہو گئے ہیں صورت یا قوت لال ولین ہر کردیجیے افشائے راز دوستی ہر بعینہ ساغر صبا کے گلگون کا اثر خون ہو جائے لہو تھو کے کوئی صاحب کو کیا قد کشی کر کے جن میں کاٹے شمشاد کو چاہتے ہو تم اگر رنگت خنکی شوخ ہو نیچے ہم کو جیون گر تو مزار قیس تک قتل سے عشاق کے قاتل کو مانع ہر حیا</p>	<p>فقر میں بھی وہی دماغ ہے زند بو نہیں جستی میر زانی کی برق کی بھی طرح میں کچھ شعر موزون بیجیے مصرع موزون کو رشک سرو موزون بیجیے بھولجائے سامری جادو وہ انسون بیجیے سروں کے چیلے برابر شعر موزون بیجیے مانجہراتون کو رشک در مکتون بیجیے خود بھی رٹوا ہو جیے ہر کو بھی مطلق کیجیے نشہ ہو جائے جو یاد چشم میگون بیجیے دست دیا کو آب منہدی کے گلگون بیجیے رنگ گل دکھلا کے عارض کو درگون بیجیے پانی کے بدلے شریک اس میں مازون بیجیے گرد باد اس طواف گور مجنون بیجیے غمزدہ سفاک کتا ہی یہی خون بیجیے</p>

<p>سوز دل کے گر رقم دو چار مضمون کیجیے رات کو رہجائیے تو اور مضمون کیجیے واذرا بند نقاب دم کے گلگون کیجیے آپ لیلیٰ بیٹی اور بند کیو مجنون کیجیے تو غرقِ بخون سرج مسکون کیجیے کیجیے سحر اس پر پر و پر نہ افسون کیجیے کوہ سے ملکہ ایسے سر کو تو ہامون کیجیے صدقے اُن دانتوں پر سنگ مکنون کیجیے جمع کر کے مال کو کیا مثل قادیون کیجیے گنبدِ مدفن کو گردانِ مثل گردن کیجیے ہوش پرانِ سر سے تیرے ادقلاطون کیجیے چشمِ عبرت گر سوے قصرِ فریدون کیجیے شوق سے حد و بک پاؤں بیرون کیجیے</p>	<p>بال و پر حجابین مرغ نامہ بر کے ہو کباب لطفِ فرمایا عنایت کی قدم رنجہ کیا چہرہ رنگین دکھا کر رنگ گل کو کاٹنے اپنی تصویر اور میری اک صفحہ پر کھجائیے لایے طوفانِ جوشیوں سے محیطِ اشک کا نقشِ نہر سے کیجیے لتیخِ جس دن چاہیے کیا مختلف ہو اگر تیشے سے کاٹا کوہِ کن اس لبِ لعلین پر قربان کیجیے یا قوت کو سر پہ لیجا نا نہیں ہلکا اٹھا کر زیرِ خاک گر اثر باقی رہے سرکشگی کا بعد مرگ دلوے جوشِ جنون کے گرا بھی دکھلایے اس خرابے میں نہ صلا جھوٹا بھی چاہیے وصلِ میں تا چند بیٹھے رہیے پابندِ حیا</p>
---	---

بندی ہم گر چہ شاگردانِ آتش میں ہیں زندہ
منتی کے ہوش اڑیں پیدا وہ مضمون کیجیے

<p>چاند مکھڑا ہو دپٹہ آسمانی چاہیے رنگ لائے کچھ شرابِ رغوانی چاہیے اب دکھائے زور اپنا نا تو ابی چاہیے پھر لیگا آگے یوسف نہ ند گانی چاہیے نام روشن کرنے کو آتشِ بانی چاہیے چھوٹکے قلب و جگر سوزِ ثنائی چاہیے خارِ دُش تھوڑے اے ابادِ خرابی چاہیے زمرِ مونکے بدلے مجکو لودِ خوانی چاہیے حشر کے دن بھی سنائی لن ترانی چاہیے شامیانہ گور پر بھی آسمانی چاہیے</p>	<p>چینی اور مہر و ش مجکو نہ دھانی چاہیے سُرخ ہو جائے پیر دے زعفرانی چاہیے موے سر کرتے لکین تن پر گرانی چاہیے رو کے کیون کھوتا ہو اے یعقوب نے چشم کو منکشف ہمسر ہو اشب کو فرغِ شمع سے گر بھی ہر دم کا ضبط نالہ ہائے گرم ہے آشیانِ بخت کا کچھ سامان مجھے درکار ہے ہون وہ بلبِ نخل ماتم پر نشین ہو مرا گر بھی شرم و حجاب یار کا عالم رہا گردش گردون نے مجکو مار ڈالا پیس کر</p>
--	--

<p>غم نہ کھا جانے دے او بلبل جو جاتی ہی رہا فی الحقیقت دیکھیے تو لازم و ملزوم ہیں حوصلے سے کی فزونِ خدا شگذا سی آبکی زندگانی تاقیامت ہو مبارک خضر کو اپنے سایہ میں بچانا آفتابِ حشر سے نذر خونِ دل گردنِ یابیگی کشِ تختِ جگر گر کوینینِ یو یا فیو یا حسنِ روزِ افزونِ بڑا ہو یقین اک روز اڑ جائے پھر کدو ام سے طرہ زمر سے باندھو نگاہِ کبوتر کے ضرور کھینچنے بیٹھے غنیمتِ یار میں جس دم کمر ہو یقین چھوڑیں کسیدن پھر وہ کاکلِ دوش پر آنے جانیگی گلی تک یار کے طاقت ہے ہوں وہ مجھوں گر نگاہِ جذبے دیکھوں اُسے فردِ ہمیشہ ہی کہتا ہو تو لے رشکِ حور وہ بھی ہر شوقِ ہم آغوشی میں خمِ شل کمان پاؤں پر سر آ رہے جھگ کدوِ ضعف سے جانِ جانِ آغاز سے بہتر تر انجسام ہو دانت کھٹے اہلِ عالم کے ترش روئی کرے</p>	<p>فصل گل پھر دیکھ لیں گے زندگانی چاہیے گل سی صورت کے لیے غنچہ دہانی چاہیے بندہ پر درابِ تعاری قدر دانی چاہیے یاں کسے او موتِ عمر جاو دانی چاہیے ابر رحمت اتنی تیری مہربانی چاہیے حضرت عشق آئے ہیں کچھ میہمانی چاہیے دھوم مڑ جائے تری محبوب جانی چاہیے داغ دیکھائے یہ طاؤس جو انی چاہیے نامہ بردہ تیرا بغیس تانی چاہیے موقلم ہوئے دیال دست مانی چاہیے پھر بھی نازل ہو بلائے آسمانی چاہیے زور اتنا پاؤں میں او ناتوانی چاہیے خشک ہو جائے ابھی دریا کا پانی چاہیے جن دالسان میں نہ نکلے تیرا نانی چاہیے پیر کر دے طفل کو تری جوانی چاہیے بار لائے کچھ نہال ناتوانی چاہیے شوخ ہو طفلی سے بھی حُسنِ جوانی چاہیے ہو ٹھچڑائے تری شیریں مانی چاہیے</p>
<p>بار بار اپنے سینے میں بھجاتا، وہ زندہ شیخ ابرو کا کڑا ہو جائے پانی چاہیے</p>	
<p>بد نظر جو اک بُت بالا بلند ہے ہوٹا سا ہونے پست نہ اتنا بلند ہے گو خاکِ رخلیق ہیں رتبہ بلند ہے کیا پست فطرتِ نئی رسائی ہو تم تک یاد رہے تو یا کیجو پڑا بہ حق نوح</p>	<p>ہر مداح صورتِ طوبیٰ بلند ہے کچھ شلخ گل سے وہ قدرِ بلند ہے سید میں خاندانِ جلالِ بلند ہے واقف ہو نہیں مانع تھا بلند ہے پل سے بھی آبِ موصیٰ ہوا بلند ہے</p>

کیا آشیانہ پھونک دیا یا غبان نے
 دن رات آپن کھینچتا ہوں جلی یاد میں
 قمری نہ بحث مجھے ابھی اٹھکے ناپ سے
 نرگس کے پھول نکھین میں ابرو پٹ نہیاں
 جلتا ہوں سوز عشق سے خاموش شمع
 کرتا ہوں سوار کوئی نیزہ بازیاں
 چھالے پڑینگے ہر سرراشت میں مے
 جنت میں ہوگا بانس برابر کوئی درخت
 اللہ سے تلاطم امواج بحر عشق
 کس پر عذاب ہوتا ہے جو شور الہامان
 امید وار لطف ہی یہ خاکسار بھی
 ہی یہ عزیز کلبہ یعقوب کا چراغ
 ساقی کرینگے نرگ نہ ہو حق شراب نول
 آتا ہی ہجرین قد بالا کسی کا یاد
 خاک قدم سے مرتبہ عرش پست ہی
 کیا خال دھوا کوربتے میں مجھے کشت
 دوچار بانس تاڑ سے بھی ہوگا قدرار
 سوز فراق دلو جلاتا ہی شمع سان

جو دو واہ لیل شیدا بلند ہے
 قامت کشیدہ اک بت بالا بلند ہے
 شہزاد سے ترے وہ مل پال بلند ہے
 گل سے بھی شاخ نرگس ملا بلند ہے
 ہی میرے لب پہ آہ نہ الہ بلند ہے
 بانسوں غبار دامن صحرا بلند ہے
 اک شعلہ جائے نبض مسیحا بلند ہے
 پھر شاخ اسین کیا ہو جولو بلند ہے
 ہر موج پست تالاب دریا بلند ہے
 از غرش تالعرش مسملا بلند ہے
 تیری جناب بار خدا یا بلند ہے
 یوسف کا دو دمان زلیخا بلند ہے
 جب تک مدارے قفل منیا بلند ہے
 ہر دم رہا نے ہائے کائنات بلند ہے
 کرسی کا تیری عرش ہے پایا بلند ہے
 تیرا مقام زلف چلیپا بلند ہے
 بطورنی حقیقتہ اگر ایسا بلند ہے
 سر سے بچائے مومرے شعلہ بلند ہے

ہمارا تھا گذر گیا شاہ جہان سے کہند
 یہ شور ہائے دوائے کا کیسا بلند ہے

فلک نے فارغ دیا گلزار کے بدلے
 یہ پہلے خاک تھا پھر جسم تھا ہوا پھر خاک
 مواتھا صحبت اہل جہان سے ہو کر تنگ
 دبار پہ دل بیتاب رکھیو چھاتی پر
 دکھائی ہوتی کسی چشم شوخ کی گردش

عطا فراق کیا وصل یا ر کے بدلے
 بہت سے روپ چلے غبار کے بدلے
 جگہ دی گودنے مجھ کو فشا ر کے بدلے
 سل پایک بھاری سی سنگ خارا کے بدلے
 فلک نے گردش لیل و نہار کے بدلے

<p>خیال آگیا نچ کا قصور خطِ مین ۴۴۴ کیا ہی عیش تو مین نے اٹھائے ایذا کون شب وصال میں کین بد مزاجیان اس نے فریقہ کسی چاہ ذوق کا ہوں پس مرگ اس انتظار سے چھٹ جاؤں کاش آجائے</p>	<p>گل بہشت ملا مج کو حسار کے بدلے غم فراق تو لے وصل یار کے بدلے لڑائیاں رہیں بوس و کنار کے بدلے کنوئین مین لاش کو رکھا خزار کے بدلے پیام مرگ ہی مکتوب یار کے بدلے</p>
<p>اٹھا ہی پردہ فقط ایک نقاب باقی ہے ہوا تو پھر تجھے الفت کا حوصلہ دول چھٹا نہیں ابھی سرشت عشق کا کل کا ہزار شکر چھٹے قیل و قال دنیا سے ابھی خیال نہ چھوڑ دنگا عشق بازی کا پلاوے بادہ کشوں کو اٹھانہ رکھ ساقی چلال کر کے وہ کتا ہوا اپنے بسمل سے جو کلو آنار جلد آفرید یکہ یون صورت وہ بادہ نوش ہوں ساقی نہ جاؤں گا جب تک ابھی تو خوب برستے ہیں میگزینہ سحاب</p>	<p>بھڑایا غیروں سے اس طفلِ شوخ نے اسے زندہ لڑا ہیادوں سے اک لے سوار کے بدلے ابھی مزاج میں کچھ کچھ حجاب باقی ہے کوئی ستم ابھی خانہ خراب باقی ہے ہنوز سلسلہ بیچ و تاب باقی ہے فقط لمحہ کا سوال وجواب باقی ہے یہی ہیں ولولے جنگِ شباب باقی ہے مراحمی میں کئی ساغر شراب باقی ہے ٹرپ لے اور اگر اضطراب باقی ہے فقط دم آنکھوں میں شل حجاب باقی ہے کبابِ سنج پہ غم میں شراب باقی ہے چرٹھا و جام ہواے شراب باقی ہے</p>
<p>رہنے نہ دے گا چین سے دم بھر کین مجھے اعمال میں ہی تو یہی ہے یقین مجھے خطِ میر تقی میر میں وہی خداے قدیر ہو پر لگ گئے ہیں نشہ کے عالم میں ساقیا دونوں کا ایک مین ہوں نہ مانے میں یادگار باتیں تو در کنار میں یہ بھی نہیں امید</p>	<p>دو سال یار ہو گیا بے تکلفی سے زندہ مجھے لحاظ ہی اس کو حجاب باقی ہے لیجا لگا گھیسٹ لے پھر دل وہیں مجھے دو رخ میں پھینک دی بغل سے زمین مجھے قاصد ہوا اس حبیب کا روح الامیں مجھے مے نے اڑا دیا کی کہیں کا کہیں مجھے فریاد قیس کر گئے ہیں جانشین مجھے یلسین تم شاد دم و دل سین مجھے</p>

قدرتِ خدا کی غیر کی جانب ہوشمِ لطف
 بے اعتبار آپ کی جانب سے ہو گیا
 جلوت میں اختلاط کا موقع نہ ہو اگر
 مضمون نہ جھلکتے ہیں انجم کی طرح سے
 سرکانہ پاؤں معرکہ عشقِ یار سے
 کیا کام سلطنت کے حوالے ہیں آپ کے
 رہوں شیفہ کسی کے میں روئے صبح کا
 کچھ جال اپنے ساعد پر نور کانہ پوچھ
 وہ اعتبار اٹھ گئے اب جانبین سے
 میں بھی تو دیکھوں چاندین تارے بڑے ہوئے
 آرزو ہو کر خوش ہوں کتا ہوں صاف صاف
 لافٹ، تیرے کوچے کی مٹی سے لہج کو
 جیتا رہا میں بھڑ میں مرجا بیکی ہے جا
 یاد آتے ہیں کیسے مجھے گویے گویے گال
 اس بوریا سے فقر کی توقیر دیکھنا
 وہ دن گئے کہ جان نکلتی تھی آپ پر

جلاد کی نگاہ سے دیکھیں حسین مجھے
 قرآن اٹھائے تو نہ آئے یقین مجھے
 بلوائے تھکے میں وہ خلوت نشین مجھے
 سیر فلک دکھا رہی ہے یہ زمین مجھے
 شاہِ باس مرجا، ہر ذرا آفرین مجھے
 جب میں بلاؤں کہتے ہو موت میں مجھے
 اپنی صاحبیت نہ دکھایا سمیں مجھے
 انفی کی کیمپی ہو چنی آستین مجھے
 میرا یقین تمہیں نہ تھا رایتیں مجھے
 افشان چھڑک کے یاد دکھائے جبین مجھے
 ہاں ہاں نہیں پسند تھا رہی نہیں مجھے
 مرجاؤں میں تو گاڑو قاتل نہیں مجھے
 او موت تو نے اس سے کیا شرمین مجھے
 کاٹو نہیں کھینچتے ہیں گل باسین مجھے
 جھک کر سلام کرتے ہیں مندر نشین مجھے
 اب کیا گھنڈ کرتے ہو پر دانین مجھے

میں رد سیاہِ شر کو ہوں رد رد سپید
 دکھلائے زرد ماہ یہ داغِ جبین مجھے

مطلب ہی کیا جو کرتے ہیں وہ چھڑکے مجھے
 جھنجھلا کے وہ بکار تے ہیں جب تپ مجھے
 گنتے ہو عاشقو نہیں عبت اپنے اب مجھے
 درپے نہ ہو جیے نہیں منظور اب مجھے
 کیونکر جیانا آج تک اسکے فراق میں
 مجھ پر نگاہِ قمر ہو غیر دن پہ چشمِ لطف
 تم فرس گل چپیں سے سوتے ہو بچ نک

کھلتا نہیں بلائیکا ان کے سبب مجھے
 آرزوگی کا کچھ نہیں کھلتا سبب مجھے
 تلو غرض نہیں ہی تو پروا ہی کب مجھے
 تب کیا ہوا تھا تلو محبت تھی جب مجھے
 ہی اپنی زندگی کا نہایت عجب مجھے
 ہی مہر بانیوں سے تھکے عجب مجھے
 اختر شہا دیو نہیں گذرتی، ہی شب مجھے

دُنیا میں بیٹھنے کا ٹھکانا نہیں رہا
کیا تجھے چشمِ لطف کی ظالم ہوشیاری
ملوائے گئے یہ پھر اسی دشمن سے جان کے
حدادِ لب سے بڑھ کر حلا و شوقِ وصلِ یار
امکان کیا جو الفت کیسود و رنج چھٹے
دیکھا منم کدے کو جو وحدت کی آنکھ سے
مکمل نہیں کہ جان پہچھے ہجرِ یار سے
سوز و رول سے سلگن کی تاپندہ یان
چندے یہ جبر تھا عقلِ نسراق کا
بس بس نہ ذکرِ غیر مرے آگے کیسے
بوسہ کی حسرتوں میں موئے میکر وں رقیب
کیا زلیست کی امید رکھوں میں مریضِ ہجر
میر لگاؤ غیر سے ثابت ہوا انہیں
جاگن نصیب عاشقِ خوابیدہ بخت کے
سیرے ہلکے کے روتے پہ کیونکر ہنسینِ بپ
ساتی امیدوار ہوں تیرے کرم سے آج

تہِ خدا ہوا ہی تمہارا غضب مجھے
بھولی نہیں ابھی وہ نگاہِ غضب مجھے
بھر دوست درغلالتے ہیں بکے سب مجھے
گستاخ کر رہا اسقدر ادا ہے ادب مجھے
دیدے جو کوئی حاصلِ چین و طلب مجھے
بت میں دکھائی دینے لگی شانِ لب مجھے
کھا جائیگا فراق کا رنج و تعب مجھے
پھونکے جلانے کا ش وہ برقی غضب مجھے
یاراے ضبط و مہر نہیں ہو پر اب مجھے
نامِ رقیب کے چرہ آہنی کرتی مجھے
غیروں کے حق میں نہ رہیں فکر و لب مجھے
عیسے مرا تو چھوڑ گیا جانِ لب مجھے
لو بد مزاجیوں کا کھلا اب سبب مجھے
سوئے دواپنے ساتھ جو الکی شب مجھے
رنج و تعب تھیں ہیں کرب و تعب مجھے
جتنی کھینچے شراب لے سکی سب مجھے

بجوں کیا عاشقِ میں وہ لعلِ میں ہوا
وہ قیس کو خطاب ملا یہ لقب مجھے

تا دمِ زلیست اب اس سے دل مضطرب ہوئے
پر کسی کا نہ کسی سے کبھی دلبر چھوئے
ایک گھر میں رہیں شاہین و کبوتر چھوئے
ہیں خردار اسی ٹوہ میں گھر گھر چھوئے
پیٹھ سے پلوت کے مانند نہ لہر چھوئے
ہم ترے دین سے صیاد ستار چھوئے
منہ پہ تیرے کھی ہوئی مراد نہ چھوئے

قالوے پیر سے مکمل نہیں دلبر چھوئے
خانہ ویران ہو بریاد ہو گھر در چھوئے
اتفاقا اگر اٹھ جائے نفاق باہم
مطمین آج تلک وہ مری جانب سے نہیں
ہو یہی ضعف کی شدت تو یقین ہے مجھ کو
مشت پر تھے جو بساطِ اپنی سودہ ہزار کیے
چاندنی دیکھنے یار آئے جو مہتابی میں

جوشش گریہ سب بحرین دیکھیں تا چند
زلف ملد سے دل چھوئے بھاگا اسطور
موج مے تا لگ جان ہی مجھے ایسا قی
غیر کے ہاتھ سے گواہی ہو منہدی اُسے
عمر بھر اپنی رہائی تری اُلفت سے نہیں
پہلے دھیان آیا نہ کچھ عاقبت اندیشی کا
دل لگا بیٹھ میں اُس قاتل خونخوار سے ہم
کوئی چاند ایسا بھی آئے کہ لون پھر تجھے
رابطہ کچھ عاشق و معشوق کے بھائے ہیں اسے

کب ناکد یکھنے یہ اشک کی چادر چھوئے
جسطح دام سے مھرائی کبوتر چھوئے
بنفین چھٹ جائیں اگر ہاتھ سے تو چھوئے
اتو نوازہ خون اسے مرہ تر چھوئے
دیکھنا ایک دن اس قید سے مرگ چھوئے
دل پھنسا بیٹھ ہیں اب یکھنے کو تو چھوئے
ہاتھ سے جسکے دم بھر کبھی خنجر چھوئے
سال بھر ہو گیا اسے ماہ منور چھوئے
رو بردار بتے ہیں جوڑ دئے کبوتر چھوئے

جسم سے جان چھٹے ہی یہ گوارا اسے کرند
پر خیال رُخ دلدار نہ دم بھر چھوئے

دام لے لے کے ہیں میا د شکر چھوئے
یون لگاتی ہی وہ آنکھ دل عاشق کو
ہی وہی جوش جنون گو کہ کئی فصل بہار
طوق و زنجیر کا غل اب نہیں زندانوں میں
دام اُلفت سے رہائی کا کہیں کیا احوال
تیری اُلفت میں ہوئیں سب ملاقاتیں ترک
بندہ خانہ ہی قریب اتو قدم رنجہ کر د
روز روشن نظر آتا ہی مجھے تیرہ و تار
ظلم سے ظلم کیے قاصد دن پر ظالم نے
میر و لکھ تو کیا میں نے غنیمت جانوں
تیری موت کو ترستے رہے ہم مول میں بھی
دے چکے سب قدموزوں سے لکھا کہ تیشہ
خود رو یونگی محبت کا بُرا ہے انجام
پستی فکر نے اد پچانہ طبیعت کو کیا

دخل کیا باغین بلبل کا جو اک بر چھوئے
جسطرح سے کوئی گدہ بن کے کتو چھوئے
دست اطفال سے اب تک نہیں پتھر چھوئے
قیدی خیرات میں اسال مقرر چھوئے
کسطرح نکلے ہم اس قید سے کیونکر چھوئے
اتر باچھوئے مریحان بردار چھوئے
یا تو کئی منہدی اتھاری جونہ دلبر چھوئے
بال اس حور کے چہرے پہ پتھر چھوئے
نامہ بردار تھپنے کے پاؤں میں بندھ کر چھوئے
جان ہی تجھے اگر ترک شکر چھوئے
پردے آنکھوں پہ ترے آتے ہی دلبر چھوئے
سر و چھوئے شعرا سے نہ صنوبر چھوئے
تجھ سے لپکا یہ کہیں او دل مضطر چھوئے
جو تعلق کے تجھے مضمون وہ یکسر چھوئے

<p>ایسی افتاد کئی بار پڑی ہی اے زند بیتسرس سے ملے روٹھ کے اکثر چھوٹے</p>	
<p>لڑ بھڑکے تم اغیار سے مر کیوں نہیں جاتے اُتائے ہوئے بیٹھے ہو گھر کیوں نہیں جاتے جراحِ مرے زخمِ جگر بستے ہیں دلرات تھم جانیکی کیا وجہ کوئی ردنا ہے یہ بھی لہزن کا تو اندیشہ نہیں راہِ عدم میں ہی جلوہ نما باہر یہ وہ ساعتِ طور کیوں خاک اُڑاتے ہیں ہر اک راہِ گذر کی ہی یہ بھی کوئی زلیست کہ مرے سے پڑے ہیں</p>	<p>اے زند جو دلیں ہو وہ کیوں نہیں جاتے اے غیرتِ غور رشکِ قمر کیوں نہیں جاتے ناسور نہیں ہیں تو یہ پھر کیوں نہیں جاتے دن رات بسے دیدہ تر کیوں نہیں جاتے ہم ساتھ لیے زاد سفر کیوں نہیں جاتے نظائے کو لے اہل نظر کیوں نہیں جاتے اس کو چے میں ہم خاکِ بسر کیوں نہیں جاتے پھٹکا ہے اس بچنے پہ مر کیوں نہیں جاتے</p>
<p>کیا اب کی وبا میں بھی یہ بچ جائیگے لے زند دشمنِ مرے فی النار سقر کیوں نہیں جاتے</p>	
<p>واہ کیا شکلِ بہریت کی شبابست کسی دیکھتے بھی نہیں تم چشمِ غنایت کسی کون عاشقِ بے تر یا رِ محبت کسی ہڈیاں میری بھلستی ہیں دھوین اُتے ہیں رکھ چکا ہوں میں گلا اپنا چھر یکے نیچے بے سبب دشمنِ جانی وہ ہوا ہی میرا ٹال جلتے تھے جو تم میں بھی طرح دیتا تھا ٹپکے پانی نہیں پی سکتا ہوں کھا گیا کیوں نہ ہوں بحقِ لطفِ دندلدارِ کرم تم جو تو کیکے پکارو سرِ غفلِ بھگو تنگے جسکی تمنائیں ہزاروں نقشے تم بھی نوخیزی میں اے چاندیہ لکڑے آؤ بچھے لگے جو بھی وہ شہِ جانی لے زند</p>	<p>آپ تو کیسا ہو مالِ لغتِ تری صنعت کسی پیار کیسا ہو مرجانِ یہ اُلفت کسی اب تو یہ یاد نہیں تھی تری صوت کسی آج بھر کی ہو تب بھر نے شدت کسی سائنس لینے کی بھی مہلت نہیں کسی بنفِ لہر اس بت کو عداوت کسی درگزر اب نہیں کرتے تو مردت کسی سلب کی عارضہ ہجرِ نطاقت کسی کی ہو سرکار میں بگڑنے رفاقت کسی رفخ ہو جائے مرے واسطے ذلت کسی پیشیِ تصویرے صلحِ قدرت کسی دیکھو درگاہ میں ہوئی بزارت کسی جان کا دیدن اسے دولتِ محنت کسی</p>

تنگ آیا ہوں اس رح کی بیدارگری سے
قاصد تو جواب ایک سے خط کا نہ لایا
بجھ جاؤں کوئی دم میں گرین تو عجیب کیا
آنسو ہی بہا کاش کہ ٹھنڈا ہو کلیجہ
دیوانہ ہوں تو خوب ہوں شیار ہوں خوب
کب دگے کب دگے کب دگے ایجان
میں مرد مسافر ہوں محبت نہ ٹرھاؤ
صیاد میں پانی بھی نہ پیتا ترس گھر کا
ایجان یہ سب کس کی باتیں ہیں چلو تو
تم نے تو قبضوں سے ملاقات بڑھائی
اے حور ترے کوچے سے نکلی جو سواری
بجھنے پہ بھی اس آگ کی گرمی نہیں جاتی
اٹھ جائیٹے اک روزی ہی ہو جو بلکنا
تائیر کی اس بُت کے دل سخت میں کدن
اگلا ہی جلانا ابھی بھولا نہیں اس کا
دیوانہ ہوں ہر اُلفت کیسے مسلسل
ریکلا نہیں اس سائب کو میں جلا نہ کھلا

الچھاؤ نکا اب لگو کسی اور پری سے
درگزر اس بنا کیا تری نامہ بری سے
بدتر ہی مرا حال چراغ سحری سے
اودیدہ تر ہنک گئے سوز جگری سے
کیا کام کیسے مری شوریدہ سری سے
آنکھوں کا عجیب حال ہو یاں منتظری سے
اچھا نہیں یہ دکا لگانا سفری سے
مجبور ہوں کچھ نہیں بے باقی پری سے
تم چال میں رہ جاؤ گے کیا لکنا ہی سے
لگ چلتے ہیں اب ہم بھی کئی پری سے
سودا یوں نے چھین لیا تخت پری سے
رہ رہے دھوان اٹھتا ہے سوز جگری سے
تنگ اہل محلہ میں مری نو حکر سے
کھتا ہوں میں اے آہ تری بے اثر سے
لوٹے ہیں پھر سب مجھے اس شکر کیلے
حیران نہ ہو میری پریشان نظریلے
چوٹی تری ہاتھ آئی تو کس دھریلے

گزرے تو نہیں وہ ابھی اس راہ گزر سے
میں پوچھتا ہوں تندرہ اک رگدڑی سے

نہ کر ہیوش وان تنگ مجھے ہشیار جانیدے
نہ رہ پائند کفر و دین غرض رکھ سکی اُلفت سے
رہا ہوں ہم صغیر عنایت میں برسوں
دلا بوسے لب شیرین تیرے واسطے ہم ہیں
برس کر تو نہ لہرا چشم طوفان زاکور دے پر
قسم ہر تجاوید ست جنوں سودے کا کل کی

تجلی گاہ تک شوق جمال یا در جانیدے
جو عاشق ہی تو قید سجہ و نہ نار جانیدے
نہ کر تو بحث مجھے بلیل گلزار جانیدے
یہ بد پر ہیز یاں چند سے تو او بیجا جانیدے
نہ دے آنکھوں کو جھپٹے ابرو گوہر جانیدے
جو اک تار کریمان تک مریا جانیدے

<p>نہ کر یہ بدعتینِ حق غریب آزار جانیدے نہ بستے مجھ سے واعظ اکبر دینکر آزار جانیدے نگو آزار قدیمی کو بس اب سرکار جانیدے یوہن رہنے دے ہکو گو گلوے آزار جانیدے نکھا ان ہڈیوں کو مرغ آتش آزار جانیدے ہمارے قتل سے باز آتو آزار جانیدے نہ کر شرمندہ عیسیٰ دل ہمارا جانیدے جو راہ راست پر یہ چرخِ بخت آزار جانیدے نہ کر یہ چاہلوسی مجھ سے ادعیار جانیدے</p>	<p>بڑا ہی بیکسان عشق پر ظلم دستم کرنا وہ اپنے زہد پر نازانِ زمین کی کریم کی پر ترقی خواہ حسنِ ابھونہ اردنِ نولہ ازہم ہیں بھلا کیا فائدہ کھولوں جوین شکو کی دفتر کو شگفتی ہیں یہ سوز عشق ہی اخگر نہیں ہیں کچھ پھنس گیا شکر کے دن نکلے میں خونِ ناحق کے نگہبانی کریم کی موت اگر ہو زندگی باقی مثال تیر سیدھا منزل مقصود ہے پہونچوں لگاؤٹ چڑھو ظاہرِ دایوں سے بھگو نفرت ہو</p>
--	---

نہ جس محبت دیکے دل باز آزار لفتن ہیں
 یہ سودا بیچ دیگا زندہ یہ بیو یا آزار جانیدے

<p>پھر گئی پھر نظر یا خدا خیر کرے پھر پھٹی پھٹی زنا خدا خیر کرے پھر کھٹی سیان سے تلو خدا خیر کرے پھر کرنا دل بیمار خدا خیر کرے پھر توئی حسرتِ یاد خدا خیر کرے پھر ہوا ہی آزار خدا خیر کرے پھر وہ پھر نے لگے بیمار خدا خیر کرے پھر یہ کچھ نہیں آنا خدا خیر کرے پھر ہوئے صبح کے آثار خدا خیر کرے پھر نہ بھی شرمین تلو خدا خیر کرے گئے جاتے ہیں نگار خدا خیر کرے جی کی مرغان گرفتار خدا خیر کرے کاتے کھاتے یہ کلر خدا خیر کرے دیکھے دیدہ بیدار خدا خیر کرے</p>	<p>نظر آتا ہی وہ بیمار خدا خیر کرے پھر کسی بُت کی محبت نے بنایا کافر ٹوپی پھر گشتِ ابرو سے ہٹائی اپنے ٹیس پھر اٹھنے لگی پھر اسے دکھنے کھل پھر نہ آجائے مرجان کین آنکھوں میں واسے تقدیرِ عمر کے بچے کھے جس سے جانے والوں سے پھر کچھ نہیں کھنگال درد اٹھتا ہی جگر میں بھی لگتا ہی روزِ بحرِ آيا شبِ صلِ ضمیر پھر گزری پھر اُسی طور سے لڑا لڑ کے مرے عشاق دیکھوں کس کس کی قضا کھیل ہی ہو کر آج صیاد کے تیر نظر آتے ہیں بڑے گلِ سرینِ بہن پر و اداسی چھائی جاگتا ہی جو بھی روزِ شبِ فرقت میں</p>
--	---

<p>بی طرح ابرو قاتل کے اشاک ہیں ادھر حرف آئے نہ سجا کی مسیحا نئی پر بات وہ کیا تھی ہوا جسکا بکھڑا اتنا غیر محبت میں جو بیڈ صب سے تو بد دیکھے دل کی ہیتابی سے ہزار لہ سارے گھر کو قتنہ پر دازی پائل ہو طبیعت اسکی</p>	<p>اگلی پڑتی ہی یہ تلوار خدا خیر کرے ہر لب گوریہ بیمار خدا خیر کرے بڑھ چلی یار سے تکرار خدا خیر کرے سوچ کر کہنے لگا یار خدا خیر کرے ہیں لرزے درد دیوار خدا خیر کرے شر پہ آمادہ ہی دلدار خدا خیر کرے</p>
--	---

جرم اُلفت نہ کسی پر ہوا ثابت اسے لقا
ایک ہم ٹھہرے گنہگار خدا خیر کرے

متفرقات

<p>تیرے سوا شاہی نہیں اس صفات کا مضمون آبدار کیسے یک قلم رقم شبیخ تیرے نام کی درد زبان رہے عدم کی سیر کی دنیا میں آگے اک جہان دیکھا مٹ جائے دفتر عہد کین روز حساب کا دیکھ کر فدا کی سب سے عزیز دل کیسا اہل ایمان کی نہ ہو بعد فامی خراب کیا نہ گوارا سے سامنے جب خط و کا کل کا اک پری پیکر کا پھر دیوانہ و شیدا کیا پوچھنے کیا ہو شبِ نریت میں تو نے کیا کیا ہیمان سے بلبل شیدا تو آشیانہ اٹھا اس کو چہین جاتا ہوں تو آیا نہیں جاتا ہو گیا آب دم تیغ سے بسل ٹھنڈا وابستہ تراکب ہو گر فتار کسی کا ہو گیا چاہ سے حال چاہو گے تو کیا ہوگا عش رکنا ہر قدم میں بگڑنا ہر گھڑی لڑنا</p>	<p>خدا شریک کوئی نہیں تیری ذات کا بھیر بھیر دیا ہی موتیوں سے ٹھنڈا ذات کا ثابت ہی جنگل کی بیڈ شتہ حیات کا خدا شاہد ہی اوبت تجھسایاں دیکھنا نہ وان دیکھا منہ اسطون کو پھر بھی چلے آفتاب کا خاک ہو کر مرتبہ کسیر کا حاصل کیا کب کسی نے مردہ مومن کو گل در گل کیا بھولایا منطقی کو مسئلہ درد و تسلسل کا پھر غضب میں جھکو ڈالا ہائے دلے کیا کیا رات بھر بکا کیا میں ایڑیاں لگا کر کیا چمن سے تیرے مقرر کا آب نہ وان اٹھا آگے کو قدم مجھ سے بڑھایا نہیں جاتا کیون ہوا اب تو کیو تر اقا تل ٹھنڈا نانوس جو تجھ سے ہونہ ہو یا کسی کا کیا کچھ محبت میں خفا ہو گے تو کیا ہوگا یہ پانی وصل میں لذت جہاں ہو گے تو کیا ہوگا</p>
--	--

مجھے محل ہو کیا آپ کے دلبر بنانے سے
 شکایت میں تری گل نہ بان اپنی نہ کھوننگا
 جل گیا خاک ہوا گور خرم نہ رہا
 ہونہ غمگین اگر زاد سفر پاکس نہیں
 کون ہو بید فنا ہو گا جسے غم اپنا
 قاتل نے کیا قتل نہ جلا دے مارا
 طول کھنچا گفتگو نے رنج بیجا بڑھ گیا
 اب تہی کرتے ہیں پہلو آپ ٹٹنے سے مر
 آج اس گل کو ہنکسار کیا
 دم نہ دے آپ پہ کس طرح سے عالم اپنا
 غفران پناہ زند جہان سے گذر گیا
 کفر ہم جب کو سمجھتے تھے وہ ایمان نکلا
 اب بھی آجا جو صورت تھیں بھلائی ہو
 طر بلال کیسوے دلدار ہو گیا
 وق کا فراق یارین آزار ہو گیا
 رویا جو پھوٹ پھوٹے شوق جمال میں
 مرم کے پہلے تھے مرنے حق سے نپکے
 نیا یا کوئی مکان میں تو لا مکان ہو چکا
 کچھ زیادہ بخل اور بقراری کل سے آج
 ہو گیا نظارہ گل میں مرا نقصان صیرج
 ترا سیر قفس جان سے تنگ ہی صیاد
 پھنسا ہوں ام میں تیرے تو مگر کچھ نکلا
 بوتل شتاب طاق سے بہر خدا اتار
 دوستی بت سے مجھے نہ تم سے پیر
 چلیے قبر پذیر شہیدوں کی کبھی

اگر اور دن کے اب تم دل رہا ہو گے تو کیا ہو گا
 بزرگ نبل تصویر بولا ہوں نہ بولوں گا
 خوں تیرا بھی تو برق شررا فکس نہ رہا
 شکر کہ شکر کہ اندیشہ رہن نہ رہا
 ابھی ہم زندہ ہیں کر لیتے ہیں ماتم اپنا
 کا فر ترے اس حسن خدا داد نے مارا
 مختصر یہ ہی ہمارے اسکے قصا طر صر گیا
 حد سے جیب شوق ہم آغوشی یاد بڑھ گیا
 خوب پٹا بہت سا پیار کیا
 آئینے میں تو ذرا دیکھیے عالم اپنا
 اچھا ہوا عذاب کٹا درد سر گیا
 جپ پو تھی کا گمان تھا وہی قرآن نکلا
 دم کوئی دم میں مر اور نہ مریجان نکلا
 یار بسین کس بلا میں گرفتار ہو گیا
 میسے سے اپنے چٹھکے میں تیار ہو گیا
 اندھا تھا را طالب دیدار ہو گیا
 کیوں زند پھر تمہیں ہی آزار ہو گیا
 تری تلاش میں میں بھی کہاں کہاں ہو چکا
 اوسیا غیر ہی حالت ہماری کل سے آج
 کھینچ کر بھارا ہی بلبل نے مراد ان صیرج
 حلال کرنے میں اب کیا رنگ ہو صیاد
 اسیر ہو کے لہائی تو تنگ ہی صیاد
 ساغر چڑھاؤں نئے کا ہو ساقیا اتار
 دھج کیا کاوش کی مجھے اہل دیر
 کیجیے شہر خموشان کی بھی سیر

وہ نہیں آتا تو موت اے کہیں
 پڑھتے ہیں بشیج تیرے نام کی
 جب پیایانی دعا ساقی کو دی
 آئی بہار نکلے گل برگ لال بہر
 دیتی ہیں زیب آپکو سب نگین مگر
 دل سے جاتی ہی نہیں کوئی جانائی نہیں
 صورت گل چاک کرتا ہوں گریبان ہر
 تو بھی چل پنے ذرا طالب دیدار کہاں
 پھر ہوئی یہ بادہ خوار دیکو ہوا سیر باغ
 قدر و رخ سے سر دو گل کا ٹنا منطوق تھا
 نہ ہوزیاں آہی سوال سے واقف
 خدا کرے نہ تھیں میرے حال سے واقف
 قاعدہ نیچے نہ یاد رہیگا پیام شوق
 دلوں لے لیتا ہے خوب جو ان ایک ایک
 پیدا جو آئینے میں بھی ہوتی صفائے دل
 کیجیے کرتے ہوں لوگوں کی خاطر داریاں
 بغیر بار کے لطف سے ملکباب نہیں
 وہ عضو کو نسا ہو جو کہ انتخاب نہیں
 زانہ پھر گیا تیرے نظر کے پھرتے ہی
 کھڑا ہوا مہ پروردانہ کرتو عاشق سے
 خدا کا قہر ہی نازل ہوا ہر بند و غیر
 سوا بدی کے نہ سرزد ہو فعل نیک کبھی
 یہی اندیشہ ہے کچھ جان کا وہ اس نہیں
 لب ان کے بھی جان بخش عیسے سے ہیں
 کچھ چین دور کیونکر نہ ہر بات میں

زلیت بدتر مرگ سے ہی اس بغیر
 اپنے حلقے میں سدا ہی ذکر خیر
 ہچکی آئی تو کہا یادش بخیر
 پوشاک برین پہنے ہی ہر نونال بہر
 سرخ و سفید رنگ یہ کھلتی ہر شان بہر
 بلبل مست کو ہی سیر گلستان کی اس
 پھاڑ کر کپڑے میں بوجا تا ہوں یاں ہر سر
 سبیا دت کے لیے جاتے ہیں ہمارے کہاں
 تو بھی آمادہ ہوا دساقی برائے سیر باغ
 اب کھلا اے رشک گلشن مدعا سیر باغ
 جبین نہ ہو عرق افعال سے واقف
 نہ ہو مزاج مبارک ملال سے واقف
 خط دیکے اس سے کیوزیاتی سلام سدا
 مل ہی رہتا ہے مجھے آفت جان ایک ایک
 سینے میں اپنے رکھتا سکھ بوجائے دل
 خوش نہیں آتی ہیں بندہ کیو ظاہر داریاں
 پیالہ زہر کا ہی ساغر شراب نہیں
 گھر کا مثل دہن کا ترے جوب نہیں
 غضب خدا کا ہی کافر ترا عتاب نہیں
 کلیم سے صنم اللہ کو حجاب نہیں
 مراد پر یہ ترا عالم شباب نہیں
 ابو لبابین زمانے میں بوترا ب نہیں
 وعدہ مرگ پر اب ہر کفن پاس نہیں
 وہ کس بات میں کم میسھا سے ہیں
 روکے ہیں وہ تجھ سے کشیدہ سے ہیں

نظر آئے کل زند مدت کے بعد
 آئینہ منہ کو تیرے نکتا ہی چران میں نہیں
 بڑا نہ مانو جو ہم عرض حال کرتے ہیں
 دھوٹہ لینے اور تنگہ تجھے بہتر سیکڑو
 جان واحد پر مری چلتے ہیں خنجر سیکڑوں
 ہم تو ہمیں نا آشنا ساحل کے کیونکر پار ہوں
 زینت قراک شاید وہ سکارا فگن کرے
 غم کے خم اندھتے ہیں ساتی رکی میاں میں
 اور گلہ و مجھے کب تجھے چھڑا سکے ہیں
 ابھی وحشت میں جواؤں سحر بان توڑوں
 لب لعل سے لڑا اہل بدخشان توڑوں
 کھودوں تجھ کو کیوں کیلیے مجھ کو ہاؤں
 اپنے محسن کے نہ حسان فراموش کروں
 اب عرش تلک جاتے دیکھ مرے نالے ہیں
 رنج کو پوشیدہ عیث لہا کرتے ہیں
 یہاں آئی جوانان جہن کیا کیا کرتے ہیں
 رواج بادہ خواری افسردہ در ساتی میں
 ہوا ہر قتل کے درپے شکر دیکھتے جاؤ
 کئی دن سے صورت نکھلتے نہیں ہو
 ہو کے نیر ارمیش گم کو نہ آد جساؤ
 دل نہیں دیتا میں اس بات پر آزدہ ہو
 کیا ہوا آرام شرب ہجر کے بیداروں کو
 حشر تک نامرودہ تحسین کے قابض ہو
 دیکھ سودے میں نہ دلدار سے ملکر ارکو
 جلوہ طور تو موسیٰ کی طرح دیکھ چکے

۱۰

کچھ ان روزوں مفتون و شیدا سے نہیں
 شانہ زلفوں سے الجھتا ہی پریشان ہیں نہیں
 فقیر لوگ سخی سے سوال کرتے ہیں
 دل سلامت ہو اگر اپنا تو دلہ سیکڑوں
 اک رگ جان ہر مری اور غم کے شکر سیکڑوں
 بہکے ہیں خرافت میں شناور سیکڑوں
 اس تمنائیں پڑے ہیں میلہ غریب سیکڑوں
 جائے نے خون جگر دگر پیمانے میں
 قطرے شبنم کے کہیں برائے بھجاسکے ہیں
 ٹکڑے زنجیر اڑاؤں در زندان توڑوں
 دست رنگین سے لما پیچہ مر جان توڑوں
 مجھ کو کیا ہو عدل گہر و مسلمان توڑوں
 وہ نہیں میں کہ نمک کھاکے مکملان توڑوں
 بیتا ہوں نے دلکی کیا پاؤں نکالے ہیں
 اچھی صورت کو چھپاتے ہیں بڑا کرتے ہیں
 جہن شفاں ہوتے ہیں جن خاشاک تھے ہیں
 سر بازار مست و محسبک ندھے لگاتے ہیں
 گلے پر بیکہ چلتا ہی خنجر دیکھتے جاؤ نہ
 سبب کیا ہو تشریف لاتے نہیں ہو
 تھوڑے رنج کو اتنا نہ بڑھاؤ آؤ
 روٹھے جاتے ہو اسی بات پہ آؤ آؤ
 نیند کیا موت بھی آتی نہیں بیچاروں کو
 تیغ سے رتبہ شہادت کا جسے صلیح ہو
 مفت بھی مانگے تو دو پاس خریدار کرو
 اتنا واسبت کی خدائی کا نہ انکار کرو

یوں بخت کر کہ واقف اپنا بیگانہ نہ ہو
 ہو تماطل میں پی لین دست ساقی سے شرب
 اپنے وحشی سے بچنے لازم نہیں اتنی گریز
 اس قدر ان کو حسین پیدا کیا اللہ نے
 ولا حام شہادت سے کہیں تیرا گلا تر ہو
 کر گئے ہو مجھے جو اقرار جانی بھجرو
 برگمان مجھے ہوئے ہو تو تشالے لو
 اک نظر دیکھنے نہ لینا گر مرے محبوب کو
 سیر باغِ خلد سمجھو دید روئے خوب کو
 مشق کر مشق کہ تا لطف سخن پیدا ہو
 پڑے ہیں تیج ڈھیلے سر بسر باندھ
 قفس میں مجھ مارا لگنے دے مسیاد
 نمک تھوڑا چھڑکے پھر مزا دیکھ
 نکلے گی جان تن سے سفر کی خبر کے ساتھ
 سویانہ صبح تک لٹخ انور کی یاد میں
 کیا دولِ خبر میں ہیچان سرغیب کی
 یہی زندگی ہو تو مرتے رہیں گے
 فرقت میں تری عمر تلف کی نہیں جاتی
 پابندیہ مرغ جان تہانہ قفس کا ہے
 بیان کیجیے کیا واردات اتنی ہے
 پایا جو اپنے ڈھب کا خریدار بک گئے
 رونا اُس سے کیونکر چھوٹے
 ساحل دکھائی دیتا ہی مجھ کو نتھانہ ہی
 اب مشعلیں اُس کو چمیں جلوائیے ہم بھی
 یہ ربطِ محبت میں بڑھائیے بڑھیں گے

داستانِ عشق ہر محفل کا افسانہ نہ ہو
 اور تھوڑی دیر معمور اپنا پیمانہ نہ ہو
 آشنا ہی یا ر آخر اتنا بیگانہ نہ ہو
 آدمی کیونکر پر نیرادوں کا دیوانہ نہ ہو
 تجھے آبِ دمِ شمشیر قاتل شیر مادر ہو
 کوئی چھلایا انکو مٹھی کچھ نشانی بھجرو
 مہر قرآن پہ کرو او مچلکا لے لو
 بھول جائے دل سے حُسنِ یوسف یعقوب کو
 متقمم جانا کر و نظر ارہ محبوب کو
 خود بخود شعر میں بسیاختہ بن پیدا ہو
 ذرا تو کھینچ کر قاتل کس باندھ
 جو پھر پھر کون تو میرے بال و پر باندھ
 نہ مانگے دے نہ پٹی نہ خم باندھ
 اپنا بھی کوچ ہو گا تمھارے سفر کے ساتھ
 آنکھیں تمام رات لڑائیں قمر کے ساتھ
 معدوم ہو دہن بھی تمھارا کمر کے ساتھ
 سدا دن مصیبت کے بھرتے رہیں گے
 او جانِ جہان جان تو یوں دی نہیں جاتی
 پھندا بھی تو گردن میں اک تارِ نفس کا ہی
 وہ بولتے نہیں کچھ مجھ سے بات اتنی ہی
 ہم مُفت تیرے ہاتھ جفا کا لبک گئے
 جس سے تجھسا دلبر چھوٹے
 دریاے عشق میں مری کشتی تباہ ہو
 اندھیرا اندھیر ہی چلاؤں گے ہم بھی
 تم آؤ کسی روز تو پھر آئیں گے ہم بھی

داغِ اُلفتِ دل پہ جانی دے گئے
 فصلِ ظاہر ہو گئے بندے پہ سائے آپکے
 غیر کے جانب ہوئی اب مہربانی آپکی
 چودھویں رات جو تو مہ کے مقابل ہو جائے
 کچھ فقط ہند میں شہرت نہیں جانی تیری
 کیا گلے ہوں گے یار سے مل کے
 کس کو دکھلاؤں آبلے دل کے
 آنکھیں لڑتی ہیں ہمیشہ اس بتِ مغرور سے
 کس کو نسبت دیکھیے اسکے رُخ پر نور سے
 پھر شبِ مہتاب میں ساں عشرتِ بھوسب
 تیشہ رانی کا نہ پایا مزد کچھ شیریں سے
 غیر نے کیا کیا بٹھائے ضبطِ لیکنِ یار سے
 بعدِ مردنِ گلشنِ جنتِ جہنم ہو گیا
 وجہِ جنسیت سمجھ اس کو جو اکثر شیخِ جی
 وصل کی شبِ یونین اے قاضیِ حاجات ہے
 ترک ہو جائے اب اس سے کہ ملاقات رہے
 قصدِ کرنا نہ بہت ربطِ بڑھانے کا دلا
 خدا کی واسطے لیے کسی قرینے سے
 وہ ماہر و نہیں ملتا کئی سینے سے
 آئے نہ عیادت کو بھی بیمار کے اپنے
 طبیعت اسکی عیشِ مجھ سے بے نیاز پھری
 جانِ بلیب ہو ادل بیمار کے واسطے
 نہیں ہوں شعل سے فرقت میں بھی شعلِ خالی
 کیا سمجھ اُدقاتل نے نظرِ بکھر کر جدھر دیکھا
 میں مردہ سا پڑا رہتا ہوں اکثر تیری فریقین

چلتے چلتے یہ نشانی دے گئے
 پہنچ چکی صاحبِ سلامت اب ہائے آپکے
 اس لیے بندے نے کی واپس نشانی آپکی
 چاندنی سیلی ہو وصلوانے کے قابل ہو جائے
 مصرکِ مہم ہوا اے یوسف ثانی تیری
 آج پھوپھیں گے آبلے دل کے
 زخمِ پڑ پڑ گئے ہیں چھل چھل کے
 روز کر لیتا ہوں میں نظارہ بازیِ دور سے
 خوبتر پایا پری سے اُس کو بہتر حور سے
 بادہِ گلرنگ چھلکے ساغرِ بلور سے
 کوہ کن بھی کم نہیں بیگار کے مزدور سے
 ہیں ملاقاتیں اسی معمول سے پتور سے
 پھر گئی آنکھوں میں صورتِ تیری گل سے
 وجد میں آتے ہیں آوازِ خرتنبور سے
 حشر کے روزِ تلک صبح نہ ہو رات رہے
 دم کھلجائے بلا سے پہ مری بات ہے
 مقنم جان جو اتنی بھی ملاقات ہے
 میں خاکِ چھان رہا ہوں کئی مینے سے
 اتنی موت نے گزرا میں ایسے جینے سے
 لی خوب خبر تم نے گرفتار کی اپنے
 نیاز مند سے ناخِ نگاہِ ناز پھری
 نکلی جاتی ہے یہ جان زار کے واسطے
 بھر آیا دل تو کی رو رو کے میں چشمِ تر خالی
 محلے کے محلے کر دیے ہیں گھر کے گھر خالی
 قلق سے وح کر دیتی ہے قالبِ بنیتِ خالی

<p>گھر بلا کر خاطرین کیا خوب کین مہمان کی میرے یوسف کو منی شے مجھے کی کس دن عزیز اس ہو وفا کو مجھے اب اُلفت نہیں رہی آئینہ اٹکا ٹوٹ گیا میرے ہاتھ سے باہم گلہ نکلے لطف ملاقات تک رہی پہونچا نہیں بن آپ کی خدمت میں واقعی شرمندگی کی وجہ نہیں اس طرف ثبوت سیر کی خوب پھرے پھول چنے شاد رہے رونقین یاں کے مقدم سے بن آبادی ہو دم نہ بھر میری محبت کا نہ کر مجھ کو تباہ فراق یاں میں تاب و توان رہے نہ رہے ہاتھ آتی ہو نہ محسوس نظر ہوتی ہو آج رخصت ہو مری کو چہ دلبر سے تیر چھری کس لطف سے پھیری گلے پر اپنے بلے دکھاؤنگا اگر تین زور اپنی وحشت دل کے گریبان چاک کر ڈالا کیے ملکرے سا اسل کے نہ رہ جائیگا قیس زار لیلی تیرے ناتے سے جنون نے بعد جنون مجھ کو بھجوا یا بیابان کو کشش گرداب کی شاید دریا دکھائی ملی لالہ سان اب چلے سیر کوہ و صحرا کیجیے گلشن حسن و لطافت کا نظارہ کیجیے راز پہنان محبت کو اب افشا کیجیے اور گرے سے بھلی لگتی ہو صورت آپ کی دامن کسار کے وحشت میں لے لے کیجیے کیون رنگ حنا ہاتھ پہ اس کے نہ گراں ہو</p>	<p>لاکھ نکتہ روٹنے دی ہوا اک گلو بی بان کی دل تو کیا میں نے تو اپنی جان تلک بان کی اُلفت تو در کنار مروت نہیں رہی اب کوئی منہ دکھانے کی صورت نہیں رہی اب تمکو شکوہ مجھ کو شکایت نہیں رہی حاضر نہ ہو سکا مجھ فرصت نہیں رہی پیر شکو منہ دکھائی کی صورت نہیں رہی باغبان جاتے ہیں گلشن تر آباد رہے غیر کے گھر میں ہی ماتم مرے گھر دی ہے اس ہو خواہی میں و گل مری برآدی ہے گردنگا اپنی ہی گو تن میں جان لگے ہے کسی انسان کی ایسی بھی کمر ہوتی ہے درد دیوار پہ حسرت کی نظر ہوتی ہے جو بس ہو تا مرا توجہ لیتا ہاتھ قاتل کے تو چوڑی کی طرح توڑ دنگا حلقہ نگو سلاسل کے جنون تیری بدلت خوب نکلے حوصلے دے مثال گرد لپٹا جائیگا سائے سے محل کے روانہ ہوتا ہے عامل ہمیشہ بعد عامل کے مری کشتی بھی اُلٹے گی پہونچ کر پاس محل کے تا کجا داغ جنون کو دلیں اخفا کیجیے رد برو بھٹلائے اور اس کو کیجیے خود بھی رسوا ہو جسے تجھ کو بھی ہوا کیجیے موریشاں رکھے یا کپڑوں کو میل کیجیے چپھڑے دامن کے نذر خار صحرایہ کیجیے گل ہاتھ سین لینے سے چمکتی ہے کلانی</p>
--	---

<p>موت اپنی بھی تجھے یاد جو آئی ہوتی روح نے خاک کے تیلے کو حقیقت ہی ہو دیتا اگر کاتب تقدیر ازل میں مجھ کو قابل شوب اگر جسم کا جامہ ہوتا ہم وہ جانبا زہین گر کھینچتا قاتل شیر</p>	<p>گور کن مٹی میں مٹی نہ ملائی ہوتی یہ ہوا کاش بشر میں نہ سسائی ہوتی سر نہشت اپنی وہیں میں ٹٹائی ہوتی تو کھڑے گھاٹ یہ گدڑی بھی چھلائی ہوتی ٹکڑے اڑ جاتے مگر بھونچڑھائی ہوتی</p>
<p>زندگی میں اگر آتا تو بقول بسمل اس زمین میں بھی بہت خاک اڑائی ہوتی</p>	<p>زندگی میں اگر آتا تو بقول بسمل اس زمین میں بھی بہت خاک اڑائی ہوتی</p>
<p>پھر بھی ہادیہ پیانگی یاد ہو حشر باقی ہو اس شہِ خوبی سے ایدل منہ نہ موڑا چاہیے سوزش دل اور تیکے اسکے ہوتا ہو یقین دہی عاشق ہو تو نکادہ غمین پیار کرے خواہش مرگ بھلا کیوں نہ وہ بیمار کرے چشم بیمار سے کیا غور ہو میرے دل کی سہسوار ایسا زمانے میں نہیں ہو کوئی فصل جاتی رہی ببل کے خوش الحائلی سر تصدق ہو اگر دل نہ رہا پہلو میں جنون کے بیچ میں پھر جان بیکار آئی تن میں ہو تو انائی نے زور حمایت ہے ایما ہو کنا یہ ہو چشمک ہو اشارت ہے مڑے کو نہ اسالیش زندے کو نہ راحت ہے پتھار یاں تنگو نہیں نالو نہیں حرارت ہو آتی ہو مہد اسکے کشتوں کے یہ دفن سے آرزوئے وصل یار دیکھے کب تک ہے توقع مہربانی کی نہ رکھ صاحبِ جالو نے بڑیں ہوئے میان میں دن باریک مینو نکو</p>	<p>جنگل جنگل پھرا یا پیرا بتک حشر باقی ہو ماٹھ سے داماں دولت کو نہ چھوڑا چاہیے کے پھوٹے منہ کرے اکدن یہ پھوڑا چاہیے جنگو اللہ مصیبت میں گرفتار کرے جاگ کر صبح جو فرقت کی شب تار کرے کبھی بیمار کا تیمار نہ بیمار کرے شوخیان کیوں نہ پھر اس شرک کار ہوا کرے وہوم ہو باغ میں اب میری غزل خوانی کی میں نے قطرہ خون عشق کی مہانی کی ہو امین زور کی چلنے لگین بہار آئی فریاد رس عالم ہنگام کفالت ہے معلوم ہوا انکو اک چشم عنایت ہے ہر طور سے مشکل ہو طرح قیامت ہے عشق بت سنگین دل سب تیری شہادت ہے یہ گوشہ تنہائی کیا کنج فراغت ہے حسرت بوس کنار دیکھے کب تک ہے دغا پایگا او دل اب بھی باز آن لولہ نے کمر اس شوخی بند حق نہیں نازک خیالو نے</p>

رہے جو مدد آسائش میں گردن ان کے دیے ہو	مصیبت دیکھیے کیونکر اٹھے ناز و کھیا لوئے
طفلی میں بھی یہی تھی طبیعت جو آج ہے	یہ تہ بھی قدیم سے عاشق مزاج سے
جسے دیکھا سوے لگ سم صبا سے راہی ہو	چلے جاتے ہیں بند آنکھیں ہیں ہر بادشاہی کا
اپنی زلفوں کو جو تھما تھما لگانے دیتے	راہ گیسو میں اسیدن کٹی شانے دیتے
اس قدر سبز قدم ہونین کہ گلچین محسوس	بہر گلگشت جن تنگ نہیں آنے دیتے
بات کرتے تو میں گالی بھی تمھاری سنتا	پاؤں بھی پڑتا اگر ہاتھ لگانے دیتے
خند ہو کیا باد کے جھونکوں کو گرفتار دیتے	نامت گل بھی نفس ترک نہیں آنے دیتے
ہوا آگاہ اپنے حسن سے تو دیکھیں کیا ہوئے	دکھایا جس نے آئینہ مجھے اس کا برا ہوئے
دو دو پہر رگڑتا ہو جو تیج سنگ سے	آنکھیں لڑیں ہیں اتنا اسی خاند جنگ سے
قسمت نہ لے گئی ہمیں تا ساحل ملو	دیر یارین ڈوبنے نکلے جو کام تنگ سے
کس کو دیتا ہو پیالے بادہ گلگام کے	ہم تو شہرہ نہیں ساتی تھے اک جام کے
دہائے چرخ نے کیا کیا جوان نہیں کے تلے	مجھے بھی کاڑھے آسمان نہیں کے تلے
گمان بفرنا بھی نہیں ہے راحت کا	سنا ہو جب سے کہ ہو آسمان نہیں کے تلے
قدخمدہ سے کرتے ہیں یہ اشارے پیر	تجھے بھی جانا ہو او تو جوان نہیں کے تلے
دہان بھی کلمہ پڑھو ننگا ترا خدا کی قسم	جو اختیار میں ہوگی زبان نہیں کے تلے
جلوہ حسن خداداد ذرا دکھلاوے	منکروں کو بھی صنم شان خدا دکھلاوے
راحت سوے اید اہل وطن نہ دینگے	مر جاؤ ننگا تو مجھ کو دو گز کفن نہ دینگے
بار ہے سر ہمیں جدا ہو دے	تیرا خنجر مرا گلا ہو دے
دم نہ نکلا شب فراق میں بھی	سخت جانی ترا برا ہو دے
اب چھوڑیے حجاب کو پردہ اٹھائیے	مشتاق ہیں جمال کے صورت دکھائیے
کون زاہد ہو تو فاسق کسے کہواتا ہو	سب وہی کرتے ہیں جو کام تو فرماتا ہے
حضور قلب سے کس دن دعا نہیں ہوتی	تیری جناب میں کب التجا نہیں ہوتی
نفیس شربت عناب لب نہیں ہوتا	میں وہ مرغی نہیں ہوں جسکی دعا نہیں ہوتی
مقام ضبط کا ہو وادی شکستہ دوان	گرے جو شیشہ بھی یاں تو صدا نہیں ہوتی
کوئی غریب مگر قافلے سے چھوٹ گیا	جو بند آج صدائے دریا نہیں ہوتی

<p> کدورت آئینے کی دور ہونہ بے میقل گداز آتش غم نے کیا یہ جسم کا حال بیخاطر ایک کو حکم تہ شمشیر ہو ایک سے بہن مرد اور نام اپنے عہد میں کوئی کافر پوچھنے والا نہیں اس ظلم کا میوہ ہائے خلک کا مشتاق ہو نہیں لے کریم شمیم گیسو مشکین یار آہی گئی گل کھلین مادہ چھکنے لگے پیالوں سے بیچ کیا کیا نہ کیے اپنے پریشاؤں سے قیس و فرہاد کی روحیں بہن صاحب میری المرد و خوش جنوں وقت درد گداری ہو وہ شے جو دید کے قابل تھی رہبان ہو بکائیے سر بازار عشق یوسف و شمس کبھی نہ بھولی مجھے یاد ابر و قاتل دام بلائے زلف سے شکل رہائی ہو اللہ رب ذوق صحبت زندان بادہ نوش پاؤں پر گر بھی نہ ہوئی رہائی تیری رو برو اس شعلہ رو کے بزم میں کوئی آگئی چھپاؤ شکل کو سو سوادا سے گر یہ بیان منعت سے ہوتا نہیں جاگ یوں مہکتا تھا نہ گلشن بھی تیری بو سے صبح بکشم سے کرتا ہوں ترا ذکر جمال فکر نے محکوم دیا تہ اسکندر کا رند مشرب ہوں مرا مہر و محبت ہی طریق کہنہ مضمون ہو تو پوچھ بھی جوین فکر و نون </p>	<p> صفائی قلب کی بے اتقا نہیں ہوتی جو استخوان کو بھی توڑوں صد نہیں ہوتی مملکت میں ماہر دیونگی بڑا اندھیر ہے ہر سگ دیوانہ اپنے زعم میں اب شیر ہے بیگنہ خون مسلمان ہو یہ کیا اندھیر ہے لغمت دنیا سے اب میری طبیعت سر ہے تن عروس کی بو ایک بار آہی گئی مست پھر نکلیں سکتے ہوئے میخانوں سے زلفین پیچی ہوئی جسد کے ترے شاؤں سے میں ہوں دیوانہ تجھے شوق ہو دیوانوں سے سلسلہ چھٹتا ہو نہ بغیر کا دیوانوں سے حجاب اٹھکیا صورت تری نہان نہ ہی متاع حسن سے خالی کبھی دکان نہ ہی گلے پہ تیغ سی کسم مرے دان نہ ہی میدان اجل گرفتہ قضائے لائی ہے ساقی سے پیشتر بطے ارٹے آئی ہے میرے ہاتھ آئی کیس دن جو کلائی تیری شمع کافوری کی اکھوئیں چربی چھا گئی نظر آتے ہو صورت آشنا سے اب لے دست جنوں وقت درد ہے ہو گئے آئی ہو صبا آج تو کس گیسو سے رات بھر گنتی نہیں میری زبان تلو سے شکل دلبر ہے عیان آئینہ زانو سے نہ مسلمان سے کاوش نہ خلش ہندو سے کمر بار کو باندھوں نے سو پہلو سے </p>
---	---

شرک خونریز کون مردم حقیقہ امس کی نہیں آ کر ترے کو چہ میں گدا شہادہ ہوا ہے	کام تلوار کا لیتی ہے نگہ ابرو سے سایہ تیری دیوار کا یا ظل ہما ہے
سُننا ہی نہیں وہ بت گمراہ کسی کی سر دینے کو بیٹھے ہیں بہشت جان سے بیزار	ایسا نہ ہوسن لے کہیں اللہ کسی کی مشکل کرو آسان کبھی اللہ کسی کی
جو تجھے غرض رکھیں انھیں غیر سے کیا کام وہ نہ چلاؤ دنگا اکدن ترے گھر میں	اُلفت نہ کریں تیرے ہوا خواہ کسی کی سُننے کا نہیں بندہ درگاہ کسی کی
سحر کو ہم ہیں اور وہ جانچان ہے پسینا سخن ہر چہاہ ذوق کا	دمال یار میں شب درمیان ہے نہ ہو پانی تو پھر اندھا کنواں ہے
تھی لاگ کسی زلف گر گیر سے آگے رہتا تھا سدا پیش نظر اک سرخ روشن	اک سلسلہ تھا جگو بھی زنجیر سے آگے اُلفت تھی کسی چاندی تصویر سے آگے
جاری ہو نیا مملکت عشق میں آئین یہ شوق نہ تھا آپ کو نادرک فگنی کا	مجرم کو سزا ملتی ہو تقصیر سے آگے اڑتے تھے نشانے نہ بھی تیرے آگے

اشعار فارسی

پے قلم شدہ آمادہ بت گمراہیت گر نالہ و گریہ کنم حالتم انیت	دل خبر دار کہ باز آمواد رشاہیت عمریت کہ در بجر کسے عادتم انیت
آومی ز ادایا بنے جسانے شب فرقت بیا د زلف کسے	جان فداے تو آفت جاتے بسر آمد بصد پریشانی
شہر طرز خرامش بہان خواہ شد ہست در دل غم پنهان کہ نگریہ عیان	رفتہ رفتہ بت من آفت جان خواہ شد بعد مرگ من غم دیدہ بیان خواہ شد
گر چہ آشوب ہمان بود خرام تو دے آنکہ در طفلی او پیر و جوان گشت ہلاک	کس ہیگفت کہ این حشر عیان خواہ شد خوش زمانے کہ چنین شوح و جلل خواہ شد

یونانے دوسرے روز میں مردار جابے زند

کہ ہمیں راحت جان آفت جان خواہ شد

دلہ بردار بزم شیریں بے شوخی بر نیرادے زلف دردست رقیبان دیدہ ام	ہمت کافر دہشی سگین دلی صد منتیاجادے شب عجب خواب پریشان دیدہ ام
---	---

اے ہلال عید ما ابرو سے تو خوے تو نازک ترست از پوسے تو	کے بود ینیم اے سر درے تو انہ کد امی گلشنے اے گل بگو
قطعه تاریخ چاہ	
قاسم حوض جنان ہست واللہ علی جام پر آب دہد عوض چاہ علی	حضرت ابی نقایہ یوسف بیر سلم زند ترقیم نمود سال این چاہ جدید
تاریخ سبیل قادر علی خان	
قادر علی جو خان ذوالا احترام ہے دل سے پسند طبع شہ تشنہ کام ہے ہر آنجورہ پانی کا شربت کا جام ہے شاعر ہوین بھی زند ہی میرا کام ہے پانی ہو سبیل کا نذر امان ہے	بانی دہ کر بلائین ہوا ہے سبیل کا مقبول کیون نہ ساقی کو نکر کرین اسے شیرینی اسکے آب کی کیونکر بیان ہو آیا خیال کیجئے تاریخ اس کی نظم ہاتھ پکارا کر کے سر جان زار زند
رباعیات	
پھر چاند سی شکل آ کے دکھلاؤ تم جس طرح سے ہو سکے بیان آؤ تم بیتاب ہو دوڑ کر لپٹ جاتا ہوں میں تیری انھیں باتوں سے گہرا ہوں ایسے دیکر کی چاہ کیونکر نہ کرے جب درد ہو دل میں آہ کیونکر نہ کرے دم مٹکے گا آہ سرد بھرتے بھرتے مر جاؤ نگاہائے ہائے کرتے کرتے کس طور سے یہ نقش اٹھاؤں دل سے کن کن تری باتوں کو بھلاؤں دل سے غم خارجیوں کو غمخون کو شادی ہے روز مولود مہدی بادلی ہے	عاشق کو اپنے اب نہ ترساؤ تم حیلہ کر کے کوئی بہانہ کر کے تنہا جو کبھی یاد کو میں پاتا ہوں کنتا ہوا ہونکر اے رند سنا زند آپ کو یوں تباہ کیونکر نہ کرے کہتے ہیں لوگ ٹھنڈی سانسین بھرو لب پر ترا نام ہوگا مرے مرتے گر بھر پونہیں رہا نصیب اعدا کیونکر تری تصویر مٹاؤں دل سے وہ اطف دعنایت وہ لطف وہ کرم گھر گھر رونق ہی طرف آبادی ہے کہتے ہیں شب برات جس کو مردم

محسن غزل حکیم

نواب میرزا شوق

جائے ہیں وہ دریا کے کنارے کئی دن سے	گلشن کے بھی کرتے ہیں نظائے کئی دن سے
بگڑے ہوئے انداز ہیں سائے کئی دن سے	کہنے میں نہیں ہیں وہ ہائے کئی دن سے
پھرتے ہیں انھیں غیر بچائے کئی دن سے	
ہم کو رہے شوق کے سائے کئی دن سے	آنکھوں سے نہیں سوچتا پیرائے کئی دن سے
رہتے ہیں پڑے سب سے کنارے کئی دن سے	جلوے نہیں دیکھے جو تھکائے کئی دن سے
اندھیر ہی نزدیک ہمارے کئی دن سے	
وہ دیکھتے ہیں اب لب بام آکے تماشا	مشتاق گل میں ہیں کھڑے والد شیدا
انبوہ سا انوہ ہی ہنگامہ ہے برپا	عشاق سے ہی کوچہ مشوق میں میلا
رستہ نہیں ہی بھڑکے سائے کئی دن سے	
کس طرح ہمارا دل قیاب نہ ترے	رہتا ہی نہان چار پہر پار نظر سے
کیا شب کو ملاقات ہو اس شک قمر سے	بے صبح نکلتا نہیں وہ رات کو گھر سے
خوشید کے انداز ہیں سارے کئی دن سے	
بس چپکے ہی بیٹھے ہو کچھ منہ پہ نہ لائے	فرے یہ کسی اند کو دو حسین نہ کھائے
گردن کو جھکا دکھاب آنکھوں کو چراؤ	رحم جان گئے آنکھ ملاؤ نہ ملاؤ
بگڑے ہوئے یوں ہیں تھکائے کئی دن سے	
یہ عشق فوٹکار نیا رنگ ہے لایا	اب آپ کو بھی ہنسنے لگا اپنا پرایا
لیلی جسے سمجھے تھے وہ مجھ کو نظر آیا	آخر مری آہوں نے اتر اپنا دکھایا
گھبرائے ہوئے پھرتے ہو پیرائے کئی دن سے	
آئینے کے مانند نظر آتے ہو حیران	مسی ہونے کا جل ہی نہ مندی ہونے کی پان
کنکھی ہونے چوٹی ہو نہایت ہو پریشان	کس کشتہ کا کل کار کھا سوگ مری جان
گیسو نہیں کیوں تم نے تنوائے کئی دن سے	
لب خشک نظر آتے ہیں اور چشم ہی پر خم	ہر بات میں بھرتے نفس سرو ہو پیہم

کس کے لیے صاحب نے بنایا ہر عالم	کس چاک گریبان کا لیا آپ نے ماتم
کپڑے بھی نہیں تم نے اٹائے کئی دن سے	
شکر کرنے کا ہنگام ہر شکوہ کمرین کیونکر	افعال کئی سے کرم ان کے ہیں ہم پر
ہوتے ہیں عنایت خطاب اتو مکر	دیوانہ بھی سوداؤ بھی فرماتے ہیں اکثر
ان ناموں سے جاتے ہیں پکائے کئی دن سے	
مجبور ہوئے ہم نہیں کچھ عشق سے چارہ	زیربان رکھے جو تنگ کیے وہ بھی گوارا
کیا عرض کریں آپ سے باعث ہر سارا	دل پھینک لیا ہر آپ کی زلفوں میں ہمارا
ہیں بندہ بیدار مٹھارے کئی دن سے	
بیجا ہر مروجان اب انکار نہ کیجئے	جو دل میں تھارے ہو وہ سب ہم ہیں سمجھتے
انداز روش دیکھتے ہی جان گئے تھے	پامال کر دے کسی وارفتہ کو اپنے
انکھیلیاں ہیں چال میں یکے کئی دن سے	
ہر سبکدلیقین انکے نہ آتے سے یہاں	بس ترک ملاقات ہوئی اب نہ ملین گے
جو وجہ ہو یا وہ بیان کیجیے کس سے	اک شب مرے گھر آن کے مہمان ہے تھے
آتے نہیں اس سرم کے لئے کئی دن سے	
میں بیٹھتا تھا ملے تو فرماتے تھے ہٹ کر	اور بیٹھتے تھے پاس تو ترے کے سمت کر
آرام وہ اب کرتے ہیں چھاتی سے لپٹ کر	ٹھنڈے گال پر رکھ دیتے ہیں بوتے ہیں چھٹ کر
کچھ کچھ تو حیا کم ہوئی بس کئی دن سے	
آرائش و ترمیم کے جو سامان ہیں سر اسر	بیوجہ نہیں کوئی سبب ہو گا مقرر
کھلچا کر گا ہمیر بھی کسی درد تو دلیر	مہندی بھی ہر مہی ہر لاکھا بھی ہر بلیر
کچھ رنگ ہیں ہر رنگ تھا لے کئی دن سے	
اس کو چین کب ال میں چلتے ہیں رستے	کائے ہوئے وہ راہ حسین چلتے ہیں رستے
پر خوف بھی راہو نہیں کہیں چلتے ہیں رستے	ڈر سے ترے کا کل کے نہیں چلتے ہیں رستے
دم بند ہیں اس سانپ کے مارے کئی دن سے	
اب ربط ہیں گلے نہ ملاقات ہے دیسی	وہ چین چین صاف ہر بخش کی نشانی
اس ماجرے سے لند کچھ آگاہ ہو تم بھی	پھر شوق سے کیا اس بت عیار سے بکڑی

	ہوتے نہیں باہم جو اشارے کئی دن سے	
	مسدس موسوم بافسانہ محبت	
پیش ازین یار ترا عاشق شیدا تھا میں	ہم تن آئینہ سان محو تماشا تھا میں	
بتہ سلسلہ زلف چلیا بھتا میں	کو بگو شہر میں تیرے لیے رسوا تھا میں	
اک زمانہ ترا عاشق مجھے بتلاتا تھا	انگلیاں اٹھتی تھیں جس راکہ میں جاتا تھا	
مدتوں بلبل مست گل رخسار رہا	سالہا سال تب ہجر سے بیمار رہا	
چشم میگون کا تری والہ دس رخسار رہا	سحر میں نرگس جادو کے گرفتار رہا	
بیخودی تیرے لیے اٹھ پہر رہتی تھی	دود و دن تک سرو پا کی نہ خبر رہتی تھی	
آتش ضبط سے دن رات جگر کیتا تھا	حال دل اپنا کسی سے میں نہ کہہ سکتا تھا	
یاد آئینہ رخسار میں اک سکتا تھا	ہو کے سشدر میں بھی چار طرف تکتا تھا	
گاہ بیگاہ کوئی بات کی تو اس ڈھب کی	دن کی پوچھی جو کسی نے تو بتائی شب کی	
ورد سر تھا یہ کسے جو مرا سنتا سرد	کوئی مونس نظر آتا تھا نہ کوئی ہمدرد	
نالہ گرم تھا ہدم مرا یا آہ سرد	ڈیڈے ہوئے اشک آنکھوں میں اور رنگ نہ رو	
یاد میں خجر ابرو کے کلیجہ عشق تھا کہ	مدد ضبط سے لب خشک تھے چہرہ فق تھا	
چاہا ہر چند محبت نہ ہو فتنہ پر واز	دلے دل ہی میں رہیں عشق کے رب زونیا ز	
گوش زہد بچکا گو خرد و کلان کے یہ راز	پرسنے میری زبان سے تو نہ کوئی غماز	
کر دیا جگو نموشی نے جو پست لا غم کا	داغ سوداے جنون اور زیادہ چمکا	
دوست سمجھاتے تھے ہر بار تو سودا ہی	کس پر مٹا ہی تو کیا تیری قضا آئی ہی	
بیمروت اوروہ بیدید ہے ہر جانی ہی	خاک لاکھون ہی سے اس سوخ نے پھولنی ہی	
ہولی پر دوا سے اصلا نہ تری حالت کی		

	خود غرض ہی وہ اسے قدر نہیں اُلفت کی	
مول لیتا ہی عجمت جی کے لیے یہ جنجال	رحم کر اپنی جوانی پہ نہ کر اس کا خیال	خون عفاق سمجھتا ہی وہ بے پیر حلال
خوب اطوار سے اس بُت کے میں ہم واقف حال	ہم نے مانا کہ وہ بے مثل ہی لانا فی ہے	دل مگر ایسے کو دے بیٹھنا نادانی ہے
غمرہ ناز و کرشمہ بھی دکھلاتا ہے	پہلے اشفاق و عنایات سے پیش آتا ہی	دامِ ترویرہ سورنگ کا پھیلاتا ہے
مثل دیوانوں کے پھر تنکے ہی چراتا ہے	لاکھ مشونین اک عریہ پیراز ہے وہ	بیمروت ہی سمٹکار ہی دم باز ہے وہ
یاد آئیگی یہ باتیں تجھے جب ہوگی دعا	دیکھ چھتیا یرگا تو مان کسی کا کہنت	اسمکھین کھلجائیگی سب نشہ اُتر جائیگا
ہاتھ ل ل کے کیگا کہ کوئی کہتا تھا	جان اور بوجھ کے نادان نہ ہو ہشیار ہی تو	دوستانہ تجھے سمجھاپہلے مختار ہے تو
سن سارہ بجاتا تھا ایک ایک کی باتیں سُکر	مطلقاً پذیر و نصیحت نہیں کرتی تھی اثر	عشق بازی کا تری جن جو چڑھا تھا سر پر
جس جگہ بیٹھ گیا کاٹ دیے آٹھ پہر	میں کہان خواب و خورش ادب خود کام کہان	جس کا دل بھڑا سا پکے اسے آرام کہان
حور آئی تھی نظریا کوئی انسان دیکھا	دلین کہتا تھا تجھے جسے تھا لہجہ بجان دیکھا	پھر نہ کبار بھی اس کو کسی عنوان دیکھا
حیف صد حیف یہ کیا خواب پریشان دیکھا	دھل کس طرح سے اس شوخ شکر کا ہو	نام معلوم ہو جس کا نہ پتا گھر کا ہو
آؤ اب اپنا گلا کاٹ کے مر جاؤں میں	دھونڈھنے اس گلِ معنا کو کہان جاؤں میں	وہ تو گزرا نہ ادھر جی سے گزرا دین
عشق بازی میں بھلا نام تو کر جاؤں میں	شمع دگل گور پہ شاید وہ جڑھا نے آئے	پیتے روتے جنازے کو اٹھانے آئے

دن تو ہر طور سے ہو جاتا تھا چل پھر کے بس	لاقی تھی آفت تازہ شب فرقت دہر
مردنی شام سے چھا جاتی تھی میرے ٹھکانے	روز کرتا تھا شب جگر کی مرمر کے سحر
ایک جا پر نہ قرار آتا تھا سیما کی طرح	لوٹا کرتا تھا بڑا ماہی بے آب کی طرح
جو ہوا اور قلق اس دل مضطر کو سہوا	ایر بیان رگ رگین زمین پر کچھ سے پرکا
دیکھا جب یون بھی تسلی نہیں ہوتی صلا	دونوں ہاتھوں سے جگر تھام لیا اٹھ بیٹھا
گیا کہ یوں رات غضب لاتی تھی کیا کیا جانی	کبھی لیٹا کبھی بیٹھا کبھی ٹھسلا جانی
ہر سحر وصل کی کرتا تھا مین خالق سے دعا	کربلا جاتا تھا فوجند یون میں تھا تھا
علم حضرت عباس میں باندھا چلا	بیر دیدار کا تیرے لیے کونڈا مانا
نکسے کیا کیا نہ کیے سحر کے اور افسون کے	نقش و تعویذ بہت میں نے جلائے پھونکے
موت کا سامنا تھا ہو گئی تھی نزیت حرام	قصد کرتی تھی نکلا جانے کا جان ناکام
عشق خو بخوار کر چکا تھا کام مسمام	بیشتر درد زبان رہتا تھا حافظ کا کلام
اے لکیم سحر آرام کہ یا ر کجاست	منزل آن رہ عاشق کش عیار کجاست
الغرض وقت برابر نہ ہوا تھا دلدار	دیکھتا تھا مجھے ان آنکھوں سے پھر رو نگار
میری تقدیر میں لکھا تھا ترا بوس و کنار	اکدن اک شخص نے اگر یہ خبر دی اکبار
میں نے پیدا کیا اس یوسف کفانی کو	بلکہ دیکھا آیا ہوں آنکھوں سے ترے جانی کو
دقتا ہوتے ہی یہ مردہ راحت افزا	فرط شادی سے ہوا اور ہی میرا نقشا
جتنے باقی تھے نہاتے بھی رہے ہوش بجا	بیوا سی ہوئی طاری مجھے غش سا آیا
آگیا سینے سے ہونو نیہ مراد مگھٹ کر	بر د اطراف کا عالم ہوا بنفصین چھٹ کر
دیر کے بعد طبیعت ہوئی فی الجملہ بحال	کچھ تسلی ہوئی کم ہونے لگے رنج و ملال

دل مشتاق تھا از بس ترا جویاے جمال	جان مجبور کو وہ چند ہوا ذوق وصال
در میان نامہ و پیغام مر بجان ہوئے قول واقرا ہوئے وصل کے سامان ہوئے	
شکر صد شکر ہوئے ہجر کے ایام تمام گرچہ آغاز بُرا تھا پہ ہوا نیک انجام	زندگانی کی ہوئی مجکو امید کلفِ شام صبح وصل آئی نظر گزری مصیبت کی م
لائے تشریف مر گھر میں سرفراز کیا جو تصور میں نہ تھا مجھے وہ انداز کیا	
آنے ہی ڈال دیے ہاتھ گلے میں میرے اپنے اگلے سے مرئی گھونٹے آنسو بولچھے	خوب سار دے مرے ساتھ گلے گلے کے مجھ پہ منہ رکھے ہوئے دیر تلک گنتے رہے
سبج ہوتا ہے نہ رد مجکو مرے سر کی قسم جان رد رکے نہ کھو مجکو مرے سر کی قسم	
جتن شادی کا ہے ہنگام نہ کر حال تباہ مجکو بھی سبج جدائی تھا نہایت واللہ	ہو خلق و ممنون کو روئین ہمارے بدخواہ عالم الیغی مرے حالت دکھا تھا گواہ
مجکو با در زمین آنے کا تو کیا واقف ہو جو مرے دل پہ گزرتی تھی خدا واقف ہو	
جیسے دیکھا تھا مجھے تھی تری الفت مجکو بھولتی تھی نہ کوئی دم تری صورت مجکو	ہو گئی تھی تری الفت سے محبت مجکو یہی حالت پہ رہا کرتی تھی حالت مجکو
سن نہ لیوں کہین اندیشہ تھا غاروں سے تذکرے تیرے رہا کرتے تھے ہزاروں سے	
لہ الحمد کہ پھر مجھے ملاقات ہوئی جو نہ تھی وہم و گمان میں کبھی بات ہوئی	دو گر قرار دن پہ خالق کی عنایات ہوئی اسکو اعجاز کمون میں کہ کرامات ہوئی
عقل حیران ہو کس طور سے یاں ہم آئے کس طرح وصل ہوا کس نے یہ دن دکھلائے	
سر گذشت اپنی تو جو کچھ تھی وہ سب ہم نے کی کیونکہ ایام جدائی کی مصیبت جھیل سی	داستان اپنی سنا ہجر میں کیا کیا گزری بھولتی بھی تھی مرے یاد مجھے کوئی گھری

	کس طرح مدد نہ جانکاہ بین دن بھرتا تھا کوئی شغل بین مصروف رہا کرتا تھا	
مین نے آغاز کیا حسن کے یہ افسانہ غم ردے اُس دکھڑے پہ پھر خوب سالگرہ باجم	سب بیان کر دیے گزرسے تھے جو کچھ غم و ستم تھا ہی قول ہر اک بات یہ تیرا اسدم	
	نجلو باد رہا کا دیب نہیں تو صادق ہے مراشید امر ادیوانہ مرا عاشق ہے	
مجھے ثابت ہوئی واللہ محبت تیری دلین میرے بھی اثر کر گئی الفت تیری	ہو گئی میری جدائی میں یہ حالت تیری ہو گئی دم بھرنے کو ارا مجھے فرقت تیری	
	میرے عاشق تھے چاہیے خدا شاہد ہو عمر بھر مجھ سے بنا، بیٹھے خدا شاہد ہو	
اُسکے دیوانے ہیں ہم آپ پہ جو شیدا ہو واسطے اپنے جو بید نام ہوا در رسوا ہو	جان دین اسپہ کوئی ہم پہ اگر مڑتا ہو کس طرح اس سے محبت نہ ہیں پیدا ہو	
	یوالتوس ہجو ہر اک پیر و جوان ملتا ہے چاہنے والا زائے تین گمان ملتا ہے	
واقعی مجھ سے اسی طور سے تم نہیں آئے چین آرام جو صاحب کی بدولت پارے	جو نہ دیکھے تھے وہ الفت کے مزے دکھلائے لابیان ہیں وہ زبان پر کوئی کیونکر لائے	
	راحتیں وہ کسی دلبر سے ناپائین میں نے لذتیں ساتھ تمھارے جو اٹھائیں میں نے	
دلہ ہی تھی مری ہر وقت تمھیں مد نظر اٹھنے دیتے تھے نہ تم پاس سے مجھ کو دم بھر	حال پر سی ہی تھی میں ہوتے تھے بسر بھر بیشتر زانو کو کھرتے تھے مرے بالیں ہر	
	انیری ہی فکر تمھیں شام و سحر کہتی تھی دین و دنیا کی نہ صاحب کو خبر رہتی تھی	
عاشقانہ غزلیں بندے سے پڑھواتے تھے پان میرے ہی لگائے ہوئے خوش لگاتے تھے سرمہ میں دیتا تھا مہی میں ہی ملواتا تھا	کتنا خوشگوار تو تعریف بھی فرماتے تھے اور سے لیکے گلو ہی نہ کبھی کھاتے تھے مندی میں ملتا تھا آسائیں ہی پہناتے تھے	

یاد ہو لیتے سونے کو جو اے حور لقا	سرمہ رکھتے تھے بازو پہ بٹا کر تکیا
اور کہتے تھے مرے ساتھ لپٹ کر سو جا	صبح تک یونہیں پڑا رہیوں نہ کروٹ لینا
تھا یہی ساتھ کے سونے کا قرینہ تا صبح	لب پہ لب رہتے تھے اور سینہ بسینہ تا صبح
رات دن یونہیں رہا کرتی تھی باہم محبت	عشق تھا جسے مجھے مجھے تمہیں تھی الفت
نام لگیا سے صاحب کو ہوئی کئی نظرت	گھر تک اپنے نہ جاتے تھے مرے بے نصرت
کبھی جاتے تھے تو دم بھر کے لیے جاتے تھے	جی نہ دان لگتا تھا گھر کے چلے آتے تھے
ابتدا میں تو یہ خلاص جتا یا تم نے	بجھ کر کے مجھے پھنڈہ میں پھنسا تم نے
جو نہ دیکھا تھا کبھی لطف دکھایا تم نے	بعد چندے یہ مری جان بتایا تم نے
نہ وہ محبت نہ وہ الفت نہ مدارات رہی	آنکھوں ساتوین کی مجھے ملاقات رہی
ہو گیا طبع کا صاحب کے دیگر گون عالم	یک قلم ہو گئے تھے جو کبھی قول و قسم
گھر سے بلواتا جو میں کہتے تھے جو کمر برہم	یہ حکومت ہے اور دہرہ نہیں آئینہ ہم
چاہن رکھیں نہ رکھیں وہ محبت مجھے	یونہیں سکے کی اب انکی اطاعت مجھے
اور جو آئے بھی کبھی دل میں کیا خوف خدا	مٹھو لپٹے ہوئے لیٹے رہے خاموش جدا
دیر ملنے کا اگر تین نے گلا کچھ بھی کیا	روٹے پھیلے ہوئے پھر ہو کے ترش فرمایا
چاہو ناراض ہو یا خوش یونہیں ہم آئینے	اب تو آتے ہیں بہت اور بھی کم آئین گے
چب رہو حالت دل مجھ کو سناتے ہو عبث	بیٹھ کر پاس مرے باتیں بناتے ہو عبث
بیقراری مجھے تم اپنی دکھاتے ہو عبث	عجک پر دنا نہیں تم جانے جاتے ہو عبث
اب کسی اور سے تم جی کو لگا لو اپنے	دھیان میرا نہ کرو دل کو سنبھالو اپنے
سنتے سنتے تری اکھڑی ہوئی باتیں ہر بار	بخدا میرا بھی دل پھٹ گیا مجھے دلدار

بلکہ بے لطف ملاقات سمجھ کر ہیکارہ	رفتہ رفتہ ترے ملنے سے کیا خود انکار
یہ نہ گزرا تو مر پجان بھلا کس کرتا	کیا کروں بیٹھ رہا تجھے کنار اگر کے
و صل میں ہجر میں کس طرح گوارا کرتا	کیا بجز اسکے علاج دل شیدا کرتا
خود کو او غیرت شمشاد میں سمجھا یا	ہر طرح ایسی طبیعت کو سنبھالا میں نے
پھول سے رنج کا ترے دھیان جو دکھو آیا	خار لفت کو ترے دل سے نکالا میں نے
دل لگا جسمیں اسی شعل میں مصروف کیا	کس نے ان سرد قدوں سے ہر بھلا بھلا یا
مختصر قصہ ترے عشق کو موقوف کیا	باغ سبز اور زمانے کا اُسے دکھلا یا
یک قلم دل سے مٹی یا رحمت تیری	مضطرب اب نہیں کرتی مجھے فرت تیری
بلکہ یہ یاد نہیں کسی تھی صورت تیری	کون عاشق ہے کسے باقی بے الفت تیری
ہم کو تم بھول گئے تم نہ ہمیں یاد رہے	مضطرب اب نہیں کرتی مجھے فرت تیری
ہم نہ دیوائے رہے تم نہ پریرا رہے	کون عاشق ہے کسے باقی بے الفت تیری
تم نے پھر ملنے کا پیغام جو بھجوایا ہے	مہربانی کی کرم بندے یہ فرمایا ہے
یہ تو بتلائیے اب جاں جو پھیلایا ہے	ستم کو کوئی میرے لیے ٹھہرایا ہے
وجہ کیا اسکی جہت کو نہی ہے خود ہی اب	سا منے میرے جو تو آئے بری بھی ہنکر
اظلم باقی کوئی رکھا تھا جو منظور ہے اب	تو جہم آئے بیٹھے نہ کرن منہ بھی اوہر
تیری ہی سر کی تسم کھا تا چون بناد بھر	ربط اگلے سے کہاں اب وہ ملاقات کہاں
پھو میں آنکھیں یہ اگر دیکھوں تجھے بھر کے نظر	ہم تم کیجا بھی اگر ہونگے تو وہ بات کہاں
دوستی بندے کو صاحب سے نہیں اب منظور	رکھے تکلیف ملاقات سے مجھ کو مفذور
گرچہ بد وضع ہے یہ زندہ جہا نہیں مشہور	پر زمانے پہ ہر ظاہر جو مرا ہے دستور

عمر بھر پھر نہ زبان سے کبھی استرا کیا
جب کسی بات کا ناچیز نے انکار کیا

نامہ شوقیہ

مرے دل پر با محرم غمگسار
ریاض لطافت کے سروردان
سدا تندرست اور سلامت ہے
زبان ایک ہی ایک میرا کلام
تری خیریت سب کو مطلوب ہے
گزرتا ہے جیسا قلق میرے تھکان
ترے دکھ کو معلوم ہے سر بسر
مجھے آہ وزاری سے پاں کام ہے
نہیں بے اثر ہوتی عاشق کی آہ
زبان پر نہ لاسے ہو گو حال دل
مگر جی میں وا شد ہو گا خیال
اُڑاتا تھا آکر جو کوچین خاک
مجھے بھی یہی رنج ہو اور ملال
نہ بیٹھے گھڑی بھر بھی تنہا ہم
سہا بھر ہی وصل کی رات بھی
میں ناشاد اک شب جاتا اگر
عیش دل لگا کر غضب میں پڑا
رہا درمیان میرے اسکے حجاب
نصو رہی دل میں کرتا ہوا
قلق جبکہ از حد زیا وہ ہوا

انہیں دل موش جان زار
سرور دل و راحت جسم و جان
سلامت ہے بے ملامت ہے
یہ معلوم ہو چکو بعد سلام
بہر حال حالت مری خوب ہے
لکھنوں کیا قلم کی ہو قاصر زبان
کہ ہوتی ہے دل کی تو دل کو خیر
میں کیونکر کہوں بنگو آرام ہے
کرے اور کرے دلیں دیر کے راہ
نہ جانے کوئی تاکہ احوال دل
وہ محروم پاں سے گیا یو مال
وہ دیوانہ پاں سے گیا دردناک
اسی بات کا ہر گھڑی یہ خیال
عیش وصل سے ہو گئے متمم
نہ کی شرم سے اسنے قیامت بھی
نہ ہوتا جدائی کا رنج اس قدر
مصیبت میں رنج و لقب میں پڑا
نہ سر کا دو شالے کا رخسے نقاب
چلا جاتا تھا آہن بھرتا ہوا
تور درو کے پس اس غزل پڑھا

غزل

مجھے اسکے کوچے سے آنا تھا کیا
گر آنا تھا تو دل لگانا تھا کیا

<p>لگاتے ہی دِلے پھنسا ہجر میں اُسے دوستی جو نہ منظور تھی مرے حال پر گرنے تھی چشمِ لطف دکھانا تھا پھر جو مُنہ چاند سا میں جان تک تو دینے کو موجود تھا میں مرنا تھا خود جان سے میری جان نشانی نہ دینی تھی اپنی اگر کوئی دِلکا ارمان نکلا نہ تھا دلا کر دیا تو نے مفرور اُسے</p>	<p>یہ کیا ہو گیا میں نے جانا تھا کیا تو پھر اپنے گھر میں بلانا تھا کیا تو چھپ چھپ کے آنکھیں لڑا تھا کیا تو اکبار صورت دکھانا تھا کیا مجھے اوپری آزمانا تھا کیا ستائے ہوئے کاستانا تھا کیا تو پھر نام مجھ کو بتانا تھا کیا ابھی کوچ درپیش آنا تھا کیا غم عشق اسکو جستانا تھا کیا</p>
--	---

کسی پر جو عاشق نہیں رند تم
تو تیرا دُعا سوسنا تھا کیا

<p>غرض صبر کو چھاتی کی سل کیا نصویر تھا تیرا مے دھیان میں یہ دل راہ بھر جان مارا کیا میں پہونچا جب آفرخ آباد میں بچے یاں سے نامہ روانہ کیا جواب اس کا اب جلد بھجوائیو نصویر مجھے خط کا دن رات ہو کیا تھا یہ اقرار اے رشک حور یہی دیکھے دم دان تو بالاجھے پر اب تو سفین ہیں ہوں اے دلربا کوئی ہاتھ کا اپنے چھلا ضرور رہیگا مرے پاس تیرا نشان اور اکثر جو فرقت میں گہراؤنگا یہ نامہ لکھا فرخ آباد میں</p>	<p>اسی غم میں جیسے منازل کیا نہ تھی جان گویا مری جان میں ترا نامہ لے لے پکا راکب رہا یاں ابھی ہر دم تری یاد میں نشلی کو دل کی کہا نہ کیا تو فائل کو مت کام فرمایو کہ مکتوب نصف اللغات ہو تجھے دینگے ہم کچھ نشانی ضرور تہا یاں نیا روز بالاجھے خدا جانے کب ملائے خدا تجھے بھیجیو خط میں اے رشک حور کرونگا میں تو نیک دل حزن جان اسے لال کر کر کے گل کھاؤں گا بھرنی حشر میں جان ناشاد میں</p>
---	---

<p>یہاں سے بریلی کو جاتا ہوں جو باقی رہا میری جان دم میں دم بجالاتا دنگا سب حق بندگی نہ چھوڑ دنگا تجھ کو کسی حال سے جو اہر جو تو ہی تو میں جو ہری اگرچہ نہیں تجھ پہ ہر گنہ گمان ولیکن میں مجبور ہوں رشکِ ر خبر میری مر نیکی جنتک نہ پائے کہ شاید میں جیتا پھر آیا دہان یہ سنتے ہی جی سے گزرا دنگا ذرا دھیان میرا رہے آیکو</p>	<p>قدم اپنا آگے بڑھاتا ہوں تو پھر آنکر دیکھتا ہوں قدم غلامی کرونگا میں تا زندگی میں قربان ہوں جانِ ہمال سے میں دیونہ ہوں تو اگر ہی ہری کہ ہو غیر کے حال پر مہربان کہ ہی عشق میں بدگمانی ضرور مجھے پیٹے جو اس سے دل لگائے ہوئے غیر کے بس میں تم میر جان یقین جان لے موت مر جاؤنگا نہ سننا کوئی کچھ کہے آیکو</p>
---	--

یہ خط ہی مرا میرے دلبر کے نام
ہوا ختم نامہ یہاں والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الہی حمد و جواہر شناسائے زیورِ دے کبریاے خداوند واجب التعمیمی است
جلشانہ کہ گروہ بنی نوع بشر را الفکاس اشعۃ انوار لامعہ ربوبیت و محل مہود آثار
بابہ احدیت خود ساختہ قابلیت استعدادِ عدید و تفکر در مضامین خیالیہ عطا
فرمودہ بشاہراہ شناسائی علوم باطنیہ ہدایت نمود و در غرر مہلوقہ و درود بیرون
از حیز حصرو احصا بایستہ زینت کرباس گردون اساس رسول لایم التکریہیے است
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کہ یہ نظم بیان لب اشنگان بواہر سی جہالت را بزلال
ابداً اتصال فسر لغت غراسیراب ساخت و تلخ کا مان صحراے منال را شربت
گواراے ملت بیضا بکام جان انداخت و گلہ سہ عمدت لے منتہا چخہ بارگاہ
فلک اشتباہ آل اطہار و احباب کیاہ رسول مختار خصوص امام مہتمم التقدیسیت
کہ بہ شمشیر زبان قطع براہین مل دادیان باطلہ نمودہ و بر بیان شمشیر مضارہ مذہب

منسوخه تکلم فرمودا بالبعد بر راسه بیضا ضیائے ارباب فراست و محاب کیاست
 مخفی و محجب نمائاد که این بے یایه هیچ میرزا را از ایام صبی سوادے شعر و سخن در سر بود
 و در دوشب بمطالعہ دو ادین اساتذہ متقدمین چه فارسی چه ہندی صرف اوقات
 مینمودا صلابہ تحصیل کتب درسی بخنی پرداخت و ابیات عاشقانه پیش از حد و زیادہ
 از عدلہ بر بخنودہ مانند عندلیب فصل بہاری زمزمہ شعر خوانی بلند می ساخت و با استماع
 ابیات عاشقانه حالت وجد طاری میشد و دل عشق منزل مثل مرغ بسمل بتیایانہ
 می پیسید گویا مانند قیس مجنون عشق لیلای سخن از بطن مادر ہزاو آورده بود بالاخر ہواے
 شاعری در سرافقا و اکثر اوقات مرثی و سلام و رباعیات در عزائے مولانا و مولے
 الکونین ابابعد اللہ الحسین منظوم میکرد و متخلص و فامی نمود بغیر گوہر بے بہائے
 غزلیات ہم بہ بیان بیان در سلسلہ نظم انتظام میداد و دیوان ضخیم ترتیب
 داده بود و از امیر مستحسن خلیق کہ در فن مرثیہ گوئی عدیل و نظیر نہ از نہ شغل
 شایستہ می داشت بعد چندے میر موصوف روانہ فرخ آباد شدند
 و راقم آٹھ بتاریخ ہفتم رجب سال ۱۲۰۳ ہجری از فیض آباد وارد الدہ الحلافت
 لکھنؤ گردید از حسن اتفاقات با جناب مولانا نے منظوم و مکرم زبدہ شعرای
 عالم خلاق المعانی نہنگ بحر سخندان غواص بحر کمال فارسی مفضلہ سحر حلال میرنی
 دینار بلاغت محکم عیار فصاحت چکیدہ قلم اعجاز نقش را اگر مغز قلم گویم
 بجاست و ز او کان طبع و قواش را اگر یوسف وقت خواہم زیباست ابلخ البلاغ
 افصح الفصحی جناب خواجہ حیدر علی صاحب مقلص آتش مدظلہ العالی ملاقات
 اتفاق افتاد بعد شوق و کمال ذوق استدعائے تلمذ بخدمت فیض موہبت
 شان نمودم از روز مہربانیا و افتضائے حسن اخلاق کہ سچی مرضیہ و شیوہ سیدہ ذات
 بابرکات است عرض آٹھ مقبول گردید از ان روز داخل زمرہ شاگردان
 عقیدت گزین و حلقہ یگوشان ارادت آئین گشتہ استفادہ غزل گوئی از
 جناب مغری الیہ حاصل کردہ و میکنم و تخلص خود کہ اسم بامسمی یا فتم حب
 ارشاد جناب مخدومی رند قرار دادم و اجزائے سابقہ کہ مثل یوسف غریزہ
 میداشتم رو بروے اخوان زمان بالتام در چاہ انداختم و آنچه از ابتدائے

شاگردی جناب مخدومے نفایت آخر ماه رجب ۱۳۴۶ هجری رطب دیابن نوزون کوردم
داخل کلیات ہذا نموده موسوم بہ گلبدستہ عشق سا ختم التماس بخدمت منصفان زمانہ آنکہ
اگر بمقتضای بشری خطائے زفتہ باشد از داخل بجا بدرستی آن پروا نہ مصرع کہ پہنچ نفس
بشعر خالی از خطا بود و ہ داین خوش چین مرزہ سخن را بدعاے خیر یاد فرمایند

تمام ہوا دیوان پہلا



دیوان دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اک جہان دیوانہ اس زلف و تا کا ہو گیا
 آپ کو کھو یا نگہ جو یا خدا کا ہو گیا
 ہکھو بھی آخر حضور قلب ہوتا ہے کبھی
 خال رنج عشق میں مرتے ہیں عاشق مسکرون
 کیا اثر پھیلا ہے میرے نالہ جانسوز کا
 حاصل نظارہ دیدار کیا ہوگی نقاب
 اس نگاہ تیز سے دل ہو گیا جسم دوچار
 سجدہ عاشق سے اوبت کج کیا حاصل ہوا
 سو کے غم سے اسے جنت میں کیا خوش آئی ہے
 بت پرستی میں جو آئی اس بت کا فری یاد
 یاد آیا ہے کہ معشوق میں بھی تھیں اقلین
 حالنا منظور تھا ہر چند پہلے سے وے
 پائینچے اُس شوخ کے برنگے ارنے لگا
 خار و خس ہوتے ہیں پیدا جبکہ تھے شر و گل
 ہے ہی عالم نمونے یار کا تو دیکھنا

ابست راہی میں یہ سودا انتہا کا ہو گیا
 راز جس پر منکشف فقر و فنا کا ہو گیا
 عرض کر لینگے جو موقع التجا کا ہو گیا
 سنگھیا کا عالم اس حب شفا کا ہو گیا
 شعلہ آتش ہر اک جھونکا ہوا کا ہو گیا
 دور پردہ جس گھڑی شرم و حیا کا ہو گیا
 میں نے جانا سامنا تیر قضا کا ہو گیا
 مفت بے ایمان اک بندہ خدا کا ہو گیا
 لے پریر و کشتہ جو تیری ادا کا ہو گیا
 نالہ ناقوس میں عالم بکا کا ہو گیا
 قحط اپنے عہد میں ہر و وفا کا ہو گیا
 حیلہ معقول صاحب کو خنا کا ہو گیا
 با ویا اُس ترک کے نیچے ہوا کا ہو گیا
 کیا ہیں میں اختلاف آب و ہوا کا ہو گیا
 کچھ دنو نہیں وہ قد بالا بلا کا ہو گیا

یاد میں اس استقامت کے یہ کی فریاد رند
 وہ قد بالا الف آخر ندا کا ہو گیا

تسلی روز تو کس کس کو جان جان دیگا
 مجھے بھی ضبط اگر رخصت فغان دیگا
 حیات خضر خدا کج کو باغبان دے گا
 اگر آئیگا نہ کوئٹن میں جو حسن یوسف کو

یہی ہے حسن تو جان اپنی اک جہان دیگا
 سنے گا جو کوئی کانوں میں انگلیاں دیگا
 چمن میں کج کو اگر حکم آشیان دیگا
 عزیز مصر کو کیا تحفہ کاروان دیگا

<p>طلب کر نیگے بھلا روز حشر کیا مجھ سے ہمارے تک ہم اسیروں کی زندگی معلوم لگا میں اشک بہانے تو ہنسکے بولا بار دل و جگر کے تو ٹکڑے اڑا دیے غم نے نہ لکھو شوق ملاقات اسکو نامے میں بھر ہے خون کے بدلے بخار سوداوی تمہارا اجاہ ذوق دیکھتے ہی سمجھے تھے بیان نہ کیجو قاصد تو میرا حال خراب ملے گی روز جزا بے طلب جزاے عمل وہ ہوں غیور نہ لوں گامین ایسے سفلی سے</p>	<p>بولٹ کے آئیگا وہ خاکِ رمغان دیکھا ہو پچھنے دل پہ یوہین موسمِ خزان دیکھا ابھی تو رو رہا ہے آگے دوہائیاں دیکھا سیح آنکے ٹانگے کہاں کہاں ہے گا وہ ہرزبان ہے قاصد کو گالیاں دیکھا بدن کو پیروں ہمارے وینِ صوفی دیکھا ریاضِ حسن کو پانی ہی کنواں دیکھا ہزار طرح کے فقرے وہ بدگمان دیکھا کریم دیکھا اُسے وان جو کوئی یان دیکھا اگر زمین بھی گرنے کو آسمان دیکھا</p>
<p>جو چند شعر کے ہیں سنا دو پڑھ کر رند تمہیں بھی داد سخن کوئی نکتہ دان دے گا</p>	
<p>نگاہ ناز پہ ٹھہرا ہے تصفیاءِ دل کا + غمِ فراق نے کیا حال کر دیا دل کا کرے اُدھر کو سرایت نہ عارضِ دل کا مسیحِ وقت نہ کر تو معالجا دل کا + ہم ابتدا ہی سے کہتے تھے یا الٰہی خیر طریقِ عشق میں پیش آئے مرحلے کیا کیا تیک رہا ہے یوہین مدتوں سے پہلو میں فسردگی ہے طبیعت کو عہدِ طفلی سے گر نہ کوہِ الم اُس پر خننا اُصاف + و فور ضبط سے دم ٹھٹ کے آگیا لب پہ کہا تو کرتے ہو تم پر مجھے یقین نہیں + صفائے بخشا ہے آئینہ پر بھی فوق اُسے چھڑایا چاہتا ہے شغلِ عشق بھی و اعظ</p>	<p>کر تو آج میں کرتا ہوں فیصلہ دل کا سنو تو عرض کروں تم سے ماجرا دل کا بہت قریب جگر سے ہے فاصلہ دل کا کہ جانِ گسل نظر آتا ہے عارضہ دل کا کہیں نہ طول پکڑ جائے عارضہ دل کا معین ویا ورونا صرد ہا خدا دل کا مسیحِ قابلِ نشتر ہے آبلہ دل کا نہ تھا شباب میں بھی مجھ کو ولولہ دل کا حباب سے بھی ہے نازک یہ آبلہ دل کا مگر زبان پر آیا نہیں گمراہ دل کا ! کر تو آج کروں میں معاوضہ دل کا کرنی صورت شاہدِ مابلا دل کا کبھی کبھی کا جو باقی ہے مشغلا دل کا</p>

<p>دو روزہ زندگی میں جانے کیا ہی تنگ نجات محکمہ حشر سے بنائے گا + قلق کا ہیسی عالم وصال ہو کہ فراق نہ لے چند سے ہن گوش آشنا تنگ سبیل عشق کا سالک ہو خضر راہ نہ دھوندا برنگ پتھر پڑ مردہ مضمل ہے غریب بجز خدا نہیں کرتا رجوع بندے سے اکلی جلد یہ آنکھوں سے خون ہو کے بے دم اخیر ہے بیچارہ جان بلب ہے آج وہی ہوا جو کھا تھا مرے مقدر میں مال کا ضرر جان کا ہے اُفت میں برائے جھگڑے میں کیا مفت جان ارجلی نہ گفتنی ست چگویم بہ شرح حال کنم ہجوم غم میں بھی ثابت ہر بل بے استقلال عیان ہو صورت شاہد بختیم حق میں سے یقین ہو پیپ پڑے اسجل میں پھولیکا ہو گا عمدہ برا عشق میں کھرے پن سے یہی ہے مرشد کامل رہ حقیقت میں نہ جان مردہ نہ پڑ مردہ ہی سمجھ اس کو</p>	<p>مجھے ہلاک کیا اس نے ہو بڑا دل کا پڑ لگا سامنا اک روز تجکو عادل کا مری سمجھ میں نہیں اتنا مد عادل کا خوش آئیگا نہ آنکھیں زمر مرعنا دلکا لگائے گا تجھے دھڑے پہ رہنما دلکا عجیب حال کیا تو نے بیو عادل کا کیا ہے تجر بہ شکل میں بار ہا دل کا غضب میں ڈال دیا تجکو ہو بڑا دل کا معاف کیجئے اب تو کہا سنا دل کا مجھے نہ یار سے شکوہ نہ کچھ گلا دل کا خدا کسی سے نہ ڈالے معاملہ دل کا پڑا ہما سے سرا کر موا خدا دل کا نہیں ہے قابل اظہار ماہرادل کا میں وجد کرتا ہوں اللہ سے حوصلہ دلکا کرے بغور تو غافل مشاہد دل کا تیک رہا ہے کئی دن سے آبلہ دل کا پڑا ہے کھوٹے سے آکر معاملہ دل کا خبر نہ تو کسی سے رہ آشنا دل کا لگا کسی سے خزاں بیکھ پھر مرادل کا</p>
<p>لیکن ہے ایک ہی دونوں مکان اسی کہیں سمجھ نہ کہے سے کم رند مرتبادل کا +</p>	<p>میں دیکھ رہا ہوں مجھے اندھا نہ سمجھنا کتا ہوں علی کا سگ دنیا نہ سمجھنا ہے دیو کی طاقت مجھے مروانہ سمجھنا لاکھونہ ہوں بھاری مجھے تہانہ سمجھنا</p>
<p>تو آپ کو پوشیدہ و اخفانہ سمجھنا + کم شیر ڈیان سے مرارتبانہ سمجھنا + گوزار ہوا ہوں مگر اسدا دہنوں سے ہمراہ مرے رہتی ہے ہر دم مدد غیب</p>	<p>میں دیکھ رہا ہوں مجھے اندھا نہ سمجھنا کتا ہوں علی کا سگ دنیا نہ سمجھنا ہے دیو کی طاقت مجھے مروانہ سمجھنا لاکھونہ ہوں بھاری مجھے تہانہ سمجھنا</p>

<p>بزم غم شیرین جو چشم سے نکلے جو دل کہ میرا ہو محبت سے جہان کی نامہ جو لکھا ہے اسے رکھ چھوڑو صاحب کافر ہوں نہ بچو نکون جو تھے کچھ میں لے شیخ دیدار دکھا دیجئے غش آئین تو آئین رکھنا نہ توقع دل نادان تو کسی سے حاصل نہیں سمجھا نیسے ناصح تو سمجھ تو بہکا ہوا عاشق نظر آجائے جو کوئی جہا ہوں تو نکجاؤں ابھی تیج سے تیرے سرکٹ کے جو قدمو نہ گریں راہ وفا میں صحت تری ممکن نہیں سن لکھ دل بیمار مہر حال میں ترسند ہوں تم خوش ہو کر ناخوش پیدا دے سے ہو شر بادیکھ مہر ظرف آجائے کوئی ڈھیر اگر پاؤں کے نیچے دیکھو کسی پیر پرہیز جو گیسو کوئی بلدا ر جو رہا ہے اگر رتبہ عالی کا جہان میں</p>	<p>ہر اشک کو تسبیح کا اک دانہ سمجھنا اس دل کو دلا یا رک کا کاشانہ سمجھنا وہ خط غلامی ہے نوشتانہ سمجھنا ناقوس بغل میں ہے مصلانہ سمجھنا عاشق ہوئیں عاشق مجھے موسیٰ نہ سمجھنا اس وقت میں اپنوں کو بھی بیگانہ سمجھنا کیا سمجھے بھلا یہ دل دیوانہ سمجھنا اُس چشم فوسنا ز کا دیوانہ سمجھنا اُبھما مجھے اور زلف چلیپا نہ سمجھنا یہ بھی مدد ہمت مردانہ سمجھنا یہ گور کن آیا ہے مسیحا نہ سمجھنا بندہ ہوں مجھے عاشق شیدا نہ سمجھنا ساقی جو بہک جاؤں تو دیوانہ سمجھنا اے شمع رخ مرقد پر دانہ سمجھنا افعی ہے اسے زلف چلیپا نہ سمجھنا ادنی سے بھی خود کو کبھی اعلیٰ نہ سمجھنا</p>
<p>اے رند نہ ملنا کبھی رباب و سرباس مل بیٹھنا اس سے جسے رندانہ سمجھنا</p>	
<p>دل کس سے لگاؤں کہیں دلبر نہیں ملتا خط لیکے گیا جو وہ کہو تر نہیں ملتا زلفون کی طرح عمر بسر ہو گئی اپنی کیا خاک مدد اگرین شود یدہ سری کا گنجلک نہیں مٹی جو طبیعت میں پڑی ہے کیا کیجئے تعریف بنا گوش کی اُسکے گم جیسے ہوا ہوں میں تری راہ طلب میں</p>	<p>کیا ظلم سہوں کوئی شکر نہیں ملتا کیا ذکر کہو تر کا ہے اک پر نہیں ملتا ہم خانہ بدوشو نکو کہیں گھر نہیں ملتا سر پھوڑے کو دھونڈھیں تو پھر نہیں ملتا دل تجھ سے کسی طور سے دلبر نہیں ملتا آویزے کو جس کان کے گوہر نہیں ملتا جب بڑھو نہ صفا ہوں آپکو اکثر نہیں ملتا</p>

<p>کچھ طالبِ ربت ہی نہیں غور سے دیکھو صورت نہیں ملتی تری صورت سے کسی کی آرامشیں موقوف ہوئیں کیلئے ایجان ابرو کی محبت میں کسے ذلیت ہو منظور رندان سے آشنام نہیں جام کے پابند وحشت میں نکجاؤں میں ہر حد زمین کی اوبرق تجلی ترے کشتے کی سحر پر حاضر ہوں مجھے بستہ فراقِ فرس کر عاشق سے نہ ٹھینچ آپ کو اسے یاد نہ سن جو زخم کو سینے کے سے ٹانگے جگر کو</p>	<p>حق یوں ہی کہ اللہ بھی بے زر نہیں ملتا گننے سے کسی کے ترزا یوں نہیں ملتا گوہر نہیں ملتا ہے کہ زر گہر نہیں ملتا مرجاؤں گلا کاٹ کے بھر نہیں ملتا ہم اوک سے پیتے ہیں جو ساعہ نہیں ملتا اس گنبد گردان کا دل در نہیں ملتا کیا لوح بنے طور کا پتھر نہیں ملتا گر صید کوئی ترک سنگر نہیں ملتا درویش سے کیا جھکے تو اگر نہیں ملتا ایسا کوئی استادِ فوگر نہیں ملتا</p>
--	--

اے رندِ لبالب ہو جو وفا کی مے سے
ساغر وہ بھر سانی کوثر نہیں ملتا

<p>مڑہ دل سے اٹھا جاتا ہے لطف زندگانی کا برنگِ فصلِ گلِ مہمان ہے موسمِ جوانی کا گذشتہ سال تک حسنِ شباب ایسا نہ تھا اس کا حقیقت میں ہی ہے قولِ تنگ میں بھی شہزاد کا تری خلوتِ سرِ اجب سے بنایا خاطرِ دل کو کسی سے وقتِ خوابِ فسانہ الفت نہ سنا تم ہنسی سے گالیاں دیتے ہو دویرِ محبوبہ ڈر ہے قد بالا دکھانے اپنا وہ گلشن میں جلتے ہیں رہا انصافِ عشق و محبتِ ناتمام اب تک بنی ہے شاخِ گلِ منہ چمن اک بزمِ ماتم ہے جدا ہوئے نہیں ہیں لبِ لبِ خاموش بیٹھے ہیں دلِ مضطرب کو فرقت میں بڑی تسکین ہوے گی پس از مدت جو آئی بھی طبیعت تو کہاں آئی</p>	<p>مجھے پیری میں یاد آتا ہے جب عالمِ جوانی کا پلا سانی کوئی ساغرِ شرابِ رعوانی کا بچھا بڑھتا ہے جو بن اب یہ عالم ہے جوانی کا سنا تھا ذکرِ موسیٰ سے جو تیری لن تری کا دیلا ہے دیدہ حیران کو عہدہ پاسبانی کا ازادیتی ہے نیند اٹا اٹھ ہے اس کہانی کا غضب ہو گا اگر لیکھا بڑھکا بد زبانی کا ہو لہے کا ٹٹا منظورِ سرو بوستانی کا کیا ہے خاتمہ بالآخر کس نے اس کہانی کا ملا ہے بلبلِ نالان کو عہدہِ روضہِ خوانی کا نتیجہ یہ ہوا حاصل ہمیں شیریں بیانی کا کمالِ مہربانی ہے جو چھلا دوشانی کا نہ ہونے خط جہان موقع نہ پیغامِ زبانی کا</p>
---	---

<p>عیادت کو وہ آئے تھے مگر غم غش میں لپٹے تھے ہوئے ہیں دست پیا بیکار و غم حسن سے کسیر اُسے سو روپری بتلاتے ہیں جو لوگ انسان ہیں زبان قاصر ہے کیونکر اسکا شکریہ ادا ہوگا فراق یا دین مذکورے کا کیا ہے اوسا قی گھلا کر میرے جسم زار کو اُس کی جدائی میں</p>	<p>زندگی انکی صورت بھی بُرا ہونا تو انی کا نظر آتا ہے نقش اور کچھ ہر ادو مانی کا کہیں روح مجھ بھی لقب ہے میرے جانی کا عنایت کا توجہ کی نظر کا ہم ربانی کا جلن تیز اب کی ہوتی ہو بیتا گھونٹ پانی کا فراق یار نے پتلا بنایا تا تو انی کا +</p>
<p>جوانی تک مزہ تھا شاعری کا رند سے ہوا بڑھایا آگیا گذرا زمانہ شعر خوانی کا</p>	
<p>سنا گیا مجھے باتیں وہ بد زبان کیا کیا ہمارا آتی ہے پتہ کسے جب کوئی غنیہ سولے تازہ مضامین لب نہیں واقف وہ کون ہے جو نہیں تیری گفتگو کرتا الہی دیکھئے یہ دیکھنا دکھائے کیا شکایتیں تھیں بہت اور مجالِ وقت تھی تنگ یوہن جو منہ پہ کیسی یہ نیک و بد سب کا زمین میں کاڑھے ہر عضو تن کر گیا خاک یہ بھی خیر کی کیا خصلتوں سے غافل ہیں</p>	<p>کلام آگئے بے لطف درمیان کیا کیا تو پھول پھول کے بیٹھا ہوا غبار کیا کیا نئے سناتی ہے فقرے مری زبان کیا کیا سنے ہیں تذکرے ترے کہاں کہاں کیا کیا بُری نظر سے وہ گھوڑے ہیں لامان کیا کیا دم اخیر سنا تا یہ نیم جان کیا کیا مجھے سنا نیکی دیکھوں مری زبان کیا کیا ابھی دکھائیگا نیرنگ آسمان کیا کیا گھنڈ کرتے ہیں اللہ نوجوان کیا کیا</p>
<p>ملاں و حسرت و اندوہ و یاس و داغ جگر جہاں سے لیکے چلے رند ارغان کیا کیا</p>	
<p>سائلانہ اُنکے در پر حجب مرا جانا ہوا ٹوٹے بت مسجد بنی مسما رب خانہ ہوا ہر جگہ موجود سمجھا اس کو سجدہ کر لیا باز رکھتی ہیں ہمیں خدمت سے از خود فکری بیشتر بلبیل سے تھا سر میں مرے شوخ و جویں گرمی فرقت میں جب اسکو نے مڑا گانہ بولیں</p>	<p>مہشکے بولے شاہ صاحب سطر و ناہوا جب تو اک صورت بھی تھی صاف شیرانہ ہوا خواہ مسجد خواہ گرجا خواہ بت خانہ ہوا آن نکلیں گے کبھی گر آپ میں آنا ہوا فصل گل آنے نہ پانی تھی کہ دیوانہ ہوا مردمان چشم کے رہنے کو شخسانہ ہوا</p>

<p>کارخانے جتنے ہیں دنیا کے سب ہیں بے ثبات ہنستے ہنستے دل لگی کیو اسطے ناپا جو آج یوسف مصر محبت کیسا ازراں بک گیا چلکے اُسے جان دی تالے کر کے لہلہئی عشق وندان کی خطا پر قتل جو مجھ کو کیا مین نے جانا کا سہرے کسی نے خوار کا مردہ باداے باوہ خوار و دور و اعظم ہو چکا</p>	<p>آہ کچھ سے جو آج دیکھا کل وہ افسانہ ہوا سرو کا قد اس سہی قامت کے تاشانہ ہوا نقد دل قیمت ہوئی اک بوسہ سیوا نہ ہوا عشق بلبل پر بھی فانی عشق پروا نہ ہوا اسیلے شمشیر قاتل مین بھی دندانہ ہوا واڑ گونہ دست ساتی مین جو بیما نہ ہوا مدر سے کھو لے گئے تعمیر نے خانہ ہوا</p>
<p>رند ہوں روز ازل سے ہو مین وارفتہ مرج اس لئے طور سخن بھی اپنا رندانہ ہوا</p>	
<p>آفت شرب تنہائی کی ٹل جائے تو اچھا اوجان ترمین جانا ہی اک دن تجھے آخر مجھ کو ادیا مضعف نے قاتل کے قدم پر بہتر نہیں ہے صورت جاناں کا تصور اک سل ہے کلیمے پہ نہیں روح بدن مین دیوانہ محبت شہر کی گلیوں مین ہے بر باد اوا تش دل بھونکدے تن شک بہاد ہر مرتبہ ڈسنے کے ارادہ مین وہ زلف پھر کتنا ہے دشوار یہ جب آئی تو آئی تا بوقت مرا تھم کے اٹھا دمرے یارو</p>	<p>کچھ اس کے جو دم آج ٹل جائے تو اچھا اب جائے تو بہتر تو کھل جائے تو اچھا تکو را اگر اس کی اُگ جائے تو اچھا دل اور کسی شے سے بھل جائے تو اچھا بھاتی کا بہار آہ یہ ٹل جائے تو اچھا غبنوں کسی جنگل کو ٹل جائے تو اچھا یہ جائے تو بہتر ہے یہ جل جائے تو اچھا اثر دہیہ اگر مجھ کو ٹل جائے تو اچھا ایسے مین طبیعت جو بھل جائے تو اچھا وہ بھی کھنکھاسوس جو بھل جائے تو اچھا</p>
<p>اے رند ملو یا رسے یا ہاتھ اٹھاؤ جھگڑا چکے ہر شب کا خلل جائے تو اچھا</p>	
<p>سیستون سے ہی کہتا ہوا افسر ہا د آیا ایشیاں کچھ قفس مین نہ کبھی یاد آیا اے لہ بعد فنا تو نے وہ راحت ہی ہے سرو قد نے مرے کا تابو اُسے خوب کیا</p>	<p>رند آیا مرا مرشد مرا استاد آیا بند آنکھیں تھیں جو لیکر مجھے صیا د آیا چین آغوش کا مادر کی مجھے یاد آیا تاڑ سا قد لیے کیوں سلنے شمشاد آیا</p>

<p>شکل قاتل نے دکھائی تو ہوئی جان بال خاک انسانین باقی رہیں پھر ہوش و جاں تا سحر پہ بھی نچوڑے گا بچن میں بلبل دخل کا شانہ دل میں دیا خوشنودی کو میں تو اک عمر سے تکتا رہا دونوں کی راہ میں جو پہونچا تو کہا عالم ارواح نے یوں کیا بڑی عمر ہے انصاف تو کروا بلبل حق شاگردی ادا خوب کیا بعد وفات پھر گئی صورت مرغ نظر میں میری کھینچنی اسکو چون منظور تھی نیرنگی حسن آمد آمد جو سنی اپنی پئے استقبال یا توں پھیلا دیے کس شوق سے مجھ بھونچے گر گئے گئے گئے کیوں سر پہن و مری رو کے بیساختہ سر پیٹ لیا شیریں نے فرقت عالم ارواح کو ادا تھی کسے میرے مردے کی قسم یہ تو بتا دیا رو</p>	<p>موت دکھائی دی جب سامنے جلا د آیا سحر کی شکل بنا کر وہ پیریزاد آیا صبح ہو جائیگی جب شام سے صیاد آیا آج کیا جیمین یہ چرخ مستم ایجاد آیا اسب تک موت ہی آئی نہ وہ جلا د آیا خانہ برباد یہ سوئے عدم آباد آیا یاد ابھی دل میں کیا تھا کہ وہ صیاد آیا لے کے شیرینی مری قبر پہ فرہاد آیا لال آنکھیں کئے جمہ وقت وہ ہلا د آیا دم طاؤس کا خامہ لیے ہزاراد آیا دشت سے قیس چلا کہ وہ سے فرہاد آیا پھر یان ہاتھ میں جدم لیے جلا د آیا آج کیا بلغ میں وہ غیرت شمشاد آیا آگے پرویز کے جب تیشہ فرہاد آیا میں تو مجبور سوئے عالم ایجاد آیا بعد مردن بھی کسی کو تین کبھی یاد آیا</p>
<p>محبت شمع و حق ہو گئی برہم اسے رند بعد آتش نہ نظر ایک بھی استاد آیا</p>	
<p>جز میخانہ کسی سے مرا مردہ اٹھا زہد تقویٰ سے پھرے رندین گھبرا اٹھا شکر کر قید سے صیاد کی ہوتی ہو رہا بان مالے مے نالوں نے جو ہم شب بھر بارہا میں نے کہا وہ کی طرح سے چھینچا طوق اکنت ملک ساتھ رہے تائب گور قیس سمجھا مری لیلی کی سواری آئی</p>	<p>اسنے کا نہ صا دیا اگر جو جنازہ اٹھا پھر جلا دیر کو مسجد سے مصلیٰ اٹھا آب و دانہ ترا و بلبل شہید اٹھا مست ہاتھی کی طرح ترخ بھی جلا اٹھا جس کمان کا بھی رستم سے نہ چلا اٹھا دھوم سے کشنہ قاتل کا جنازا اٹھا دور سے جب کوئی صحرا میں بگولا اٹھا</p>

<p>ہوش و حشمت میں جو دریا کی طرف جانا نکلا ہجر کی شب جو تری گویا یاد آئین مجھے تاب نظارہ دیدار نہ لاؤ گے کلیم نہ گیا وادی دین کو کوئی بعد کلیم ضیافت اسے کہتے ہیں سیدے لبوننگ کو چہ پیار سے جب گھر کو چلا میں اپنے رم چلے اور کسی دلیس کو ہم یا معبود اول شبے موزن نے اذان کی شب وصل حشر کو ہونی ہے اک تازہ قیامت بریا بن پڑا کچھ نہ علاج تب فرقت اس سے جس کو تیرے لب جان بخش نہ مارا قاتل</p>	<p>قد آدم مری تعظیم کو مینڈھا اٹھا مفر سے نکلا دھوان ولسے وہ شعلہ اٹھا پیرے پر جالیٹے آنکھوں پر جو پردہ اٹھا آتش طور نہ بھڑکی نہ وہ شعلہ اٹھا سو جگہ راہ میں نالہ مرا بیٹھا اٹھا دل بکڑ بیٹھ گیا در واک ایسا اٹھا بستر آج ترے کوچے سے اپنا اٹھا لو سر شام ہی سے آج یہ مرغا اٹھا گور سے سر میں اگر لے کے یہ سودا اٹھا ہاتھ ملکر مری بالین سے مسی اٹھا حشر تک پھر نہ مسیا سے وہ مرد اٹھا</p>
<p>اسکے مرنے کی خبر رفتہ کے بولا رو کر آج دنیا سے مرا چاہنے والا اٹھا</p>	
<p>اس قدر بیگہ زمین بادۂ احمر بہکا گھر کے وعدہ کسی نادان کو دلبر بہکا پھیر لاتا ہے خط شوق مرا ہو کے تباہ عوض ساغر مے دیتا ہے خالی کنٹر کیسے دیم باز کے فقر و نہ پر چڑھا مستانے پھر نہ رہ جائے کہیں شوق شہادت باقی گر دس مڑگانکا اشارہ جو بجا ابر سے سالک راہ محبت ہر توبہ سنھلا رہیو ساغر مے نہیلا نامتوا تر ساقی نقش ہستی کو ذرا سبوح کے بھرنا غافل آکے اس میکہ میں ایک ساءالم نہیلا نضر راہ جنان شمع ہدایت میں یہ رفتہ</p>	<p>نشہ نر سے ہے جتنا کہ تو انگر بہکا تو نے بہکا یا مجھے اور میں مقرر بہکا فرج کر ڈالو ننگا اب کی جو کبوتر بہکا میں تو بہکا مرا ساقی بھی برابر بہکا ہوش کر اپنے بجا کیوں دل مضطرب بہکا المدد موت کہ جلا دکا جنب بہکا تیرا اک مار کیلچے پہ جو جنب بہکا یہ وہ وادی ہے جہاں نضر سار بہکا کس سے سنھلے گا جو وہ ترک سنگ بہکا سب غلط ہو گا یہ تعویذ جو اک گھر بہکا بیشتر نشہ میں سنھلا ہوں میں اکثر بہکا چھوڑی گمیر دی آل بیکر بہکا</p>

گر کلاہ فقر سے تو آشنا ہو جائیگا
گل سے رنگ گل بھی مثل بو ہوا ہو جائیگا
کب گمان تھا درد دل کا جا رہا ہو جائیگا
دل جو وحدت کے مزے سے آشنا ہو جائیگا
چھید کرتے ہیں فلک میں اپنے تیر آہ سے
رشتہ لیلیٰ سو نکہ لہکا گئے کفن کی لاش
بچ کے طوفان سے پہنچ جائیگی ساحل تک غیر
ہاتھ لگنے کی نہیں اکسیر کی بوٹی کی طرح
یہ تکبر ایسی نخوت حسن پر اتنا غرور
آکے یاں بیمارِ فرقت ہو گئے کوتاہ دست
کیسہ دزدِ خرچ کرنے سے نہو بیگا تھی
عالم وحشت میں بکتے ہیں دھوکا حال ہے
بیٹھنے دیگی زچھیکر حسن کی شوخی اُسے
زندگی تک ہے یہ فرق اعتباری چند دن
عین ہستی میں بچھتے تھے کہ ہونا ہے فنا
باغبان اتنا ہمارے باغ ہستی پر بے پھول
ہے یہی گریبا میں عاجز نوازی کی صفت
تاب و طاقت چل بسیں گے روح سے بھی شتر
جھولیوں کچھ بھرا جائیگا اگر یوں باغبان
منزل مقصود پر طرح سے پہنچیں گے ہم
ملک مہتی سے فکر تہنادر کیا دیکھیں خوف
میں گدازم بادشاہ حسن کچھ کیوں پریشان
کو بچے گیسو میں جائیگا نہ کر نہاں قصد
اُن واحد میں سلجھ جائیگی ساری گلچری
روئیاں اے رند کن لہکا جو شرمِ حلال

بار سر پر طرہ بال ہما ہو جائے گا
راہی اکدن قافلے کا قافلا ہو جائیگا
یہ مرض بھی رفتہ رفتہ لا دوں ہو جائیگا
عین کثرت میں تر عالم جدا ہو جائیگا
ایکدن چھپنی یہ لوہے کا تو ہو جائیگا
شیر کے کی طرح سے باؤلا ہو جائیگا
گر خدا کشتی کا اپنی ناخدا ہو جائے گا
شوق اگر اسکو ہوا قحط حنا ہو جائیگا
کیا معاذ اللہ اوبت تو خدا ہو جائیگا
اوسما گھر ترادار الشفا ہو جائے گا
دیگا سائل کو جو منعم کیا گدا ہو جائیگا
لازا پناہ تکلف پر ملا ہو جائے گا
آج اگر پرچے میں ہر گل پر ملا ہو جائے گا
مر کے یکسان رتبہ شاہ دگدا ہو جائیگا
ابتدا سے جانتے تھے خاتما ہو جائیگا
دیکھ لینا دوسری دین میں کیا ہو جائیگا
سلطنت کا ہر گدا کو جو صلا ہو جائیگا
پہلو یوسف سے روانہ قافلا ہو جائیگا
گل سے مملو دامن باد صبا ہو جائے گا
غول مثل خضر اپنا رہنما ہو جائے گا
دس چاہ جب ملے باہم قافلا ہو جائیگا
کیا بُرا ہو گا کسی کا گر بھلا ہو جائیگا
او دل نادان بلا میں مبتلا ہو جائیگا
ناخن نقدیر اگر عقدہ کشا ہو جائے گا
واقعہ اپنا بھی اکدن مرثیا ہو جائیگا

<p>بیر و ت بیو فاتو با وفا کیونکر ہوا خواجہ قنبر کے در کا جو کہ کھلا یا قفس کس نئی بجز مانی کس نے دی پیغمبری وادی الفت میں آپکے وارہ پھر تازی خوب تو بہ کر تو اد بین سجدے کرتا ہی کسے دعوت میں رندونکی اب کرنے لگا پیر مغان مجھ گرفتار قفس سے نکلو کیا تھا مدعا عشق کا قصہ کسی سے منفصل ہوتا نہیں شاید اس ناوک قلن نے تیرا اسینہ دوز مطلقاً آثار الفت پہلے کچھ پیدا نہ تھے عشق ہو جانیکا باعث ہو چکے ہیں لوگ سب گر نہیں خون شہیدان جا آج اب سین شریک بجول کر بھی میں نہیں لایا زبا پر حرف عشق</p>	<p>خود غرض نا آشنا ہی آشنا کیونکر ہوا بادشاہ ہفت کشور ہی گدا کیونکر ہوا یہ عصا موسیٰ تھا را اژدہا کیونکر ہوا حضر خود گمراہ ہے وہ رہنما کیونکر ہوا بت جو پتھر کا بنا ہو وہ حسد کیونکر ہوا تھا بڑا کم ظرف یہ دی حوصلہ کیونکر ہوا اس طرف آنا تر اپیک صبا کیونکر ہوا یہ قضیہ پیش قاضی فیصلہ کیونکر ہوا ورنہ سبیل طاہر قبلہ نما کیونکر ہوا عقل حیران ہے یہ دردِ لادوا کیونکر ہوا کیا سبب نکو بتاؤں کیا ہوا کیونکر ہوا چچھراے شوخ پھر رنگ حنا کیونکر ہوا راز الفت یا اہی بر ملا کیون کر ہوا</p>
<p>سنتے ہیں چند سے سے خادم ہر وہ بیت اللہ کا رند تھا مردِ قلندر یا رسا کیونکر ہوا</p>	
<p>کون سے نائب محمد کا سوا ہے بو تراب ہی ہے از کسیر خالص خاکپاے بو تراب ہی بلا شک مرتضیٰ حاجت و مشکِ گلستا ہی علی کا حکم بھی لاریب شک فرمانِ حق کیونکر تے اپنا نائب کیونکر جلتے وہی سرکھٹ سوئے شبِ ہجرت نبی کے فرش پر حاضرین یہ تھیں جو عین جنگ میں فوجی حسام کیا بشر سے ہو سکے مداحی شیر خدا نور سے اللہ کے پیدا ہوئے بارہ امام مثلِ قبر میں بھی شیدا ہوں علی کے نام کا</p>	<p>کس کو یہ رتبہ دیا حق نے در اکبر تراب بادشاہ ہفت کشور ہی گداے بو تراب کی ہر سائے رسولوں نے التجاے بو تراب جو مشیت ہو خدا کی ہر وہ راے بو تراب کیا پیغمبر سے نہان تھا انتقالے بو تراب دل کی گستا اور جگر کس کا سوا بو تراب ذوالنقار آئی فلک پر سے برا بو تراب حق نے کی قرآن میں مدح و ثناءے بو تراب ہیں علی سے ہمدیٰ نیک بجا بو تراب جانِ دل سے ہوں غلام با وفا بو تراب</p>

<p>گری خورشید محشر جب جلائیگی مجھے مار ڈالا ہو فلک نے دے کے صدے پیکر ہمسری کا وہ کرین معوی ہے فہم و تمیز خوف سے تیرے لرزنا ہو یہ پتلا خاک کا طرہ و دستار دونوں کو بنائے ہو فلک کیا کہوں ناگفتنی ہو نیست علی دم زدن تھی شب معراج احمد اس طرف کو جلوہ گر</p>	<p>چھپ رہو نگا حشر کو زیر لو آہو تراب گورین ضغطہ ندے مجھ کو برائے ہو تراب جنگو قبر سے نور تیرے چائے ہو تراب یا آئی بخش دینا تو میراے ہو تراب ہر وہ شاید ہیں و نون نقش پایے ہو تراب کیا نصیری مجھ کو کردیگی و لائے ہو تراب اس طرف تھی نور کے پرنے کے چائے ہو تراب</p>
<p>مالک نادر و جنان ہر ساقی کو تر بھی ہے رند کس کا آسرا رکھے سوائے ہو تراب</p>	
<p>قبر پر ہو مین دو نہ چار درخت تھا مین دیوانہ گور پر ہے ضرور ہوں وہ بد بخت میرے سائے سے تو جو اے کسرو باغ مین چائے بہت ہوں تجھ سے غیرت طوفانی واہ رے میرے آہ کے بھونکنے مین جو تاثیر آہ دکھلاؤں باغ ہستی مین ضعف پیری سے</p>	<p>ایک کافی ہے سایہ دار درخت بید مخبون کا سایہ دار درخت خشک ہوتے ہیں بار دار درخت مٹو گل کرین نشا درخت ایک کیا ہوں اگر ہزار درخت اڑتے بھرتے ہیں کاہ دار درخت کوہ ہل جائیں در کنار درخت رند ہوں مثل بیخ خار درخت</p>
<p>باغخان کیون نہ جانے اسکو فضول کر چکے اپنی جب بہار درخت</p>	
<p>عزیز رکھتے تھی اسکو بھی اچھی کی طرح نسیم کو چھو دہر ہے یہ کہ باد بہار حسین لاکھ متع کرین بنا و شمین گئی عدم کو سبکدوش روح صورت ہار تمام عمر بسر کی نظارہ بازی مین تجھے نہ نالہ دل گور مین بھی بعد فنا</p>	<p>اکھاڑتا درخبر کو جو علی کی طرح شگفتہ غنچہ دل ہو گیا کلی کی طرح ہونگی تجھ سے مشابہ مگر کسی کی طرح نہیں رہا یہ کلی جسم کچلی کی طرح رہا مین تیرتی حسن آرسی کی طرح ہر استخوان سے صدا نکلی بانسری کی طرح</p>

<p>جمال دوست کا گریہ مشاہدہ منظور نہ کام آئیں دم عرض دعا گل سے ہوا بہ جائیگا مردہ بھی شکل پر ہر پاک</p>	<p>صفا رکھ آئینہ و لکو آرسی کی طرح دہن میں گو کہ نہ بائیں ہون سو کلی طرح و بال دوش ہون نگاہیں ہر کسی کی طرح</p>
<p>کو نہیں حال دل اس غیرت پر ہی سے کیا جو دو گھڑی نہ نکلے پاس آدمی کی طرح</p>	
<p>کچھ نقطہ غم ہی نہ دنیا سے گیا میرے بعد اپنے مرنے کا اگر رنج مجھے ہو تو یہ ہے بعد بخون کے مین دیوانہ گیا صحر اکو کوئی نین شانے سے ہر وقت کرینگا سیدھا سب بکھائیگا دعوائے خدائی دل سے چادر گل کی مین امید رکھوں تجھ سے کیا محبوہ مر جائیگا اپنے ہی غم ہے اے یار نعمتی کا مزہ میرے ہی دم سے ہے فقط نہیں بکھاتا کوئی حرف پہ بھی رونے والا سرمہ ہو جائیگا معدوم برنگ کسیر یاد رکھیے گا بھی تک مین یہ سائے غریب مسی و بان کو مرے سوگ مین کر دو گے ترک کون پھر میری طرح داشت کرے گا اسکی تشنہ دکھلا تا ہی مر خاندان کے کلتے کون بندھو ائیگا پٹکالیے ہاتھو نہیں کر سو صد عشق و محبت کا کرے گا نہ کوئی آکھیں نرس کی بد بھائیگی گلچین کی نظر کر نیلے آکے بگولے مرے مرقد کا طواف چھوٹیکے قبروں سے فوائے اہو کے قاتل جب مین مر جاؤنگا پھر غور کر دو گے سسکی</p>	<p>عشق بازی کا بھی تیرے جانہ رہا میرے بعد کون اٹھائیگا تیرے جو رہنما میرے بعد پھر نہ آیا کوئی زنجیر بیا میرے بعد خوب بل کھائیگی وہ زلف و قام میرے بعد بندگی کرنے لگو گے بجز امیر کے بعد فاتح تک تو نہ مرقد پہ بڑھا میرے بعد کون دیکھے گا ترے ناز و ادائے بعد روشنی بلبل بے برگ و نوامیر کے بعد بیکسی اپنا دکھائیگی مزا میرے بعد گلشن لگانے کو ملے گی نہ خنامیر کے بعد بھول جاؤ گے یہ سب ناز و ادائے بعد رنگ لائیگی نہ ہاتھوں مین خنامیر کے بعد جلد لٹ جائیگی وہ زلف و قام میرے بعد کاش آج بے کوئی آبلہ پامیر کے بعد کون کھولیگا ترے بند قبا میرے بعد ستم و جور کا دیکھو گے مزا میرے بعد اور ہو جائیگی گلشن کی ہوا میرے بعد خاک لڑائیگی بہت باد صبا میرے بعد جوش مین آئیگا خون شہدائے بعد کس کو بلو او گے پسوا کے دوامیر کے بعد</p>

<p>کون سلکھا یگانہ میری طرح اکا کا بال مرگے پر بھی پھوڑے گی گدائی محبو بھولے بیٹھے ہیں بخت حسن و دوزخ پرند</p>	<p>سب سے اُچھے گی تری زلف و تاسیر بعد گو بر پر سے گی شان فقر امیر بعد یاد آئے گی بہت میری وفا میرے بعد</p>
<p>دند کی ہے یہ وصیت اسے سب سن رکھیں پاس تربت میں رہے خاک شفا میرے بعد</p>	
<p>میں تو زندان میں ہوں اور دھوئیں بجاتی ہو ہوا بے مے و مشوق و مطرب کس کو بجاتی ہے ہوا کھل رہے ہیں غنچہ گل ہر طرح کے ہر طرف وقت بخت گر چہ تاج خزان ہوتے ہیں گل رفتہ رفتہ غنچہ و گل پر تصرف کرتی ہے دفن ہے یان کو نسا دیوانہ ہر دل عزیز ہو خزان کو مجھ سے الفت اس میں مانوس ہوں در پے دیرانی گلشن ہوئی ہے کس لیے میں تو مجنون ازل ہوں میرا کیا مذکور ہے چشم عبرت بین سے دیکھا اس باغ کی نیرنگیان پا بہ زنجیر ایک دیوانہ نظر آتا نہیں ہو گایاں آئینہ خزان کو نسا شک چین بادہ خوار و پھوڑ دو گھر فصل گل ہے چارون بھولے ہیں مرغ چین سب اپنے اپنے پیچھے چشم برہہ منتظر بیٹھے ہیں مرغانِ نفس یاد آتا ہے نفس میں لطف گل گشت چین گل کھلے ہیں ہر طرف تو پیچھے کر شا و ہو باغ سے ہوتا ہے راہی قافلہ کا قافلہ آمد آمد اس گل رعنا کی ہے گلزار میں کھاتے ہیں گل چین کر بھلا کسی محبوب کا</p>	<p>بیخ و تپتی ہر مرے دل کو دکھاتی ہے ہوا سازِ گل رنگ لاساقی کہ بجاتی ہے ہوا گلشنِ فردوس کا عالم دکھاتی ہے ہوا ساتھ کیفیت کے پیکشن میں آتی ہے ہوا رنگ اپنا پہلے گلشن میں بجاتی ہے ہوا بلغ میں ہر سال اگر خاک اڑاتی ہے ہوا میرے گلشن میں عبث تشریف لاتی ہے ہوا جائے بلبل چند کے نغمے سناتی ہو ہوا ہوشیار و نگو بھی دیوانہ بناتی ہے ہوا ہر برس آکر تجھے غافل سمجھاتی ہے ہوا حیث ہے ابکی برس کیا مفت جاتی ہو ہوا دیدہ نرگس سے جو آنکھیں بچھاتی ہے ہوا جار ہو سب بھٹیوں میں در نہ جاتی ہے ہوا وہ پری گلشن میں بیٹھی آج گاتی ہے ہوا برگ گل شاید چین سے لے کے آتی ہے ہوا داغ دیتی ہے جگر پر دل جلاتی ہے ہوا یار بن مجھ کو تو بلبل بھارے کھاتی ہے ہوا غنچہ و گل ساتھ لے کر اپنے جاتی ہے ہوا صورت گل پیر میں کب سجاتی ہے ہوا ہر برس اک داغ تازہ دیکھ جاتی ہے ہوا</p>

<p>فریک شب تاب سمجھے ہو جنہیں جگنو نہیں اک نہ اک دیوانہ ہو جاتا ہے سر کو پھوڑ کر دراغ سودا تن کو دے یا سر کو دے ہوش ہوں</p>	<p>اپنی منت کے چراغ آ کر جلاتی ہے بہار ہر برس آ کر نیا اک رنگ لاتی ہے بہار دیکھیے ابکی برس کیا گل کھلاتی ہے بہار</p>
<p>دیکھ لیں گے سال آئندہ اگر جیتے رہے گل روانہ ہو گئے اسے رند جاتی ہے بہار</p>	
<p>نہیں قول سے فعل تیرے مطابق نہ جنت کے قابل نہ دوزخ کے لائق ہوے ہجرت میں وہ مرض مجکو لائق بھرو سا کرم پر ہے ہم عاصیوں کو فقط کلمہ ذات اسکی اتیک نہ سمجھے بھگڑ لیگے آپس میں شیخ و برہمن جو یہ اسکی رحمت کی طغیانیاں ہیں کیا نفس کو مجھ پہ کیوں تو نے غالب نہ رکھنا مجھے اپنی رحمت سے محروم نہ تاب آئیگی حسن کی تیرے اے دوست تجرو کا عالم سمجھے کیا برا تھا شکایت کا فقرہ زبان تک نہ آیا سر و چشم سے مین بجا لاؤں صاحب بھلا کس سے بدلاؤں دل سچ میں روا تے ہو عاشق کو بوجہ و باعث کئے مجھے حسن نے دونوں یکجا کہا سُن کے افسانہ قیس و لیلیٰ گیا وہ زمانہ وہ لوگ اڑ گئے سب شنیدیم نام و نشان نش ندیدیم مری جان مدت سے مر تا ہوں تجھ پر</p>	<p>کہوں کس طرح مجکو اے یا صادق مجھے کیوں کیا خلق اے میرے خالق رہے دنگ جس میں اطباے حاذق غضب پر سمجھتے ہیں رحم اس کا فائق ہوئے منکشف اور سائے د قائق تجھے کیا بکھیروں سے اور مد عاشق کجا زہد زاہد کہاں فسق فاسق نہ تھا کیا تری بندگی کے مین لائق تری ذات سے ہے یہ اسید وائق میں موسیٰ نہیں ہوں جو جلو کا شائق ہو اکس لیے پائے بند علائق ہر حال کر تا رہا شکر خالق جو خدمت کوئی ہو فی بندیکے لائق نہ سبیل نہ سرین نہ گل نہ شقائق ہنسے گی مری جان تم پر خلائی شب تیرہ گیسو جنین صبح صادق عبث کرتے ہو حال میں ذکر سابق نہ معشوق ویسے رہے اب نہ عاشق ہو عنقا ست معدوم یا موافق تیرے چاند سے منہ کا عاشق ہوں عاشق</p>

<p>ہوا رشک لیلیٰ کی فرقت میں مجنون عبث فوق دیتا ہر تو خود کو نادان وہ منشی بنے قدرت حق تو دیکھو</p>	<p>مراحل اور قیس کا ہے مطابق کیا ایک کو ایک پر اس نے فائق جو مکتب میں پڑھتے تھے اشفاقائق</p>
<p>دعا ہے یہی اور یہی ہے منت بخفت میں مرے جا کے یہ رند فاسق</p>	
<p>بڑی ہر آکے جان پر آخر بلاے دل غصہ کھنکھن جگر ہے غذاے دل یارب سی طرح کوئی اسکا ستاے دل آنے لے میری جان کسی پر جو آے دل تیرے بغیر کس کی تمنا کرے بشر آیا کسی طرح سے نہ فرقت میں جب قرار کرے تہن اشک آتش ہجران پر کار لفظ تو ایک بار ہنسکے لگے سے اگر لگاے جو کچھ ساوک تو نے کئے اس غریب سے تاب تو ان صبر و خرد کب کے چل دیے کار افلک نے پھر کسی عاشق کو خاک میں سودا خ بھر گئے کہ لہو ہو کے بہ گیا ایسا کہان ایس کہان ایسا غمگسار اور ک تیری آنکھوں پر عیلا دی ختم ہے چندے یوہن خوشق دیاضت ہی نہی گستاخیان ہیں بے ادبی کے کلام ہیں جو اس کا استشارہ ہے بے شہر و حی ہے غفران پناہ جب سے لہو ہو کے بہ گیا چھوڑا اگر اجل نے وفاداریت نے بھی کی لیکا اسے پڑا ہے بری طرح چاہ کا</p>	<p>یارب کسی بشر کا کسی پر نہ آئے دل کھائے بشوق جتنی کہ ہو اشتہاے دل ناحق عبث کسی کا جو کوئی دکھاے دل کچھ مشغلہ ضرور ہے آخر ہر آے دل تو آرزو ہے جان ہر تو مدعاے دل لیڈار ہا میں ہاتھ کے چپے دباے دل ایسی لگی ہوئی کہو کیونکر دکھاے دل سیلے میں غری سے نہ پھولا سماے دل کیون بیوفا بتا تو یہی تھی حزلے دل لڑکتے ہیں کائنات میں ہم کیا سو ادل حرقہ سے آ رہی ہے صد اکہا باے دل جو کچھ ہوا بجا تھا یہی تھی سزاے دل بیگانہ سب سے ہے جو ہوا آشنا دل دونوں نے کیا تو وہ ہزاروں اراد دل سیرت خزانے آئینہ ہو گی صفاے دل کیونکر کہوں زبان سے جو ہر سکا دل اپنی رضا وہی ہے کہ جو ہر رضاے دل سیلے میں آکے در در ہا ہی بجائے دل اوہو فادکھاؤنگا جگو وفاے دل ایسا نہ کہ جان بھی اکدن گنولے دل</p>

<p>پروردگار صدے جو مقسوم ہیں یہ تھے پوچھوں علاج کس سے محبت کے روگ کا افسردگی نے کر دیا اس درجہ مضحل آئندہ لب لباب کے کہیں آہ و زاریاں قربان ہو وہ تجھ پر تصدق ہوں تمہارے بالکل عذاب صبر ندے اختیار ہے اک بوزر ہے لہو کی فقط اس بساط پر عم کا گزر ہوا عین نہ غصے کا دخل ہے</p>	<p>نوہے کا اک تو ادیا ہوتا بجائے دل سیلی کے پاس بھی تو نہیں ہر دو اکل آتی نہیں ہر سینہ سے باہر صد اکل تو ہائے گل پکار میں جلاؤں ہر اکل دل تجھ پہ ہے نثار تو میں ہوں فدا اکل جندے تو اور طاقت صبر آزمائے دل کیسے غضب میں پر گیا ہر میں فدا اکل سنان مد توں سے ہر ماتم سر اکل</p>
<p>اشکوں کے ساتھ وہ بھی لہو ہو کے بہ گیا اے رند دیکھ لہو یہ ہوئی اتھارے دل</p>	
<p>وہ لطف دہر کی جس پر نگاہ کرتے ہیں عجب وہ اب مری جان بنگاہ کرتے ہیں تمھارے واسطے کرتے ہیں خانہ ویرانی پھری سے کم نہیں تر بھی نظر حسینو کی ہزار شکر رسائی ہوئی برہمن تک کہان کا عشق محبت کسے ہی کیسا بیار ہلین گل و قلم عرش تھر تھرائے گا خبر بھی ہے درد و ملت پہ مستغنیات ہیں سب دل کے ہیں جو محبت میں تری ثابت ہیں تو ہی اور ہر دامن دگان کہیں لے شوق مرا اٹھا کینے عاشق کے خون ناحق کا مری طرف سے ابھی دل میں آہ ہے کچھ کچھ غفور اسکو سمجھتے ہیں تجھ کو کیا واعظ وہ ایک خط بھی نہ لکھیں گے ہم عجب قاصد فراق یار نے ہشیار کر دیا ہم کو</p>	<p>جو ذرہ ہو تو اسے رشک نہ کرتے ہیں میں لٹ چکا ہوں مجھے کیوں تباہ کرتے ہیں تمھاری راہ میں گھر کو تباہ کرتے ہیں حلال کرتے ہیں یہ یا نگاہ کرتے ہیں خدائے چاہا تو اب بتی راہ کرتے ہیں جو قول مارے ہیں اسکا نباہ کرتے ہیں ترے جلے بھنے اب لے آہ کرتے ہیں تمھاری ناشیں بن ادخواہ کرتے ہیں جگمگ میں انکے جو تجھ سے نباہ کرتے ہیں یہ بھولے بھٹکے تجھے غمراہ کرتے ہیں عجب وہ قتل مجھے بیگناہ کرتے ہیں ادھر سے بھی وہ گزر گا گاہ کرتے ہیں ثواب کرتے ہیں ہم یا گناہ کرتے ہیں و فر شوق سے دفتر سیاہ کرتے ہیں وہ بیخبر ہیں جو الفت کی چاہ کرتے ہیں</p>

غورِ حسن سے اصلاحِ خدا کا خوف نہیں شبِ فراق میں ہم سے تو نالہ رکنہ سکا خضر بھی وادیِ الفت میں تھک کے بیٹھ رہا کسی کو کیا جو سید کا رہن ہم اے زاہد	ہو مچھی جاؤ تو وہ کب نگاہ کرتے ہیں وہ کون لوگ ہیں جو ضبطِ آہ کرتے ہیں وہ پاپ مرد ہیں جو طے یہ راہ کرتے ہیں ہم اپنا نام عصفیان سیاہ کرتے ہیں
کوئی یہ رند سے پوچھے تو دیکھیں درد ہے کیا بڑے کر اہتے ہیں آہ آہ کرتے ہیں	یہ سوچتا نہیں اپنے پر اے بیٹھے ہیں بھلے ہیں یہ تری لو لگاے بیٹھے ہیں اسی حسین پر سب زہر کھاے بیٹھے ہیں تری لگی میں فلک کے ستارے بیٹھے ہیں ہمارے گھر میں وہ تشریف لائے بیٹھے ہیں ابھی گندھی نہیں جوئی نہاے بیٹھے ہیں یہاں سے جائیں گے بستر اٹھاے بیٹھے ہیں زبانِ دانتوں کے نیچے دباے بیٹھے ہیں جو ہاتھ پاؤں میں ہندی لگائے بیٹھے ہیں وہ کیوں چلے نہیں آتے جو آئے بیٹھے ہیں ہزار دن کو پہ میں دھونی رماے بیٹھے ہیں وہ آج غیر کے گھر ہائے ہائے بیٹھے ہیں
ہم اشکِ بزمِ مین منہ پر ہائے بیٹھے ہیں ذرا خیال رہے سوختہ دلون کا بھی ہماری جان نکلتی ہے جبہ مرتے ہیں کہاں ٹھکانا ہے کس سر زمین بد جائیں ہم اُس کے واسطے پھرتے ہیں کو بکو برباد ہو ایقین کہ آنے میں اُن کے عرصہ ہے فقیر ترے ہیں برداشتہ طبیعت سے کہیں نہ رازِ محبت دہن سے باہر ہو ہمیں کو کیوں وہ بلا بھیجتے نہیں گھر میں خبر سُنی جو مرے در پہ آنے کی تو کسا فقیر ہو گئے عشاق تجھ پہ اے شہِ حسن یہ قل کا ذکر ہے لیٹے ہوئے تھے میرے پاس	فقیر ہونے کا اس پر جو قصد نہ کر نہیں تو گیر دی کفنی کیوں رنگاے بیٹھے ہیں
غزل مشاعرہ سراج الدولہ فرمائشِ آتش	
حسین بگڑیں تو بگڑیں مجھے ملال نہیں بھوین ہیں صورتِ خراب ایک حال نہیں تب فراق سے باقی بدنہیں حال نہیں	غضب تو نگاہ کیچہ قہر ذوالجلال نہیں تھکا رکعبہِ ابرو تو سہ ہلالی نہیں وصال ہی سہی اسے اگر وصال نہیں

<p>ہزاروں ٹھوکرین کھائیگا موج آئے گی شہادتین ہے کافی جواب کے بدلے پھر کہے پیس کے زخم جگر بیا و جراح اجھکے بانیکی جھلی پڑی پھر کتنی ہے خدا نے بخشا ہے اور تجکو جسم لطیف وصال عاشق تازہ ہو تم کو ارزانی دیبا طلاق مرے جد نے زال دنیا کو جو دیکھ لے اُسے واجب ہے شکر کا سجدہ بنایا صانع عالم نے سیر چشم مجھے یہ ٹھنڈی گرمیاں کیوں ہیں نارستہ آج یہ داغ ہر علی ہے وہ میرا غظم یہ سب ہے عشق کی معجز ثنائی اور فراد ہم ابتدا ہی سے سمجھے تھے ہوگا بد انجام گر و ثبوت نہ آزدگی مری جانب خدا کی شان ہے حور و پری میں ہو شاید سدا ہو ایک صلا از خون و لکی مرے وہ سرفراز ہو گا کبھی زمانے میں</p>	<p>اڑاے کہکشی ایسی تیری چال نہیں دقیق ایسا نکیرین کا سوال نہیں اگر تو مشک گران لین کا تو کال نہیں وہ زلف کیا ہی اگر مچھلیو نکا چال نہیں ہمیں تو آدمی کا تجھ پہ احتمال نہیں حسین اور بہت بین بہا نہیں کال نہیں کسی طرح سے یہ یوق مجھے حلال نہیں ظہور جلوہ حق ہے ترا جمال نہیں ! مری نظر میں تو قار و نکا گنج مال نہیں ہمارے آپ کے مدد سے بول چال نہیں جس آفتاب کو محشر ملک زوال نہیں پھاڑ تیشے سے کاٹا تو کچھ کمال نہیں بغیر عشق کے آغاز کا مال نہیں تعمین کو بیخ و بن مجھ سے ملال نہیں مگر بشر میں تو یہ حسن ہے مثال نہیں یہ سارا وہ ہے کہ محتاج گوشال نہیں برنگ سایہ جو عالم کا پائمال نہیں</p>
<p>کیجو آتا ہے منہ کو اب اسکے دیکھے سے نہ پوچھو رند کا احوال اس میں حال نہیں</p>	
<p>بجز قورعنا صرین اعتبار نہیں تھا ہے گال یہ بیوہ لال لال نہیں نہیں دکھائی دی مدت سے وہ تجلی طور میں بد نظر نہیں لے یا رہنے دے مجھے وہ کون لوگ ہیں ہر دو ستون سے رنج بھین پھری ہی مجرین میرے حلال کرنے کو</p>	<p>یہ کیا ہے آب و ہوا کا جو احتمال نہیں جما ہے اڑ کے شہید و نکاحون گلال نہیں یہ کیا ہوا ہے اتنی کہ اب جلال نہیں نہ گھور تجکو تو آنکھیں عبت نکال نہیں ہمیں تو جان کو شمرنے سے بھی ملال نہیں بہر پر یہ عیان عید کا ہلال نہیں !</p>

<p>تیری اسید پہ آیا ہوں ور سے ساقی میں ہجر یار میں مرجان پر بھی راضی ہوں کبھی کبھی ہے عاشق سے اپنے گفت و شنید ہوں اپنی جان سے بیزار اسکی فرقت میں سوال جلوہ دیدار اس سے کر بیٹھوں جنون تھا راہی سکون دشت و شست خیز وہ بے نظیر ہی اس کا کوئی نظیر نہیں خرام ناز کو دیکھا سنا کلام ترا یہ وجہ کیا ہو جو مانگا ہے حسن نے اکتا نہ صوفی وجد سے واقف نہ قال سے قوال کبھی وہ منزل مقصود تک نہ پہنچے گا زمین سے عرش تک جابے عرش سے تافرش نگاہ بد سے ہے محفوظ خط عارض یا ر</p>	<p>بلا سے دروہی تھوڑا اگر زلال نہیں فراق روح و بدن ہو اگر وصال نہیں کہ گوش کر نہیں تیرے زبان لال نہیں کسی سے رنج کسی سے مجھے ملال نہیں کسی کا حوصلہ ہو کامری مجال نہیں کہ جسمیں منزلوں گرد م غزال نہیں وہ بیتناں ہے اسکا کوئی مثال نہیں حقیقت ہے کسی کی یہ بول حال نہیں اگر وہ زلف گنگار بال بال نہیں یہ حال ہے کسی محفل میں حال قال نہیں مثال جادہ جو اس لہ میں پائمال نہیں بجز بشر یہ فرشتے کی بھی مجال نہیں یہ سبزہ زار چہرہ گاہ ہر غزال نہیں</p>
<p>چچراؤ الفت کیسے سے آپ کو لے رہند بڑی بلا میں پھنسے ہو تھیں خیال نہیں</p>	
<p>قدم پر بٹھائے ادھر حیر کی مجال نہیں بچاے تیر فرہ دیو کی مجال نہیں تھی ہی جب سے کہ دلدار سے مرا آغوش کریم جو مجھے دیتا ہے بانٹ کھاتا ہوں لہو شہید محبت کا رنگ لائے گا میں تک پھر تک میں تو بکھڑو گاتو کر صیاد تو اگر دن کو مبارک ہو زینت دنیا حباب وار ہوں آمادہ فنا ہر دم جو دیکھے تو آوے ہوں تیری آہ میں ثابت غدا ہی سگ دنیا کی جیفہ دنیا</p>	<p>کنام شیر ہے یہ بیشہ شغال نہیں خندنگ تر کش رستم ہی تر زال نہیں فلاسفہ سے ہوں کتا خلا مجال نہیں مرے طریق میں تنہا خوری حلال نہیں اڑا دو چنگیوں میں تم یہ وہ گلال نہیں بنائے دور کا فواد کا تو مجال نہیں ہماری کملی تو ہے چشم سے جو شال نہیں سولے حال مجھے فکر ماہ و سال نہیں ولی نہیں ہو نہیں درویش اکمال نہیں مجھے تو تیسرے فاتح بھی یہ حلال نہیں</p>

<p>عیان ہے نخل تنہا کی بے پروا رگی دیے سے بوسے کے آیا نہ حسن پر اوبار عروج نشہ میں افتادگی پسند ہے یان شراب جلتی ہے واعظ کیا کرے قدغن جہیل کے لیے لازم ہے عظمت و جبروت تھاری زلف میں عجم غول پھنسا سوکھا خم غدیر کی تلچٹ ہے جام میں ساقی کریم ذات جو جسکی میں اسے سائل ہوں رہا شباب تلک تاک بھانک کا لپکا</p>	<p>پھلے کہ بھوسے ہرا ہو وہ نہال نہیں سخی کے مال کو بیچ کتنے ہن وال نہیں گروں تو گرنے دے ساقی مجھے سنبھال نہیں یہ کون کہتا ہے بھٹی نہیں کلال نہیں ہنو جلال تو یہ شان و انجلا نہیں پھرک کے صید نکلیاے یہ جہاں نہیں ہماری درد سے بہتر تر ازال نہیں کسی لئیم سے روش کا سوال نہیں وہی ہن لکھیں تو لیکن وہ دیکھ بھال نہیں</p>
<p>غزل کہی ہے یہ لے رند حکم آتش سے وگر نہ شعر کا مدت سے کچھ خیال نہیں</p>	
<p>سہ غزلہ حسب الحکم بادشاہ گجہاہ واجد علی شاہ</p>	
<p>ہم نے مانا وہ کراہل نظر ملتی نہیں کیا فقط پیش کو اے اہل نظر ملتی نہیں ہی یہ ممکن اتہا لاؤں سمندر کی ابھی غیر ممکن ہے کہ بے صندل لگے دور ہو وصل کی شب بھر دوں حیر گئے پر مائے ہائے جسکے پیچ و تاب کھائے رگ جان بھجتاب روز و شب کیونکر نہ سینے میں جلے مانند شمع چاند سولج کو تھاری شکل سے نسبت کیا دکے لگانے پر ہی موقوف اپنی دیکھ بھال آکھ بدلی کیلے ایسے ہوئے بیدار کیوں مقتضائی جہالت کا ہو لیتا ہے جو آڑ اس پری کو مالکی خواہش ہی میں مرد فقیر</p>	<p>کوئی دکھلائے دہن ہی گھر ملتی نہیں واہم بھی دھونڈھتا ہی پر گھر ملتی نہیں تھاہ تیری پر مجھے اوچھم تر ملتی نہیں در دسر کی بھی دوا بے درد ملتی نہیں کیا کروں جو کچھ ہی مرغ سحر ملتی نہیں کتنے ہیں شاعر مگر ایسی کس ملتی نہیں بتی مرہم کی پیے دل غجگر ملتی نہیں کچھ شیدا و غیرت کس و تر ملتی نہیں دل نہیں ملتا کسی سے تو نظر ملتی نہیں اپنے ہم چشموں سے بھی اتو نظر ملتی نہیں رو کے جو تیغ قضا ایسی سپر ملتی نہیں کیا کروں لوح طلم کچھ زر ملتی نہیں</p>

<p>ہے دم آخر مرا سن لے وصیت آنکر خاکپا اس غیرت خورشید کی جبرے پل باندھوں پشتارہ گناہوں کا دیکھو نہ کیونچھ سے سانس لینے کا کسے یاد نہ ہو فرط ضعف سے ہر بہ از صندل گر یا تھ آئے خاک پاک یا حسن حیرت نہ اسے ترے بتکیان تھیرا کیون صبح بوجا تا ہی رقصہ شام کو لاتا ہے پھیر ہنسے ہنسے کھول دیتا ہے اگر جوڑا کبھی</p>	<p>اتنی ہمت کیا تجھے اور حیلہ کرتی نہیں تجھ کو داروے کف کیا اور مٹاتی نہیں بار برداری تو ہنگام سفر ملتی نہیں حال دل کچھ کہتے قدرت اس قدر ملتی نہیں سر ٹپکتا ہوں دو آدرس ملتی نہیں اب پلک سے بھی پلک نہ دوہرے ملتی نہیں یا رکی ڈیوڑھی تجھے کیا نامہ ملتی نہیں ایسی چھپ جاتی ہے بالونین کرتی نہیں</p>
<p>رند ہر سرکار عالی بین قدیمی جان نثار کب اسے خلعت میں قمشیر و سیر ملتی نہیں</p>	
<p>مبتداے حسن کامل کی خبر ملتی نہیں حیف او عیسیٰ نفس تجھ کو خبر ملتی نہیں میں تو کیا ہوں خوشگاہ کو تو بڑی بڑی قبتیں میں دل بیتا ہے کیوں صبر کر اب جا کو دیکھے جس بے ہنر کو آج مالا مال ہے سرکشی کی گلشن ہستی میں چلتی ہے ہوا خاک چھو اتنی ہی دیوانو نے اپنے مدتوں کیوں جگر سے عیش تک تکلیف کرتی ہر عبت لشکر اندوہ کے نیچے میں ہر تنہا یہ دل عشق و ددان نے پھر ایسا جو مری بازاری میں زندگی کے کیسے صدمے اٹھاتی ہے عبت کیا شرف مادر پدر کو ہے اگر در زند نیک آمد فضل بہاری سے گلستان ہیں نہال ناہائے شب کا اس ناتوان پر اتھام نکلتے نکلتے راہ اسکی تم بھی کیا پتھر اگیں</p>	<p>ہے دہن غائب تھارا اور کرتی نہیں نہض اس بیمار کی دو دو ہر ملتی نہیں شانہ میں حیران ہیں اسکی کرتی نہیں دام کیسو سے رہائی نہ پھر ملتی نہیں ! تھا غلط مشہور دولت بے ہنر ملتی نہیں اس زمین میں بھک کے شاخ بار ملتی نہیں وہ پری جھپٹا کر لے در بدر ملتی نہیں دان قبولیت بڑا آہ بے اثر ملتی نہیں فوج غم پر مرد غازی کو ظفر ملتی نہیں آہا ر ایسی کوئی سلک اگر ملتی نہیں راہ کیا جانے کی جان نوہرہ ملتی نہیں کچھ صدف کو آبرو مثل گسر ملتی نہیں گھس لگانے کو بھی شاخ بے ثمر ملتی نہیں عنفت سے تو نصرت آہ سحر ملتی نہیں اب پلک سے کیوں پلک لے چشم کرتی نہیں</p>

<p>فکر کو کیا دخل یا رب تیری کنہ ذات میں اے خضر کیسی سبیل عشق ناہموار ہے جب سے اس رشک سلیمان کی چشم لطفنا و صر روز و شب غور شنید و مہر ہے ہر جگر میں گم ہوا ہو جسے اس وادی میں اکلھا ہی قدم</p>	<p>عقل کو اس چار سانی بیشتر ملتی نہیں ایک پگڈنڈی بھی حسین اہ بھر ملتی نہیں آؤ می کیا دیو کی مجھ سے لطف ملتی نہیں یا رتھ تک غیرت شمس و سمر ملتی نہیں رہ روان راہ الفت کی تیر ملتی نہیں</p>
<p>رند اندیشہ کی جا ہے دیکھئے کیسی بنے اب طبیعت یار کی اک وضع پر ملتی نہیں</p>	
<p>ہم صغیران چین کی کچھ خبر ملتی نہیں و لکھو تشکین بے ترے او نامہ بر ملتی نہیں چاہیے انسان کو بھی پاس حفظ آبرو ناوک مرگان کی دلیر وہ جبراحت مکھائی ہو سرو قد کا ہے نمونہ ہر عقیق دل غدار مثل عتقا اکثر و نکا نام سے یاں ہے نشان یک قلم خالی ہوا مرغان خوش لکھائے باغ دل میں اسکے گھر کرے تاثیر کچھ اپنی دکھائے کیون سلیمان آپکے جلسے میں کیا تہی ہو روز وارا اسکی تیغ کے بڑھ بڑھکے سب سے روک سرکھت باندھے کفن میں کئے قاتل کو چلا گھر میں بیٹھے سے بر آتی ہے کوئی امید دل اب تلک سو مرتبہ وہ باندھ چکنا قتل پر شعلین بوشن ہرین فریادی ہرین در پرست اب نہ وہ الفت تھاری ہو نہ الفت کی نگاہ ایک قاصد روز کرتا ہوں پے قاصد روان کیجئے دربار کسکا روز وان پر خاست ہے ہجر کی شب ہاتھ میں لیکو ترسناغ ماہتاب</p>	<p>ہم نفس ہرین بن ہرین باد سحر ملتی نہیں عش غیش آتے ہیں جب اسکی خبر ملتی نہیں یاد رکھے جا کے پھر آب گس ملتی نہیں چشم سوز کو بھی جو اونچہ گم ملتی نہیں و صوفیہ تھے تو اس انگلی بے خبر ملتی نہیں کتے ہیں اکسیر ہے دنیا میں پر ملتی نہیں نام کو بھی بلبل بے بال و پر ملتی نہیں کیون اثر سے جا کے آہ ہے اثر ملتی نہیں وہ پری اک رات جھکوا اپنے گھر ملتی نہیں اس سے بڑھ کر کوئی فریادی پر ملتی نہیں راہ گئے کی تجھے او موت اگر ملتی نہیں جب تلک انسان نہ ہو بے در بدر ملتی نہیں کیا کہے قاتل کو خود اپنی گھر ملتی نہیں دادا نکلی کس لیے اے دادا گھر ملتی نہیں جسکو آنکھیں صوفیہ تھتی ہیں ہر ملتی نہیں نامہ بر جاتا ہے جو اسکی خبر ملتی نہیں نذر گزارنے کسے ان کی نظر ملتی نہیں و صوفیہ تھے تو اس انگلی بے خبر ملتی نہیں</p>

<p>بارہ ہائے شیشہ بول ہیں بھرے دامن میں فصد کی لیچے کس طرح نشتر دیجئے</p>	<p>کسکے سر ماروں دکان شیشہ گر ملتی نہیں رگ ترے سودائی کی دودو پہر ملتی نہیں</p>
<p>بے سرو سامان روانہ ہو گئے کیا تباہ اور نند کوچ ہے اور فرصت ساز سفر ملتی نہیں</p>	
<p>بے ملاقات نہ بندے کا عدم جانا ہو قید ہستی سے رہا جلد یہ دیوانہ ہو ہوشیاروں میں گئے جگو سودیوانہ ہو کعبۃ اللہ کے حاجی کریں جاجا کے طواف حسن اگر مھر کے بازار میں لیجائے تجھے دل سودا نہ وہ ہر بار یہی کہتا ہے نقل کو اصل کا سامان نہیں ہوتا ممکن روفق افزا ہو کسی روز جو وہ غیرت حوالہ سر پھرے میرا بڑا حال ہو چکر آئین جام کو ترے لئے موجود ہو ساقی میرا دشت غربت کی فلک ٹھوکرین کھلو آتا ہی تلخ و شیرین یہاں ونون کو اراہین تجھے صحبت بادہ کشان میں جو تو جاب و حفظ</p>	<p>اسچکین اسچکین صاحب کو اگر آنا ہو آج ہی آئے اگر موت کو کل آنا ہو رنگلی دیکھئے اب آپ میں کب آنا ہو ہم ہوں اور ساقی مہوش تر میخانہ ہو جو کتنی قیمت یوسف ترا بیعنا نہ ہو سیر کر عالم وحشت کی بھی دیوانہ ہو دخل کیا کیسے سنبل میں کبھی شانہ ہو قصر حنبت سے منور مرا کا شانہ ہو میں نہ ہوں بزم میں گردش میں عجبانہ ہو زندگی کا مرے لبر نہ جو پیمانہ ہو بیکسی دیکھئے کب سوے وطن جانا ہو کھاؤں پیٹھے کی طرح زہر کا گر کھانا ہو نقل محفل تری تسبیح کا ہر دانہ ہو</p>
<p>پھر گئی آکے جو اے رند مرے بالین سے ہر یقین موت نے بھی جگو نہ پہچانا ہو</p>	
<p>آشنا اپنے کو گنتا ہے نہ بیگانے کو دل اڑا جاتا ہے آبادی سے ویرانیکو خم کے خم اس میں سما کر میں ایم ساقی تجھے بانچہ ہستی کو جو ہیں نقش فنا لذوق خود اڑکے ہو جتا ہی جو تقدیر کا ہو میرے بھی نخل متنا کو ہر اگر دے گا</p>	<p>پھر وہی جھبک سی ہوئی ہے ترے دیوانیکو جوش و حشر ہے کہ پر لگ گئے دیوانیکو ظرف اتنا تو خدا دے ترے پیمانے کو کھیل لڑکوں کا تجھے ہیں وہ مر جانے کو بر دیے ہیں مرے رزاق نے ہر دانی کو خاک میں جسے کہ سر سبز کیا دانی کو</p>

<p>آفرین آفرین مجھ مست کے مے پیئے پر ہر طرف پھیل گیا بغض و حسد عالم میں مر گیا منتظری میں تری و وعدہ خلاف رہنا عشق صنم کا ہو تو انتشار اللہ عقل کامل پر غرق پا تو اے جوش جنوں حیف ہے جسکی محبت میں چلے دنیا سے کیوں فلک کا سر سرٹھکر بن کھائیں لکے رگم دل ہوں نہ کبھی دیکھ سکون نگاہ یہ ظلم شان رزاقی رزاق تو دیکھ اوصیاد باوجودیکہ موائگ میں جل کر وہ بھی ہو گی کیونکر دل میکش کی تسلی ساقی تازہ ہریلی و مجنون کی کہانی اب تک تحلیہ یار سے منظور ہے ہوا آج کی رات آئیے آئیے مرشد مرے یا حضرت عشق آب و رخاک میں طاقت تھی ہر اکرنے کی بعد و دن بھی ہے عاشق صادق ناکام ساقیا ہم سے تھی دست بھی بیان چھٹکتے ہیں میں تو کیا دیو کے رکھے بھی لکے کا نہیں</p>	<p>مرحبا مرحبا ساقی ترے پلو آنے کو نہ ہی ہر محبت تو قسم کھانے کو موت آئے ملک الموت ترے آئیگو کعبہ اللہ پھر کر چلین بت خانے کو وہ پری آئی ہے گر بیڑیاں پہنا نیکو تائب گو رکھی آیا نہ وہ بہو بچانے کو دیکھ سکے ہوں جو گردش میں مہمان نیکو گل سے بلبل کو جدا شمع سے پروا نیکو لے اڑا دام سے مین مار کے پروا نیکو پر ملا رتبہ سمندر کا نہ پروا آنے کو اور دے اور دے رٹ لگ گئی مستان نیکو لوگ سننے ہیں ابھی عشق کے افسان نیکو شمع کے گرد پھٹکنے نہ دو پروا آنے کو خون دل پیئے کو حاضر ہے جگر کھان نیکو قوت نامیہ ملتی نہ اگر دے آنے کو شمع تربت پر میسر نہیں پروا آنے کو پُر رکھے ساقی کو فرتے میخانے کو دل ہے یہ دل اسے کیا لگتا ہے آجان نیکو</p>
<p>اوپری عالم ارواح نورند سے تنگ گھاڑ دین کا شمس مسلسل ترے دیوان نیکو</p>	
<p>سے روپ پر وہ رشک چین اور زیادہ رکھے چین آراے جہان باغ جہان کو گلگشت گلستان سے چلے آگے جب تم اللہ سے شوخی تری چشمان سیدہ کی بس خیر میں تک ہی جو بیٹھا ہونین خاموش</p>	<p>اسلوب پر آیا ہے بدن اور زیادہ پھولین گل نسرن و سن اور زیادہ چلا میں گے مرغان چین اور زیادہ وحشی ہوے اتو یہ ہرن اور زیادہ چل نکونہ اسے مشفق من اور زیادہ</p>

<p>اے موت ترے آئینہ ہوتی ہی جو تاخیر ہر چند ادائیں تری قتال جہان بین ہوتا ہے لب سرخ سے تیرے جو مقابل گستاخوں عدم گاہ گئے نقطہ کو ہوم چندے جو رہا سہین یونی زلف کا سودا کس گردش دنیا میں مجھے ڈال دیا ہے شبہم نے جو دھویا ہی غبار رخ گل کو آغاز محبت ہی سے معلوم ہوا تھا اس سے نہ ملا بوسہ وہ آنکھوں میں آئی لاحاصل و بیفائدہ ہے تیری مشقت خس پوش کیا سبزہ منظرے مرے یوسف صدے جو اٹھائے ترے اوشام غریبی جلوے ہیں ہی تیرے تولد روشنی طبع طفلی سے جو انی نے تصرف جو کیا ہے طول شب فرقت تری زلف کو خدا نے</p>	<p>میلہ ہوا جاتا ہے کفن اور زیادہ خون ریز ہے بیساختہ بین اور زیادہ خوش رنگ ہے کیا لعل عین اور زیادہ کیا بڑھ کے کروں وصف دہن اور زیادہ لٹ جائے گا ہر عضو بدن اور زیادہ چکر میں پڑے سپرخ کمن اور زیادہ مکھڑا نظر آتا ہے تہن اور زیادہ ہوئے ہیں ابھی لبخ و محن اور زیادہ منگوں کسر سے ہے دہن اور زیادہ پالے گا نہ دو گز سے کفن اور زیادہ بے فیض ہوا چاہ ذقن اور زیادہ یاد آنے لگی صبح وطن اور زیادہ چٹکے گا ابھی میرا سخن اور زیادہ گدرا گیا کافر کا بدن اور زیادہ پیدا ہوں خم و پیچ و شکن اور زیادہ</p>
<p>پوشیدہ کیا جس قدر احباب سے لے رہا تھا مشہور ہوا میرا سخن اور زیادہ</p>	
<p>کیون نہ جو یاد ہے جس خداداد کی آنکھ مردہ کنج نفس جگو مبرا رک بیل دم آخر ہے ہوا تو آچک ورنہ محل کو دیکھا تو تصور گل عارض کا ہوا بھورڈا لون میں سوائے رخ و قد دلدار آج کل سے بین منظرہ نظر ٹھہرا ہوں جرم مشقت کبھی دم بھر بھی نہ احت پائی شوخی چشمی نے کیا سورا کا عالم پیدا</p>	<p>جو رکی شکل ہے کافر کی پرزید کی آنکھ آج پڑتی تھی بری طرح سے صیاد کی آنکھ بند ہوتی ہے ترے عاشق ناشاد کی آنکھ دیکھا نرس کو چمن میں تو تری یاد کی آنکھ ہو جو مال کبھی دید گل و شمشاد کی آنکھ سحر طفلی سے بڑی مجھ پر توصیاد کی آنکھ کس گھڑی سے بڑی شیریں پر فریاد کی آنکھ کام لاکھو نہیں کرے اس تم لکھا کی آنکھ</p>

<p>اگر گئی نیند مری ز مرے سنگر شب کو مرضِ ہجر نے اس درجہ کیا زار و نحیف کس طرح ویدہ مرغ سے دیجاے مثال ہو خدا حافظ و ناصر تر الے مرغِ چمن کھینچتے دیکھ لیا اُس نے اگر اپنی شبیہ مہربانی ہے نہ اگلی سی نہ الفت کی نظر</p>	<p>نہ لگی صبح تلک شام سے صیاد کی آنکھ دُھو نہ دھتی پھرتی ہر جگہ ہر اد کی آنکھ اثر ہے سے بھی سوا رخ ہر جلا دی آنکھ یہ بھی ترھی تری جانب ہر صیاد کی آنکھ دیکھ لینا کہ نکلو اے گا ہزار کی آنکھ پھر گئی چار ہی دن میں تم ایجا دی آنکھ</p>
<p>کس طرح سے زدن شعر میں کامل ہوئے رند دس برس تک بھی ہوا آتشِ سببِ ستاد کی آنکھ</p>	
<p>کیا سن چکے ہیں آمدِ فصل بہار ہاتھ گھر دینگے پیر ہن کو مرے تار تار ہاتھ اُسکے ہیں بڑھکے کیا سو حسیب و کنار ہاتھ باندھو دس سے زلف کے تم استوار ہاتھ ذو رو نہ چڑھ چکا ہے ترا اوٹکار ہاتھ تو جب کو چاہے دم میں اُسے کرے بے نیاز پیشا کروں میں سینہ و سر اہنا عمر بھر رہ جاتے ہیں اچھ کے گریبان کے تار سے تیرے سوا جو شانہ بنے اور زلف کا صبحِ شب وصال کی جب تو پ جل گئی میرے گلے میں ہے ابھی تسمہ لگا ہوا انکو وہی گریزِ شب وصال بھی رہی صدر سے پاسے رخس کے تھرائی ہر زین آویزہ گوش یار کا اس کو بناؤں گا آتے ہیں یاد پاسے نگارین جو یار کے کیلا کرو طرح سے سنستہ ہزار شانے کی طرح اسکو بھی لپکا سا بڑ گیا</p>	<p>جاتے ہیں سوے حسیب جو بے اختیار ہاتھ دوڑے ہو سوے حسیب یوں ہن بار بار ہاتھ وحشت میں پیر ہن کو کرین تار تار ہاتھ فی الواقعی کہ ہن مرے تقصیر وار ہاتھ مرجان کرے کلائی تو اُسکا آثار ہاتھ دینے کے لئے کیم ہیں تیرے ہزار ہاتھ پائے تھے کیا اسی لیے پروردگار ہاتھ ایسے تو ہو گئے مرے زار و نزار ہاتھ سو کھے خدا کرے صفتِ پشتِ خار ہاتھ دل سینے میں اُپھلنے لگا چار چار ہاتھ قاتلِ خدا کیواسطے اک اور مار ہاتھ چھوٹے دیا نہ پاؤں کو بھی در کنار ہاتھ نیرے کے کر رہا ہے کوئی شہسوار ہاتھ آجائیکا جو کوئی در شا ہوار ہاتھ ناچار ملنے لگتا ہوں بے اختیار ہاتھ آیا مگر نہ افی گیسوے یا ر ہاتھ جاتا ہی سوے زلف جو بے اختیار ہاتھ</p>

<p>میری خطا ہو انکو بحث باندھتے ہیں آپ بہتر میری لاش جو اس طرح دفن ہو کا پتہ نہیں اگر تو رشتہ پیری نہ جانو اے دوست دل جو کتا ہی کرتے ہیں یہ وہی سرگرم چاکر حسیب وہ ہم کو چہ گرد زین مولامری عدو نے اٹھایا ہی سر بہت</p>	<p>تقصیر وار میں ہوں کہ تقصیر وار ہاتھ مردہ درون قبر برون مزار ہاتھ چاک کفن کیواسطے ہیں بمقرا ہاتھ مجبور ہیں جو پاؤں تو بے اختیار ہاتھ قابو میں پاؤں بھی تو نہیں درکنار ہاتھ اک چھوڑ دو اُدھر بھی شدہ ذوالفقار ہاتھ</p>
<p>خلوت سرائے پانی بھی رند اسی عمر کھر مرکز لگا ہے گوشہ کسب مزار ہاتھ</p>	
<p>منہ نہ ڈھا لکوا تہو صورت دیکھ لی شکل بدلی اور صورت ہو گئی ایک بت سجدہ نہیں کرتا تجھے ! ہے عیان حال سگ اصحاب کھف چار دن بھی تو نہ تم سے بچھ سکی جاتے تھے ہم نہ ابد مجسر کی گھورتے ہیں اب نگاہ قمر سے کیوں اجل اب زہر پسواتا ہونہیں کھل گئی بندے پر قدر و منزلت جا کے گھر بھوٹوں نہ پوچھی بات تک اس سے کہ عادت سے جو واقف ہو بحر ہستی میں فقط مثل حباب ! آپ حیران ہو گا اپنے حسن کا ! سپاندنی راؤن میں چلاتا پھرا پھر وہی ہے بوریا اولہ اپنا فقر کہہ ان پر اتا ہی وہ کافر مجھ سے آنکھ یاد آیار رند وہ بیان شکن</p>	<p>دیکھ لی اے سو طلعت دیکھ لی اک نظر جسے وہ صورت دیکھ لی بس خدا یا تیری قدرت دیکھ لی جانور کی آدمیت دیکھ لی آپ کی صاحب سلامت دیکھ لی وہ بھی صاحب کی بدولت دیکھ لی چار دن چشم عنایت دیکھ لی راہ تیری ایک مدت دیکھ لی تھی جو صاحب کی حقیقت دیکھ لی بس تری بھوٹی محبت دیکھ لی دیکھ لی خویری خصلت دیکھ لی ہے مجھ اک دم کی جہلت دیکھ لی آئینہ میں گم وہ صورت دیکھ لی چاند سی جس نے وہ صورت دیکھ لی چار دن کی جاہ و شمت دیکھ لی کیا نگاہ چشم حسرت دیکھ لی گر کہیں باہم محبت دیکھ لی</p>

<p>ہن یہ سارے جیتے جی کے واسطے آدمی سہتا ہے کیا کیا ذلتیں ہم بھی جائیں گے سلیمان تک کبھی درد لہ کو چون میں ہم بھی پھر چلے کشت زار زعفران سے کم نہیں کیون دیے ہیں تو نے قسام ازل دو زکوۃ حسن کچھ درویش کو اکتے اک ہیں ایک سے لے لاکھ تک غم نے اس درجہ کیا دل میں ہجوم اور کیا ہو یار کی آنکھ میں سے کام یاد رکھنا شرط اور مشروط ہے رنج و اندوہ و ملال و درد و غم سبزہ مدفن اگا تھا کیون فلک لڑ گئے وہ ایک ذرا سی بات میں جی نہ ٹھہراے ترابے مشغلے ! کیا مجھے پیدا کیا ہے اے خدا بیکسی میرے لیے پیدا ہوئی بولا مرغ نامہ بر کو گر کے فرج دہنگی میں جان انکی ہے مری بار یا ب خلوت محبوب ہے مرقد تیرہ میں کافی ہے مجھے ! کیجیے ہر دم عبث تن پروری خامہ قدرت نے نکھینچیں وہ بھوین</p>	<p>کون مرتا ہے کسی کے واسطے نفس مردود شقی کے واسطے عرض کرنے اک پری کے واسطے ایک حسن خانگی کے واسطے رنگ زرد اپنا ہنسی کے واسطے بیچ لاکھوں ایک جی کے واسطے ہن بڑے رتبے سخی کے واسطے صف شکن مرد جبری کے واسطے جا نہیں ہے خرمی کے واسطے خلق ہن جادو گری کے واسطے آدمیت آدمی کے واسطے صدے ہن یہ آدمی کے واسطے آہوؤن کی کیا پری کے واسطے پرون روٹھے اک گھڑی کے واسطے عشق کرے دل لگی کے واسطے ان بتوں کی بندگی کے واسطے میں بنا ہوں بیکسی کے واسطے یہ سزا ہے اپنی کے واسطے ہاے کس چنپا کلی کے واسطے کیا شرف ہے آرسی کے واسطے داغ سودا و دشنی کے واسطے اے اجل کس زندگی کے واسطے راستی یہ ہے کجی کے واسطے</p>
<p>حشر کے دن رند کو بخشائیو ! یا علی روح نبی کے واسطے</p>	

<p>کوئی تو سنے گا دل نا شاہ ہماری بھولے ہوئے بیٹھے ہو عیث یاد ہماری لوگھات ہی میں بیٹھا تھا صیاد ہماری خلقت ہوئی کیوں صالح ایجاد ہماری جانکا میان دیکھے گا جو فریاد ہماری افسوس مشقت ہوئی برباد ہماری تاعرش جو ہو پوچھی کبھی فریاد ہماری بڑجائے کہیں آہ نہ صیاد ہماری کیا طرز کہے گا کوئی استاد ہماری تقظیم کیا کرتا تھا فریاد ہماری سُن رکھے ذرا حسن خدا داد ہماری ہو رہا ہے کہیں خاک بھی برباد ہماری نصویر مسلسل کھینچے ہزار ہماری یہ اُترے وہ بستی رہے آباد ہماری ماین جو یہ سرود گل و شمشاد ہماری تقصیر تھی کیا صالح ایجاد ہماری بیٹی نہ بندھے اسٹھ پہ جلا د ہماری تب ہوئیگی قدرا و ستم ایجاد ہماری</p>	<p>برباد نہ جائے گی یہ فریاد ہماری اُٹھ جائیگا جب ہم تو بہت یاد کرے گی نکلے تھے جن سے کہ پھنسے تھے نفس میں کچھ تری خدائی کی قسم ہم نہیں سمجھے کرنے کا نہیں قصد کبھی کوہ کنی کا رہزن تھی اجل منزل الفت انہو کی طے تھرائیگی او جہنم فرشتے تری سکر اچھا نہیں ہر وقت اسیر و نکاستانا پیدا تو کرے پہلے فصاحت یہ بلاغت تسلیم کیا کرتا تھا جھک کر ادب اقیس چندے یہ ترقی ہے تزل ہی پھر آگے ہم راضی ہیں نکلے تو غبار آپکے دل سے کاغذ پہ نہ ٹھہریگی شبیہ اہل جنوں کی گھر ہے عدم آباد میں نیاسے عرض کیا دم بھر فکر میں نشو و نما بلخ جان میں اپنے یہ قدرت سے بنا کر جو بگاڑا یہ رنگ گوارا نہیں سرکنا ہی کٹ جائے جب کوئی ستم سہنے کے قابل نہ ملیگا</p>
<p>رندانہ کلام اپنا پسند آتا ہے رند اکثر غزلیں پڑھتے ہیں آزاد ہماری</p>	
<p>کھنڈی کھنڈی چلی آتی ہو ہوا ساونکی لے آئی مجھ کوئے ہو شراب ساونکی رنگ لائی تھے ہاتھو خین حنا ساونکی مور جلاتے ہیں آتئی ہو کیا ساونکی روپ دکھلانے لگی نشو و نما ساونکی</p>	<p>جھوم جھوم آئی ہے کھنڈو دکھلا ساونکی صورت ابرو ہوا پر مارج اے ساقی خون عشاق میں پھر پسے لگی گندھنے لگی کو کے اک سمت پیہا کہیں کوئل کہے شولہ لہلہانے لگے جنگل ہے پھر کھیت ہرے</p>

	<p>کم نہیں باد بہاری سے ہوا ساونکی ذول سے جیسے ہستی ہے گھٹا ساونکی جان پر کسی ہونا زل یہ بلا ساونکی کیا رہی ہاتھو نہیں اس گل کے حنا ساونکی</p>	<p>اس سے بالیدہ ہوں اشجار کھلائے جو یہ گل فرقت یار میں یوں لگتی ہے اکھنوں کی پھری دیکھتے کالی گھٹا ہجر میں رلو اسے کسے پھول لالے کے بھی شرمندہ ہیں شمع ہرنگ</p>	
	<p>کان میں دیس کی آواز بجلی آتی ہے رند تائیں لیتی ہے کوئی سورا لقا ساون کی</p>		
	<p>عشق علی و حب حسین و حسن مجھے کیا پھاڑ تو نہ کھائے مرا پیر میں مجھے مارا قضا نے کر کے غریبا وطن مجھے دکھلا میں کندہ کر کے حقیق میں مجھے آنکھیں دکھانے آتے ہیں جنگلی ہرن مجھے میں دامزن کو تاکتا ہوں اہ دن مجھے دیکھوں کھائے کیا مراد یوں اپن مجھے پھانسی لگاتا اپنے جو ملتی رسن مجھے لہ گار یو مع طوق و رسن مجھے! دھونڈھا کیا سخن کو تو میں اور سخن مجھے استاد اپنا جانتا ہے کوہ کن مجھے روئینگے میرے بعد سب اہل سخن مجھے مارا فلک نے کر کے غریبا وطن مجھے کانٹوں میں کھینچتے ہیں گل یا سمن مجھے روئینگے دار مصیبت مار کے اہل وطن مجھے ہوگی نہ ساز و دار ہوا سے چین مجھے روز آسے تاک جاتے ہیں زو کفن مجھے ثابت ہوئی گمر نہ تھا ارادہ میں مجھے او ترک جب سے بھایا ترابا کلین مجھے</p>	<p>سائل ہوں اسے کریم تو نے ذول میں مجھے جوش جنوں میں ہے یہ وہاں بدن مجھے آخر ہوا نصیب نہ گور و کفن مجھے دندان بھائیں نقش لب سسج پار پر وحشی جو تجھے ہیں کسی شہر غزال کا ہر نفس میری فکر میں میں فکر نفس میں لے نکلے سوے دشت یہ کیا کوہ کی طرف فرقت کی شب یہ تنگ کیا یاد زلف نے بعد ضایع جوش جنوں رنگ لائے گا یکجا ہوئے نہ لازم و ملزوم جب تلک شاگردی میں رہا ہر میرے قیس بد توں پھر مجھ سا خوش بیان کوئی پیدا ہو کیگا مٹی نہ پائی دست احبا کی یا نصیب دلو اکے یاد خط کسی رو سے صلیح کا آجائے گا جو مرگ غریبی کا تذکرہ بے یار سر پھر آئے گی گل گشت بوستان میو ذی خاک کے بعد بھی دینگے اذیتیں واقف میں اب تلک نہیں اسرار غیب سے خنجر تراہر ایک سے لیتا ہے نوک کی</p>	

	امید کسی سے نہیں گورکن مجھے بے غسل و بے نمازیوہیں بیگن مجھے دریہیرانہ لین کہیں درد سخن مجھے		کھدوائے گور قبر میں گروائے لاش کو دریامیں سب ہائیکے ملکر عزیز دوست دیوان سے لے چکین یہ میضامیں میرے کج	
	سیف زبان سے لیتا ہو میں کا تیغ زرد اللہ نے بنایا ہے شمشیر زن مجھے			
	نرگس کس گل کو تک رہی ہے کیا پھولوں کی بو مہک رہی ہے بجلی کیسی چمک رہی ہے سودا تو گیا ہے جھک رہی ہے اک آگ پڑی دھک رہی ہے کس یاس سے تم کو تک رہی ہے دیوانی ہوئی ہے بک رہی ہے بلبل کیا کیا چمک رہی ہے اک پھانس پڑی کھٹک رہی ہے وحشت تو مٹی جھجک رہی ہے کیا زندہ نہیں ہی سسک رہی ہے ادموت کہاں تو تھک رہی ہے کندن کی طرح دمک رہی ہے شبنم گل سے ٹپک رہی ہے		حیران سی ہے بھجک رہی ہے آئی ہے بہار غنچے چٹکے !! میخانے پہ منہ برس رہا ہے باقی ہے اثر ابھی جنوں کا !! پوچھو نہ جلن کا دل کے احوال نرگس کو تو آنکھ اٹھا کے دیکھو لیلی مجنوں کا رشتی ہے نام پینام بہار آن پوئیا مژگان کا جو دل میں ہی تصور ہو جائے گا رام رفتہ رفتہ باقی جو یہ جان نا تو ان ہے آنے کی ترے ہی منتظر ہے کیا شوخ ہے وہ سنہری رنگت لوے رنگین عرق فشان ہے	
	ہم لہندہ ہیں بزم اپنی کس مات بے جام مے و گزک رہی ہے			
	گل مست ہوئیں مین بیالہ پیہ ہوئے لگے برس کے تھے جو گربان سے ہوئے برسون پھرے ہیں جاگے بیان کیے ہوئے رہ رہ گئے ہیں قفل دیے کے فیہ ہوئے		خاموش داپ عشق کو بلبل لیے ہوئے اسال فضل گل مین وہ پھر چاک ہوئے ہم بھی ہوا میں اک گل نوخیز حسن کے دوکانین مے فرو شوئی کب پڑی ہر بند	

<p>لے دل خدا کیواسطے خود کو لیے ہوئے برسوں گزر گئے ہیں یہاں پہلے ہوئے لعل کھلے بوزخم جگر تھے سے ہوئے دونوں علاقے ہیں یہ ہمارے لیے تھے طالبِ ضاعِ دوست کے دھرنے دیے ہوئے کیسے اُنھیں یہ کام ہیں جنکے کیے ہوئے سر ہو ہم عشق نہ بے سر دیے ہوئے عاشق ہوئے نہ آپ کے ہر پیے ہوئے روشن کبھی نہ دیرین لگی کے دیے ہوئے سارے یہ کھٹکے ہیں ہمارے کئے ہوئے ہم روز سوئے اسکو بغل میں لیے ہوئے دو بوتلوں کی مستی تو بڑے پیے ہوئے بندش سے میری تنگ بہت قافیے ہوئے</p>	<p>عشق صنم پر حسین ہیں خود داریاں ضرور مرشدِ عشق ہم ہیں مرید اس جناب کے وہ آکے مسکرے اس انداز و ناز سے روز ازل سے دخل و خود و عدم میں ہی ہیں بہت بہت دیرین جلی ہیں کعبہ میں میدانِ امتحان میں ہمیں بھیج دے کیجے نام و اپنے وادی میں رکھنا کیا قدم کس سطح کا پھیس بدل کر ہو پختہ ہیں حاصل ہوا بتوں سے نہ عاشق کو مدعا تعویذ و نقش کچھ نہیں کرتے اثر وہاں اک شب ہوئی نصیب سلیمان نہ پوری اکٹھو نہیں پھرتی ہیں جو وہ اکٹھو نہیں باندھا جو چست چست مضامین کو کیسا تھ</p>
<p>عاشق مزاج رفتے ہیں پڑھو ہر کھلے بندشیر اشعارِ رند کے انورے مرثیے ہوئے</p>	
<p>کھلے ہیں گل ویا سمن کیسے کیسے سنائے زبان نے سخن کیسے کیسے مرادوں میں پہنے کفن کیسے کیسے چکائے بنے ہیں ہرن کیسے کیسے لپٹے گھات میں راہزن کیسے کیسے خم و پیچ و چین و شکن کیسے کیسے اٹھائے ہیں رنج و محن کیسے کیسے دکھاتے تھے دیوانے پن کیسے کیسے جھٹ میرے داغ بدن کیسے کیسے ہزاروں ہیں یاں گلبدن کیسے کیسے</p>	<p>چمکتے ہیں مرغِ چمن کیسے کیسے کیے نظم و وصف دہن کیسے کیسے ذرا دیکھ کجرت سے سوتے ہیں غافل تجھے دیکھ کر پو کڑی اپنی بھولے کسی کے نہ ہتے چڑھا راہ بھر میں خدا نے بنائے ترے کیسوں نہیں عدم جا کے ہستی کا یاد آئے گا کیا ہمیں بھی کبھی عشق کے دلوے تھے نہ کی اف بھی سوئے میں اللہ سے ضبط نہ رنگت ہی تیری سی ہو ہے نہ تیری</p>

<p>کھلے بندھے ان گوئے گوئے ڈرو پیر جلا میں نہ کیوں غول صحر میں شمعیں دکھاتے ہیں دیوانے جب زور وحشت نہ ہنسنگ ٹھہرے جو یا قوت لب کے ہمان گل تھے اک خار بھی ان نہیں ہے لڑیں سبے وحشی نگاہوں کی آنکھیں</p>	<p>یہ بھنبند اور نور تن کیسے کیسے موسے یاں غریب الوطن کیسے کیسے توڑاتے ہیں طوق و رسن کیسے کیسے ہوئے زرد لعل میں کیسے کیسے اجارے خزان نے جن کیسے کیسے جئے ہیں یہ جنگلی ہرن کیسے کیسے</p>
<p>ملے تھے ہمیں رند کل اتفاقاً رہے ذکر شعر و سخن کیسے کیسے</p>	
<p>چڑھی تیرے پیار فرقت کو تب ہے مریض محبت ترا جان بلب ہے وہ آفت ہی آفت ہی آفت گلی یار کی ہے قدم رکھوں کیونکر جو ابرو دکھایا تو عارض بھی دکھلا ہوئی صبح پیری کٹی اب جوانی وہ زلف سیہ ہے کہ مشک ختن ہی کھلا کچھ نہ مجھ پر نہ آنے کا منشا جو شجرہ تھا مخمور کا فخر ہے میرا غیبت سمجھ دقت فرصت کو غافل خدائی خدائی کا جلوہ ہے اوبت کروں کیوں نہ سامان عشرت ہیا جسے لوگ کہتے ہیں شاہ خراسان</p>	<p>بندت قلق ہی نہایت تعب ہے تجاہل ستم ہے توافل غضب ہے غضب و غضب و غضب و غضب چلون سر کے بھل یاں مقام ادب ہی وہ قرآن ہے یہ ہلال رجب ہے یہ جلنا فقط شمعسان شب کی شب ہی نہیں خط سوا دیا ر حلب ہے ہمت کچھ تو فرمائیے کیا سبب ہی جو کھٹا قیس کا سلسلہ وہ نسب ہی نہ ہاتھ آئیگا پھر یہ موقع جواب ہے یہ حسن جوانی نہیں شان رب ہے شب وصل دلبر عروسی کی شب ہی وہ بے شہد ابن امیر عرب ہے</p>
<p>غلام اسکا ہوں جو ہے کوثر کا ساقی جب ہی رند میخوار میر القب ہے</p>	
<p>یہ رفت رگفتار اللہ رکھے ؟ کرے ساتھ کس کیسے شیریں زبانی</p>	<p>بکھے او طرح دار اللہ رکھے ؟ بہت ہیں نمک خوار اللہ رکھے</p>

<p>سنبھالا ہے نام خدا آپ کو اب یہ ہیں خم کے خم روز ہوتے رہیں صرف اکڑ کر وہ چلتے ہیں بچوں کے بل سے رہیں روز شیخ و برہمن میں بھگڑے مسیح کی ہیران دنوں آنکھ سیدھی پڑا ہے بڑا عشق بازی کا لپکا وہ زلف سید دیکھ کتے ہیں عاشق رہے گرم بازار حسن و محبت مسیح بھی بیمار الفت ہے تیرا رہے شوق آنکھوں کو حسن بنان کا پہلے پھولے ہر فصل میں یا آبی پھنسنے ہو بری طرح رند و غنیمت یہی تو وسیلہ ہے اک مغفرت کا</p>	<p>ہوے ہیں وہ ہشیار اللہ رکھے یہ بھٹی یہ میخوار اللہ رکھے سنبھالی ہے توار اللہ رکھے یہ سجے یہ زنا ر اللہ رکھے بجا اب یہ بیمار اللہ رکھے تجھے او دل زار اللہ رکھے بلا میں گرفتار اللہ رکھے یہ جنس اور خریدار اللہ رکھے تجھے چشم بیمار اللہ رکھے مجھے خودیدار اللہ رکھے شگفتہ یہ گلزار اللہ رکھے یہ بیتیہ دستار اللہ رکھے ہمیشہ گنہگار اللہ رکھے</p>
<p>غنیمت ہو ایسے برے وقت میں رند یہ دربار سرکار اللہ رکھے</p>	
<p>غزل مشاعرہ واجد علی شاہ</p>	
<p>وقار شاہ ذوی الاقدار دیکھ چکے لقاب کھوکھو کے روئے نکار دیکھ چکے جہان کے عیش و غم روزگار دیکھ چکے وہ جیتے ہی ہوئے ایسا سے نزع کی آگاہ خدا کے واسطے اب چھوڑ جسم خاکی کو جنون نے خوب کھائی ہا حبیب و کنار وہ قول غیر کو دیتے ہیں لیتے ہیں اقرار یقین ہو اب مکرین میرے قتل میں تاخیر</p>	<p>نہو ر قدرت پروردگار دیکھ چکے کچھ ایک بار نہیں لاکھ بار دیکھ چکے جو دیکھنا تھا سو پروردگار دیکھ چکے جو صدمے تیرے شبِ انتظار دیکھ چکے اذ نہیں بہت اوجان زار دیکھ چکے ہوا میں اڑتے ہوئے تار تار دیکھ چکے تری طرف کو دل بیقرار دیکھ چکے فسان چٹلے وہ شجر کی دھار دیکھ چکے</p>

<p> نہ ڈال پیچ میں خاطر ذاب پریشان کر کرے وہ زینت خراک یا حلال کرے نہ پہونچا ایک بھی ذرہ تمھارے دامن تک ہوئے سفید و سیاہ جہان سے واقف کئے ہیں خوب سے نظائے باغ ہستی کے الٹی تو نے شرف جس کو آسمان پہ دیا نہیں ہے ایک میں ہمت یہ وہ زمانہ ہی تھی ہے نشہ الفت سے یہ حم گردون کلاہ کج کو ہٹا کر دکھا دیا ابر و بھلا وہ خاک کرین قصہ بزم ہستی کا ہوا یقین فرشتوں کو خاکساری کا عمارے باز جو یہ کٹھے گھٹے والے ہیں اٹھائی گیرے ہیں سب جیسا ذہن مفسد جینیو سنہون سے بہتر ہوا نکے زہد سے کفر سوئے ذات خدا سب کے واسطے ہونا قصور بخت ہو بھر جائیں اب اگر محروم ہزار شکر کہ باقی نہیں کوئی حسرت بخت کو لے گئے میت فرشتہ نقال </p>	<p> بہت سے درو سروذلف یار دیکھ چکے کہیں ادھر کو بھی وہ شہسوار دیکھ چکے ارٹا کے خاک بھی ہم خاکسار دیکھ چکے بہت سی گردش لیل و نہار دیکھ چکے جہان کو بس مرے پروردگار دیکھ چکے وہ سر زمین بھی یہ خاکسار دیکھ چکے غریب دیکھ چکے مالدار دیکھ چکے شراہین پکے ترے بادہ خوار دیکھ چکے قسم علی کی کھنچی ذوالفقار دیکھ چکے جو لوگ راحت کنج مزار دیکھ چکے کفن لکھا جو یہ خط بخار دیکھ چکے ہما نہیں جیسے ہیں ذی اعتبار دیکھ چکے کچھ ایک دو نہیں مہتو ہزار دیکھ چکے یہ لوگ جیسے ہیں ایماندار دیکھ چکے ثبات ہستی نا پائدار دیکھ چکے در کریم تو امیدوار دیکھ چکے بہار تیری بھی او گلزار دیکھ چکے عزیز نکول کے میرا مزار دیکھ چکے </p>
<p> دروغ ٹھہرے سب قرار یار دیکھ چکے فریب دیتا ہے ہر بار یار دیکھ چکے نگاہ کج سے بھلا جس نے عمر بھر دیکھا رہی ہو کس سے نہان یا رگی تجلی حسن دلا جو عشق میں صے دیے ہیں باد میں سب </p>	<p> تری صداقت گفتار یار دیکھ چکے نہیں تو ایک کا بھی بار بار دیکھ چکے وہ سید عالم سے سوئے مزار دیکھ چکے کچھ اک تھیں نہیں موسیٰ ہزار دیکھ چکے ترے فتوے بھی اونا بکار دیکھ چکے </p>

<p>سوال حسرت دیدار سن کے فرمایا ثبوت جسم پہ اندیشہ کیا رہا باقی یہ بار کفر تو ایمان سے بھی سنگین ہے وہ ملاز کو نہا ہی ہم سے جو رہا ہے نہان رہا نہ طعنہ زنی کا مقام یوسف پر</p>	<p>یہ دل لگی نہیں بس ایک بار دیکھ چکے رحیم جب تجھے تقصیر وار دیکھ چکے گلے میں ڈال کے زنا ریا دیکھ چکے بھلے بُرے تھے کردار یا دیکھ چکے تجھے بھی ہم سر باز ریا دیکھ چکے</p>
<p>گر ان ہی اپنی تو قسمت پہ بار احسان رند اٹھکے دوش پہ یہ بار یا دیکھ چکے</p>	
<p>سب غم خاک کر تری حسرت میں کھوئی ہے جان تو میں یقین ہوا دل نے کھوئی ہے یاں رہ کے کون عمر کو ضایع کرے عبت سو یا جو میں تو یا رہ کے دلکا مٹا غبار مٹھا کون آکے لاش یہ ہوتا جو نوہ گر کیا جانے پیر تریخ یہ نیرنگ ساز یاں جھوٹی مین میں ہیں فقیر تھے کہ یہ بھیک کے بیلادی کیسی اسنے تو کروٹ کبھی نہ لی ہر تر نہ ہو دو شلے سے کیونکر کلیم فقر شیرین شکر سے بھی تنگ و چو کا غبار ہے دشمن سے بھی نہیں ہو عداوت فقیر کو عادل ہے دیگا حاصل کشت عمل ہمیں رو رو کے بھی کٹی نہ شب تار ہجر یاں خند ہم تجھے قسم چین آراے دھڑکی روشن ہے آفتاب وہ گورا گورا بیٹ تار سر شک سوزن مرگا نہیں ڈال کر مجھ سخت جان کو موت نہ آئیگی شہر تک اب نصف گئے ہیں لے آگے جو عیب تھا</p>	<p>او موت کیا تو مر گئی کس نیند سوئی ہے یا خضر آپ ہی نے یہ کشتی ڈبوئی ہے تم غور سے تو دیکھو ہمارا بھی کوئی ہے شبنم نے گرد عارض گل کے دھوئی ہے ہاں بکسی تو آج تلک محکوم روئی ہے محکوم یقین ہے کہ بس پردہ کوئی ہے رغبت جو ہو ہو تو کو تو حاضر سوئی ہے کس نیند کے خدامی تقدیر سوئی ہے اوڑھا کیا کلیم جسے یہ وہ لونی ہے لے دل سمندیا کی کیا شمع پوئی ہے لے دوست یاں بدیکا عیش بھی نکوئی ہے کاٹینکے آپ ہم نے یہ کھیتی جو بوئی ہے بھاری ہوئی ہے جون جون یہ کیلی بھگوائی ہے کیا سوچ کر تو حالت گلشن پڑوئی ہے بہتر کرن سے یاری کرتی کی توئی ہے نخت جگر کی عشق نے بدھی پردی ہے آب حیات سے مری مٹی بھگوائی ہے لاکھوں ہنر ہیں حسین کہ ایک عیب جس ہے</p>

	بہت سو استعارہ و اغراق سے نہیں		پھر کیوں پسند خلق مری سادہ گوئی ہے
	کیا شاعران حال کے جیسے نہیں جانیے		اب ہم نند شاعری نری یادہ گوئی ہے
	<p>بہت آتے ہی صوفی قدم رسول چلے مدام پتے سے پھول جبے پھول چلے جلا کے شعلیں چارو لطف سے غول چلے یہ ہیں انہی کے اس گھر کی چول چلے صحابہ ساتھ لیے جس طرح رسول چلے اسی ہندو سر میں کچھ وزن ہم بھی چھول چلے زبان جب تلک لے نائب رسول چلے خضر سے پہلے ہدایت کو اپنے غول چلے تسکفہ آئے تھے اس بلغ سے ملول چلے فلک جو چار قدم تو مرے شمول چلے جو یاد آگئی اسکی تو خود کو بھول چلے بتا کے باہرہ قاتل کمین نہ ہول چلے فقیر پر درد دولت سے بے حصول چلے نہ کار فرغ زمانے میں بے اصول چلے جو جمع اپنی تھی سب کر چکے وصول چلے تھاری یاد میں عشاق سب کو بھول چلے قبول ہو نیکو ہم سے بھی ناقبول چلے لے نہ عین اگر ساقیا تو پھول چلے ذرا سی طرح میں ایسے جناب بھول چلے رویت یاد رہی قافیہ کو بھول چلے جو بچکے دشت مغیلاں کوئی غول چلے اگر کھیرے کی چالین کوئی فضول چلے</p>		<p>کیا ہو قلب میں شیطان نے حلول چلے شرابین خوب سی پین بادہ خواہ بھول چلے اڑاتے رند جو صحر کو خاک وصول چلے نہ بدلے چال کو اپنی فلک کوئی ساعت وہ ساتھ رکھتے ہیں سطح مجمع عشاق بہت سے گردش فلاک کے سے صدمہ لگے نہ ناکو سے جز مرچ بختن دم بھرم نکل کے گھر سے اگر جائیں دشت و شست کو زبان حال سے کتا ہی اپنی ہر اک گل یقین ہو کہ زمین پر گرے وہ چکر آئین خیال یاد کا خود رفتگی نتیجہ ہے ہر خوف جانکا ایسے پھلکیت سے ہر دم پوچھکے یاں کوئی اب تک بھر انین محروم نہو کا شاء کامل بغیر علم عسر و ض ہیں اب تعلقہ دہر سے علاقہ کیا ہوئی تمھارے تصور میں بخودی طاری سنی جو بیشتر اس میں صفت نیکی کی ضرور چاہیے گلشن میں شغل بادہ کشی یہ کیا سمائی طبیعت میں قبلہ و کعبہ فراق یار میں جب فکر شعر کو بیٹھے بکیر وادی پر خار کی طرف بھیجوں میں اسکی پانی خطر نہ کر دوں مات</p>

آگہی کو نئے مسلک ہے یہ جہول چلے	بگاڑا شعرون نے حال کے طریق سخن
ملا ہے غنچہ دہن کون سا بتاؤ رند ہے نہ آپ دین تم ہاتھ پاؤں پھیل چلے	
قد بالا وہ دکھلائے دین ہر پاک قیامت ہی کشادہ کس قدر اللہ تیرا خوان نعمت ہے جو چشم غور سے دیکھو تو دنیا جالے عبرت ہے سو اتیرے یہ اے صنل عالم کس میں قدرت ہی نہیں معلوم تجھ کو اے اجل کے دم کی ہمت ہی اگر عرش معلیٰ پر دماغ اہل دولت ہے مرے دامان تر کو سب کہیں گے ابرکت ہی مال مال دنیا خاک غیر از یاس و حسرت ہی مرامولا امیر المومنین شاہ ولایت ہے فلک ان رفعتوں پر دیکھنا کیا پست ہمت ہی وہ رکھیں یاد تحقیقات جن لوگوں کی عادت ہی ربیع الاولین کی گیا روضہ یوم ولادت ہی طلسمات جہان میں بارالہا مجکو حیرت ہے جنون تری بدولت رنج دنیا سے فراغت ہی بظاہر بت پرستی ہے حقیقت میں عبادت ہی بلا تشبیہ وہ چہرہ بھی خود شہید قیامت ہے غزالی نبض ہے میری رم آہو کی سرعت ہے زمین شعریں مجکو یمن بندگی کی خدمت ہے خدا نے ایک کو یان دوسرے پر دی نصیبت ہے	قیامت کی علامت ہے کہ انکا قد و قامت ہی بلا ناخترے مگر دوست اور دشمن کی دعوت ہی نشان تک تاجداروں کے نہیں ملتے یہ نوبت ہی بنایا خاک سے سب کو جدا پر سبکی صورت ہے اگر دریافت ہو جا تا تو فرصت جلد کمر لیتا سمجھتے ہیں گدا معراج اپنی خاک ساری کو جو آیا آفتاب حشر میں زاہد یہ تیرا دامن دینے کا رُک قبروں میں آخر گڑ گئے منعم مجھے کیا خوف ہے ہنگامہ محشر کا او واعظ ملا یا خاک میں اس کو جسے چمکا ہوا دیکھا میں رو در و ماہ و سال اپنے تولد کا بتاتا ہوں سن ہجری پر تھے بارہ سو بارہ جمعہ کا دن تھا عجائب ہے خدائی کا تری جو کا رخا نہ ہے غم سود و زیان داریم مانہ فکر کا لائے تصور کر کے کعبہ کا صنم خانہ میں ساجد ہوں یہ تابش حسن کی پر ڈوبے ہیں اپنے عرق میں ہم دم آخر تصور ہے زبس و حشی مرا جون کا گل تازہ شگفتہ ہوئے ہیں مضمون رنگین سے غلط فہمی ہے یہ کہنا کہ دنیا میں نہیں مجھ سا
احبابم بر سر موہم ز بنیاد مچہ نمی پرستی نقطہ بحر جہان میں رند غافل دم کی ہمت ہی	
گھٹا زور جوانی نا تو اتنی تری شدت ہے	بدلیے کرو میں ہر دم کہاں یہ تاب و طاقت ہی

ہوا ہیجان سودا پھر وہی پھر زور و وحشت ہی
ملاقاتیں پھینک دینے سے سب ترک الفت ہی
چمن میں پرورش پائی گلستان کی ولادت ہی
ہوا ثابت جدائی سے تن و جان کی دم آخر
وہ ساری ناتوانی اور ناتواہت سب خزان تنگی
مگر باندھی ہے اس نازک میانِ بے قتل پر میرے
مصیبت ہر کی جسکو سنا ہوں وہ روتا ہے
برصہانا اس قدر ربط محبت کا نہیں اچھا
جنون جو فصل گل میں بیچ رہا ہے دستِ وحشت سے
تمنا یا رکے دیدار کی ہے تادمِ آہستہ
مثالِ رشتہ خام آج تو رن میری ہنگامیان
تعجب ہے یہ بیچ و تاب کیونکر اس اٹھتے ہیں
سو اس خستہ کیونکر بیاغش کیون نہیں آتا
عجب ساعت سے تو نے ابتداءِ عشق کی و دل
تکے در پر پونچتے ہی بھر آئے زخمِ دل میرے
حسینوں سے فرہ کیونکر نہ اٹھے بوسہ بازی میں
شب وصل اسکا کہنا ہی غضب کیا کر کرتا ہے
طرف قاتل کے ہو کر دشمنِ جانی ہوا میرا
بہارِ گلشنِ فردوس ہے ہر شعر رنگین میں
بناوٹ سے غرض ہے کچھ نہ مطلب استعارہ سے

بہار آئی چلے صحر اکو ہم لو سب سے نصبت ہی
پھٹی آوارہ گردی ہم ہیں ابا و کنجِ عزت ہی
سنا بلبل مجھے بھی خدمت گل میں قدامت ہی
وصالِ عاشق و معشوق کا انجامِ فرقت ہے
بہار آئی وہی طاقت وہی پھر زور و وحشت ہے
خوشا طالعِ زہے تقدیرِ راحت ہی سعادت ہی
مرا سوال بھی اک مرثیہ ہے جاے رقت ہے
تھارا کچھ نہ جاے گا مرے حق میں قہاحت ہے
گویاں میں نہیں اس کو کھینچا طوقِ لغت ہے
دلیلِ آرزو مندی نگاہِ چشمِ حسرت ہے
زبردستی کی تیری انتہا کچھ زور و وحشت ہے
ترے موے میان میں تو رنگ گل کی نزاکت ہے
تم آئینے میں صورت دیکھتے ہو محکومِ حیرت ہی
اذیت پر اذیت ہی مصیبت پر مصیبت ہے
یہ سنگِ آستان ہی یا صنم سنگِ جرات ہے
نبات و شیر کی لب ہائے شیریں میں حلاوت ہی
جلی توپ اور گرجنا ہی لو اب اپنی رخصت ہی
تو ہی انصاف کر او دل ہی شرطِ رفاقت ہے
زبانِ مردِ شاعر بھی کلیدِ قفلِ جنت ہے
میں عاشقِ تن ہوں مشفقِ سادہ گوئی میری عادت ہے

تعلی شاعری میں وہ کریں اے رند سنتے ہو

جنہیں اس فن میں حوالے فصاحت ہی بلاغت ہی

ہر دم ہی خیال ہی آرزو رہے
مثلِ زلو بشوق پیے جاغمِ فراق
رہے دوچار صورتِ امتثال و آئینہ

پاپوش سے جو سر نہر ہے آبرو ہے
جب تک تنِ نزار میں میرے آبرو ہے
میں اُسکے رو پر وہ مرے رو پر رہے

<p>غم نے نکر اجل کی طرح آجک ایک دن بانی میں ہومزہ دم خگر کی آب کا وحشت کی یہ ہمارے جینک رہے ہمار نے کا خیر ہو گیا اپنا کہ مثل حشم واعظ جن میں شغل شراب و کباب ہو جرچے ہیں جن و عشق کے ترو می سے ہمار فرقت میں بھی قصہ کامل کے فیض سے ہو جائے جسم روح سے خالی حباب ار ساکت نہ آدمی ہوں کہی ذکر خیر سے ہوں گر حواس خمسہ تو شوق جمال میں حد سے زیادہ بڑھکے زفر مایہ کا کچھ تسلیم وطن یاد پرستان سے فارہ کیونکر نہ اُجھکے تار نفس ہر نفس کے ساتھ شکل صدف خد سے دعا مانگا اُٹھاکے ہاتھ لازم ہو فصل گل میں ہیں و نون ہاتھ بند گنجین غضب پڑے سے اس ظلم و جور پر واعظ بہت ہو انکو تو پابندی نماز ہو یا تھا جس کا چھین گہ گل یوں نہان رہا ابرو کی یاد جب بھی نہ بھولوں یقین ہے ہم بھی کبھی کسی گل رعنا کے شوق میں ہو دلی حسرتیں ہیں وہ کیونکر نکالے</p>	<p>کب تک امید وار دل اوحیلہ جو ہے ہر دم جو یاد سید تشنہ گلو رہے جیب و کنار شکل کفن بے روبرو ہے اک عمر لائے میں گڑے تا گلو ہے فردوس میں تو حکم کلو ادھر پوار ہے میں ہوں نہون جہانیں مرجان تو رہے قصیر یاد آٹھ پیر و پرو رہے مے سے اگر بھرانہ شکم تا گلو رہے گویا ز بان ہو تو تری گفتگو رہے اس شش جہت میں آکے نظر چار سو ہے اتنا لحاظ مکر دم گفتگو رہے ! رند و نسج شہر نہ یہ گفتگو رہے ہر دم جو یاد دلبر مرغولہ ہو رہے بحر ہائیں مثل گہر آبرو رہے دھن میں جام بایں میں ہر دم سبوت ہے مخکو خدا نہ رکھے تین میں جو تو رہے آزادونکے لیے تو نہ قید و ضو ہے پوشیدہ جس پوش کسی بچہ میں ہو ہے ہر دم اگر تہ دم خنجر گلو رہے بر باد مثل باد صبا کو بکو رہے ہر وقت بد مزاج جو وہ تند خو رہے</p>
<p>طرز زمانہ رفت بہت اب بگڑ گئے ہر حسین تشنہ گلو آبرو رہے</p>	
<p>آفت جو راہ عشق میں دل سہی سہی رونا اگر ہی ہے تو طوفان آئے گا</p>	<p>ندی لہو کی دیدہ تر سے ہی ہی اشکو خمین کائنات بھر گئی ہی ہی</p>

<p>ذمہ تمام عہد کا کرتا نہیں کوئی اللہ قدر حسن خدا داد کیجئے ! جسم لطیف اور بلیکادمان تجھے منکر ازیت شب فرقت دیا جواب پلٹے اگر تو گدی سے کھینچوں زبان کو</p>	<p>الفت ہی یہ چھٹی تو چھٹی اور رہی رہی یہ جنس وہ نہیں جسے کچھ دہی دہی اسے روح اگر گلی یہ عمارت قصی دہی ہاں ہر بان سناہو سناہو سہی سہی ہی قول مرد بات جو منہ سے کی کہی</p>
<p>اے رند سیکڑون سنہ اس کے کلام سخت ہم نے بھی ایک بات کڑی گزری کہی</p>	
<p>زمانے میں وہ ملے لقا ایک ہے خداوند ارض و سما ایک ہے برابر ہے اپنا وجود عدم عدم ابتدا ہے عدم انتہا ہونگے یہ حادث رہے گا قدیم ذرا غور سے مرأت دل کو دیکھ جنہیں کفر و اسکا دکھتا ہے شیخ جہان میں ہیں غافل بہت سے طریق مال سخن ذکر ہے یار کا !! محل فقر کا ہے عجائب مقام کہان اس کے آگے کسی کا فروغ فضیلت ملی ایک کو ایک پر بچے کا نہ کاوش سے مرثگان کے دل جفا کا روم باز کا ذب محیل ہے ابنوہ عشاق عیسے کے گھر نہیں بچتا دونوں کا مارا ہوا نہ آتا تو اس زلف کے پیچ میں ہزاروں شہید محبت ہیں دفن</p>	<p>ہزار و زمین وہ دلربا ایک ہے قسم ہے خدا کی خدا ایک ہے ہماری بقا اور فنا ایک ہے مری ابتدا انتہا ایک ہے عرض سب میں فانی بقا ایک ہے یہ آئینہ حق نما ایک ہے فقط پھیر ہے راستا ایک ہے مگر راہ صدق و صفا ایک ہے کہوں سو طرح مدعا ایک ہے یہاں مسند و پوریا ایک ہے وہ غور شید رومہ لقا ایک ہے غرض ایک سے یاں سوا ایک ہے کہ نشتر بہت آبلہ ایک ہے مین واقف ہوں وہ بیوفا ایک ہے مریض اتنے دار الشفا ایک ہے تری زلف اور اثر دہا ایک ہے اے دل وہ کالی بلا ایک ہے گلی اسکی اور کر بلا ایک ہے</p>

ہر اک درد کا ہر مداوا وہ لب دوئی کونے دل میں غافل جگہ	مرض سیکڑون ہین دوا ایک ہے زبان ایک ہے اور خدا ایک ہے
کہو گے جو کچھ تو سنو گے بھی رند ہنسی میں تو شاہ و گدا ایک ہے	
بچکر کہ ہر کو جائیگا ہرام گور سے غافل نہ بیٹھنا کہیں منہ دیکے پور سے بو تلے دوا آتش کی چٹکے لائیو اندھے بوسہ بادہ احسن شباب کے رخ اس طرف ہو گوشہ ابروے یار کا ٹھکرانہ یون مرزا شہید انکوائے مسیح رویانہ شمع و گل کوئی لایا مزار پر گر زندگی میں یار سے پہلو تھی رہا بزم جہان میں ایک کوئی دوسرے پہ فوق تکمیل عشق پاک مبرا ہو رشک سے مانند شمع ہتی ہین مرہم کی بتیان غافل غرور و کبر کو اس میں جگہ نہ دے وہ زار ہون ہوا سے اگر اڑ کے جا رہون آنکھیں جمال یار سے محروم ہین اگر ہتی ہین آنکھیں الفت حسن ملیح میں چل نکلو ساتھ اسکے نہ تہا بڑے کہیں	لاکھوں نکل گئی ہر یہ ہرام گور سے چھلے اتار لیگا تری پور پور سے ساقی بہا آئی بڑی زور شور سے مستی ٹپک رہی تری پور پور سے کھینچا ہوا اس کمان کو الفت کے زور سے مرے کفن کو بھار کے نکلیں گے گور سے پیدا ہے بکسی ترے عاشق کی گور سے بعد فنا بھی لگ چکی تو پیچھ گور سے تم چاند سے سوا ہو ہم از خون چکور سے کاوش نہیں ہر مالہ مرے کو چکور سے سازش جگر کے رحم کی ثابت ہو چور سے بھر جائیگا یہ کاسہ سر مار و مور سے پتلی کی طرح نکھون نہ پھر ختم مور سے بنا برائے نام ہین بدتر ہین گور سے نکلے ہین دونوں چشمے یہ ریا شور سے تم خوش تر امیو نہیں زیادہ ہو مور سے
اے رند وصال لیلی و جنون ہو جا رشک اٹھیں گے دونوں حشر کے دن ایک گور سے	
جلن دلی کھیں جو ہم دل جلے رہ صعب الفت میں ٹھہرانہ دل نہ دن وہ تھامے نہ اپنا وہ سن	زبان قلم میں پڑے ہیں آبلے بہت ایسے پیش آئیں گے مرحلے تھامے تھامے وہ دن سن ڈھلے

عدم کی بھی کیا راہ ہے بے نظیر
 وہ اب نیچا کر چکے ہیں علم
 ٹھہر جا کوئی دم کے همان ہیں
 لکیر میں بھی مٹ مٹ گئیں ہاتھ کی
 ہے دیکھ ارمان سب دیکھ حیف
 بڑا ہو بڑھاپے کا سب کھو دیا
 گڑا کوئی لے کر دل مضطرب
 سیر کا دیون میں کٹی عمر سب
 محبت بتوئی یہ دل بھوڑ دے
 شکایت کا موقع نہ تھا وصل میں
 کوئی دم میں ہے نقش ہستی فنا
 کنارہ حد میں پڑے ہیں وہ آج
 گلا تیغ قاتل سے رگڑا کیا
 نہ لایا کوئی شمع و گل گوہر
 چلے باغ ہستی سے ہم نامراد
 ازل سے ہیں عشاق مذبح حسن
 جو فریادیں تیرے بھی آنکھوں وان
 جو ابرو کے ہونگے اشائے یوہن
 کیے جاے کاوش پلک یار کی
 سرا میں نہ غافل ہو باندھو کمر
 رہے میرا جسم مثالی صحیح
 پیسب سر زمین فندہ انگیز ہے
 نظر بھر کے پھر دیکھو ن شکل یار
 ہمیشہ رہا داغ داغ اپنا جسم
 فلک کو ملانا تھا گر خاک میں

چلے جاتے ہیں پیش و پس قافلے
 اجل آجکی سر پہ کیونکر ٹلے
 خبر لے ہمارے چلے ہم چلے
 ز بس ہم نے دست تاسف ملے
 نکلنے نہ پاسے مرے حوصلے
 نہ میری جوانی نہ وہ ولولے
 مزاروں میں آنے لگے زلزلے
 قلم کی طرح سر کے بھل گئے
 کسی طرح چھاتی سے ہتھڑے
 کہ کھلی راہ تھوڑی بہت تھکے گلے
 کہ صحر دھیان ہے تیرا اوبارے
 ہو آغوش مادر میں تھے کل پہلے
 نہ بھوکا ذرا واہ سے منچلے
 حد میں بھی دل غ محبت بجلے
 کسی رات میں اے گل نہ چھوٹے پھلے
 جو مانند ماہی کٹے ہیں گلے
 زمین ہوگی محشر کی اوپر تلے
 مر جان لاکھوں کٹین گے گلے
 ابھی دل کے چھوٹے نہیں آبلے
 چلو ساتھ والو چلو ہم چلے !
 بلا سے یہ تپلا سرٹے یا نکلے
 ہزاروں ہی اٹھتے ہیں بایں غلغلے
 جو آئی ہوئی میری دم بھر ٹلے
 سدا مثل سرو چہرہ اغان چلے
 تو پھر ناز و نعمت سے کیوں ہم پہلے

<p>رہے بار و رشاخ غل مراد زمانے پہ انسردگی بھانگئی مسافر ہوں دلو او نگا نذر خضر لو شب سے آتا ہی اشکو نیکے ساتھ بسر ہو گئی اس تمنائیں عمر</p>	<p>اکہی ہمیشہ تو پھولے پھلے نہ ہیں اب وہ چرچ نہ وہ مشغلے جو طے ہونگے رستے کے سب محلے کلچے کے ناسور شاید پھلے کوئی دوست یکرنگ مجھ کو ملے</p>
<p>یہ کیا روگ اب ہو گیا رند کو کئی سال ادھر تک تھے چنگے پھلے</p>	
<p>تمت حسرت پرواز نہ مجھ پر باندھے باغبان گلہات میں صیاد ہمیشہ موجود جو چھری دیکھ کے تھاب کی تھراتے تھے کل کیا تھا جو مے چاک گریبا نہیں رفو ہو چکا تھا جو مے تیز پری سے آگاہ شعر اکھاٹکے کیا کیا نہ ابھی تو دھوکے معجزہ لب تر گویا کرے لے رشک کلیم مطمئن بیٹھ تو صیاد نہ کر قید شدید باغ عالم میں اُسی کے لیے ہر تشو و نا بوسہ مانگا جو شب وصل تو بولا مہشکر دلکی بیتابی سے ٹانگے مے سب ٹوٹ گئے لے تو جائیگا خط شوق مگر رشک یہ ہے امتی کیا کریں اکھچ نہ چلا میں اگر افتر کرنے میں طوفان ہو وہ شوخ ظریف مجھ سا محرم ترے محرم کا ہو گا کوئی دست صنعت سے بنے اسکے اگر تجھ سے شاعری کیلئے لازم ہے تلازم نہ پھٹے</p>	<p>وجہ کیا کھوکے صیاد نے پر کچھ باندھے آشیان باغ میں بلبل کو گویا نگر باندھے شان حق تو وہی اب پھرتے ہیں خجرباندھے اس خطا پر گئے ہیں آج رفو گر باندھے چست کر کے مے صیاد نے شہر باندھے سرو باندھے کوئی اس قدر کو صنوبر باندھے جو زبان سحر سے یہ چشم فسون گر باندھے ہو نہیں پابند صحبت ترابے پر باندھے صورت غنچہ رہے گا نٹھ میں جو زرباندھے کہیں ایسا نہ ہو ہر روز کی تو گر باندھے پٹی تراج کو زخم پہ کیونکر باندھے آشیان بام پر اسکے نہ کیو تر باندھے بھوکھ میں جبکہ نبی پیٹ پتھر باندھے تو تیا تازہ کوئی اور نہ مجھ باندھے میشتر کھول دیے بند اور اکثر باندھے کیون ہو اپنی خدائی کی نافر باندھے لعل لب کو ترے تو دانو کلو گوہر باندھے</p>
<p>اپاے رفتار اگر ملوئے تو چلتا پھرتا</p>	<p>رند مرد اسباب استہانیوں سر بندھے</p>

<p>حیران نہ کر گئے کہ پریشان نہ کر گئے غنجہ دہنوتنگ کرد جا ہو جان تنک کیون روتے ہیں بچے کھونٹے فرقت میں الہی ہر وقت کے رونیکا سبب کچھ نہیں بھلتا مجنون کا ستانا ہمیں منظور نہیں ہے نیکے ہی گا اس مصحف عارضی خط سبیر دیوانوں سے کہد و کہلی باد بہاری غلِ باغ میں ہر چار طرے ناغ و زغن کا</p>	<p>کیا کیا وہ رخ و گیسو بچان نہ کر گئے ہم صورت گل چاک گریبان نہ کر گئے اندھا تو مجھے دیدہ گریبان نہ کر گئے طوفان تو یہ دیدہ گریبان نہ کر گئے او وحشت دل قصہ سیابان نہ کر گئے زنکار سے کیا جدول قرآن نہ کر گئے کیا ابکی برس چاک گریبان نہ کر گئے اب پچھے مرغان خوش الحان نہ کر گئے</p>
<p>گہرا نیکی تربت میں مری روح بھی لے رہا مرقد پہ اگر ختم وہ قرآن نہ کریں گے</p>	
<p>دولت کی ہوس حسرت دنیا نہیں رکھتے آزاد ترے سینے میں کینا نہیں رکھتے گواں کھین بڑی ہوئیں تو ہوں نکلی ہوئی ہیں کیا وجہ تھی جو آپ کو صورت نہ دکھائی آٹھلے ہیں گلشن میں ترے چہچہ سن کر کھل جائے گا احوال مرے دل کی جلن کا میخانے میں سوتے ہیں پڑے خاک پر بدست ہو جاتے ہیں دریائے محبت سے وہی پار محشر میں بھی دیدار کے ہوئیں گے نہ طالب سیلاب کا ان چشموں کی اللہ سے تلاطم رنگت ہے نزاکت ہی لطافت سے مگر حریف درویش زمانے سے نہ کیوں ہوئیں سبکدوش لقمان سے کیا عشق کا ہووے کا مداوا اک خلق خدا شفیقہ حسن بتان ہے تا بندگی عارض انور کے مقابل</p>	<p>ہم رند کسی شے کی تمنا نہیں رکھتے جس سینہ میں کینہ ہو وہ سینا نہیں رکھتے چتون تو تری آہو محسرا نہیں رکھتے موسے وہ کبھی ہم سے تو پروا نہیں رکھتے کچھ گل سے عرض بلبلی شیدا نہیں رکھتے کیون بنض پر تم ہاتھ سیجا نہیں رکھتے بہر خشت سر خم کوئی نکلیا نہیں رکھتے ! تنکے کا بھی جو لوگ سہارا نہیں رکھتے دیوانے ترے سر میں یہ سودا نہیں رکھتے یہ توڑیہ طوفان تو دریا نہیں رکھتے اک بوے و فایہ گل رعنا نہیں رکھتے ! قارون کی طرح سر پہ دینا نہیں رکھتے اس درد کی دارو تو سیجا نہیں رکھتے کس گھر میں وہ دس عاشق شیدا نہیں رکھتے خورشید و مژدرون کا رتبا نہیں رکھتے</p>

<p>مرتے ہیں تمھارے لب جان بخش پڑو نون ہو وصل پس از حجب غلط بات ہے مشہور دارستہ ہیں اسباب رحمت سے ہم آزاد شاعر وہ بنے پھرتے ہیں قدرت ہی خدا کی</p>	<p>جینے کی ہوس خضر و سیاح نہیں رکھتے اعمال محبت کے نتیجہ نہیں رکھتے تسبیح نہیں پاس مصلح نہیں رکھتے جو بات بھی کرنے کا سلیقہ نہیں رکھتے</p>
<p>گو نرگس و گل نام کو لپٹے ہیں تو ہوں رند گوش شنوا ویدہ بسینا نہیں رکھتے</p>	
<p>دید گلزار جہان کیوں نہ کرین سیر تو ہی رند و اعظم سے بحث کرتے ہو شیر تو ہی خوشہ چین بننا کیوں فریب ہر دہقانکا نہ سہر ہو نیگی بے نشہ قبح خواروں کی آشنا بھر محبت کے شننا و رہن سب رند و اعظم کے بھیر و نین بھلا کون پرک مغ دل مردم بیمار پر صدقہ کر ڈال جیسے اڑتی سی سنی ہے خبر قتل سفیر ساقیا چند گھڑے کے قبح خوار و نین درگزر ہو تلہے اور ہو گاہ رانماکان</p>	<p>ایک دن جانتے ہیں خاتمہ باخیر تو ہی دونوں گھر ایک ہیں کعبہ نہ سہی دیر تو ہی وصف انسان نہیں یہ صفت طیر تو ہے ہوا گرمی کی منادی ہی فلک سیر تو ہے تو بھی اس آگ کے دریا کو اگر پیر تو ہے سب کو معلوم ہے ان دنوں نہیں اکیر تو ہی واسطے صحت جان کے کل طیر تو ہی بو بھتا بھرتا ہوں اک ایک کیوں خیر تو ہی صرف نند اگر ہوں عمل خیر تو ہے آخر کاریہ پا پوش و سر غیر تو ہے</p>
<p>کہ لیے رند نے سب قافے کوئی نہ بچھٹا انگریزی مگر ایک قافیہ فیر تو ہے</p>	
<p>مجھ بلا نوش کو چھٹ بھی ہے کافی ساقی بھر کے پلواتا نہیں ایک پیالی ساقی تو نے کیا آتش حلوہ پلا دی ساقی پھول مانگوں تو بلا تا ہی بڑاندی ساقی جام ہم چاہیے رند و نکو نہ شاہی ساقی جام اور و نکو دیے محکو پیالی ساقی کیا کروں پی کے بھلا ایک پیالی ساقی</p>	<p>بھرے چلو میں جو ہو شیتے میں باقی ساقی ساری میں مانگتا ہوں تیاہی آدھی ساقی بھون ڈالاہی جگر آگ لگا دی ساقی کرتا ہی بزم گزشتہ کی تلافی ساقی سلطنت ہی ترے کوچے کی گدانی ساقی خود بکنے لگا مانند شرابی ساقی اس تنک طرفی کا بندہ نہیں عادی ساقی</p>

<p>کب سے کتا ہوں بلا نوش میں ساقی ساقی مرض ہجرت میں گرچہ مضر ہے لیکن صبح سے شام تلک ہاتھ سے چلتا نہیں جام مصلحت ہوگی جو محروم رکھا مجھے مست کبا جانیں کدیر دیر ہر کعبہ کو کمان مسجد و دیرو کلیسا کی وہ رونق نہ رہی دیکھئے صحبت ناہنس نبھیک کیونکر فضل گل آجکی کیا دور سے ڈھکا تاہی واعظا دو ہی کرونگا میں جو فتویٰ دیگا شیشہ و جام و سبو ہو گئے ابھی چکنا چو کوئی آفت ترے میخانے پہ آسکتی ہے صرف اللہ بھی میخانے میں جاری کرے تنگ ہو کر تے ہر بار کے ڈھکا نیسے جو پیے گا نہ شراب آج وہ مجرم ہوگا در دہلی جکوبلا دے گا تو بدستی میں برق پلو اس کے کلیجہ مرا ٹھنڈا کر دے تیرا جی چلے تو یلو اسے کوئی جام شراب نفس گرم کی تاثیر نے مے ساغر سے</p>	<p>اور پلو اسے جو ہوشیشہ میں باقی ساقی میں تو پی جاتا ہوں اللہ ہی شافی ساقی چاہیے اپنا تخلص کرے جامی ساقی فعل حکمت سے نہیں ہو تر خالی ساقی عمر ساری تری بھٹی میں گذاری ساقی تو نے بنیاد جو میخانے کی ڈالی ساقی پست ہمت تو طبیعت تری عالی ساقی مے گل رنگت بھر بھر کے گلابی ساقی قبلہ و کعبہ و مرث مرزا دی ساقی مست ہنکے تو بڑی ہوگی خرابی ساقی سب دعا گو ہیں یہ جتنے ہیں شرابی ساقی مقتضی ہو جو تری ہمت عالی ساقی کو س بیٹھے نہ کوئی رند شرابی ساقی کو بیکو کل سے تو کرے یہ منادی ساقی سب سنا دوں گا میں دیوان لالی ساقی آب انگور نے تو آگ لگا دی ساقی ہاتھ پھیلا نیکابندہ نہیں عادی ساقی شعلہ و نطفہ کے مانند اڑادی ساقی</p>
<p>اور تو حسرتیں سب رند کے دل سے نکلیں جام کو فر کی تمنا رہی باقی ساقی</p>	
<p>جام بھر بھر کے ہو شراباں ساقی خم کا خم لا کے مر منہ سے لگائے ساقی منہ سے لگتے ہی مے ہوش راہے ساقی داخل کیا میرے ہنکے کا وہ ہوں حنا طرف اسکی ہمت پہ نظر کر کے بہ قصد حسد</p>	<p>آج اتنی تجھے توفیق خدا ہے ساقی بعد مدت تو مجھے آج چھکائے ساقی ایسی بوتل کوئی چنکر تجھے لائے ساقی ایک دین جو بڑا نڈی کا بلا ہے ساقی میں تو پی جاؤں گر جکوبلا ہے ساقی</p>

<p>دم نکلتا ہوں مرا پندہ مینا لے کر عالم آب میں سیر گل و لالہ دیکھوں ایکے وجہ کی خاطر نہ پیرا مجھ سے آنکھ آنچ کل آنے نہ دے ساقی کو نہ تجھ پر کیا ہی ہم رند و نکو بلو اتا ہی جن چٹکے شراب بے گزرب اتو کلیا ہی جلا جاتا ہے وہ قبح کش نہیں فرقت میں یوں خاک شراب سیر و سیر کا کیا ذکر منوں لذت حق ہی کہیں ارواح نہ بخوار و نکے محروم ہیں رحمت اسکی ہوئی میخوار و نہ پہ بدلی چھائی در ددل دور کرے ساغر نے کی تاثیر</p>	<p>چنگ</p>	<p>چند قطرے تو مرے منہ میں پہنچ اے ساقی بھر کے ساغر و گل رنگ لائے ساقی عین سستی میں تو مجھ کو نہ دغا لے ساقی آج اگر میری لگی کو تو بچھا لے ساقی ساقی نہر لبں اسکا صلا لے ساقی بطے جلد مجھے بھونکے لائے ساقی نہر تھوڑا سا مجھے ٹھو لے لائے ساقی صرف نے کا جو ہی ہی تو خدا لے ساقی پہلے اک حاکم زمین پر تو لٹھا لے ساقی تو بھی میٹانے کو لٹھ لٹا دے ساقی تیرے ہی ہاتھ میں اللہ شفا لے ساقی</p>
<p>تیری امید پر رند آیا ہے افتان خیزان ہوئے پھٹ ہی جو شیشے میں پلا د ساقی</p>		
<p>یا دیخوار و نکو گر بادہ پرستی ہوگی خاکساران محبت کے جہان مدفن ہیں قافلے یار و نکے ہر روز چلے جاتے ہیں حق نے وہ حسن دیا ہے تجھے او غیرت ہو ایک لک بال شرف نانے پہ رکھتا ہوگا زلف کا مارا ہوا سانس نہ لیتا ہوگا دفن جس جاہلے عاشق دل صد جاگ لے ولوے عشق و محبت کے جوانی نک ہیں حکم زاہد نہ را دور ہوا ساقی کا عور آتا ہی ادھر سے جو ادھر آتا ہے یاور رکھ دیکھ کے دنیا کے نشیب و فراز شمع و گل گور پہ عاشق کی کبھی لیکے چلو</p>		<p>بعد مر نیلے بھی اک جو شیشے سستی ہوگی ابر رحمت کے عوض خاک پرستی ہوگی بستی اُن لوگوں کی آخر کہیں بستی ہوگی بند محرم کے پری آنکے کستی ہوگی جوئی جب رگے کے عطر میں بستی ہوگی او پری اڑ کے یہ ناگن جسے دُستی ہوگی پھوٹ کی طرح زمین اُٹکی بکستی ہوگی پھر جنون ہوگا مر بجان نہ مستی ہوگی حق پرستی کے عوض بادہ پرستی ہوگی ناگنوں کی شہر عدم بھی کوئی بستی ہوگی اب بلند ہی جہان بھر دین بستی ہوگی روح محروم کی جنت میں ترستی ہوگی</p>

<p>نہ کبھی ہوش میں آیا وہ ہون ہوش نزل آتشِ جہر سے جل بھٹکے مواجو عاشق کون کہتا ہے کہ ہو جائیگی رزائی حسن کیون نہ بانہ کچھ دُنیا کو کہیں نقش فنا بعدِ مردن جو کوئی غول سے دیکھیکا کبھی بادِ خوار و نہیں جو ذکر اپنا بھی آیا ہوگا آزما لیجئے سببِ چاہیئے وہ عاشق ہوا دلِ حاکم دونوں ہی مشاق ہیں اُس خنجر کے جلوہ حق ہر عیانِ حسن سے ہم سے وعظ</p>	<p>غفلت اس بخیری بہ مری ہنستی ہوگی لاش اسکی تہ مدفن بھی بھلستی ہوگی کبھی بازارِ مین یہ جنس کہ سستی ہوگی ایک دن جلتے ہیں نیست یہ سستی ہوگی بیکسی اپنے ہی مرقد پر سستی ہوگی شیشے کی طرح سے مے خلق میں بھلستی ہوگی اُن نہیں کر نیک اگر آگ برستی ہوگی سینے پر کھادنگا جو ضربِ دوستی ہوگی حق پرستی تو نہیں حسن پرستی ہوگی</p>
<p>یا علی! کہے کہ میں جو پکاروں گا رند ٹھہر جائیگی اگر گور بھی دھنستی ہوگی</p>	
<p>ٹیسین گئیں نہ دلی دوا بارہا لگی دل کیون تجھے وہ زلفِ سیہ خوشنما لگی خاطر سے تیری کہ گئے سببِ شنا لگی فرقت کی رات آنکھ نہ دم بھر ذرا لگی پڑھا بیگا کہیں کسی عاشق کا کو سنا میرے سوا کہ ایک ہی عالم میں کی بسر ماشاء اللہ آج تو اسپند کیجئے سرگوشیاں چن میں کرے خاکِ عنایب آخر ترے مریضِ محبت نے جان دی حق بولنا محال ہو بھو ٹوٹے دو دین اللہ حسن و عشق میں کیا اختلاف ہے کہنے دے شاعروں کو جو سبیل مباتے ہیں کیون نہ بچھائے دیدہ گریبان اس گے سوچ و تاب کھائے اگر چھو لیا کبھی</p>	<p>کو ساتھ کسے کسی اسے بد دعا لگی بیٹھے بٹھائے جائے پیچھے بلا لگی اوبت بہا نہیں ایک نہ بولا خدا لگی کیسی بُری گھڑی تھی جو آنکھ لے خدا لگی مر جاؤ گے جو ان اگر بد دعا لگی ہر اک شجر کو باغِ نہان کی ہوا لگی پوشاکِ صندلی تھیں کیا خوشنما لگی پھرتی ہے ساتھ ساتھ گلوں کے صبا لگی تاثیر کی دعا نے نہ کوئی دوا لگی سولی پڑھا لیکن جو کہو نگا خدا لگی ہیان دہیں بچھائے پڑے جبے ان لگی میری نظریں زلفِ تری اُڑ رہا لگی دل جل چکا تھا کہ عکس کو بھی جا لگی مجھ سے بھی بل کی لینے وہ زلفِ رسا لگی</p>

<p>ہر چند ہے وصال مگر چاہتا ہے شوق لازم ہے اتوں جگو عیادت دمِ اخیر افراطِ حسن میں نظر آتی ہے کچھ کمی ماینیں بُرا تو نکا مجھے خوف کچھ نہیں بے لطف ہو گئی تمکینی کباب کی پایا نہ جبکہ اس گل رعنا کو باغ میں جو دیکھیں ہر زبان سے کہتے ہیں ضامن آسکتے ہیں کھدین فرشتے عذاب کے</p>	<p>تصویرِ یادِ گھر میں رہے جا بجا لگی ہنکی ترے مریض کو او بیو خا لگی جگو نظر کسی کی مرے دسر با لگی ایماندار ہو نہیں کمون کا حسد لگی تجھ بن شراب ناب مجھے بد مزہ لگی گلشن میں سر پہ خاک اڑانے صبا لگی ہم رند لوگ رکھتے نہیں ہن ذرا لگی دیکھیں گے جب کفن میں ہن خاکِ شفا لگی</p>
<p>حاضر ہو یہ غلام جو بلواؤ یا امام ! ہے رند کی بھی لوط کر بلا لگی</p>	
<p>جو دل پسند ہو آگ اس سخن کو لگے جلا ہوں اپنے پر کے سے بسکہ او غربت فسردگی نے یہ خاموش کر دیا جھکو جنون میں میری اپنا ڈا بچا پر زے روحِ سر قوی ہے تو کیا عجب اس کا ماتا شہر یون سے آنکھ ہے یہ صحرائی کیا تھا گلبدنوں سے مقابلہ شاید ہر ایک فصل میں پھولے پھلے رہے سر سبز غمِ فراق نے کھایا ہے جھکو گھن کی طرح طلائی تقری ہمتیاد ہوتے ہیں صیقل لگا مین کھوٹ زخما میں کہیں نظرے گل ہوا بلعین یا رکا و ان بھی یہی دعا ہے ہماری اکھی سانپ دُسرے منو دہرہ خط سے ہی ہے اندیشہ وہ زلفِ برفیہ ہے دیر نکلتے ہوا اندھیر</p>	<p>کلام وہ ہے کہ خوش ساری بچن کو لگے نہ دیکھوں پھر کے اگر آگ بھی مٹن کو لگے کہے تو گویا کہ ٹانگے مرے دہن کو لگے جو ایک تار بھی باقی ہو تو کفن کو لگے جو چور شمع کا بھی تانگے لگن کو لگے میں کیسا شاد ہوں گویا گم ہرن کو لگے طمانچے خوب سے نرسن دیا سمن کو لگے نظر کسی کی اکھی نہ اس سمن کو لگے غذا تباؤ تو کیوں کر مرے بدن کو لگے وہ اور اب تو جلا دینے بانگین کو لگے برا غصب ہو جو بٹارتے جلن کو لگے خارج چاہیے اب حاصل سمن کو لگے جو دستِ غیر تری زلف پر شکن کو لگے مبادا داغِ تھما ہے بہ ذوق کو لگے جہان سیاہ ہو عرصہ اگر گمن کو لگے</p>

<p>مٹے گی و اھل کروئے نہ خواہش دنیا میں صفت لعل لب یا دار اور بڑھکے کروں یہ کنار میں خسرو کو شاد ہے شیریں کیا تھا گیسوئے مشکین یا رے سے دعوی خطا اسکے چہرہ انور کا یاد آتا ہے برنگ غنچہ سوسن کبود ہوتا ہے عجب نہیں ہر خوشیرین نے بد دعا کی ہو زمین مجھ کو امانت کی طرح رکھے گی غریب رحمت حق ہوں بہا یو لا شہ لحد میں نلے وہ ماتہ صو حشر کیے</p>	<p>کر اہوان کوئی ایسی قحبہ زن کو لگے بر اندہ گر کسی باشندہ عین کو لگے خبر ہووے جو تیشہ بھی کو بہن کو لگے سزا ہے کرم اگر نافرمانی کو لگے جو دیکھتا ہوں کبھی چاند میں گہن کو لگے جو پوٹ پھو لگی بھی میرے گلبدن کو لگے بلائے خسرو بددیز کو بہن کو لگے قسم خدا کی جو دھماکے کفن کو لگے جو مر گئے پر مرے دیر گورکن کو لگے کہ مرے کانپ گئے پھاڑنے کفن کو لگے</p>
<p>سنو نہ ایک کی بکنے دو سب کو تم اے رند سخن دی ہو جو خوش ساری انجمن کو لگے</p>	
<p>تنگ ہوں اے فلک زمانے سے بس لگا چک اہل ٹھکانے سے پھونک دے برق اجاڑ دے گلیں ریخ غربت میں کچھ جو ہے تو یہ ہے ہم کہان اور کہان قفس صیاد حیلہ ہوئی تو کر رہی ہے اہل او فلک دل تھا گوشوارہ عرش ہو گیا ہے لفاق عالم گیر زندگی نے مجھے ہلاک کیا دل تنکا تھا نگہ لے ٹوٹا جگر وہ دلائے تو ہو لیتم کریم رہا کیا خاک اڑ گیا حدم آتے ہو ریخ کر کے جاتے ہو</p>	<p>تجھ کو حاصل مرے ستانے سے فائدہ در بدر کھپرانے سے اب عرض کیا ہے آشیانے سے جو پھٹے اُس کے آستانے سے ہوے مجبور آب و دانے سے دیکھوں آتی ہے کس بہانے سے کیا ملا خاک میں ملانے سے اتفاق اٹھ گیا زمانے سے مر گیا موت کے نہ آنے سے تیر ترچھا پڑا نشانے سے زرے حوض کے خزانے سے طاؤر و فوج آشیانے سے تم نہ آیا کرو اس آنے سے</p>

<p>ہیں بہائم بصورت انسان شبِ ذقت نے دم یہ بند کیا ہو گی آخسر دبال موی مکر یا تو قالب میں آتے ڈرتی تھی اے آتش نشان جو کرتا ہوں</p>	<p>آدمی اٹھ گئے زمانے سے رہ گئی سانس آنے جانے سے زلزلہ پیچی ہوئی جو شانے سے اب ہچکتی ہے روح جانے سے اگ بھڑتی ہے آشیانے سے</p>
<p>جس قدر ہو ضرور ملتا ہے قدر کو غیب کے خزانے سے</p>	
<p>تم عیادت کیلئے رند کے آتے ہی ہے مکو فرصت نئی موت یا ن عجلت کی یاں کفن قطع ہوا گو ر بھی تیار ہوئی یاں محدین ہر فشتون سوال و جواب مر گئے خاک ہوئے واسطے سے بھوٹے تھی زخود رنگی یاد اب کہ یہ موت آئی تھی</p>	<p>یو سی مارے وہ جانے جاتے ہی رہے تم ہے کام میں ہم کام سے جاتے ہی رہے کھڑین بیٹھے ہوئے زبور وہ بڑھاتے ہی رہے بھوٹ سچ باتیں وہ کھڑے بیٹھے ہی رہے اپنے رشتے وہ عزیز و نسے نہاتے ہی رہے دہ چلے بھی گئے ہم آپ میں آتے ہی رہے</p>
<p>ولہ</p>	
<p>ساتی پہنچ تو ہاتھ پر سائز دھرے ہوئے مرغانِ باغ بیٹھے ہیں تجھ بن مرے ہوئے کچھ غم نہیں جو فیض سے خالی ہوا جہان سر چنگ و زگار سے غافل ہیں وہ مہنوز برسوں کا غماں جگر کا یہ حال ہے منہ بھرتے ہی جو خالی کیا دلوں پر بان قاتل کا بھی زمانے میں اب کال پڑ گیا گو لاکھ بار پڑھکے کریں شاہنامہ ختم صید افگنی کا قصد کس شہسوار کا سبتل کے پاس بھی کھڑی ہوں سمجھ کے زلف گو کروں یا کج فلک نے ضعیف و زار</p>	<p>برسین گنوب ٹھٹھے ہیں بدل بھرے ہوئے نرگس کھڑی ہے آنکھ میں آنسو بھرے ہوئے ہیں اس کریم کے تو خزانے کھرے ہوئے پھرتے کھراج ہیں جو سر پر دھرتے ہوئے مر جھا چلا جو ایک تو پھر دہرے ہوئے کس دیکھے آپ بیٹھے تھے مجھے بھرے ہوئے پھر تا ہوں کہ ہے ہاتھ پر سر کو دھرے ہوئے نامرد ہوا زل کے ہیں کب مل گئے ہوئے سمے ہوئے غزال کھڑے ہیں دے ہوئے دیکھی بھاگین سانپ سے جو ہیں دے ہوئے میں وہ ہوں جس بیم و در ہم پہ ہوئے</p>

<p>صحبت میں میری تھوڑی سی منکر ہے اگے جناب شیخ تھے اب سخرے ہوئے</p>	<p>مرد انگلی کا پیشہ ہے تکیہ فقیر کا زندہ نہ اُکھے قبلہ کو حضور کیون</p>
<p>کیا جانے دل پہ رند کے صدر تھا آج کیا لیٹے ہوئے تھے ہاتھ جگر پر دھرے ہوئے</p>	
<p>خسرم دراز دار لم یسر لی رند رکھتا نہیں کسی سے لگی درد کمر صبح و شام ناد علی دل کے بھگڑے میں مفت جان بلی آہر و رکھو اے نبی کے وصی شمع تنک گور پر نہ جس کی جلی مفتنم ہے گڑی جو کوئی ٹلی روزِ فرقت کی دوپہر نہ ڈھلی رُکنے والی نہیں یہ اب تو چلی جیسے مڑ بھاگتی ہو کوئی کھلی زور بازو سمجھ تو نام علی بات نکلی کبھی بُری نہ بھلی</p>	<p>شیر حق واقف غنی و جلی بات جو دل میں آئی منہ سے کہی بعد احمد سمجھ علی کو وصی عشق بازی میں یہ ہوا حاصل لوگ بد وضع ہیں زمانے کے مجھ سا بیکس نہیں زمانے میں زندگانی ہے میری مثل جناب وعدہ وصل تھا جو بعد زوال ذوالفقار علی ہے میری زبان دل پر مردہ کا یہ حال ہے اب یا علی کہ کے مار دشمن کو ہے زبان منہ میں نام کو گویا</p>
<p>رند بے دست و پا ہے شکل میں اب مدد کیجے یا علی ولی</p>	
<p>متفرقات</p>	
<p>پیدل چلین جلوئین گل نے سوار بلخ غیر ہے فرقتِ فرزند میں حال یعقوب تائل کا ہوئی ہے اس سر میں زندگی باعث دکھا و حسن کے جلو و نکو آدمی کی طرح کیا حال کہوں دکھا بلائے گئی دل کو</p>	<p>گلگشت کو جو آئے وہ رشک بہار بلخ جلو یوسف سے آئی ہو وصال یعقوب توقف کا نہیں ہے راہ کی کچھ خشکی باعث نہان نظر سے ہو خوریا پری کی طرح اک آن میں وہ زلف دو تائے گئی دلو</p>

چمکی میں ملا دستِ حنائی نے کلیجا عقدہ وہ کھولا کہ وقتِ حسین تھی تدبیر کو دیکھنا کس کشمکش میں بگڑی تیر بچان	ٹھکراتی ہوئی فزق پالینگئی دل کو چاہیے مہندی لگانا ناخن تقدیر کو تیرے کھینچتا ہوں دل دل کھینچتا ہے تیر کو
بوے گل سے بھی سوا ہی غلشِ خار پسند شیخ بھی مثلِ برہن کے سری ٹیک کرے یونہی بازارِ جاہان میں ہزاروں سوچے دمِ آخری تو پر سبز نہ کر شوق سے کھا ویکھا اندازِ بیری حور کا بھی حال پسند	طبع ہی روزِ ازل سے میری شوا پسند بت وہ ہی جسکو کہیں کا فردیندار پسند جنس وہ ہے کہ جسے کرے خریدار پسند ہو غذا آئے تجھے اودل بیمار پسند تیرے آگے نہوا ایک طرحدار پسند
کرے تجویرِ جنون یا کرے سودا شخص جا بھکا دشمن ہر اک صورت کیسو ہو گیا لطفِ دو دہاہ دیکھا جنگلوں کی ریت میں	دیکھتے کرتا ہے کیا میرا سبھا شخص سانپ کھلنے سے ہوا جوٹے سے کچھو ہو گیا سندھیا نکاتھا عالم چاند نیکی کھیت میں
سمجھے تھے ابرو سے ہم جلا د ہو ظلمت کیسو میں دولتِ حسن کی ضبط اچھا آہ بے تاثیر سے عشق فرنگ نے بھی دلکا نہ کچھولا پھوٹا ظلمت ہی آبِ نضر کی لب پر دھڑکی تھیں	زلف سے ثابت ہوا صیاد ہو خوب لوٹو داد یا بیدار ہو آدمی یا بلبل ناشاد ہو ایسا دیکھا کسی کا بھی نصیب کچھوٹا تیرے دہن کے ہونہیں دھوکہ دھڑکی تھیں
استقد شک پدی مائلِ مخوری ہے	بیل بھی ہی جو ڈوٹے میں توا گوری ہے
رند اگلے سے وہ دلدار کے حالات نہیں دل کو سمجھاؤ کہ اب لطفِ ملاقات نہیں	
سب حسینوں کی نظر ہے عاشقِ دلگیر پر قد ہمارا ضعف سے ایسا خمیدہ ہو گیا مری جان تم پر اولہنا نہیں ہے عبتِ تنگ ہوتے ہیں احباب ہم سے کروں کب تلک مجھ میں نالے ہر دم مدعا بوجھو نہ تم رازِ دنیا و عشق کا !	لوٹو ہر صیدا فتنِ آپ کے پیچھے آنکھ کے حلقے پڑے ہیں پانوں کی زنجیر پر مجھی کو محبت سے لہنا نہیں ہے مساخر ہیں یاں ہموں رہنا نہیں ہے مری نالے حلقوم شہنا نہیں ہے حال کچھ کھلتا نہیں یہ ماہر کچھ اور ہی

کب مزے فقر کے موتے ہیں اقصیٰ بادشاہ بواہوس کی طبع سے آنا موافق ہو حال ہمیشہ بھوک میں چائا کیا میں لائے شراب وہ بادہ نوش ہوں پابند درد و صنائین وہ بادہ خوار ہوں زینتی کی طرح سے چپکے نالہ نہ کیا کہ مر نہ دیکھا رنجش در اسی ہونے کہیں ہر مان دراز گلچین تو کیا ہو پونچے صیاد کا بھی ہاتھ خلق خدا کو موتی ہیں اس سے اوتارین لازم ہے نذر خضر سلامت ہو چکے دو بلبل ہمارے سامنے خوش لہجی نہ کر جو کہ کیفیتیں شراب میں ہیں ! وصف شیطان میں جو ہیں واعظ چین اب زیست میں ممکن نہیں اصالے لب خشک ہیں ہمارے مخمذرد ہو گیا ہی سر پستوں کی طرح بھوکے بادل آئے طے تو کی گھر کی مسافت تھے نالے لائے ابر اٹھتے جو دھواں چلے آتے ہیں گھبرائے شب ہجر میں گر آہ نکل جائے اتنا نہ سنا چرخ کہ منہ سے کہیں میرے آئینہ دکھا دے جو منوں خط نو سنیز کیون منتظر اس ماہ کا بیٹھا ہوں سردار تب جانو کہ تاخیر ہوئی شعر میں پیدا اگر اس دے رنگیں کا بیان کترن کرتا غم آباد جہان میں آئے تھوڑی زندگانی پر	خط مسند اور لطف پور یا کچھ اور ہے سر زمین عشق کی آب و ہوا کچھ اور ہے کبھی نہ پیاس میں پانی بیا سولے شراب نہو شراب تو کافی ہو چکو لائے شراب جو میری خاک سے پیر مغان چو لے شراب کیا کیا کچھ ہم نے کر نہ دیکھا میں کم سخن میں ہوں جو تم ہو زبان دراز وہ شاخ تاکتا ہوں پے آشیان دراز ظالم کی رسی کر تو نہ او آسمان دراز مترل ہو کل کی سنتے ہیں ایک اور ان دراز بس بس تو یا وہ گوئی نہ کر او زبان دراز قد میں ہیں نہ وہ گلاب میں ہیں سب وہی خصلتیں جناب میں ہیں موت آئے گی تو سمجھو نگا مسحا آئے اب دل نہیں سراپا اک درد ہو گیا ہی مفتی وقت کا فتویٰ ہے کہ بوتل آئے بر کو تر مرے سب بازوؤں سے شل آئے بھٹیاں تاکتے میخوار چلے آتے ہیں غالب ہے کہ دم آہ کے ہمراہ نکل جائے نالہ کوئی العظمت نہ نکل جائے سارا یہ گھنڈا وبت گمراہ نکل جائے شاید وہ قمر کاٹ کے یہ راہ نکلیاے دشمن بھی کرے واہ تو بس آہ نکلیاے تو دم میں صفحہ کاغذ نکلاستان چین کرتا تناخر مٹی کی کیا دل نہ وہ گین کرتا
--	---

	<p>میں ہاتھ باندھ باندھ کہو گناہ بجا درست نفرین بجا ہو سکی نہ ہی مر جا درست تیکے میں گر فقیر کے ہو پوریا درست چاندنی میں ہو دھوا نیکی قابل ہو جا دوست میں جسکو بناؤں ہی قاتل ہو جا کاشکے قطب کا رتبہ مجھے حاصل ہو جائے</p>		<p>فرماے کچھ غلط کہ کہے دلربا درست کیا اعتبار کیجئے حاسد کے قول کا لے لے قسم تو تخت سلیمان کی اوریری چودھویں رات جو نومہ کے مقابل ہو جا واہ دمی شوخی تقدیر پہ شامت بخت او فلک تیرے فلک بھی نہ سر کون جلسے</p>	
	<p>مثیل بلبل گل کو بھی ہیں جبکا شیدا دیکھتے اک نظر موسیٰ اگر اُس بت کا جلوا دیکھتے مثل نرگس شبنم نابینا سے پر کیا دیکھتے روز و شب جو ہیں تری آنکھوں کا سر دیکھتے حضور قلب جو وقت دعا نہیں ہوتا بھٹنا ہوا کبھی دانا ہر انہیں ہوتا جو غیر ہے وہ کبھی آشنا نہیں ہوتا جس روش سے تھو کر میں بکھاتا ہوں دریاہ شکر ہے مہبود کا احسان ہو اللہ کا کہیں شباب زمین آسمان مل جائیں دل اہل درد کے سینوں میں کیوں پہل جائیں جو ماروں دور کے مگر پہاڑ پہل جائیں یہ سانپ وہ نہیں جو کیلے سے کل جائیں جب گورہیں کہو لو گناہ میں نہ کفر آنکھیں پتھرائی ہوئی ہیں زری نہ کفر آنکھیں گوش و سر دینی لہ کام وہیں آنکھیں اب آج ملائے نہیں اہل وطن آنکھیں رستے میں بچھا مینگے تے درد ورن آنکھیں</p>	<p>ول</p>	<p>پن ہی بونے کو ہم اے گلشن آزاد دیکھتے پھر بجائے طو لکی جانب کو مشاق جمال ایک سے ہی ایک اعلیٰ پھول اس گلزار کا طمرین بیٹھے سیر کرتے ہیں سودا شام کی حصول دل کا کبھی دعا نہیں ہوتا اثر دکھائیے کیا سوختہ دلوں کے اشک نگہ ریاضت ہی وہ غیر جنس کے ساتھ دلکو یوں روندے خرام اس کا فرماہ کا کعبے سے یکساں کیا رتبہ دل آگاہ کا مثال شکر گل کو طو وون میں مل جائیں سنا کرین جو بلک کر گرا ہنا میرا جنو میں زار ہوں پر زور ہے ابھی اتنا مقام خوف ہی زلفون سے اکھڑا مانگو بیباختہ دھونڈھیں گی تری آنکھیں کس حسرت دیدار میں دم نکلا ہے یا رب بیکار بنائے نہیں صنلغ ازل نے یا وہ نظم مر غریبوں پر تھی کل تک سر پر تجھے بھلائیے اے غیرت گلزار</p>	

زندہ کمرین مردے کو عنایات تمھاری	کیا بات ہو کیا بات ہو کیا بات تمھاری
سُگن لود و فقرے بات جاتی ہے	بات کہنے میں رات جاتی ہے
مخغ دل قابلِ لطف نگہ ناز نہ ہو	طاہرِ مردہ کبھی طعمہ شہباز نہ ہو
نملے کرتے ہیں باغِ اپنا پریشان بسکری	اب نگرِ سمیعِ نراشی دلِ نالان بس کر
سے جنوں ترک کر اب مشغلہِ جامہ دری	ساہا تو نے پھر ایسا مجھے عریان بس کر
شبِ فرقت میں کسی نے بھی مٹی دبوئی	شمع بھی آگے مرے اپنا ہی رونار وئی
طعنہ زن ہونہ لباسِ فقر پر منع	بشمِ دونوں ہیں تری شالِ ہماری لونی
توڑیے بندِ علاق کوہ و صحرا دیکھیے	گلشنِ ایجاد کا چندے تماشا دیکھیے
کب تلک ہوگا برابرِ مرا وعدا دیکھیے	موت کب تک کرتی ہو امروزِ فردا دیکھیے
ہنگامی باندھے ہوئے کو حینِ عاشقِ جمع ہیں	کبارِ رقی ہی صبا غنہ کا پردہ دیکھیے
عجبہ کیا معلوم ہو واللہ اعلم بالصواب	حالِ دنیا یہ ہوا اب حالِ عقبا دیکھیے
موت ہو جائے جو غیرِ بیتِ جنت تک امین	پھر نہ مڑ کر تیری صورت کو بھی دنیا دیکھیے
کل تو مر مرِ شربِ فرقت کٹی تھی شکر ہے	آج کیونکر صبح ہوگی بارگاہِ دیکھیے
کبھی زمین کبھی دامن و آستین کے ہوئے	برزخِ اشکِ جہان گر پڑے دہین کے ہوئے
نہ ٹھہرنے قابلِ جنت نہ لائقِ دو نرخ	نہ ہم ہمیں کے ہوئے اور نہ ہم دہین کے ہوئے
ملک کہیں و قنار بنا عذابِ النار	بلند نالے اگر آہ آستین کے ہوئے
تمام عمر گزاری فراغِ بالی میں	نہ خود حسین تھے نہ عاشق کسی حسین کے ہوئے
ہوگا دوسرا مجھسا کوئی ہیٹھا مقد رکا	نہ شفقتِ باپ کی دیکھی حسینِ آغوشِ درکا
بابوس ہیں اب عاشقِ شیدا کی طرف سے	جب صاف جواب آیا مسیحی کی طرف سے
او قیس ترین لیتا ہو کیا منہ کو پیٹے	وہ دیکھ غبار اٹھا ہوا صحر کی طرف سے
عالم جو ہوئی کفرِ بابِ الفتِ اسلام	رخ پھر گیا کعبے کا کلیسا کی طرف سے
و ا ناخن تدبیر کرے عقدہ لا حل	جس وقت مدد ہو مرے مولا کی طرف سے
صاف بتلا گئی عالم کو صفائیِ برسات	یہ نہ ثابت ہو آئی کہ نہ آئی برسات
ترسے پانی کیلئے سادیِ خدائیِ برسات	تو نے کیا ابکی برسِ خاکِ رانیِ برسات
اٹھکے کسبِ جنستی غلام کے پھول	روزِ دو چار کا چلم ہو ا دو چار کے پھول

رند کے فاتے میں تو ہوشربا اور قاتل	آج ٹھہرائے ہیں اس کشتہ دیدار کے بچوں
کیا فطراند کو شوق نے گز رنگ ہر آج	دست صوفی میں بھی ساقی قوج بگ ہر آج
اُٹے پھرے فرشتے ہواب و سوال کے	گھوڑا جو میں نے گور میں آنکھیں نکال کے
کاٹھڑیاں اب کے دانتوں میں اس قدر	لکڑے اڑا دیے ہیں زبان سوال کے
موذی بھی راہ شوق کے جلو عین ہیں	دیکھیں جھوٹے پانوں کے کانٹے نکال کے
پونچاؤں بھر کے آبلہ پا کے چھاگلین	بیٹھے ہیں خار خشک نے بائیں نکال کے
تیرا کلام کتنا مشابہ ہے میر سے	عاشق ہیں تہو رند اسی بول بچال کے
ہر برگ خشک سرخ ہو گل کے غدار سے	آئی خزان میں مرنے سے کس بہار سے
ہر حوصلہ تو آ کے نوا سخیاں کرے	بلبل تو کیا میں بند نہیں ہوں ہزار سے
بیہوش اسطو بہ بدست فلاطون ہو	اک گردش ساغر میں احوال مگر گون ہے
سب غیر نکلے ٹھہرے فقط آشنا ہمیں	ہستوں نے گرجہ تھوڑے دنوں کی ہما ہمیں
اب غیر رنگ لائے ہیں کچھ ورہیش لہریں	لاتے تھے عیش باغ سے جا کر حنا ہمیں
عیب ہیں بہر ہنر سے بلکہ سالے وصف ہیں	جانتے ہو جو صفت کسی تھالے وصف ہیں
دفع کر دیتی ہر سوطح کے آزاد شراب	جو شفا چاہے تو بی لے دل بیمار شراب
محتسبے کیا گو کو چہ بکو چہ قدغن ؟	رند بیٹے ہے لیکن سر بازار شراب
بخشوا لینے کو ہیں ساقی کوثر موجود	ترک ہوئی نہیں تہے تو زہار شراب
لٹ گئے آنگے رند و نہیں جناب و اعظم	بچ کر پی گئے ہم حبیب و دستار شراب
جو نزاکت ہمیں ترک ہے کسی انسان میں	سنجری نے گھسدن کی چٹکیاں لیں ان میں
مرچکا ہوں کیوں کھیتے ہو عبت میرے لیے	آئیے اتو اگر جفتے زائیں شان میں
آہ کے برمون نے سائے گھر کو چھلنی کر دیا	اوس بھیچیں گے تیرے دالان میں
تھا قریب مرگ تیری جانے دو رائے مسیح	تو جو آیا اس واسے جان آئی جان میں
ہم فقیر و نکو ہو کیساں صدا و صفت محال	شہ نشین تک ہم نہیں بکھٹے کیسی لائیں
جلوہ گر چار و نظن موسیٰ اسی کا نور ہے	سیکھ لیا ایک ایک اس ادی کا گوہ طور ہے
کسی کا کوئی مرجع ہمارے گھر میں قائم ہے	عرض نہ رہے تیس دن ہکو محرم ہے
منظر حیرا اے نگار ہوں میں	ہمہ تن چشم انتظار ہوں میں ؟

دل غسودا کھلے ہیں جسم پر سب کوئی دیوانہ اب نہیں باقی :-	بلغ ہوں اے جنون بہار ہوں بین ایک مجنون کا یادگار ہوں بین
بر حال خراجم نظر لطف و عطائیت در عشق تو گر تیرے درد و ستائیم	کافر بخدا در دل تو خوف خدا نیست ما کیم وفا پیشہ دعا شیوہ مانیت
راحت شرم رنج و غم عشق حسینان ناچار کشد دست سبھا از علاجم	آرام نصیب دل غم دیدہ مانیت آخر چو کند کس مرضی را کہ دو انیت
دشمن بہ ازان دوست کہ سعی نکوشد مغفتم ہی جانوے دل سے جو حال ہے	بیکار بود ناخن اگر عقدہ کشانیت سال آئندہ ہو گا یہ بھی جو امسال ہے
بی لاکھ بار ساقی کی لاکھ بار توبہ :-	بس کر چکا میں توبہ توبہ ہزار توبہ
خسرت لے تازہ اسیران قفس آتی ہے	دھوم سے فصل بہار اب کی برساتی ہے
کھدوے گو خسرت قاتل قریب ہے	مر جاے پھر پھر اکے یہ سہل قریب ہے
دوراں کو جاننا یہ فرست سے ہی بعید	وہ شاہرگ سے بھی ترے غافل قریب ہے
<p>روزے فقیر از اتفاقات مطلقہ در بحر تازہ تالیف نمودہ بنا بر صحت بخدمت ناسخ مرحوم فرستادہ ہوا نوشت از قرائن معلوم میشود کہ بحر نواز قوت فکر و طبع رسا پیدا گشتہ ارکان کامل دوا فرما بکار بردہ اعتبار و عصب را آورده اند و گرنہ از دوا اثر خارج است مستفعلن از متفاععلن یا ضمرا و متفاععلن از متفاععلن با عصب گرفتہ مستفعلن و متفاععلن کردہ اند بجان اللہ مطلع انیت -</p>	
مدت ہوئی نہیں دیکھا دلدار کو قیامت ہی مستفعلن متفاععلن مستفعلن متفاععلن	تدیر کچھ نہیں ملتی کیا موت ندامت ہی مستفعلن متفاععلن مستفعلن متفاععلن
موافقت میں عناصری گر فراق نہ ہوتا درد لگی گئی کہ پھرانے سے فائدہ	فراق رنج کا قالب سے اتفاق نہوتا جھگو فلک ہمارے ستارے سے فائدہ
بزرگ یہ خبر می مری تقدیر میں نہیں جیسے جی تھے بات نہ کی تھیں کے ایک دن	طفلی سے رو رہے ہیں ہمارے سے فائدہ اب مر گئے پہ اشک بہا نیسے فائدہ
تھا جسکو تم سے کام کوئی دم میں نہ تھا مٹی اہل زبان سے ہو گیا اب مہند بھی آخر	تکلیف کس لیے کی اب انیسے فائدہ روانہ ہو گئے شیراز کو کل رند بھی آخر

عالم نزع میں دن رات بسر کرتے ہیں مائل اگر وہ سو سے بچا ہیں تو خوش رہیں خدا کرے جو ہدایت تو ایک کام کرین کمال شوق ہواے رند جگہ موملی کا ہر گھٹا میں وہ زلف گرہ گیر ہماری صورت یہ مبہل ہوئی جاتی ہی جو ہر دم لے جوش جنون ہی جو یہی روز نقاہت روح قالب میں تھر تھراتی ہے۔	زندگی نام کو ہی موت کے دن بھرتے ہیں خوش ہیں تو خوش لیکن محتاج ہیں تو خوش نہیں حرم سے دیر چلین بیک رام رام کرین ظہور جلد آئی مرے امام کرین نہ اچھی ہوئی کیونکر نہ تو تقریر ہماری تصویر سے ملتی نہیں تصویر ہماری پاؤں سے اتر جائے گی زنجیر ہماری حسد آؤ کہ جان جانی ہے غل بد کی مگر اور جز باقی ہے اویس جاترے بیمار میں کیا باقی ہے سب یہ فانی ہیں مگر ذات خدا باقی ہے دلربائی کے جو حق ہیں وہ ادا کرتے ہو ہوش میں آؤ یہ کیا کرتے ہو کیا کرتے ہو جاننا ہوں یہ صبر بچا کہ دعا کرتے ہو باوجود اس بنگہ دو قطر آدم یا فتم ہست ارزان ہم عناق مگر آدم دیدم پھیر دیگا کوئی دم میں تر بیمار نکھیں حق یہی کہتے نہیں کافر و دیندار نکھیں نکرے عکس آئینے میں جو چار نکھیں
سلطان ابو النضر بہادر من بعد خدا رحیم و عادل احکام قضا کے ہے مطابق مقداد و خدیفہ سے ہر کمال	قطعہ در مع امجد علی شاہ بہادر خاقان ابو النضر بہادر ہے شان ابو النضر بہادر فرمان ابو النضر بہادر ایمان ابو النضر بہادر

<p> میلان ابوالنظر بہادر قرآن ابوالنظر بہادر دامان ابوالنظر بہادر قربان ابوالنظر بہادر ہم شان ابوالنظر بہادر سامان ابوالنظر بہادر ایوان ابوالنظر بہادر دربان ابوالنظر بہادر حشمان ابوالنظر بہادر عرفان ابوالنظر بہادر بستان ابوالنظر بہادر شایان ابوالنظر بہادر </p>	<p> ہے صوم و صلوة پر دل سے ناعہ ہو جائے ذکر کیا ہے مانند سحاب در فشان ہے سُننا ہوں جسے وہ کہہ رہا ہے ہو گا نہ کوئی ہوا جہان میں خسرو کو نصیب تھا نہ جم کو عالی ہے مثال قصر جنت زیبا ہے لقب جو پائے رضوان روشن رہن نور معرفت سے رکھتا ہے فوق عارفون پر سرسبز ہے ہمیشہ یارب وہ مدح نہ ہو سکی کہ جو حقی </p>
---	--

المختصر اک جہانپہ ہے رند
 احسان ابوالنظر بہادر

قصیدہ در مدح وزیر الممالک نواب علی نقی خان بہادر

<p> رنگ رخسار بتان سبز نہ ہو جس کے حضور آہ بلبل کے شجر سے گل تاثیر ظہور داء اشک بھی سرسبز اگر ہو کیا دور دامن باد صبا سبزہ و گل سے معمور کیا عجب نہ خم کا بھی سبز اگر ہو انگور سبز رنگارنگے ماتہ ہو اسے کا فور فصل محل آئی تھی ہرگز نہ کبھی اس دستور ایک سے ایک ہر شک دہن و عارض حور تاک خمیا زے میں اور نہ گس شہلا غمور </p>	<p> حسن سے اپنی یہ کچھ عارض گل ہے معمور فیض سے باد بہاری کے کرے گا اس سال قوت نامیہ کے نشو و نما کے باعث پشت طاؤس بنا روئے ہوا سبکہ ہوا جو ہی جوش نظارت کا زمانے میں رہا نعل نے رنگ زمرہ کا کیا ہے پیدا باغ میں جو گیا گلگشت کو اُس نے یہ کہا غنچہ و گل کا وہاں کے مین کروں کیا کیا وصف سرو مینا لیے اور لالہ کھڑا حجام کہت </p>
---	--

دلف سنبل ہے وہ پرچم خم و چین جس کی
دام ریحان ہے وہ دلکش کہ اگر امین پہنے
گر چھوڑ برگ سنا کو تو اثر سے اس کے
آنکھ اٹھا دیکھو شگون کی طرف جو گاہے
گرد پھرتی ہے خیابان کے نسیم سحری
جھونکے لیتا ہے ہر اک نخل گلستان اسطرح
غیر کرتا ہے قسم کہیں گل ہنستا ہے :-
جو شیش فصل بہاری سے تعجب کیا ہے
گرم بازاری گل پہنچی ہے اس ربے کو

ہم سہری کا کل خوبان جو کرے کیا مقدور
ہو رہائی نہ کبھی منظر نظر کو منظور
سرخ ہو جائے اگر ہاتھ نہ سمجھو کچھ دور :-
بید بیضا سا چمکتا ہے ہر اک شاخ پر نور
گل سے دامن کو صبا اپنے کئے ہے معمور
جس طرح کھاتا ہو لغزش کہیں پاس مجبور
آج کو ایک طرف دیکھو تو ہے برسر شور
روغن گل عوض شہد اگر دے زنبور
اہل دنیا کی بھی گل ہو گئی ہے شمع شعور

یہ زمین خوب شگفتہ ہے تو اس میں اسے رقعہ
تازہ مضمون کی اک تازہ غزل کر مسطور

غزل

حسن گل پر نو بھر بلبل شیدا مغرور
انکس گل سے مشام و دن بلبل ہو نفور
شہر کے روز بھی اٹھے ہو کدے محرو
بسکہ صیاد کا تھا میرے راسخ و شعور
سخت نازک ہر شیشہ کہیں ہو جانہ بود
نوش اس طرح کا کھاتا ہے نیش زنبور
شیشہ جس رنگ نے تاباں ہوئے معمور
ہو کے حیران لگا کئے کہ رب غفور
اس قدر زینت و عشرت سے چین ہو معمور
اسکا آئینا ارادہ ہو جہان بسکے حضور
بات کرنے کا نہیں وائل سجا کو شعور
انکسے سنج ایسا کہ ہر علم پر رکھتا ہو شعور

دیکھے گر عارض رنگین بت غیرت ہو
کو پیار سے گزرتے ہو بھی باد صبا
اسکو کہتا ہوں نہیں بیا ترقب محرق عشق
منہ دل کو مرے بید ام گر مٹا کر کیا
دور رکھ دے مرے صدمہ ہجران یاز
غیر کے ہاتھ سے پلو ایا مجھے جام شراب
اسے لبریز ہوں وراستے خالی ہوں رند
دیکھ کو میں یہ تو تازگی صحن چین :-
کو نہ سارو گل اندام بہان آئینا جو
شکے یہ مجھ سے کہا میرے خرد نے غافل
طفل مکتب ہر ظالمون و افسوس نادان
شعر فہم ایسا کہ دیکھو انہ سنا عالم بین

<p>فخر خاقانی و فردوسی و سعدی و ظہیر فیہ سراج سعادت گہر و سراج شرف تکتے ہی پیر خرد سے وہین فی الفور کیا آستانے کا ترے ناصیہ سا ہے غفور نام لیوے اگر اندوہ میں تیرا کوئی برقی خاطف سے زیادہ ہی تری تیغ غضب کشتہ تیغ غضب تیرا نہ اٹھے ہرگز قلم اسد رجا وان ہو کہ نہ روکے سے رُکے ہمیری اس سے سرو نکسے بعد پری باگ ڈھیلی چو کرے تو دم رفتار ذرا کیا کہ دن مدح ترے فیل کی و فیل نشین ہے مگر سرعت رفتار میں مثل شب وصل آج غور شید گیا برج گل کے اندر کی شنائیں نے غار کی بھی و فیل کی بھی ہو سخی ابن سخی ابن سخی ابن سخی ! تیرا دہے علی ابن ابی طالب سا تو ہے ہم نام امام دہم ای سید پاک تو امیر ابن امیر آپ ہی بالذات وزیر ہی بجا منظم الملک جو پایا ہے خطاب تو سزاوار تھا کہ ہی کبھی تیری ثنا گر قبول اسکو طفیل نبی و آل نبی</p>	<p>افتخار فصحا شمع بلاغت کا نور صاحب جو دو سخا اور شجاع و منصو اسکی شوکت میں زبان اسی مطلع نے ظو پہنچ ہی ہمت حاتم تری ہمت کے حضور خبیثہ دل نے فرحت سے ہوا اسکا معو سامنے آئے اسکے اسکے جو عدو کیا مقدور کا نہیں اسکے سرافیل بھی گر پھونکے صو باد پاک جو ترے وصف کروں کچھ سطو بال کو اسکے تو پہونچے نہ کبھی لکسو حو کو سون ہی وہم و گمان سے بھی لکجائے دو جلد چلنے میں تو صرصر ہے بغفت میں چ طو اگر چہ ظاہر ہیں وہ شب ہی جسے کہے دیو کہتے ہیں دیکھ غار میں تجھے اہل شعور مدح ناکب کی بھی اُسکے نہ کروں کیا سطو تجھ میں ہیں اتنے جو اوصاف نہیں ہی کچھ دو اور نبی نانا وہ محبوب خداوند غفور کیوں نہ ہو خلق حسن تیرا جہان میں مشہور تو سخی اور ترے جد و پدر تجھے منصو ہو گیا سارا بہان عدل و کرم سے معور اور کچھ جھکو قصیدے سے نہیں ہے منظور مانگتا ہوں یہ دعا تجھ سے میں ارب غفور</p>
<p>شاد و خرم رہے یہ فضل سے تیرے جب تک نے عشرت سے یہ میناے فلک ہے معور</p>	

مخمس غزل خود حسب الارشاد امجد علی شاہ بہادر مرحوم

جسے کر یاد ہو اپنا آشیان صیاد	بھلا وہ خاک کے حال بوستان صیاد
عبت عبث تو نہ ہو مجھ سے بدگمان صیاد	کھلی ہر کنج قفس میں مری زبان صیاد
میں ماجرا سے چین کیا کروں بیان صیاد	
خواب تھامے ہمراہ سایہ سان صیاد	چمن میں تھا بھی بن میں دان صیاد
سرخس کے ساتھ ہی پہنچا بہان صیاد	بہان گیا میں گیا دام لیکے دان صیاد
پھر تلاش میں میری کہاں کہاں صیاد	
بتنگ کر یاد نیا کے کارخانے نے	بٹھایا خاک نذرت پہ سرائخانے نے
پھنسیا لاکے کہاں جیغاس نے	دکھایا کنج قفس جگہ آب و دانے نے
وگر نہ دام کہاں میں کہاں صیاد	
کچھ اور عجوبہ شکایت نہیں یہ ہے یہ گلا	ہمار کیا کہ خزانہ میں چھوڑا نہ اک تنکا
عبث یہ اوسم ایجاو کیوں غضب توڑا	اُجاڑا موم گل ہی میں آشیان میرا
اتنی گویا پڑے تجھ پہ آسمان صیاد	
بیان کر نہیں سکتا جو میری حالت ہے	حواس بانٹتے ہوں مجھ پر اک مصیبت ہے
ابھی ہوں تازہ گرفتار زور و دشت ہے	عجیب قہر ہے دچسپاک حکایت ہے
سناؤ رنگ و بلبیل کی داستان صیاد	
تیری ہی قید میں اللہ نے کیا پیدا	یہیں پہ ہوش سنبھالا نکال پر گہر گہرا
بیان کیا کریں واقف ہی جب نہوں اصلا	سنا نہیں کسے کہتے ہیں گل جن کیسیا
قفس کو جانتے ہیں ہمتو آشیان صیاد	
کلام کرتا تو وہ دل کو خوش آتا ہے	سکایت گل و بلبیل مجھے سنا تا ہے
ہر ایک بات میں سو سو طرح لُٹھا تا ہے	اداس دیکھ کے جگمگوچن دکھا تا ہے
کئی برس میں ہوا ہے مزاج دان صیاد	
مٹے تو اب بھی ہیں مذکور بیشتر میرے	وہ تیز پر تھا کہ تھے قاتل تک گذر میرے
براب تو رحم ہی لازم ہے حال پر میرے	رہے نہ قابل پرواز بال و پر میرے

قفس سے اڑ کے مین اب جاؤنگا کہاں صیاد	
خدا گواہ ہے تعریف ہو نہیں سکتی اب اسکی ذات سے اتنی مجھے توقع تھی	زیادہ گھر سے بھی راحت مجھے قفس میں ملی عزیز رکھتا ہے کہ تارے خاطر میں میری
ملا ہے خوبی قیمت سے قدیوان صیاد	
مزاج نازک صیاد سے مجھے تھی یاس جو بو بچھے تو کیا انتہا کامیاب پاس	کہ جی نہ لگتا تھا رہتا تھا رات و دن دوسرا قفس کو شام سے لٹکا کے فرش خواب کی پاس
سنا کیا میری تا صبح داستان صیاد	
میں وہ ہوں رونق گلزار ہر مرے در سے ابھی نہیں ہر ستم گار میری قدر بچھے	اڑنے نغمہ سرائی میں ہوش بلبیل کے کہ رنگا یاد مرے زمر مون کو بعد مرے
ہوں چند روز ترے گھر میں میہمان صیاد	
عزیز رکھتے ہیں سچو ادسا غزل کو صد آفرین ہے مرے صبر اور تحمل کو	بغیر گل نہیں آرام و چین بلبیل کو کہ بھا لگتا نہیں چاک قفس سے بھی گل کو
نوفیہ نامری جانب سے بدنگان صیاد	
مرا خیال ترے دل میں کب گزرتا ہے غرض کہ میری ہلاکت پہ تو بھی مرتا ہے	کبھی نہ مانو نگاہ میں تو خدا سے ڈرتا ہے پروردگو کھول دے ظالم جو بند کرتا ہے
قفس کو لے کے مین ارجاؤنگا کہاں صیاد	
میں وہ ہوں صحن گلستا نین بھرا بستر پھنسو نگا دام میں اگر مجھے تھی یہ خبر	چمن کی سیر میر تھی محک و آٹھ پہر اکہی دیکھی صحبت بر آ رہو کیونکر
زبان دراز ہوں میں اور بد زبان صیاد	
ادھر ہو تا کہ میں کچھ اسنیے ترے سنبھل پھنسا ہی لینے کی ہر فکر میرا بجا بالکل	اُدھر ہے دام بچھا ہے ہوئے محبت گل نگاہیہ قدم آشیان سے او بلبل
لگائے بیٹھے ہیں پھندے جہان تہان صیاد	
اگر چہ میری تھی کی اسنے خانہ بربادی پر اب تو ظلم پہ جلاوٹے کمر باندھی	مگر کبھی نہ کسی روز میں ہوا شاکی چمن میں رکھا نہ بلبل کا نام نہ تک باقی
خدا کرے یوں ہی ہو جاے بے نشان صیاد	

دہ عند لیب خوش بحان ہوں ہر ماسہر	ہزار بار کیا بہت نطق طوطی کا
بہت نہیں اسے ہوتی اگر تیس زور	مرے بیان کو سُن سن کے کا تپ کانپ اٹھتا
غضب یہ ہے کہ سمجھتا نہیں زبان صیاد	
نہ اسکے دام میں آتا میں نہ ہمارا ہے نہ	یہ کشمکش نہ اٹھاتا میں نہ ہمارا ہے نہ
کبھی قریب نہ جاتا میں نہ ہمارا ہے نہ	فریب دانہ نہ کھاتا میں نہ ہمارا ہے نہ
نہ کرتا دام اگر خاک میں ہمارا صیاد	
مخمس بر غزل اجد علی شاہ ہمار	
آج تو رو و نق گلزار مٹاؤ صاحب	کھیلوں میں گل و لالہ کو اڑاؤ صاحب
بلبلین غش کریں وہ روپ بناؤ صاحب	بدن صاف پہ رنگینی دکھاؤ صاحب
وَل ہارے ہو تو گل پھلوتے دکھاؤ صاحب	
حسن کا مرتبہ عالی نہ کھٹاؤ صاحب	اہل سبیش کی نظر سے نہ گراؤ صاحب
عیب اس چاند سے منہ کو نہ لگاؤ صاحب	دراغ دل سے رخ روشن نہ ملاؤ صاحب
مہر کو اتنی شمشید نہ دکھاؤ صاحب	
دل کو اس حسن خدا سے الفت بہت	مردم چشم کو نظارے کی عادت بہت
انہیں قد و کئی قسم تجو محبت بہت	حلقہ چشم کو پابوسی کی حسرت بہت
آٹکھ میں بھی تح یا پوش سماؤ صاحب	
فکر بربادی گلزار مری جان نہ کرو	خاطر جمع کو فری کی بد نشان نہ کرو
قصد ہرگز یہ تھلے نہیں شایان نہ کرو	نا تو ابن عاشق شمشاد کو عریان نہ کرو
طوق قمری کا گر بیان ہو منگاؤ صاحب	
نہ خودی بچانی ہو ایسی کہ نہیں ہوش بجا	منہ شکر کیون نہ ہے غمہ خواہ سونکا بھلا
مصرع قد نے تھارے مجھے دیوانہ کیا	بیت ابرو سے مجھے ولولہ عشق ہوا
چندہ اشعار جو دیوان میں ہوں لاؤ صاحب	
آٹکھ میں بھوٹن جو بڑی آنکھ سے مکوٹھے	رکھے خالق محققین محفوظ نگاہ بد سے
موسے بار یک کر ہے یہ مبادا کچلے	اکہیں بار نظر بد نہ نہ اکت پہ پڑے

بال کی اوٹ میں جانا ہو تو جاؤ صاحب	
حبس کو دیکھو نظر آتا ہے وہ آشفقۂ دماغ	کون ایسا ہی اس اندیشے سے ہی حبس کو فریغ
قد مانند از جو تھے گل ہلے ان سبکے جہر لغ	تیر مرگائے تیرے بھوٹ گئے دیدہ دماغ
بلع عالم میں رکاوٹوں سے رلاؤ صاحب	
دل گرفتہ جو ہوں دل اُنکے تو توڑا نکرو	نظر چشم عنایات کو موڑا نہ کرو
پٹکلے بلع میں آن آن کے پھوڑا نکرو	طفل غنچے کے تو یوں کان مڑوڑا نکرو
خندہ زن ہو کے گلستان کو ہنسناؤ صاحب	
مشفقانہ نوازا یہ اگر چاہتے ہو	کرو سبدا ر کسی فتنہ خواہیدہ کو
خیر بہتر ہے مگر عرض ہمارے بھی سنو	خواب تر گوش ہو انگو نہ رقیہ کو بھوڑو
چشم خواہیدہ کو آہو کی جگاؤ صاحب	
ہم کو معلوم ہو اسے ہی منظور جناب	شکل انسان کے حیوان بھی ہوں نہ خراب
اگر میان یہ ہیں تو کیوں دل نہو حل کھینک لیا	چال اڑا دیکھ اب سامنے پیٹے ہو شراب
کبک کو آگ کا کھانا نہ سکھاؤ صاحب	
کس لیے اتنے سرسیمہ ہو کیوں ہو مضطر	پھیکے تم اتنے نظر باز و نئے جاوگے کدھر
کبھی موقع نہیں ہاتھ آئے گا اس سے بہتر	چشم پوشی نہ کرو بلع میں ہو پیش نظر
آرزو کس کی ہے جانا ہے تو جاؤ صاحب	
ریخ دیتے ہو تم ایجان متاتے ہو ہمیں	ہم ہیں جنگے بھلا کیوں دگ لگاتے ہو ہمیں
آج سے شعلہ عارض کی جلاتے ہو ہمیں	شمع محفل کی طرح جسم دکھاتے ہو ہمیں
ساق سیمین پہ نہ پروانہ بناؤ صاحب	
دیکھو وہ قبلے کی جانب اٹھی ہے بدلی	بات ابھی تو پذیرا ہو اگر عرض مری
موج سے یہاں طوفان بھی ہوتا رہی	میکدے میں تن لاغر مرالے لوسانی
باد بان گشتی سے کا جو بناؤ صاحب	
رند کچھ کچھ جو کرے دخل تو آزرده نہو	ادبا کرتا ہے تائید کلام اسکے سنو
کیجئے اسپہ عمل قول شہنشاہ ہے جو	ماہر و سر پہ چڑھا یا نہ کرو اختر کو
آسمان پر سے زمین پر تو بلاؤ صاحب	

رباعیات		
ہے شام و سحر و دربان ناو علی کافی ہے رند ہر آمرزش جرم	بھولا دو جہان یاد رہی یاد علی مہر علی و ولایے اولاد علی	
یا شیر خدا ترین ہوں فرحت بخشو صدقہ بیمار کمر بلا کا مجھ کو	غم دور کرو سرور و راحت بخشو استاد مسیح جلد صحت بخشو	
گو مالک ملک و مسند و تاج نہیں صد شکر اے رند اپنے خالق کے سوا	پر محبسا غنی جہان میں آج نہیں دنیا میں کسی غیر کا محتاج نہیں	
عید رمضان ہے واہ کیا روز سعید اللہ و زیر ہند کو رکھے شاد	عالم میں ہیں خرمی کے آثار پدید ہر شب ہو شب بارات ہر روز ہو عید	
قطعہ تاریخ وفات والد ماجد غفران مآب سراج الدولہ مرزا غیاث الدین محمد خان بہادر نصرت جنگ		
یون غیاث الدین محمد خان شیر رفت از دنیا سو دار بستا درہمان ماتم بصدیخ و نصیب سال تاریخ وفاتش یا فتم	والد مرحوم من غفران مآب نوحہ کردم در عالمے آخنباب فکر کردم بادل و جان کباب در زمین پنهان شدی اے آفتاب	
قطعہ تاریخ وفات علی بیگ اکبر آبادی صنعت صوری و معنوی		
اے ہم نام حسن آن عاشق نام علی سال تاریخ وفاتش اے جستم از خرد	یون بتاریخ نیم ماہ محرم جان سپرد یکازاد و دود و صند و بیجاہ و سہ سہری شمر د	
قطعہ تاریخ مبارک بلغ این الدولہ بہادر		
وزیر ہند دستور معظم	کہ قاصر مدح میں جسکی قلم ہے	

<p>کریم بامروت اسکی ہے ذات بنایا ہے مبارک باغ اس نے نہیں دنیا میں ایسا باغ دیکھیں کہا دل نے کہ اس گلشن کی تالیخ</p>	<p>دو بحر جو دہے ابر کرم ہے بہار باغ ہستی جس سے کم ہے چمن آراے جنت کی قسم ہے یہی مفتاح قفل رنج و غم ہے</p>
<p>یہ شکر فکر کی بین نے جو اسے رند ندامت نے دی باغ ارم ہے</p>	
<p>قطعہ تالیخ الماس باغ کہ امجد علی شاہ بہادر بہ این الدولہ بخشیدند</p>	
<p>خسرو حجامہ سکندر سپاہ باغ بہ نواب عنایت نمود باغ گو گلشن جنت نظیر از پے تالیخ عنایات او</p>	<p>دیدند در معدن تش لالہ داغ گشت ازین مرودہ دلم باغ نکلت اور راحت روح و دماغ رند جو از فکر گرفتہ سرخ</p>
<p>باتف خوش لہجہ بگوش دلم گفت ہمایون بود الماس باغ</p>	
<p>قطعہ تالیخ وفات عباس مرزا</p>	
<p>جب کہ عباس میرزا مرحوم دی ندامت سے یہ ہاتھ نے</p>	<p>ہوا بزم جہان سے نابیدا آج دلغہ بگر ہوا پیدا</p>
<p>قطعہ تالیخ تولد فرزند امجد علی شاہ بہادر</p>	
<p>اکی چلی کیا نسیم بہاری چمن ڈھلے ہیں چمکتے ہیں بلبل زرا شرنی کا چلن اس قدر ہی ملا خلعت فاحشرہ ہر شجر کو سب عجیبہ کھلتا نہیں کچھ ابھی تک</p>	<p>جو ہر غنچہ دل شکستہ ہوا آج جو گلشن چھانڈے مرودہ تازہ ہوا آج گل یا سمن تک سنہرا ہوا آج جسے دیکھے ہی وہ کھرا ہوا آج یہ سامان کیا بار آہا ہوا آج</p>

<p>یہ ایک یہ مرزدہ دیا خرمی نے چل اٹھ جلد دربار بھانڈرے کر مبارک سلامت کا غل ہر طرف ہے اسی کے تو یمن قدم کا ہی باعث لکھ اک قطعہ تاریخ کا تہنیت میں یہ سنکر پے فکر سال ولادت</p>	<p>تو نگین ہو کیون رند بیٹھا ہوا آج کہ اسباب عشرت مہیا ہوا آج شہنشاہ عالم کے بیٹا ہوا آج جو رنگ زمانہ ہی بدلا ہوا آج جو مقصود ہو ترے دل کا ہوا آج میں آمادہ جان سے سراپا ہوا آج</p>
<p>سر دل سے ہاتھ نے فوراً صدادی خوش اقبال و مسعود پیدا ہوا آج</p>	
<p>قطعہ تاریخ تقرر وزارت بنام مدام الدولہ بہادر</p>	
<p>نواب علی نقی جو ہے خان دلیر تاریخ بتائی اسکی یہ ہاتھ نے</p>	<p>منظور نگاہ بادشاہ عالم کہ رند کہ اب ہے وہ وزیر عظم</p>
<p>تاریخ کتاب انبہ پر شاد</p>	
<p>عہد ملا سے اب تک بہان میں کس نے زاد المعاد ایسی لکھی فکر تاریخ تھی محکو اسے رند</p>	<p>اکثر ہوئے ہیں استاد ہندی جب سے ہوئی ہے بنیاد ہندی بھاتا ہے از بس ایجاد ہندی</p>
<p>ہاتھ پکارا واحد بڑھا کر تصنیف انبہ پر شاد ہندی</p>	
<p>تاریخ تولد فرزند حضور عالم</p>	
<p>زہے شاہ دستور سلطان عالم جو ہیں مجتمع ذات اقدس میں اسکی زہے دست بود و کرم واہ لے فیض دیاحتی نے فرزند دلپند امیں کو</p>	<p>اکہ زیبائے فریاست ہی ہے مروت ہی ہے شجاعت ہی ہے جو حاتم میں تھی وہ سخاوت ہی ہے ولادت جو جو باسعادت ہی ہے</p>

ہوئی فکر تاسخ مولود لازم	مری طبع وقت کفالت یہی ہے
الف لا کے اقبال کا بولہ لاف	گل گلستان وزارت یہی ہے

ت م ت

خاتمہ طبع

حمد و ثناء فرادان کے قابل وہ سخن آفرین حقیقی ہے کہ جس نے کلیات کائنات کو رباعی عناصر اور مخمس جو اس اور سدس حیات اور سبع اخلاک سے لکھیں کیا اور نعمت پیکر ان کے لائق وہ بادشاہ بیت قصیدہ رسالت ہے کہ جس نے قوافی المکاشفہ عشر اور ردیف صحابہ کرام سے مطلع کوئین کو موزون فرمایا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امان بعد بشارت ہو کہ درین و لام دو دیوان فصاحت عنوان از کلام شاعر نازک خیال افشہ شرابے ہند نواب سید محمد خان رشید تلیذ رشید شہنشاہ اقلیم سخن خواجہ آتش مرحوم مطبع نامی منشئی نو لکشو صاحب واقع لکھنؤ میں بہشتی عالی جناب منشئی لکشن ٹرائکن صاحب بھارگو مالک مطبع دایم اقبال ہا ہتمام کیسری اس پر رشید ٹنٹ بار سوم باہ نومبر ۱۹۱۳ء طبع ہوئے

58600

فہرست منتخب دیوانین اردو

یہ وہ دیوانین ہیں جن میں سے اکثر دیوان آپ کو دوسری جگہ نہیں مل سکتے۔
ہر علم و فن کی کتابیں مطبع ہذا میں موجود ہیں فہرست کتب طلب فرما کر ملاحظہ کیجئے فہرست
بلا قیمت روانہ ہوگی۔

ماضی و حال کے پیشوا مانے جاتے ہیں اور زمانہ
ان کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتا ہے۔ اس
کلیات میں ان کا تمام کلام شنوی رباعی قطعات
وغیرہ کے اقسام سے موجود ہے۔ عمر

کلیات سودا جھو کوئی کے بادشاہ اور قصیدہ
کے استاد ہیں میر تقی میر نے بھی ان کو شاعر مانا ہے
ہر قسم کا کلام اس میں موجود ہے اس کا بہت قدیم
نسخہ سے مقابلہ کیا جا رہا ہے اور بہت سادہ کلام
بھی جو پہلے شامل نہ تھا اضافہ کرنے کے بعد خاص
ترتیب سے چھپوایا جا رہا ہے زیر طبع

کلیات صنعت صنائع و بدائع و لفظی معنوی کی
اکثر خوبیاں اس میں دکھائی گئی ہیں۔ ۱۲

کلیات نظیر اکبر آبادی۔ نظیر ہر رنگ میں فروخت
جلد اقسام کا کلام انکی کلیات میں موجود ہے
دیوان وقار مصنفہ رائے کشن کمار صاحب
رئیس بلادی ضلع مراد آباد۔ ۱۰

کلیات صفدر۔ مصنفہ نواب صفدر علی خان صاحب
کلام سادہ اور صاف ہے۔ عمر

دیوان میر حسن دہلوی۔ نہایت درد انگیز کلام ہے
ہر شعر سے استاد اور قادر الکلامی پتی ہے ۶
دیوان مردان صفی۔ تصوف کا رنگ کوٹ کوٹ کر
بھر دیا گیا ہے۔ ۵

اکسیر سخن۔ ہر موسم اور ہر مہینہ کی تعریف نظم میں کہی
گئی ہے یہ کتاب ہندی سے ترجمہ ہوئی از ہمارا جہ
کشن پرشاد صاحب۔ ۵

کلیات ظفر چار جلد۔ کامل دو جلد سنگلاخ
سے سنگلاخ زمینوں میں نہایت روانی کے ساتھ
غزلین لکھی ہیں از ابو ظفر سراج الدین بادشاہ
آخری دہلی۔ ۱۱

انتخاب کلیات ظفر۔ اس میں ظفر کی مشہور شہور
غزلین درج ہیں۔ ۸

کلیات مومن۔ مومن کے کلام کی شوخی مشہور عالم
ہے اس میں انکی شہوات بھی شامل ہیں۔ عمر

دیوان ناسخ۔ استعارات اور تشبیہ میں انکا
کلام اپنی آپ نظیر ہے۔ از شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی
کلیات میر تقی میر۔ تعریف فضول ہے کل شعرا کے

بہارستان اشعار۔ از دیوان رائے کشن کمار حصہ ۱۔ ۴

کلیات وہبی۔ کاغذ و قسم سفید چکنا۔ ۱۲

ایضاً۔ کاغذ سفید بھی پورنشی شیور پشادھن

وہبی۔ ۱۰

دیوان غافل۔ از منور خان صاحب

غافل لکھنؤی۔ ۵

دیوان داغ غیر مطبع اس کی تعریف فضول ہے

یہی وہ کلام ہے جس نے داغ کو فصیح الملک کا

خطاب دلایا۔ پھر

گلزار داغ۔ زبان اور محاورات دہلی کا

معدن ہے۔ پھر

ذولائین مجمع البحرین۔ از

سید مظفر علی اسیر۔

دیوان غالب۔ اس کتاب کو نہایت صحیح کر کے

پتہ تقطیع پر چھاپا گیا ہے آئین ایک چھوٹا سا مقدمہ

بھی ہے جس میں مصنف کی سوانحی درج ہے اور

اس کلام کا اضافہ کیا گیا ہے جو جدید و نکتہ باب

ہوئے کاغذ گندہ۔ ۴

دیوان ذوق خاص میں جدید کلام کا بھی اضافہ

کیا گیا ہے۔ ۱۲

دیوان امیر موسوم بہ مرآۃ الغیب۔ منشی امیر محمد

مرحوم کی پہلی شاعری کا رنگ ملاحظہ فرمانا ہو تو مرآۃ

دیکھیے۔ صنم خانہ جو آپ کا دوسرا دیوان ہے اس سے

اسکا رنگ بالکل جڑا ہے۔ عمر

کلیات رعب۔ یہ وہ دیوان ہے جس کی آج

اطراف عالم میں دھوم ہے مولوی محمد حنیف علی

رعب مرحوم۔ ایک زبردست عالم ہونے کے علاوہ

نہایت زبردست شاعر بھی تھے اس میں ہر رنگ کی

غزلیں ہیں طرز جدید اور قدیم قصائد منووی نظمیں سب

جمع کی گئی ہیں۔ اول میں مصنف کا عکسی فوٹو اور

مربع دیوان کی تصویر عکسی ہے۔ عمر

بہارستان سخن۔ آئین ناسخ اور آتش کا بادی

غزلوں سے تینوں کی طبیعت کا موازنہ کیا گیا ہے۔ 4

شرح یوسفی دیوان حافظ۔ مصنف نے مشکل

شعروں اور مشکل غزلوں کی تشریح کی ہے مصنفہ

محمد یوسف علی شاہ صاحب۔ ۶

دیوان نعت سروری۔ اس میں کل غزلیات

جناب رسالت اکبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت

میں ہیں مصنفہ غلام سرور صاحب لاہوری۔ ۵

صنم خانہ عشق۔ یعنی منشی امیر احمد صفا امیر مینائی

کا دیوان مطبوعہ عمر۔ عمر

Checked

1987

المشاہد

مینجرو لکھنؤ پریس صیغہ بکڈ پو لکھنؤ